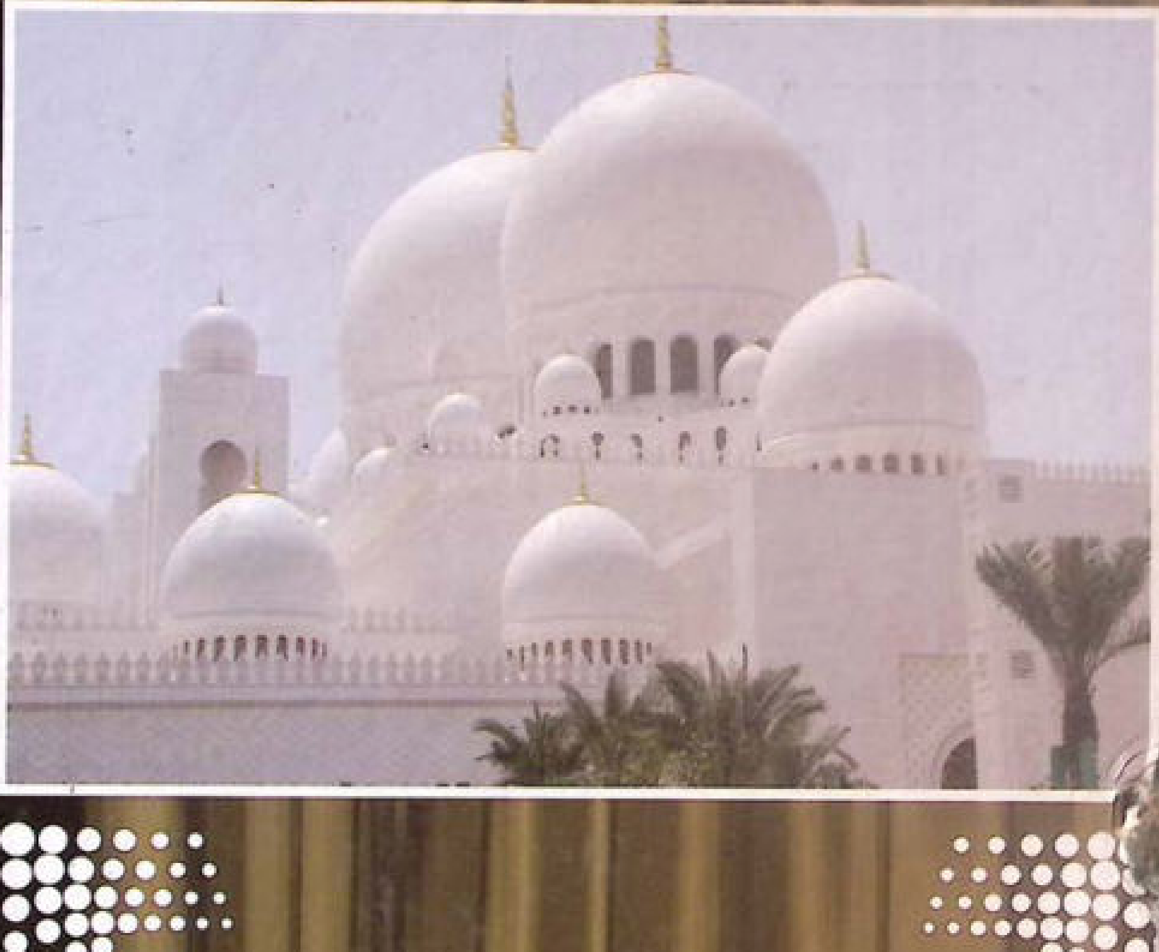
الدّمعة السّاکبه

جلد سوئم

مولف: آقائے محمد باقر دہشتی بہبانی نجفی



ولی العصر ٹرسٹ

الدّمعة الساکبة
جلد ۳

اُردو ترجمہ

مولف

آقائے محمد باقر دہشتی بہبانی نجفی
اعلی اللہ مقامہ

مترجم

مولانا بلال حسین جعفری

نظر ثانی۔ تصحیح مکرر
مولانا فیاض حسین جعفری

ناشر
افتخار بک (رجسٹرڈ) ڈپو اسلام پورہ لاہور

الدمعۃ الساکبۃ

(اردو) ج ۳

تالیف — عالم، محقق، فاضل محمد باقر بن عبدالکریم البہبانی نجفی م: ۱۲۸۵ھ

ترجمہ — مولانا بلال حسین جعفری (قم)

تصحیح — زاہد علی ہندی جلال پوری

نظر ثانی — تصحیح مکرر، مولانا فیاض حسین جعفری

ناشر — افتخار بک ڈپو لاہور اسلام پورہ

تاریخ — ۱۰ ذیقعد ۱۴۲۸ھ ق

تعداد — ۵۰۰

کمپوزنگ — سیّد اظہر حسین جعفری

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

الدمعۃ الساکبۃ ''بہنے والے آنسو'' نامی کتاب کریمہ اہلبیت حضرت فاطمہ معصومہ قم علیہا السلام کی خدمت میں ان کے والد بزرگوار اسیر بغداد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور ان کے بھائی غریب خراسان، ضامن آہو امام علی رضا علیہ السلام کے نام۔

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
نواں باب:۔ امام موسیٰ کاظمؑ کے حالات زندگی	۸
پہلی فصل:۔ امام کی ولادت باسعادت، تاریخ ولادت، کنیت والقاب	۸
امام موسیٰ کاظمؑ کی ولادت کا عجیب واقعہ	۹
امامؑ کا نسب	۱۳
دوسری فصل:۔ امامؑ کی امامت پر دلائل وروایات	۱۴
تیسری فصل:۔ امامؑ کے بعض فضائل ومناقب اور معجزے	۱۹
منصور کی موت	۲۴
اپنے ماننے والوں کو امامؑ ہدایت کرتے ہیں	۲۵
امامؑ کا لونڈی کے فریب سے مطلع کرنا	۲۶
خدا مفضل پر رحمت کرے	۲۷
غیب کی خبر دینا	۲۹
امام موسیٰ کاظمؑ کا غیب کی خبر دینا	۳۰
امام موسیٰ کاظمؑ کی صالح بن واقد طبری پر عنایت	۳۱
مردے کو زندہ کرنا۔	۳۳
امامؑ کا ایک آدمی کیلئے دعا کرنا	۳۴
جاثلیق مسیحی کا امام موسیٰ کاظمؑ کے ہاتھوں مسلمان ہونا	۳۶
امامؑ کا پرندوں اور حیوانوں سے گفتگو کرنا	۳۷
درخت کا امامؑ کے پاس آنا	۳۸
امامؑ کا غیب سے مطلع کرنا	۳۹
امامؑ کا طی الارض مدینہ سے رمسہ کی طرف جانا	۴۱
امامؑ کے حکم سے ایک بادل کا ایک مومن کو یمن سے طالقان لے جانا	۴۲
شیر کی تصویر کا جادوگر کو کھا جانا	۴۴
مفید بحث: ایک مسیحی کا امام موسیٰ کاظمؑ کے محضر میں مسلمان ہونا	۴۵
چوتھی فصل: امام موسیٰ کاظمؑ کے بعض اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ	۵۱
امام موسیٰ کاظمؑ کی تبلیغ کا طریقہ	۵۶
کاشتکاری اور امام موسیٰ کاظمؑ	۵۷
پانچویں فصل: امامؑ کے بعض مناظرے ظالم حکمرانوں کے ساتھ	۵۸
ابویوسف کا امام موسیٰ کاظمؑ سے شکست کھانا	۵۹
قرآن میں تحریم شراب	۶۰
حضرت کے ارشادات	۶۲
حادثہ فخ	۶۳
امام صادقؑ نے ۳۰ رگواہ اسماعیل کے مردہ ہونے پر قائم کئے	۶۴
یحییٰ بن خالد کے نام امام موسیٰ کاظمؑ کا خط	۶۵
امامؑ کا ایک کسان پر لطف	۶۶
نماز کی حالت میں دوسروں کی مدد	۶۷
امام موسیٰ کاظمؑ کے بارے میں مامون رشید کا نظریہ	۷۱
امامؑ کا ابوحنیفہ سے مناظرہ	۷۵
امام موسیٰ کاظمؑ کا ہارون سے مناظرہ	۷۸
عباس رسول کے چچا وراثت کے حق دار نہیں	۷۹
حضرت عباس رسول کے چچا نے ہجرت نہ کی	۸۰
امام موسیٰ کاظمؑ کی ہارون سے قاطعانہ گفتگو	۸۱
فدک کے حدود کی تعیین	۸۲

عنوان	صفحہ نمبر
وحشی درندوں کے سامنے امام موسیٰؑ کا حکم	۸۳
چھٹی فصل: تاریخ شہادت، مدفن، قید میں جو معجزے ظاہر ہوئے، کیفیت شہادت	۸۷
امامؑ کو قید میں رکھنے اور زہر دینے کا سبب	۸۹
امام موسیٰ بن جعفرؑ عیسیٰ بن جعفر کے زندان میں	۹۴
ہارون رشید کا امامؑ کو رہا کرنا	۹۸
حضرت کی دعا قید سے نجات کے بارے میں	۹۹
امامؑ کے حکم سے دیوار پر شیر کی تصویر کا افسوں گر کو چیر پھاڑ دینا	۱۰۰
ہارون کی لونڈی کا امامؑ کو دیکھ کر عبادت کے لئے تیار ہو جانا	۱۰۲
ایک ابرومند فقیر پر امامؑ کا لطف	۱۰۳
ہارون کا امامؑ کو مسموم کرنا	۱۰۵
بغداد کی طرف امامؑ کی منتقلی	۱۰۷
شہادت امام موسیٰؑ کا حکم	۱۰۸
امامؑ کا جنازہ پل بغداد پر	۱۱۰
بچگانہ کھیل کی بجائے امامؑ کا معنوی استفادہ کرنا	۱۱۱
تواضع بھی اور ضرورت کے لئے ذخیرہ	۱۱۲
امامؑ کا سندی بن شاہک کو بلانا	۱۱۳
دست بند لو اور خدا کا شکر کرو	۱۱۷
خاتمہ: امامؑ کی اولاد اور ان کے نام اور ظلم و ستم	۱۱۸
بیٹے + بیٹیاں + بیٹوں کے نام + بیٹیوں کے نام	۱۱۹
قتل و غارت کا خطرناک حکم	۱۲۰
دسواں باب: امام علی رضاؑ کے حالات زندگی	۱۲۲
پہلی فصل: نام گرامی، ولادت، القاب و کنیت اور انگوٹھی کا نقش	
امام رضاؑ کو رضا کیوں کہتے ہیں	۱۲۷
دوسری فصل: امام رضاؑ کی امامت پر روایات	۱۳۰
تیسری فصل: امامؑ کے معجزے، غیب کی خبریں	۱۳۹
ایک مقروض پر خاص عنایت	۱۴۲
ایک واقفی کا انجام	۱۵۷
بصرہ و کوفہ میں ورود، مختلف مذاہب کے علماء سے مناظرہ	۱۶۰
امام رضاؑ اہواز میں	۱۶۷
مامون کے سوالات امام رضاؑ کے جوابات	۱۷۱
مامون کا امام رضاؑ سے عدم عصمت انبیاء پر مناظرہ	۱۷۲
امام رضاؑ کا ایک منکر خدا سے مناظرہ	۱۷۵
امام رضاؑ اور شیر قالین	۱۷۶
مامون رشید اور امام رضاؑ	۱۷۷
امام رضاؑ کا نیشاپور میں ورود	۱۹۸
حروف تہجی اور امام رضاؑ	۲۰۴
امام رضاؑ سے خدا کی زیارت کے متعلق سوال	۲۰۶
توحید کے بارے میں امامؑ کی گفتگو	۲۱۱
واجب نمازیں، سنت نمازیں	۲۲۱
نماز قصر، زکات واجب، حیض	۲۲۲
زکوٰۃ، فرائض	۲۲۳
شراب کی حرمت، بڑے گناہ	۲۲۵

عنوان	صفحہ نمبر
مفید تتمہ: طب امام رضاؑ معروف رسالہ ذہبیہ	۲۲۸
پیغمبر اکرمؐ کا امام علیؑ کو کھانے کا دستور دینا	۲۳۱
کھانے کے بعد شراب کا استعمال اور اس کی صفت	۲۳۳
استعمال کرنے کا طریقہ اور فائدہ	
انسانی طبیعت کے حالات عمر کے لحاظ سے	۲۳۵
بعض بیماریوں کی علت	۲۳۶
چوتھی فصل: امامؑ سے تقرب کی خاطر مامون کا اہل سنت سے مناظرہ	۲۳۸
مامون کا مناظرہ اہل کلام سے	۲۵۱
امامؑ کا مرو میں ورود اور لوگوں کا عہد ولایت کے ساتھ بیعت کرنا	۲۶۳
امامؑ کے جواب ایک اعتراض آمیز آدمی کے لئے	۲۶۵
مامون رشید کی مجلس مشاورت	۲۶۶
شہر خراسان میں نزول اجلال	۲۶۷
شہر طوس میں آپ کا ورود	۲۶۸

عنوان	صفحہ نمبر
امام رضاؑ کا عاشورہ میں مجلس شہداء کا برپا کرنا	۲۶۹
پانچویں فصل: شعرائے کرام کہ جنھوں نے امامؑ کی مدح میں اشعار کہے	۲۷۰
دعبل خزاعی	۲۷۲
چھٹی فصل: امامؑ کی شہادت کے متعلق ان کے آباء واجداد کی روایات	۲۸۷
ساتویں فصل: وہ اسباب کہ جن کی وجہ سے مامون نے امامؑ کو زہر دیا	۲۹۱
آٹھویں فصل: کیفیت شہادت، غسل، دفن اور مدت امامت	۲۹۴
امام رضاؑ کی شہادت	۳۰۴
نویں فصل: امام رضاؑ کی شان میں مرثیے	۳۰۹
خاتمہ	۳۱۲
وصیت نامہ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ	۳۱۷
ہارون کی فوج امام رضاؑ کے گھر	۳۱۹
تیسرا مطلب: امامؑ کی زیارت کرنے کا ثواب	۳۳۰
کیفیت زیارت	۳۳۶

حضرت باقر العلوم علیہ السلام کا فرمان واجب الاذعان

امام نے فرمایا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ ....!

تمہیں اور تمہارے اعمال وافعال کو دیکھنے والی ہماری آنکھیں اور سننے والے کان نہیں ہیں اگر ایسا سمجھتے ہو تو کتنی بری بات ہے۔ خدا کی قسم تمہارے اعمال میں سے کوئی چیز ہم سے پوشیدہ نہیں تم یہ سمجھ لو کہ تمہارے سامنے وجود رہتے ہیں اپنے آپ کو نیک کاموں کا عادی بناؤ اور نیکی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ میں اپنے فرزند کو اور اپنے تمام شیعوں کو اسی کا حکم دیتا ہوں۔

نواں باب

امام موسی کاظم علیہ السلام کے حالات زندگی

پہلی فصل

امام کی مادر گرامی کے حالات، تاریخ ولادت، کنیت والقاب

امامؑ کی مادر گرامی کے حالات:

بحار میں مناقب سے منقول ہے کہ آپ کی مادر گرامی کا نام حمیدہ تھا جو صاعد بربری کی بیٹی تھیں۔ انکو اندلسیہ ام ولد کہا جاتا ہے ان کی کنیت لؤلؤ تھی۔

صدوق علیہ الرحمۃ نے عیون میں اسحاق و محمد کی بہن کہا کہ جو جعفر بن محمد کے بیٹے تھے۔ علی بن عیسی اربلی نے کشف الغمہ میں ابن خشاب سے نقل کیا ہے انکا نام ام اسحاق اور فاطمہ علیہا السلام تھا۔

مرحوم کلینی نے اصول کافی میں معلی بن خنیس سے نقل کیا ہے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حمیدہ عورتوں کی نجاست و پلیدی سے پاک تھیں جیسے سونے کا کندن ہوتا وہ ہمیشہ صاحب کرامت تھیں یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے مجھے یہ کرامت و سعادت ان کے ذریعہ سے نصیب ہوئی یعنی امام موسی کاظم علیہ السلام کی ولادت ہوئی) وہ میرے بعد حجت ہیں۔

اصول کافی میں عیسی بن الرحمن اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں:

ابن عکاشہ بن محصن اسدی امام باقرؑ کے پاس آئے تو اس وقت وہ ان کے پاس کھڑے تھے ان کے سامنے انگور تھے تو امام نے کہا ایک ایک دانہ یا بوڑھا کھاتا ہے یا بچہ اور تین تین چار چار جو کھائے وہ سیر نہیں ہوتا اور سب انگور کے دانوں کو دو دو کر کے کھانا مستحب ہے تو اس نے امام سے کہا آپ کس لئے امام صادق علیہ السلام کی شادی نہیں کرتے تو امام نے شادی

کرنے کا ارادہ کیا اور فرمایا جو سامنے مہر شدہ زر کی تھیلی پڑی ہے لو اور ایک آدمی نخاس اہل بربر سے آئے گا (یہ ایسی قوم ہے جو دین کے باغی اور کم علم رکھنے والے ہیں) وہ دار میمون پر آئے تو تم اس سے اس تھیلی کے ذریعہ ایک کنیز خریدنا۔

راوی کہتا ہے: امام نے فرمایا: اس مقام پر آچکا ہے تم جاؤ اور اس سے وہ کنیز خرید کرو راوی کہتا ہے ہم نخاس کے پاس آئے تو اس نے کہا میرے پاس دو لونڈیاں ہیں کہ جو مریض ہیں ہم نے کہا انکو باہر نکالو ہم دیکھتے ہیں جب اس نے باہر نکالا تو ہم نے کہا کتنے میں بیچو گے تو اس نے کہا ستر دینار میں تو ہم نے کہا کیا کم نہیں ہو سکتے تو کہنے لگا میں ستر سے کمتر میں نہیں بیچوں گا ہم نے اسے کہا اس تھیلی میں جو کچھ ہے ہمیں نہیں معلوم تو اس کے پاس ایک بوڑھا سفید ریش بیٹھا تھا کہا اس کو نکالو نخاس نے کہا نہیں اگر ایک دینار بھی کم ہوگا تو میں نہیں بیچوں گا تو اس بوڑھے نے کہا میرے قریب آؤ ہم اس کے قریب گئے اور تھیلی سے دینار نکالے تو وہ ستر تھے نہ کم نہ زیادہ ہم نے اس سے کنیز خریدی اور امام کے پاس آئے امام نے حمد و ثنا کے بعد اس کنیز سے فرمایا:

تیرا نام کیا ہے؟

تو کنیز نے کہا: میرا نام حمیدہ ہے۔

امام نے فرمایا: تم دنیا میں حمیدہ اور آخرت میں محمودہ ہو پھر امام نے فرمایا تم باکرہ ہو (غیر شادی شدہ) ہو تو اس نے کہا میں باکرہ ہوں۔

امام نے فرمایا: تم کیسے باکرہ رہ گئیں جبکہ یہ لوگ کسی کو نہیں چھوڑتے تو حمیدہ نے عرض کیا ایک مرد میرے پاس آیا لیکن عورتوں کی علامات مجھ میں نہ پاکر چھوڑ دیا پھر ایک سفید ریش بوڑھا آدمی کہ جس کو خدا نے اس پر مسلط کیا تو حضرت باقرؑ نے فرمایا: اے جعفر لو یہ تمہاری بیوی ہے اس سے بہترین بچہ جس کا نام موسیٰ کاظم پیدا ہوگا جو اہل زمین سے افضل ہوگا۔ قطب راوندی نے خرائج میں ایک مرسل روایت عیسیٰ بن عبدالرحمن سے اسی طرح تھوڑے سے فرق کے ساتھ ذکر کی ہے

امام موسیٰ کاظمؑ کی ولادت کا عجیب واقعہ

اصول کافی تفسیر میں ابو بصیر فرماتے ہیں کہ ابواء کے مقام پر امام کی ولادت ہوئی کہ جب ہم حج کے مراسم ادا کرنے کیلئے اسی سال امام صادقؑ کے ساتھ ابواء کے مقام پر ٹھہرے۔

ابواء کی وہ صبح یعنی کیا عجب صبح تھی اس کا رنگ ہی کچھ اور تھا) آفتاب کی سنہری شعاعوں نے درختوں کو کرتک طلائی لباس پہنا رکھا تھا اور مٹی کے در و دیوار پر اس کا عکس عجب دل فریب منظر کی ترجمانی کر رہا تھا گھروں سے چراگاہ کی جانب جاتے ہوئے اونٹ اور گوسفندوں کی صدائیں دل کو لبھا رہی تھیں، صبح کی تازگی دل و دماغ میں بیٹھی جا رہی تھی، اور ادھر دور تالاب کے کنارے گاؤں کی عورتیں شیریں پانی گھڑوں اور مشکوں میں بھر رہی تھیں، نسیم صبح اٹھکیلیاں کر رہی تھی حسین

اور خوشنما طائر ادھر اُدھر اڑ کر نسیم صبح کا مزہ لوٹ رہے تھے اور دیکھتے دیکھتے پانی میں غوطہ زن ہو جاتے جیسے کہ گرمی سے ان کے سینے کباب ہو گئے ہوں۔

تالاب کے اس کنارے ایک قبر کے سرہانے ایک کھجور کا درخت ایک عظیم تاریخ کی یاد دلا رہا تھا، سائے کی چادر پوری قبر پر پڑی ہوئی تھی، اس قبر پر ایک عورت جھکی ہوئی کچھ راز و نیاز کی باتیں کر رہی تھی اور پھر اس نے آہستہ آہستہ اس قبر پر اپنے رخسار رکھ دیئے وہ چپکے چپکے رو رہی تھی اور کچھ کہے جا رہی تھی، نسیم صبح کی زبانی جو الفاظ معلوم ہوئے شاید وہ یہ تھے۔

اے پیغمبر اسلام کی والدہ ماجدہ آمنہ ہزاروں سلام ہوں تمہاری روح پاک پر اے عظیم المرتبت خاتون جو اپنے وطن سے دور دفن کی گئیں میں حمیدہ آپ کی بہو ہوں۔ آپ کی ایک امانت اپنے شکم میں چھپائے ہوئے ہوں۔ شام سے جو حالت ہو رہی ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کل تک یہ امانت آپ کے فرزند کے حوالے کر دوں گی اے بابرکت گاؤں (کہ جو مدینہ سے تیس میل کے فاصلے پر تھا) میں جس میں آپ ابدی نیند سو رہی ہیں اے بلند مرتبہ خاتون آپ کے فرزند نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میرا یہ فرزند آپ کے فرزند ارجمند حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتواں جانشین ہو گا آپ خدا کی بارگاہ میں دعا فرمایئے کہ میں اس فرزند کو صحیح و سالم آپ کے فرزند کے حوالے کر سکوں۔

اب آفتاب بلند ہو چکا تھا اور اس کی شعاعیں قبر پر پڑ رہی تھیں۔ حمیدہ دھیرے دھیرے اٹھیں اپنے کپڑے کو جھکا دیا تاکہ کپڑے میں لگی ہوئی خاک صاف ہو جائے۔ پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھائی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئیں۔

کچھ دیر بعد آفتاب تھوڑا اور بلند ہوا۔ ابواء کے صاف شفاف آسمان کے نوری چشمے میں گاؤں کے کبوتر غوطے لگا رہے تھے۔ عورتیں جلدی جلدی ادھر اُدھر جانے لگیں۔ اتنے میں دو عورتیں مٹکے لیے تالاب پر آئیں اور جلدی جلدی پانی بھرنے لگیں۔ وہ ایک دوسرے سے کہہ رہی تھیں۔

بہن! لوگ کہہ رہے ہیں کہ جب امام صادق علیہ السلام کے کانوں تک اس تازہ مولود کی خبر پہونچی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: (میرے جانشین، ساتویں رہبر اور بہترین خلق خدا کی ولادت ہوئی ہے) امام صادق علیہ السلام نے ہم کو ناشتہ دیا ہم ناشتہ کھانے میں مشغول تھے کہ حضرت حمیدہ نے امام کی طرف کسی کو بھیجا جب حضرت حمیدہ کی حالت بتائی تو امام جلدی سے اٹھے اور حمیدہ کے پاس آئے پھر جب واپس اصحاب کے پاس تشریف لائے تو اصحاب نے عرض کیا یا بن رسول اللہ ہم آپ پر فدا ہوں حضرت حمیدہ کو کیا ہوا ہے؟

تو آپ نے فرمایا خدا اس کو سلامت رکھے خدا نے مجھے فرزند عطا فرمایا ہے کہ جو مخلوق خدا سے بہتر و برتر ہے حمیدہ نے جس کے بارے میں مجھے خبر دی ہے کہ جس سے میں اگاہ ہوں ابوبصیر نے کہا آپ پر قربان ہو جاؤں وہ خبر کیا تھی؟

امام نے فرمایا کہ حمیدہ نے مجھ سے کہا کہ جب بچہ متولد ہوا تو اپنے ہاتھ زمین پر رکھے اور سر آسمان کیطرف بلند

کیا۔ میں نے اسے کہا یہ کام رسول اور اسکے وصی کی نشانی ہے کہ جو اسکے بعد ہے۔

ابو بصیر نے کہا مولا وضاحت فرمائیں کہ یہ کام رسول خدا ﷺ اور اسکے بعد انکے وصی کی کیسے علامت ونشانی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ایک رات میرے جد امجد امام سجاد کا ظہور ٹھہرا تو ایک فرشتہ ایک شربت کا بھرا ہوا ظرف امام حسین علیہ السلام کے پاس لایا کہ جو پانی سے زیادہ روان مکھن سے زیادہ نرم شہد سے زیادہ شیریں برف سے زیادہ ٹھنڈا دودھ سے زیادہ سفید تھا انھوں نے نوش فرمایا اس کے بعد اپنی بیوی سے نزدیکی کی اس سے میرے جد امام سجاد کا ظہور ٹھہرا میرے باپ کے نطفہ ٹھہرنے کی طرح میرا نطفہ ٹھہرنے میں بھی ایسا ہی ہوا جب میرے بیٹے (کاظم علیہ السلام) کا وقت آیا تو ایک فرشتہ میرے پاس آیا وہی شربت لایا میں نے اسے نوش کیا اور اپنی بیوی سے نزدیکی کی تو یہی میرے بیٹے (کاظم) کا ظہور ٹھہرا جو ابھی متولد ہوا ہے۔

اس بنا پر میں، بہت خوشحال ہوں میرے اس بیٹے کی طرف توجہ کرو اور جان لو کہ خدا کی قسم میرے بعد تم پر حجت و امام ہیں یہ وہی کلمہ خدا ہیں کہ جب بطن مادر سے باہر آئے تو زمین پر ہاتھ رکھے آسمان کی طرف سر بلند کیا ہاتھ کو زمین پر رکھنا یہ علامت ہے کہ خدا نے ہر علم کو آسمان سے زمین پر بھیجا کہ وہ دریافت کرے اور آسمان کی طرف سر بلند کرنا یہ علامت ہے کہ ندا دینے والے عرش میں خدا کی جانب سے افق اعلیٰ پر انکو انکے باپ کے ساتھ آواز دے رہا ہوں۔

اے فلاں بن فلاں حق راہ پر ثابت قدم رہنا کہ امانت استوار رکھو مخلوق سے انکو برگزیدہ کیا خدا نے انکو اپنے علم کا مخزن اور راز دار بنایا اور زمین پر اپنا جانشین قرار دیا جو بھی انکو اپنا راہبر مانے گا اور پیروی کرے گا میری رحمت اس پر واجب ہے اور میری جنت اس کیلئے ضروری ہے اسکو اپنی رحمت کے جوار میں رکھونگا اور مجھے میری عزت وجلالت کی قسم جو بھی ان سے دشمنی کریگا اسکو سخت عذاب دونگا اگر چہ وہ دنیا میں میری وسیع رحمت کے سائے میں رہا ہو۔ جب ندا دینے والے کی ندا ختم ہوئی امام اس حال میں کہ زمین پر ہاتھ رکھا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور جواب دیا۔

شهد الله لا اله الا هو والملائكة و أولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم.

جب امام یہ کہتا ہے تو خدا انکو اول وآخر کا علم عطا کرتا ہے اور انکو روح اعظم کی زیارت کے لائق قرار دیتا ہے۔

ابو بصیر نے کہا مولا یہ روح وہی جبرائیل کی ہے؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ روح جبرائیل سے بھی بزرگتر ہے جبرائیل فرشتوں سے ہے اور روح فرشتوں سے بالاتر

و بزرگتر ہے۔

کیا نہیں جانتے کہ خدا فرماتا ہے: تنزل الملائکۃ والروح کہ فرشتے اور روح شب قدر میں نازل ہوتے ہیں (اس ایت کی رو سے فرشتے اور ہے اور روح اور ہے کیونکہ فرشتوں کے ذکر کے بعد روح کا ذکر ہے۔

شاید علم اول سے مراد سابقہ انبیاء کے علوم اور علم آخر سے مراد رسول خدا ﷺ خاتم الانبیاء کے علوم ہوں اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ علم اول سے مراد افرینش واسرار خدا اور قوانین شریعت اور علم آخر سے مراد قیامت، بہشت، برزخ اور مابعد الموت کا علم مراد ہو اور زمین پر ہاتھ رکھنا یہ ہے تمام علوم کے ملنے سے اور اس مذکورہ آیت کی قرأت کرنا دلیل ہے انکے علم کی زیادتی کا [1] امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت پر لوگوں کو تین دن کھانا کھلایا گیا۔

احمد بن ابو عبداللہ برقی اپنی کتاب محاسن میں منہال قصاب سے نقل کرتا ہے کہ منہال کہتا ہے کہ جب میں نے مکہ سے مدینہ جانے کیلئے حرکت کی تو راستے میں ابواء کے مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ امام صادق علیہ السلام کے ہاں فرزند ہوا ہے میں جلدی سے مدینہ آیا امام مجھ سے ایک دن بعد تشریف لائے اور لوگوں کو تین دن تک کھانا دیا میں نے بھی تین دن امام کے دسترخواں پر کھانا تناول کیا تیسرے دن کے بعد پھر مجھے کھانے کی طلب نہ ہوئی۔ اس پر سیر ہو گیا اپنے بازو کو سرہانہ بنا کر سو گیا دوسرے دن تک غذا کی ضرورت محسوس نہ کی۔

کافی میں ہے کہ امام کی ولادت ابواء کے مقام پر سن 128 ہجری میں ہوئی۔ اور بعض نے 129 ہجری ذکر کی ہے انکی ماں ام ولد کہ جن کو حمیدہ کہا جاتا ہے ارشاد میں ہے کہ امام کی ولادت ابواء کے مقام پر 128 ہجری میں ہوئی انکی والدہ ماجدہ کو ام ولد، حمیدہ بربریہ کہا جاتا ہے۔ دروس میں ہے کہ 128 ہجری اور ایک قول 129 ہجری اتوار کے دن سات صفر کو ولادت ہوئی۔ بحار میں مناقب سے منقول ہے کہ ابواء کہ جو مکہ و مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے اتوار کے دن 128 ہجری ماہ صفر سے سات دن پہلے امام کی ولادت ہوئی کہ جب منصور دوانیقی کی حکومت کے کچھ دن باقی تھے۔ پھر مہدی عباسی حکمران ہوا کہ جو دس سال ایک ماہ کچھ دن رہا پھر ہادی عباسی ایک سال پندرہ دن حکمران تھا پندرہ سال گزرنے کے بعد ہارون رشید حکمران بنا تو اس ملعون نے سندی کے ذریعہ سے امام کو جمعہ کے دن ماہ رجب میں زہر سے شہید کیا ایک قول ہے کہ امام کی شہادت 25 رجب 183 ہجری کو ہوئی ایک قول کے مطابق 186 ہجری امام نے اپنے والد بزرگوار کے ساتھ بیس سال گزارے ایک قول ہے کہ انیس سال گزارے امام اپنے والد بزرگوار کے بعد پینتیس 35 سال امامت کے گزارے بیس سال کی عمر میں امام منصب امامت پر فائز تھے۔ امام کو بغداد میں شہادت کے بعد قبرستان قریش

---

[1] اصول کافی ج ۱ ص ۳۸۵ و ۳۸۶

میں دفن کیا گیا کہ جو اب باب الحوائج کے نام سے معروف ہے امام کی عمر پچالیس 45 سال تھی۔

امام کا نسب

محمد بن طلحہ شافعی اپنی کتاب مطالب السئول میں کہتا ہے! کہ امام کی ولادت ابواء کے مقام پر سن 128 ہجری میں ہوئی ایک قول 129 ہجری ہے۔ امام کا نسب، باپ، امام جعفر الصادق بن محمد الباقر ماں ام ولد حمیدہ بربریہ آپ کا نام مبارک موسیٰ کنیت ابوالحسن ایک قول ابو اسماعیل ہے آپ کے القاب متعدد ہیں ان میں سے ایک کاظم کہ جو زیادہ مشہور ہے صابر، صالح، اور امین بھی ان کے القاب ہیں۔

مرحوم صدوق ؒ معانی الاخبار میں ذکر کرتے ہیں کہ امام کا نام موسیٰ بن جعفر کاظم ؑ اس لیے تھا کہ وہ اپنے علم کے باوجود غصے کو پی جاتے تھے۔

امام کے مال کو طمع ولالچ کی وجہ سے جنہوں نے انکار کیا امام نے ان سے غصہ نہیں کیا۔ علل الشرائع میں ربیع بن عبدالرحمن کہتا ہے کہ خدا کی قسم امام کاظم ؑ اپنی امامت کے وقت اور اسکے بعد جنہوں نے انکا انکار کیا امام نے ان پر غصہ ظاہر نہیں کیا باوجودیکہ امام جانتے تھے کہ کن لوگوں نے مال امام دینا ہے خاموشی اختیار فرمائی اس لیے وہ کاظم ہیں ارشاد شیخ مفید ؒ میں ہے کہ انکی کنیت ابوابراہیم، ابوالحسن اور ابوعلی تھی اور آپ عبد صالح کے نام سے معروف تھے آپ کی صفت کاظم تھی۔

بحار میں مناقب سے منقول ہے کہ آپؑ کی کنیت ابوالحسن اول ابوالحسن ماضی، ابوابراہیم، ابوعلی ہے اور آپ عبد الصالح نفس الزکیہ، زین المجتہدین، وصی، صابر، امین، زاہر یعنی آپؑ روشن اخلاق کے مالک تھے اور آپ کا کرم واضح و روشن تھا اور کاظم انکا لقب اس لیے تھا کہ غصے کو پی جاتے اپنی آنکھوں کو نیچا رکھتے ان ظالموں سے جنہوں نے ان پر ظلم کیا اور کاظم اس لیے تھے کہ خوف وغم سے بھرے رہتے۔

امام کاظم ؑ اس لیے تھے کہ اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانپے رکھتے تنگ کوئیں کو کاظم کہتے ہیں اور بھری ہوئی مشک کو بھی کہا جاتا ہے اور اظہر من الشمس ہے کہ غصے میں گرم مزاج ہونے کی وجہ سے آدمی کا ایک چوتھائی حصہ ختم ہو جاتا ہے اور داڑھی سفید ہو جاتی ہے۔

فصول المہمہ میں امام کی انگوٹھی کا نقش الملک اللہ وحدہ لکھا ہے۔ صدوق ؒ عیون اخبار الرضا میں اور امالی میں حسین بن خالد سے نقل کیا ہے کہ امام رضا ؑ نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار کی انگوٹھی کا نقش **حسبی اللہ وفیہ وردۃ وھلال فی العلاہ**) تھا۔

دوسری فصل امام کی امامت پر دلائل وروایات

آئمہ معصومین علیہ السلام ہمیشہ اپنی زندگی میں اپنے جانشین کا تعارف کراتے رہے اور لوگوں کو بتاتے رہے کہ میرے بعد تمہارے رہبر و امام یہ ہونگے۔ اپنے جانشین کا نام، لقب اور صفات سب بیان کرتے رہے تاکہ لوگ پریشان و سرگردان نہ رہیں اور امامت کے جھوٹے خواہاں غلط فائدہ نہ اٹھانے پائیں یہی سب باتیں امام صادق علیہ السلام نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے لئے فرمائیں اگرچہ ہر موڑ پر حکومت کا سخت سامنا کرنا پڑا مگر امام صادق نے اپنے جانشین کا اعلان کیا اور انکے القاب و صفات بیان فرمائے کہ جس کے چند نمونے یہ ہیں۔

۱۔ شیخ مفید رحمہ اللہ اپنی کتاب ارشاد میں محمد بن سنان سے نقل کرتا ہے کہ یعقوب سراج کہتا ہے کہ جب میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سرہانے کھڑے تھے اور گہوارے میں ان سے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ میں بیٹھا رہا جب فارغ ہوئے تو میں کھڑا ہوگیا تو مجھے فرمایا اپنے مولا و امام کے قریب آؤ اور انہیں سلام کرو میں امام کاظم کے گہوارے کے قریب آیا اور سلام کیا تو مجھے فصیح زبان میں جواب دیا پھر فرمایا تم اپنی بیٹی کا نام بدل دو کہ جس کا نام کل رکھا ہے یہ نام خدا کو پسند نہیں ہے میری بیٹی جب پیدا ہوئی تو میں نے اسکا حمیرا رکھا تھا امام صادق علیہ السلام نے فرمایا اپنے امام کے حکم کو غور سے سنو اور اسکا نام بدل دو تو میں نے اپنی بیٹی کا نام بدل دیا۔

۲۔ محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری قرب الاسناد میں محمد بن الحسین سے وہ صفوان یحییٰ سے وہ عیسیٰ بن شلقان سے نقل کرتے ہیں کہ جب میں امام صادق علیہ السلام کے پاس آیا اور چاہا ابی الخطاب کے متعلق پوچھوں قبل اسکے کہ میں امام کے پاس بیٹھوں امام نے فرمایا اے عیسیٰ تمہیں کونسی چیز مانع ہے کہ میرے بیٹے کے بارے میں پوچھے تم میرے بیٹے سے جو چاہو پوچھو میں حضرت عبد صالح (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کے پاس گیا وہ سامنے ایک خط رکھے ہوئے بیٹھے تھے اور انکے لبوں پر سیاہی کے آثار تھے۔

مجھ سے فرمایا: اے عیسیٰ اللہ تعالی نے سب انبیاء سے عہد و میثاق لیا انکی نبوت پر اور وہ اس پر پابند رہے پھر اوصیاء سے انکی وصیتوں پر عہد و میثاق لیا وہ بھی پابند رہے کہ قوم نے ان پر ایمان لانے کو عار سمجھا خدا نے اس سے یہ نعمت سلب کرلی ابوالخطاب بھی انہی میں سے ہے۔ پھر خدا نے اس سے بھی سلب کرلیا پھر میں نے امام کاظم علیہ السلام کو سینہ سے لگالیا ان کا بوسہ لیا اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

ذرية بعضها من بعض والله سميع عليم .

پھر میں امام صادق علیہ السلام کے پاس لوٹا امام نے مجھ سے فرمایا اے عیسیٰ تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں جب امام کاظم علیہ السلام کے پاس گیا تو قبل اسکے کہ میں سوال کرتا مجھے سب باتوں کا جواب دیا تو اس سے میں نے جان لیا کہ یہ اس امر امامت کے لائق ہیں۔ امام نے فرمایا اے عیسیٰ اگر میرے بیٹے سے قرآن کے بارے میں پوچھو تو وہی بتائیں گے جو قرآن میں ہے پھر میں نے ایک دن قرآن کے متعلق پوچھا تو جان لیا یہی امر امامت کے لائق ہیں۔

۳. بحار میں مناقب سے منقول ہے کہ یزید بن اسباط نے کہا میں امام صادق علیہ السلام کے پاس گیا اسوقت وہ مریض تھے مجھ سے فرمایا اے یزید تم اس بچے (کاظم علیہ السلام) کو دیکھ رہے ہو جب لوگ اسی میں اختلاف کریں تو تم اسکی گواہی دینا میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ یوسف کا گناہ یہ تھا کہ ان کے بھائیوں کے نزدیک کہ انھوں نے اپنے حسد سے کنوئیں میں پھینکا اسی طرح اس بچے سے حسد کیا جائے گا پھر امام نے امام موسیٰ کاظم، عبداللہ، اسحاق، محمد اور عباس کو بلایا اور ان سے فرمایا یہ (کاظم) اوصیاء کا وصی ہے علماء کے علم کا عالم ہے مردہ اور زندہ پر گواہ ہے پھر فرمایا اے یزید تم انکی یہ گواہی لکھ لو ان سے پوچھا جائے گا۔

۴. مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون میں اپنی سند کے ساتھ یزید بن سلیط سے نقل کرتا ہے کہ سلیط کہتا ہے جب میں نے مکہ کے راستے پر امام صادق علیہ السلام سے ملاقات کی ہم ایک جماعت تھے میں نے امام سے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ پاک پاکیزہ آئمہ معصومین ہیں آپ میں سے کسی ایک پر موت عارض نہیں ہوتی۔ میرے ذہن میں آیا ہے کہ آپ کے بعد میرا امام کون ہے؟

تو امام نے مجھ سے فرمایا ہاں یہ میرا بیٹا ہے اور یہ سیّد و سردار ہے اس وقت امام نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ اس میں حلم، علم، حکمت، فہم اور سب چیزوں کی معرفت ہے کہ جس کے لوگ محتاج ہیں اور جن میں لوگ اختلاف کرتے ہیں انکے امور دین میں اختلاف کو یہ جانتے ہیں خوش اخلاق، اچھے ہمسائے اور خدا کے دروازوں میں ایک دروازہ ہیں یہ سب سے بہتر ہیں میرے باپ نے امام سے عرض کیا اسکا کیا مطلب ہے آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں؟ امام نے فرمایا اللہ ان کے ذریعہ سے اس امت کی فریاد کو سنے گا اور انکے علم و نور سے لوگوں کو منور کرے گا۔ یہ دنیا کے مالک بہترین مولود ہیں خدا انکے ذریعہ لوگوں کے خون کی حفاظت کرے گا اور انکے ذریعہ ہی لوگوں کی اصلاح ہوگی۔

اس امام کے ذریعہ لوگوں کی مشکلات حل ہونگی، رحمت ولطف خدا کے چشمے ان سے پھوٹے ہیں۔ ننگے کو لباس

،بھوکے کو سیراب، خوف رکھنے والے کو امن وسکون انکے ذریعہ سے پہنچے گا۔ باران رحمت انکے ذریعہ ہوئی ہے، لوگوں کو نیکی کا حکم برائی سے دوری کا حکم ان کے ذریعہ ملتا ہے، خاندان کو بشارت ان کے آنے سے پہلے ان کے ذریعہ نصیب ہوتی ہے، ان کا قول حکم ہے، انکی خاموشی علم ہے کہ جو لوگوں کے اختلاف کو بیان کرتی ہے پھر راوی نے کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں انکے بعد انکا بیٹا امام ہے؟

امام نے فرمایا ہاں! پھر گفتگو کا سلسلہ منقطع ہوا۔

یزید کہتا ہے: پھر میں نے امام کاظم علیہ السلام سے ملاقات کی اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جو کچھ آپ کے والد بزرگوار نے فرمایا کیا مجھے اسکی خبر دیجئے؟

امام نے فرمایا میرا باپ جس زمانہ میں تھا اب یہ ایسا زمانہ نہیں۔ یزید نے کہا جس نے امام سے عرض کیا پھر آپ سے اس پر راضی نہ ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔

راوی کہتا ہے کہ امام مسکرائے اور فرمایا اے عمارہ یہ تیرے پاس امانت ہے کسی کو نہ بتانا مگر جسکا اللہ نے امتحان لیا ہے اور سچا ہے تم اللہ کی نعمت کا انکار نہ کرنا اگر تم سے اسکی گواہی لی جائے تو اسے ادا کرنا اللہ فرماتا ہے:

ان اللّٰہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا

پھر اللہ کا فرمان ہے۔

ومن اظلم ممن کتم شھادۃ عندہ من اللہ

میں نے عرض کیا اللہ کی قسم ایسا نہیں کرونگا۔

پھر امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا اور اپنے بیٹے کی صفات کا ذکر کیا کہ میرا بیٹا علی علیہ السلام اللہ کے نور کو دیکھتا ہے وہ فہم وفراست سنتا ہے وہ حکمت سے کلام کرتا ہے کہ جس میں خطا کا شائبہ نہیں ہے۔

ایسا علم رکھتا ہے جس میں جہالت نہیں ہے وہ علم وحکمت سے مالا مال ہے ان جیسا کسی کا مقام نہیں ہے وہ ما کان و ما یکون کا عالم ہے جب تم سفر سے واپس لوٹو خدا تیرے کام کی اصلاح فرمائے اور تو نے جسکا ارادہ کیا اس سے فارغ ہوگا۔

اپنے بیٹے اور دوسروں کو اکٹھا کر کے ان پر اللہ کو گواہ قرار دینا اللہ گواہی کے لیے کافی ہے پھر فرمایا اے یزید اسی سال خدا مجھے بیٹا دے گا میرے بیٹے کا نام علی بن ابیطالب کے نام پر ہوگا انکو اول وآخر کا علم ہے انکے پاس علم واسرار ہیں ان سے ہارون کے زمانہ کے چار سال کے دوران گفتگو نہ کرنا جب یہ چار سال گزر جائیں تو جو چاہو پوچھ لینا وہ انشاء اللہ تمہیں جواب دیں گے۔

۵. مرحوم صدوق کتاب اکمال الدین میں اپنی سند کو ابراہیم کرخی سے نقل کرتے ہیں کہ کرخی کہتا ہے میں امام صادق علیہ السلام کے پاس گیا تو اسوقت ابوالحسن کاظم بھی انکے پاس بیٹھے تھے میں انکی طرف بڑھا بوسہ دیا اور بیٹھ گیا۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابراہیم میرے بعد میرا یہ فرزند تمہارا امام ہوگا لیکن ایک قوم اس میں ہلاک ہوگی اور دوسری سعادت مند خدا انکے قاتل پر لعنت کرے اور انکی روح پر دوگنا عذاب ہو اللہ تعالی انکے صلب سے ایک بیٹا عطا کرے گا جو اس زمانہ کے اہل زمین سے بہتر ہے انکا نام انکے جد کے نام پر ہوگا۔

وہ انکے علم وحکمت اور احکام کے وارث ہونگے امامت کی کان حکمت کا سرچشمہ ہونگے انکو فلاں ظالم حکمران قتل کریگا اس کے بعد ان سے بہت سی کرامات وعجائب ظاہر ہونگے۔ لیکن اللہ اپنے امر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا۔

اگر چہ مشرکین اسے ناپسند کرتے ہیں انکے صلب سے بارہویں مہدی ہوں گے اللہ تعالی نے اپنی کرامت کو ان سے خاص کیا ہے اور انکو بہت بڑا مقام عطا کیا ہے جو بھی بارہویں امام کے ساتھ ہوگا گویا اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ننگی تلوار کے ساتھ جہاد کیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب امام کے پاس ایک معاویہ کا ماننے والا آیا تو امام نے گفتگو کو روک دیا میں نے امام سے گیارہ بار اس بات کا تکرار کیا چاہتا تھا کہ امام اپنی گفتگو کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں امام نے فرمایا اس سے زیادہ کی قدرت نہیں رکھتا۔

جب دوسرے سال میں امام کے پاس آیا تو فرمایا اے ابراہیم امام مہدی علیہ السلام اپنے شیعوں سے درد و رنج کو دور کریں گے کہ جب وہ درد و رنج میں مبتلا ہونگے اور بہت بڑی مشکلات کا شکار ہونگے خوف وہراس میں ہونگے۔

پس خوش بخت وہ انسان ہے کہ جس نے اس زمانے کو درک کیا اے ابراہیم تیرے لیے یہی بات کافی ہے کہ اس سے میرے دل کو خوشی ہوئی اور میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچی

۶. مرحوم شیخ مفید کا ارشاد میں بیان ہے کہ امام صادق علیہ السلام کے اصحاب کی ایک کثیر تعداد نے جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام کی جانشینی اور امامت کی روایات کو نقل کیا ہے کہ جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں مفضل بن عمر، عبدالرحمٰن بن حجاج، فیض بن مختار، یعقوب بن سراج، سلیمان بن خالد، جمال وغیرہ۔

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے دو بھائیوں (اسحاق اور علی جو تقوی و پرہیزگاری میں بے مثل و بے نظیر تھے) نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

۷. مرحوم کلینی اصول کافی میں اپنی سند شبیت سے وہ معاذ بن کثیر سے وہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام سے عرض کیا کہ خدانے آپ کے والد بزرگوار سے یہ مقام آپ کو عطا کیا اب آپ کی موت سے پہلے یہ مقام آپ کے فرزند کو عطا کرے امام نے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں کون ہیں؟ وہ امام صادق علیہ السلام

نے عبد صالح (کاظم علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا اسوقت وہ کھڑے تھے۔

۸. ارشاد میں یعقوب بن جعفر الجعفری سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے ایک دن علی بن عمر بن علی علیہ السلام نے سوال کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں کون آپ کے بعد امام ہوگا؟ امام صادق علیہ السلام نے ان دو چھوٹے کپڑوں والے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ جو دروازے سے نکل رہا تھا ہم نے امام کے اس بچے کو دروازے سے پکڑا اور انکو سلام کیا وہ بچہ دو چھوٹے کپڑوں میں ملبوس تھا انکا نام موسیٰ کاظم تھا۔

۹. محمد بن ولید سے منقول ہے کہ میں نے علی بن جعفر بن محمد صادق سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنے خاص اصحاب سے فرمایا میں تم سے اپنے بیٹے موسیٰ کاظم کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے بیٹے سب سے افضل ہیں میرے بعد میری طرف سے خلیفہ ہیں اور علی بن جعفر انتہائی شدت سے اپنے بھائی امام کاظم کا احترام کرتے انہیں اپنا امام مانتے اور ان سے دینی مسائل پوچھتے اور انکے مسائل بہت مشہور ہیں انکے جوابات روایات میں ملتے ہیں۔ روایات امام کی امامت پر اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ جو ہم نے بیان کی ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی احادیث

☆ لوگوں کا علم میں نے چار چیزوں میں پایا۔

(۱) اپنے خدا کی معرفت
(۲) خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے اُس کی معرفت
(۳) اس بات کی معرفت کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔
(۴) کونسی چیز تم کو دین سے خارج کردے گی۔

☆ خدا کی طرف سے لوگوں کے لیے دو حجتیں ہیں

(۱) ظاہری (۲) باطنی، ظاہری حجتیں انبیاء علیہ السلام رسل، آئمہ ہیں اور باطنی عقول ہیں ـــــــــــ بحار، جلد ۱، ص ۱۳۷

تیسری فصل

امام کے بعض فضائل ومناقب اور معجزے

آئمہ معصومین علیہم السلام جو سرچشمہ وحی سے سیراب وسرشار تھے، ان سے جب کوئی سوال کیا جاتا تو سوال کرنے والے کی استعداد اور فہم کے مطابق اسکا جواب مرحمت فرماتے۔ آپ کے سخت ترین دشمن بھی جب کوئی علمی گفتگو کرتے تو لوگوں کو اپنے جہل و نادانی کو پورا پورا احساس ہو جاتا اور یہی بات کا یقین ہو جاتا کہ ہم اپنی جگہ کچھ بھی ہوں مگران کے مقابلے میں بالکل کچھ نہیں ہیں۔ جس مسئلہ کو ہم جتنا مشکل جانتے ہیں وہ ان کے نزدیک اتنا ہی آسان ہے اسی سلسلہ کے چند نمونے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱. قطب راوندی خرائج میں اباالصلت ہروی سے نقل کرتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے میرے باپ نے فرمایا ہے کہ جب تم علی بن حمزہ سے ملاقات کرو وہ اہل مغرب کا آدمی آپ سے میرے بارے میں سوال کرے تو تم اسے کہنا کہ وہ امام کہ جس نے ہم کو کہا وہ امام صادق علیہ السلام ہیں اور جب وہ حلال وحرام کے متعلق سوال کرے تو اس کو میری طرف سے جواب دو میں نے کہا مولا اسکی علامت کیا ہے؟ امام نے فرمایا وہ بھاری بھرکم موٹا آدمی۔ ہے اسکا نام یعقوب بن یزید ہے وہ اپنی قوم کا سردار ہے اگر وہ میرے پاس آنا چاہے تو میرے پاس اسے آنے دینا۔

علی بن ابوحمزہ کہتا ہے کہ اللہ کی قسم میں طواف میں تھا جب میں نے اس موٹے جسم والے آدمی کو روبرو دیکھا تو اس نے مجھ سے کہا میں نے تیرے امام وصاحب الامر کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں؟ میں نے کہا کونسے صاحب کے بارے میں؟ اس نے کہا موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے بارے میں میں نے کہا تیرا نام کیا ہے؟

کہا یعقوب بن یزید میں نے کہا کہاں سے ہے؟

کہا مغرب سے میں نے کہا مجھے کیسے جانتا ہے؟

کہا میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا کہ جس نے مجھ سے کہا تم علی بن حمزہ سے ملو اور اس سے سب ضرورت کی باتیں پوچھو اس لیے میں نے آپ سے سوال کیا تم میری رہنمائی کرو میں نے کہا تم اس مقام پر بیٹھو یہاں تک کہ میں طواف سے فارغ ہو جاؤں میں تم کو بلاؤنگا میں نے طواف پورا کیا پھر اس کے پاس آیا اور گفتگو کی میں نے اسے ایک مرد عاقل وفہم پایا اس نے مجھ سے التماس کی کہ میں اسے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس لے جاؤں۔

میں نے اسے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس پہنچایا جب امام نے اسے دیکھا تو فرمایا اے یعقوب بن یزید کل سے آیا

ہوا ہے تیرے اور تیرے بھائی کے درمیان۔ جھگڑا ہوا ہے فلاں مقام پر میں اور یہ میرے اور اباء واجداد کا دین نہیں یعنی یہ جھگڑا اچھا نہیں۔ ہم سے کوئی امام بھی اپنے شیعوں کا اسکا حکم نہیں دیتے پس اللہ سے ڈرو اور وہ تم سے عنقریب موت کی وجہ سے جدا ہونے والا ہے البتہ تیرا بھائی سفر میں مر جائیگا قبل اسکے کہ وہ اپنے اہل وعیال تک پہنچے اور وہ تم سے لڑائی کر کے نادم وپشمان ہے تم نے ایک دوسرے سے قطع رحمی کی اور تمہاری عمریں کم ہوگئیں اس آدمی نے کہا یابن رسول اللہ اے فرزند رسول میں کب مرونگا؟

امام نے فرمایا تم اپنی پھوپھی سے فلاں مقام میں ملوگے تو پھر تمہاری موت کا وقت آجائے گا۔ اور ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ تیری بیسویں حج کے بعد تجھے موت آئے۔

علی ابن حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے اس آدمی سے دوسرے سال مکہ میں ملاقات کی اس نے مجھے بتایا کہ میرا بھائی راستے میں فوت ہوگیا اور راستے میں اسے دفن کر دیا گیا قبل اسکے کہ وہ اپنے گھر پہنچے۔

۲. رجال کشی میں حسن بن علی بن ابی حمزہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ مجھے شعیب عقرقوقی نے بتایا ہے کہ دوسو دینار میں سے پچاس دینار بغیر میری بیٹی کی رضایت کے تھے جو میرے پاس تھے میں نے اپنے غلام کے ذریعہ وہ دینار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بھجوائے جب ان کے پاس یہ مال پہنچا تو امام نے ان میں سے پچاس دینار الگ کیئے اور فرمایا:

اے شعیب کل تم اہل مغرب کے ایک آدمی سے ملاقات کروگے (شعیب کی جگہ علی بن حمزہ ایک مقام پر روایت آیا ہے) امام نے فرمایا یہ مال اسے واپس کردو۔

۳. بحار میں مناقب سے علی راشد وغیرہ ایک طولانی حدیث میں کہتے ہیں کہ نیشاپور کے شیعہ جمع ہوئے اور انہوں نے محمد بن علی نیشاپوری کا انتخاب کیا کہ وہ تین ہزار دینار اور پچاس ہزار درھم اور دو ہزار لباس و کپڑے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس وکیل بن کر پہنچے شطیطہ نامی بوڑھیا مومنہ ایک صحیح درہم اور ایک بغیر بنا ہوا کپڑا کہ جس کی قیمت چار درہم تھی دے کر کہا:

ان الله لا يستحى من الحق

اگرچہ یہ بہت کم مال ہے۔ لیکن امام کا حق کم ہی کیوں نہ ہو بھیجنے سے دریغ نہ کیا جائے۔ وکیل کو دے کر کہا یہ درہم بھی امام کو دینا انہوں نے سوالات کے کاغذوں میں رکھ لیا کہ ستر کے قریب تھے کہ جن میں سے ہر ایک کاغذ پر ایک سوال تھا اور اسکے ساتھ سفید کاغذ بھی رکھا کہ اس پر امام جوابات لکھیں گے اس کو تین تہوں میں بند کر کے دیا کہ یہ رات میں امام کو دینا کہ کل انکا جواب دیں ان سکوں کو امام کی خدمت میں پیش کرنا جو صحیح ہونگے وہ لیں گے وہ خراب ہونگے ان کو واپس لے آنا

اگر امام نہ ملیں تو واپس لے آنا وہ آدمی مدینہ میں عبداللہ سے ملاقات کرتا ہے اور اسکا امتحان کیا تو وہ امام نہیں تھا اس سے باہر آ کر کہا: رب اھدنی الی سواء الصراط

اے اللہ مجھے سیدھے راستہ پر ہدایت فرما اسی اثنا میں ایک بچہ سامنے کھڑے دیکھا کہ جس نے کہا میرے ساتھ آؤ میں تمہیں امام سے ملواؤں پھر امام نے دیکھا اور فرمایا کس لیے ناامید ہو رہے کس لیے یہود و نصاری کے بارے میں سوچ رہے ہو میری طرف آؤ میں حجت خدا، ولی خدا ہوں کیا نہیں جانتا کہ میرے جد کی مسجد کے دروازے پر تجھے ابوحمزہ نے فرمایا کہ میں ان سوالوں کا جواب دیتا ہوں کہ جو اس مال میں ہیں پس وہ مال لے آؤ شطیطہ کے درھم بھی اور اس کے کپڑے بھی لے آ۔ راوی کہتا ہے کہ میں امام کے فرمان کو سن کر تعجب کرنے لگا۔ امام کے سامنے مال لا کر رکھ دیا امام نے شطیطہ کے درھم و کپڑے اٹھا کر اسی گزشتہ آیت کی تلاوت فرمائی:

ان اللہ لا یستحی

پھر فرمایا اے ابوجعفر میرے سلام بھی شطیطہ کو پہنچانا اسے یہ چالیس درھم اور یہ کپڑے کا ٹکڑا دینا کہ اپنے کفن سے تیرے لیے دے رہا ہوں کہ جو صیدا نامی بستی میں خود زراعت کی کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا زہرا کی زمین ہے میری بہن حکیمہ نے اسے بنا ہے اس چالیس درھموں سے سولہ درھم خرچ کرنا اپنی طرف سے صدقہ کرنا شطیطہ کو کہنا انیس دن زندہ رہے گی میں تیرا جنازہ پڑھنے آؤنگا مجھ سے فرمایا جب مجھے وہاں دیکھو تو کسی کو سے نہ کہنا یہ موسیٰ بن جعفرؑ ہے یہ باقی مال ان کے مالکوں کو واپس لوٹا دے ان کاغذوں پر ہر ایک کے جوابات لکھے ہوئے ہیں امام نے فرمایا کھول کر دیکھ لے میں نے درمیان سے کھول کر دیکھا سب کے جوابات لکھے تھے ایک سوال یہ کہ ایک آدمی نے کہا میں نے نذر کی تھی۔

اس غلام کو آزاد کرونگا غلاموں میں کس غلام کو آزاد کروں امام نے اپنے ہاتھ سے اسکا جواب لکھا کہ جو دو ماہ سے غلامی میں ہو اسکو آزاد کردو اسکی دلیل یہ ہے کہ خداوند متعال فرمایا ہے: والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم۔

راوی کہتا ہے پھر دوسرا رقعہ کھولا کہ جس پر لکھا تھا کہا آپ کیا فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے قسم کھائی کہ اپنے مال سے مال کثیر صدقہ دونگا اب کتنا صدقہ دے؟ سوال کے نتیجے میں جواب درج تھا کہ چوراسی/84 گوسفند صدقہ دے اگر اونٹ ہیں تو اونٹ اگر درہم ہیں تو 84 درہم اسکی دلیل یہ ہے کہ خدا نے قرآن میں فرمایا: ولقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ، رسول خدا ﷺ کی جنگوں کی تعداد چوراسی تھی جن میں خدا نے مدد فرمائی ہیں پس مواطن کثیر سے مراد 84 ہے۔

راوی کہتا ہے پھر تیسرا رقعہ اور خط کھولا کہ جس میں یہ سوال لکھا تھا کہ ایک آدمی نے مردے کی قبر کو کھودا پھر سر کو تن سے

جدا کیا پھر اسکا کفن اتار لیا امام نے جواب لکھا کہ اسکو چور کی سزا اور سر کاٹنے کی سزا ایک سو اشرفی کیونکہ مردے کا حکم اسی بچے کی طرح ہے کہ جو شکم مادر میں ہے اور اس میں روح نہیں آئی اسکی دیت بیس دینار ہے کہ جسکی مقدار ایک سو اشرفی بنتی ہے پھر وہ آدمی خراسان لوٹا اسکو دیکھا کہ جس کے مال کو حضرت نے قبول نہیں کیا تھا وہ مذہب باطل پر تھا اور شطیطہ مذہب حق پر تھی۔

پھر اس بڑھیا کو امام کا سلام پہنچایا کفن کا کپڑا دیا اور اسکی عمر کا بتایا۔ ٹھیک انیس دن بعد وہ فوت ہوگئی امام ان کے جنازے پر آئے اس حال میں کہ اونٹ پر سوار تھے جب جنازہ سے فارغ ہوئے تو پھر بیابان میں جاتے ہوئے فرمایا میرا سلام سب مومنین کو دینا اور کہنا آئمہ معصومین کا یہی طریقہ ہے کہ ہم مجبور ہیں کہ جہاں یعنی جنازہ ہو ہم پہنچتے ہیں ہر شہر میں پس خدا سے ڈرو اور اپنے امور میں تقویٰ اختیار کرو۔

۴. مرحوم شیخ مفید ارشاد میں محمد بن اسماعیل سے وہ محمد بن الفضل سے نقل کرتے ہیں کہ علی بن یقطین اہل سنت کی طرح وضو کیا کرتے تھے پھر وضو میں اختلاف کی وجہ سے امام کو لکھا کہ میری کیا تکلیف ہے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اہل سنت کے وضو کا طریقہ تحریر کر کے بھیج دیا علی بن یقطین اسی طریقہ کے مطابق اپنی سابقہ حالت پر باقی رہے کہ جو امام نے تحریر فرمایا تھا کہ تین بار کلی کرو لیکن ایک بار ناک میں پانی ڈالو اور تین بار چہرے کو دھوؤ اور داڑھی کا خلال کرو (یعنی اس میں پانی پہنچاؤ) اور پورے سر اور کانوں کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھوڈالو خلاصہ کچھ کمینوں نے جاکر ہارون رشید سے شکایت کی اور کہا یہ تو شیعہ ہیں ہارون نے خود ہی امتحان لینا چاہا چنانچہ ایکدن اپنے محل کے جھروکے سے نماز کے وقت چھپ کر دیکھنے لگا کہ علی بن یقطین کس طرح وضو کرتے ہیں۔

علی بن یقطین آئے اور سنیوں کی طرح وضو کیا ہارون رشید یہ دیکھ کر ضبط نہ کر سکا اور کہتا ہوا باہر نکل کر آیا میں تمہارے بارے میں کسی کی بات نہیں مانوں گا اس کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا خط ملا کہ اے علی بن یقطین اب تم شیعوں کی طرح وضو کیا کرو مجھے جس چیز کا خطرہ تھا وہ ختم ہوگیا ہے امام اسی طرح اپنے ماننے والوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

۵. ارشاد میں عبداللہ بن ادریس سے اور وہ ابن سنان سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہارون رشید نے ابن یقطین کو فاخرہ لباس بطور ہدیہ بھیجا جس میں بہترین قسم کے سونے کی بنی ہوئی زرہ بھی تھی جس کو خلفاء پہنا کرتے تھے۔ جس وقت یہ ہدیہ بھیج دیا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس کے واپس کر دیا اور خط میں لکھا کہ اس کو محفوظ رکھو اسکو مت نکالنا تمہیں اس کی ایک دن ضرورت پڑے گی جب امام کے خط کو پڑھا تو اسے محفوظ کر کے اس پر مہر لگا کر رکھ دیا اور اس بات کو ایک مدت گزر گئی اتفاق سے ابن یقطین کا غلام جوان حالات سے آگاہ تھا کسی بات پر ان سے ناراض ہو کر فوراً ہارون کے پاس گیا اور چغلی کی کہ علی بن یقطین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کا قائل ہیں اور ہر سال اپنے مال سے ہدیہ اور زکات ان کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔

اور اس سال جو آپ نے زرہ دی تھی وہ بھی انہیں کے پاس بھیج دی ہے یہ سن کر ہارون کو بہت غصہ آیا اور اس نے اسی حالت میں کہا کہ میں اس کی تحقیق کرونگا اگر بات سچی ہے تو ابن یقطین کو قتل کروانگا پھر ایک آدمی بھیج کر ابن یقطین کو بلایا جب وہ آئے تو ہارون نے پوچھا اس سال جو مخصوص زرہ تم کو دی تھی وہ کہاں ہے؟

ابن یقطین نے کہا کہ وہ میرے پاس محفوظ ہے ہارون نے کہا ابھی منگاؤ علی نے کہا سمعاً وطاعۃً پھر اپنے ایک خادم کو اڈریس بتا کر چابی دی خادم جا کر لے آیا۔

ہارون نے دیکھا مہر توڑی جب زرہ نکالی وہ بعینہ وہی ہے اس میں کوئی تغیر وتبدیلی نہیں آئی یہ دیکھ کر ہارون کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور کہا جاؤ اور اسے بھی لے جاؤ اب میں تمہارے بارے میں کسی چغل خور کی بات نہیں سنوں گا۔ پھر ابن یقطین کو انعام دیا اور چغل خور کے لیے حکم دیا کہ اس کو ہزار کوڑے مارے جائیں۔ ابھی پانچ سو ہی مارے تھے کہ وہ مر گیا اور ابن یقطین خوش وخرم اپنے گھر واپس آ گئے۔

٦. خرائج میں اسحاق بن منصور کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے سنا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک شیعہ کو اسکی عمر کی مدت کی خبر دی تو میں نے خود سے کہا کیا وہ جانتے ہیں کہ انکا شیعہ کس زمانے میں فوت ہوگا؟

تو امام نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا تم جو چاہو کرو تمہاری بھی عمر دو سال باقی رہتی ہے اور تیرا بھائی ایک ماہ بعد مر جائے گا۔ اور تیرے اکثر رشتے دار مر جائیں گے اور ان میں جدائی ہوگی۔ اور ان میں دشمنی و جھگڑے رونما ہونگے کیا اب بھی تجھے شک ہے؟

میں نے عرض کی مولا جو کچھ میرے دل میں ہے اس سے استغفار کرتا ہوں دو سال نہ گزرے کہ منصور فوت ہو گیا اور اسکے ایک ماہ بعد اسکا بھائی فوت ہو گیا اسکے رشتے دار فوت ہونے لگے ان باقی رشتہ داروں میں فقر وفاقہ نے ڈیرہ جما لیا اور دوسروں کے صدقات وخیرات کے محتاج ہوئے کہ جو اسکے بعد ہے۔

کشف الغمہ میں دلائل حمیری نے ابن موسی سے نقل کیا ہے ایک آدمی نے ایک صحابی کے ہمراہ ایک سو دینار حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں بطور نذر ارسال کیا وہ اسے لے کر مدینہ پہنچا یہاں پہنچ کر اس نے سوچا کہ امام کے ہاتھوں میں اسے پہنچانا ہے لہٰذا پاک کرنا چاہیے وہ کہتا ہے کہ میں نے ان دیناروں کو جو امانت تھے شمار کیا ننانوے تھے میں نے ان میں اپنی طرف سے ایک دینار شامل کر کے سو پورا کر دیا جب میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا ان دیناروں کو کھول دو میں نے جب کھول کر نکال دیا میرے دینار کو امام نے ان میں سے بغیر اس کے میرا وہی دینار جو میں نے ملایا تھا نکال کر مجھے دیا فرمایا بھیجنے والے نے عدد کا لحاظ نہیں کیا بلکہ وزن کا لحاظ کیا ہے جو ۹۹ میں پورا ہوتا ہے۔

۸)۔ محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری قرب الاسناد میں احمد بن محمد سے وہ ابی قتادہ سے اور وہ ابوخالد زبالی سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام زبالہ کے مقام پر تھے کہ امام کو مہدی عباسی کے پاس لے گئے اور اس وقت مہدی کے اصحاب کو امام نے دیکھ کر فرمایا کس لئے غمگین ہو عرض کیا کیسے غمگین نہ ہوں مولا آپ کو ایک ظالم ستمگر کے پاس لے جایا جا رہا ہے میں نہیں جانتا کیا ہوگا؟

امام نے فرمایا مجھے اس سے کوئی خوف نہیں تم فلاں ماہ اور دن آنا کہ جب لوگ مسافرت کا یقین کر رہے ہوں مجھ سے ملنا اس کے بعد میں چلا گیا جب وعدے کا دن آیا تو میں امام کے پاس پہنچا غروب تک رہا کوئی خبر نہیں تھی میرے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا نزدیک تھا کہ میں امام کی سابقہ گفتگو پر شک میں پڑوں۔

اچانک عراق سے ایک قافلہ نمودار ہوا میں نے اس کا استقبال کیا اور دیکھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک خچر پر سوار ہیں پھر مجھ سے فرمایا اے ابوخالد میں نے کہا کہ ہاں یابن رسول اللہ اور فرمایا شک نہ کرو شیطان کو خود سے دور کرو میں نے عرض کیا خدا کا شکر ہے کہ خدا نے آپ کو ان کے شر سے نجات دی ہے امام نے فرمایا پھر دوبارہ ان کے دام میں پھنسوں گا کہ جس کے بعد راہ نجات نہیں ہوگی۔

۹) کشف الغمہ میں دلائل حمیری سے اس طرح کی سند کے ساتھ منقول ہے اور قرب الاسناد میں احمد بن محمد سے وہ حسن بن علی وشا سے نقل کرتا ہے کہ حسن بن علی وشا کہتا ہے میں نے امام ابوالحسن اول کو خط لکھا کہ جب حج کے ایام میں تھا کہ میری بیٹیاں ہیں اور میرا بیٹا نہیں ہے اور ہم میں مردوں کی کمی ہے اور میری بیوی حاملہ ہے خدا سے دعا کریں کہ خدا مجھے بیٹا عطا کرے امام نے جواب تحریر فرمایا کہ خدا نے تیری ارزو کو پورا کر دیا ہے تجھے خدا بیٹا دے گا اس کا نام محمد رکھنا جب میں کوفہ آیا تو خدا نے مجھے کوفہ میں چھٹے دن داخل ہونے سے پہلے بیٹا عطا کیا اور میں ساتویں دن گھر پہنچا ابو محمد کہتا ہے کہ یہ امام کی دعا کا اثر ہے کہ خدا کی قسم آج اس کے ہاں کئی بیٹے ہیں۔

منصور کی موت

موسیٰ بن جعفر بغدادی وشا سے وہ علی بن ابی حمزہ سے نقل کرتا ہے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا کہ خدا کی قسم منصور اس سال مکہ کو نہیں جائے گا میں کوفہ گیا اس چیز کا ذکر اپنے دوست سے کیا کہ ایک دن بعد پتہ چلا کہ منصور حج کے لئے مکہ جا رہا ہے اصحاب نے کہا کہ آپ نے تو فرمایا تھا منصور خانہ خدا کو اس سال نہ دیکھ پائے گا۔

میں نے کہا خدا کی قسم اس سال ہرگز خانہ خدا نہ دیکھ پائے گا منصور ایک جگہ کہ اس کا نام سیستان ہے پہنچا تو دوستوں نے کہا اب کیا کہتے ہو میں نے کہا خانہ خدا نہیں دیکھ سکے گا جب وہ بئر میمون مقام پر پہنچا تو میں امام کاظم علیہ السلام کی خدمت

میں گیا امام محراب میں سجدے کی حالت میں تھے انہوں نے بہت سجدہ طولانی کیا پھر جب سجدے سے سر اٹھایا تو فرمایا جاؤ دیکھو لوگ کیا کہہ رہے ہیں جب دیکھا تو گریہ کی آواز ہی بلند تھی منصور کی موت پر گریہ کر رہے تھے واپس آکر عرض کیا کہا آپ نے سچ فرمایا ہے کہ اس سال منصور خانہ خدا نہ دیکھ سکے گا امام نے فرمایا اللہ اکبر ہاں خانہ خدا کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

اپنے ماننے والوں کو امام ہدایت کرتے ہیں

حسن بن علی بن نعمان وہ عثمان بن عیسیٰ سے وہ ابراہیم بن عبدالحمید سے وہ کہتا ہے کہ امام ابوالحسن نے مجھے خط لکھا کہ اپنے گھر کو تبدیل کرو میں یہ خبر پڑھ کر غمگین ہوا ابراہیم کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان تھا اس نے گھر نہ بدلا پھر دوبارہ امام کا قاصد آیا اور کہا گھر بدلو پھر بھی اس نے گھر نہ بدلا اس گھر میں تھا کہ قاصد تیسری دفعہ مطلع کرنے آیا کہ امام فرماتے ہیں گھر تبدیل کرلو عثمان بن عیسیٰ کہتا ہے:

مدینہ میں اس واقعہ کا گواہ ہوں ابراہیم نے مکان تبدیل کیا دوسرے مکان میں چلا گیا میں مسجد میں تھا ابراہیم مسجد میں اس وقت آیا کہ جب رات کی تاریکی چھا چکی تھی اس سے پوچھا کیا خبر ہے؟

کہنے لگا تجھے معلوم نہیں کہ آج مجھے کونسا حادثہ پیش آیا کہا نہیں جانتا کہنے لگا کہ میں کنویں سے پانی لینے گیا تاکہ وضو کروں جب ڈول کو کنویں سے نکالا نجاست سے بھرا ہوا تھا حالانکہ اس پانی سے آٹا گوندھا اس سے روٹی پکائی لیکن دور پھینک دی خود کو اور لباس کو پاک کیا اس لئے مسجد میں دیر سے پہنچا پھر کہا کہ مکان کرایہ پر لیا ہے سارا سامان وہاں لے گیا ہوں فقط وہاں ایک کنیز ہے اب جا رہا ہوں کہ اس کو وہاں سے لے کر دوسرے گھر جاؤں میں نے کہا خدا تجھے برکت دے پھر ایک دوسرے سے جدا ہوئے پھر دوسرے دن صبح کے وقت گھر سے مسجد کی طرف گئے تو اس نے کہا کہ آج رات کیا حادثہ ہوا میں نے کہا نہیں جانتا کہنے لگا خدا کی قسم میرے گھر کی دونوں منزلیں ویران اور گر گئیں اس طرح امام نے اپنے ماننے والوں کی راہنمائی کرکے بڑی مصیبت سے بچایا۔

امام کا آئندہ خطرے سے آگاہ کرنا

حسن بن علی بن نعمان عثمان بن عیسیٰ سے نقل کرتے کہ عثمان بن عیسیٰ کہتا ہے امام ایک دن صبح کے وقت مدینہ تشریف لائے ابراہیم عبدالحمید مسجد قبا کو جا رہا تھا۔

امام نے دیکھ کر اسے فرمایا کہاں جا رہے ہو کہنے لگا مسجد قبا جا رہا ہوں امام نے فرمایا کس کام کے لئے کہنے لگا ہم ہر سال کھجور خریدتے ہیں اب چاہتا ہوں کہ ایک انصاری آدمی کے پاس جاؤں اس سے کھجور خرید کروں امام نے فرمایا کیا

بیماری سے آفت سے مطمئن ہے امام یہ کہہ کر چلے گئے میں بھی اپنے راستے پر چلا گیا اس بات کا خیال نہیں کیا کہ ابوالحسن نے کہا اس سال کھجور کے درخت خرید نہیں کرنے ان کے پانچ دن بعد کھجور کے باغات پر بیماری آگئی اور سارے باغات کو ویران کر گئی یہاں بھی امام اپنے دوست و ماننے والے کو خطرے سے آگاہ فرماتے ہیں۔

امام کا لونڈی کے فریب سے مطلع کرنا

اسی طرح حسن بن علی بن نعمان سے عثمان بن عیسیٰ نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے بیٹے کو ایک لونڈی عطا کی کہ جس سے اولاد تھی لونڈی نے کہا تیرے باپ نے مجھ سے جماع کیا ہے قبل اس کے کہ تیرے حوالے کرے تو یہ سوال امام کاظم علیہ السلام سے کیا گیا امام نے جواب میں فرمایا کہ لونڈی نے اس سے نفرت کی وجہ سے یہ کہا ہے جب یہ بات اس لونڈی سے کہی گئی تو اس نے کہا خدا کی قسم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے صحیح فرمایا ہے میں نے اس کے بداخلاق ہونے کی وجہ سے اس سے فرار کرنے کے لئے کہا ہے۔

امام کا اپنے چاہنے والے کے حق میں دعا کرنا

محمد بن عیسیٰ حماد بن عیسیٰ سے نقل کرتا ہے کہ میں بصرہ شہر میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس گیا اور عرض کیا آپ پر فدا ہو جاؤں مولا میرے لئے خدا سے دعا کریں کہ گھر بیوی، بیٹا، نوکر اور پچاس حج مجھے نصیب فرمائے امام نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کیے اور اس طرح دعا کی

اللهم صل علیٰ محمد وال محمد وارزق حماد بن عیسیٰ

داراً وزوجة و ولدا وخادماً والحج خمسين سنة

حماد کہتا ہے کہ امام نے حج کے لئے پچاس کا لفظ کہا میں نے سمجھ لیا کہ پچاس حج سے زیادہ نہیں کرونگا حماد نے محمد بن عیسیٰ سے کہا کہ میں امام کی دعا کے اثر سے اڑتالیس (۴۸) بار حج پر گیا یہ میرا گھر ہے اور میرا بیٹا ہے اور یہ میرا نوکر کہ جو خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ حماد اس کے بعد دوبارہ حج پر گیا اکیاون بار حج پڑھے۔ ابوالعباس کے ساتھ کجاوے میں تھا جب میقات پر پہنچا اور غسل کرنے کے لئے پانی میں داخل ہوا تو ایسا سیلاب آیا کہ جس میں وہ غرق ہو گیا اس کی قبر سیالہ (حجاز میں ایک جگہ) میں ہے۔

محمد بن حسن صفار بصائر الدرجات میں احمد بن حسین سے وہ حسن بن برہ سے وہ عثمان بن عیسیٰ سے وہ حرث بن مغیرہ

نضری سے نقل کرتے ہیں کہ میں ابوالحسن کے پاس سن ۴۷ ہجری میں گیا تو مجھ سے فرمایا یہاں کتنے ہمارے ساتھی مریض ہیں؟

میں نے کہا عثمان بن عیسٰی شدید مریض ہیں امام نے فرمایا اسے لے آؤ میں نے کہا کہاں ہے پھر کہا آٹھ ہیں امام نے فرمایا چار کو جانے دو چار کو روکو دوسرے دن چار مر گئے ان کو دفن کیا باقی چار رہے اور امام علیہ السلام کی دعا سے چاروں اصحاب بیماری سے شفایاب ہوئے۔

عثمان کہتا ہے کہ میں بالکل ٹھیک ہو گیا خرائج میں خالد بن نجیح نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے

اسحاق بن عمار کہتا ہے کہ میں موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا امام نے فرمایا ہے فلاں ایک ماہ تک مر جائے گا میرے دل میں خیال آیا کہ کیا اپنے شیعوں کی موت سے واقف ہے پھر امام نے فرمایا اے اسحاق تم اس سے انکار کرتے ہو رشید ہجری جو کمزور ہے وہ خواب کی تعبیر جانتا ہے امام تو اس سے بالاتر ہے پھر فرمایا اے اسحاق تم دو سال بعد مر جاؤ گے باقی ماندگان سخت فقر میں مبتلا ہونگے۔

خدا مفضل پر رحمت کرے

بصائر الدرجات میں سند مذکور کے ساتھ خالد بن نجیح کہتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں آپ کا مفضل سخت مریض ہے آپ خدا سے دعا کریں امام نے فرمایا خدا مفضل پر رحمت کرے پھر کوفہ میں آئے دیکھا کہ تین دن پہلے امام نے جو خبر دی تھی ایسے ہی ہوا کہ مفضل دار فانی سے رخصت ہو چکے تھے اسی طرح خالد بن نجیح کہتا ہے امام نے مجھ سے فرمایا میری طرف سے تم وکیل نہیں ہو اسی وقت سے کہ جب میرا خط تمہیں مل جائے اور میری طرف سے کسی سے کوئی چیز قبول نہ کرنا وہ مدینہ سے نکلا پھر خالد سے ملا اور مکہ پہنچا تو اس کے ٹھیک پندرہ دن بعد رحلت کر گیا۔

ایک بوڑھے آدمی کا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کی رہنمائی حاصل کرنا

ہاشم بن سالم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن امام صادق علیہ السلام کے پاس گیا اس سے زکات کی مقدار کا سوال کیا گیا کہ درہموں پر کتنی زکات ہے عبداللہ نے کہا دو سو درہموں پر پانچ درہم زکات ہے۔ اگر چالیس درہم ہیں تو اس پر ایک درہم زکات ہے ہاشم بن سالم نے کہا اہل سنت بھی ایسا جواب نہیں کہتے کہ جو تو نے کہا ہے عبداللہ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور کہا خدا کی قسم میں اہل سنت کے فتویٰ سے مطلع نہیں ہوں ہاشم بن سالم کہتا ہے کہ دیکھا ان دو مسئلوں کا جواب درست نہیں دیا میں اور مومن طاق سرگردان وہاں سے نکلے مومن طاق اس قدر ناراحت تھا کہ گریہ کرنے لگا۔

اسی طرح مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے حیران و پریشان خود سے کہہ رہے تھے اس نے کہا مرجئہ کے پاس جائیں یا قدریہ کے پاس یا زیدیہ گروہ یا معتزلہ یا خوارج کے پاس اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے مدد طلب کر رہے تھے کہ اسی حال میں اچانک ایک ناواقف بچے نے ہمارے لباس کو پکڑ کر کہا ادھر آؤ میں نے کہا تم کون ہو کہا موسیٰ بن جعفر علیہ السلام جب ہم وہاں پہنچے تو امام نے فرمایا اے ہاشم میں نے کہا جی مولا فرمایا ادھر آؤ نہ حروریہ نہ قدریہ وغیرہ کی طرف جاؤ تم سوال کرو جو چاہو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

معلی بن محمد بصری حسن بن وشا سے وہ محمد بن علی سے وہ خالد بن نجیح سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں جب رملیہ کے مقام پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ملا اور ان کو دیکھ کر کہا مجھے اپنی جان کی قسم تم مظلوم مغصوب اور مجبور کیے گئے ہو پھر میں کھڑا تھا ان کے سامنے تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہم اس امر کو اپنے غیر سے بہتر جانتے ہیں اگر چاہیں تو اس حالت سے پلٹ جائیں یہ قوم بدبخت اور ظالم ہے آخر ایک دن ان کا زمانہ ختم ہو جائے گا۔

واضح امام علی رضا علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ نے حسین بن العلاء سے فرمایا میرے لیئے ایک کنیز خرید کرو کہا حسین ہو فرمایا ایک کنیز کہ جو نفیس و پاکدامن ہوا گر یہ صفات نہ ہوئیں تو وہ تیری ہو گی میں نے عرض کیا مولا کونسی صفات فرمایا ایک صفت تو اس کی یہ ہو کہ وہ تیری گفتگو کو نہ سمجھ سکے اور تم اس کی گفتگو کو نہ سمجھ سکو پھر مسکرائے پھر فرمایا جاؤ خرید کرو جب میں کنیز خرید کر رہا تھا تو کنیز سے نام پوچھا تو اس نے کہا مونسہ ہے میں نے کہا واقعا مجھے اپنی جان کی قسم تم مونسہ ہو اس کے علاوہ کوئی نام جو اس سے پہلے رکھا گیا ہو اس نے کہا آپ سچ کہتے ہیں پھر امام نے فرمایا اے ابن علاء یہ کنیز عنقریب ایسا بچہ جنے گی جو سب سے زیادہ سخی اور شجاع و بہادر ہو گا اور اس سے زیادہ زمانہ میں کوئی عابد نہیں ہو گا۔

میں نے عرض کیا مولا اس کا نام کیا ہو گا تا کہ اسے پہچان لوں فرمایا ابراہیم یعنی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔

علی بن ابی حمزہ کہتا ہے کہ میں امام کاظم علیہ السلام کے ساتھ منی میں تھا کہ جب میرا پیغام رسان آیا اور میں ثعلبہ میں مل جاؤں گا اور اس کے ساتھ اس کے اہل و عیال اور خادم ملے ہیں پھر امام نے فرمایا کون سا مقام دوست رکھتا ہے کہ تجھ سے مل جائیں یہاں یا مکہ تو میں نے کہا میں اسی کو پسند کرتا ہوں جس کو آپ پسند فرماتے ہیں فرمایا مکہ آپ کے لئے بہتر ہے پھر میں مکہ پہنچا مغرب کی نماز پڑھی تو فرمایا

اخلع نعلیک انک با لوادا لمقدس طوی'

میں نے اپنے جوتے اتارے اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا پھر دستر خوان لگا میں اور وہ کھانے میں مشغول ہو گئے پھر دستر خوان اٹھانے کے بعد کچھ دیر جو سو گئے تو مجھ سے فرمایا اٹھو میں اٹھا اور ان کے ساتھ نماز شب پڑھی پھر مجھ پر نیند غالب

آ گئی پھر مجھے بیدار کیا کہ اٹھو وضو کرو اور نماز شب پڑھو جب نماز سے فارغ ہوئے تو نماز صبح پڑھی پھر مجھ سے فرمایا اے علی تمہاری بیوی نے ثعلبیہ کے مقام پر بچہ جنا ہے وہ ڈر رہی ہے کہ لوگ اس بچے کی آواز نہ سن لیں میں تیرے لئے اس کا کرم، سخاوت اور شجاعت بیان کرتا ہوں علی کہتا ہے کہ جو اوصاف امام نے ذکر فرمائے وہی تھے۔

عیسیٰ مدائنی کہتا ہے کہ ایک سال مدینہ میں گھر لیا اور اس میں رہا کرتا تھا اور پھر ہر رات امام کی خدمت میں جاتا ایک رات مجھ سے فرمایا اے عیسیٰ تمہارا گھر بیٹھ گیا ہے تمہارا سامان مٹی کے نیچے دب گیا ہے میں گھر گیا مزدور کر کے گھر کا سامان نکالا سارا سامان نکال لیا سوائے ایک بالٹی کے امام کی خدمت میں آیا تو مجھ سے ارشاد فرمایا تیرے مال سے کوئی چیز کم نہیں ہوئی؟ میں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ ایک بالٹی نہیں ملی امام نے اپنا سر نیچے کر کے سوچا اور پھر فرمایا وہ بالٹی تیری کنیز کے پاس ہے اس سے پوچھ وہ تجھے دے دے گی اسی طرح ہوا کہ جیسے امام نے فرمایا تھا

غیب کی خبر دینا

علی بن حمزہ کہتا ہے کہ میں موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ ایک آدمی شہری سے امام کے پاس آیا کہ جس کو جندب کہتے ہیں سلام کیا اور بیٹھ گیا امام سے احوال پرسی کی بہترین سوال و جواب ہوئے امام نے فرمایا:

اے جندب اپنے بھائی کی کیا خبر ہے؟

جندب جواب میں کہتا ہے وہ خیریت سے ہے آپ کو بھی سلام کہتا ہے امام نے فرمایا اے جندب خدا تعالیٰ تیرے بھائی کی مصیبت میں تجھے بہت اجر و ثواب دے جندب کہتا ہے اس کا خط تیرہ دن پہلے مجھے کوفہ میں ملا ہے کہ وہ صحیح و سالم ہے۔ امام نے فرمایا خدا کی قسم وہ دوسرے دن فوت ہو گیا مال اپنی بیوی کو دے دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مال تیرے پاس رہے جب میرا بھائی سفر سے پلٹے تو اس کے اختیار میں قرار دینا اس کی بیوی تجھے مال دے دے گی علی بن حمزہ کہتا ہے جندب بہت خوبصورت آدمی تھا جب امام کی شہادت کے بعد اس سے ملاقات کی جو کچھ امام نے فرمایا تھا اس سے میں نے پوچھا تو جواب میں کہا خدا کی قسم امام نے سچ فرمایا تھا چاہے خط کے بارے میں یا مال کے بارے میں فرمایا۔

ابن ابی حمزہ کہتا ہے کہ ایک آدمی میرے دوست کہ جو امام کے ماننے والوں میں سے ہے کہتا ہے کہ میں ایک دن اپنے گھر سے نکلا میرے ساتھ ایک خوبصورت عورت تھی میں نے اس سے شادی کا کہا اس نے انکار کیا اور کہا اگر تیری اور کوئی بیوی نہیں تو میں تجھ سے شادی کرتی ہوں میں نے کہا میری بیوی نہیں وہ میرے ساتھ گھر جانے کے لئے تیار ہو گئی ہم گھر پہنچے تو دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا یا دیکھا تو موفق تھا کہنے لگا تیرے پیچھے کون تھی میں نے بتایا تو کہا امام فرماتے ہیں اس کو گھر سے باہر نکال دے میں نے امام کے کہنے پر نکال دیا پھر میں نے لباس اور جوتے پہنے امام کے پاس گیا نماز عشاء کے

وقت امام نے فرمایا وہ عورت بنی امیہ سے ہے کہ جو ہم اہل بیت پر لعنت کرتی ہے تم فلاں کی بیٹی سے شادی کر لو کہ جو ابو ایوب نجاری کا غلام ہے اس کی بیٹی ہے وہ ایسی عورت ہے کہ جس میں دنیا و آخرت کی خوبیاں پائی جاتی ہیں میں نے اس سے شادی کی تو جیسے امام نے فرمایا تھا وہ انہی صفات کی حامل تھی۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا غیب کی خبر دینا

اسحاق بن عمار کہتا ہے کہ جب ہارون نے امام کو قید میں رکھا ابو یوسف اور محمد بن الحسن (دونوں اہل سنت کے مذہب کے مجتہد تھے) اور ابو حنیفہ کا شاگرد آپس میں وعدہ کیا کہ امام کے پاس جا کر علمی سوال کریں اور اپنے اعتقاد پر امام سے بحث کریں جب امام کی خدمت میں پہنچے ان کے پہنچنے کے ساتھ ہی امام پر سندی بن شاہک کا پہلے ایک داروغہ کہنے لگا آج میری باری ختم ہوگئی ہے اب اپنے گھر جا رہا ہوں اگر آپ کو مجھ سے کام ہے تو ارشاد فرمائیں جب میری باری آئے گی تو آپ کا کام کر کے آؤں گا۔

امام نے فرمایا جاؤ مجھے کوئی کام نہیں ہے جب وہ چلا گیا تو امام ان سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ تعجب نہیں کرو گے کہ یہ آدمی آج رات مر جائے گا اور مجھ سے کہہ رہا ہے کہ کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں وہ دونوں اٹھے اور باہر چلے گئے آپس میں کہنے لگے ہم آئے تھے کہ فرض و سنت کے مسائل ان سے سنیں وہ غیب کی خبر دے رہے ہیں۔

کسی کو بھیجا کہ اس آدمی کے دروازے پر جا کر بیٹھے کہ جب آدھی رات گزری تو اس گھر سے گریہ و فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں۔

اسی گھر سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہا کہ یہ آدمی اچانک مر گیا ہے نہ اس کو کوئی بیماری تھی نہ تکلیف وہ آدمی واپس لوٹا اور ان دونوں کو خبر دی کہ پھر وہ امام کی خدمت میں آئے اور پوچھا آپ کو یہ علم کہاں سے ملا ہے امام نے فرمایا یہ علم وہ علم ہے کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علی علیہ السلام مرتضی کو تعلیم دیا گیا وہ باب العلم تھے ان کے علاوہ کسی کے پاس علم نہیں وہ دونوں متحیر و پریشان ہو گئے جو کچھ چاہتے تھے پوچھیں پھر کوئی سوال نہیں کیا شرمندہ واپس لوٹ گئے۔

اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ ابو بصیر امام کاظم کے ساتھ مکہ سے مدینہ روانہ ہوئے تو پہلے مدینہ گئے اور جب زبالہ کے مقام پر پہنچے تو علی بن ابی حمزہ بطائنی کو بلایا کہ جو ابو بصیر کا شاگرد تھا تو ابو بصیر کے ساتھ امام نے اسے وصیت کی فرمایا اے علی جب ہم کوفہ کو چلیں تو تم آگے فلاں مقام پر ہونا ابو بصیر کو غصہ آیا تو ان کو چھوڑ کر چلا تو اسی شاگرد نے کہا خدا کی قسم میں نے اس کو اپنا ساتھی نہیں بنایا میں نے اس میں خطا نہیں کی دوسرے دن صبح ابو بصیر نے زبالہ پر علی بن حمزہ کو بلایا اس سے کہا استغفار کر و اپنے مولا سے معافی مانگو ان کے بارے میں بدگمانی کی کہ میں مر گیا ہوں اب میں کوفہ نہیں ملوں گا جب مر جاؤں

تو یہ کام کرنا پھر زبالہ کے مقام پر ابو بصیر مر گیے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی صالح بن واقد طبری پر عنایت

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے ایک پیروکار کی رہائی کے لئے دعا کی خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اس بارے میں صالح واقد طبری سے روایت ہے کہتا ہے کہ امام کاظم علیہ السلام کے پاس آیا امام نے مجھ سے فرمایا اے صالح یہ ہارون ستمگر تجھے بلا رہا ہے میرے بارے میں اگر پوچھے تو کہو میں موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو نہیں پہچانتا۔

جب وہ زندانی کرے تو جس کو کہو میں زندان سے باہر نکال لوں گا کچھ مدت کے بعد ہارون نے مجھے طبرستان بلایا پوچھا کہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کیا کرتے ہیں مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ تمہارے پاس ہے۔

میں نے کہا میں موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے بارے میں نہیں جانتا اے امیر المومنین تم مجھ سے زیادہ ان کے بارے آگاہ ہو کہ وہ کونسی جگہ پر ہیں۔

خدا کی قسم ایک رات سب قیدی سو رہے تھے میں جاگ رہا تھا میں کھڑا تھا کہ اچانک سنا ایک آدمی کہہ رہا ہے اے صالح خدا نے ہم کو قدرت دی ہے اور وہ کرامت کہ جو خدا نے ہم کو عطا کی کسی کے پاس نہیں ہے عرض کیا میرے سردار کہاں جاؤں کہ اب اپنے کو کیسے ہارون کے ظلم سے امان میں رکھوں؟

فرمایا تم اپنے گھر چلے جاؤ گھر واپس گیا خدا کی قسم ہارون اسی واقعہ کے بعد میرے بارے میں کوئی تحقیق و جستجو نہ کی اور وہ نہیں جانتا تھا کہ میں زندان میں ہوں یا نہیں۔

احمد بن عمر بن خلال کہتا ہے کہ میں نے گونگے سے امام کے بارے میں برے کلمات سنے میں نے چھری خریدی قسم دی کہ میں ضرور اسے قتل کروں گا جب یہ مسجد سے نکلے گا میں مسجد کے دروازے پر کھڑا رہا امام نے رقعہ لکھا کہ میرے پدر کا واسطہ اس کو کچھ نہ کہنا۔ فان اللہ یغنی وھو حسبی اللہ

بے نیاز میرے لئے کافی ہے اس کے چند دن ہی بعد یہ مر جائے گا ایسے ہی ہوا خط لکھنے کا ارادہ کیا کہ سوال کروں کہ کیا مجنب آدمی نورہ لگا سکتا ہے؟ (نورہ ایک پوڈر ہے) قبل اس کے کہ خط لکھوں امام نے خط لکھا کہ مجنب کا نورا لگانا اس کی پاکیزگی کے اضافہ کا باعث ہے لیکن اس نے جماع کیا ہو اور اس حالت میں خضاب نہ لگایا ہو اور نہ ہی خضاب شدہ عورت سے جماع کیا ہو۔

علی بن ابی حمزہ کہتا ہے کہ امام نے مجھے ایک آدمی کی طرف بھیجا اور ۱۸ درھم دے کر فرمایا کہ یہ اس کو دو اور کہو کہ اس

سے استفادہ کرے یہ پیسوں کی مقدار تیرے مدینے تک کافی ہے اور کہو کہ ابوالحسن فرمار ہے ہیں میں نے یہ جا کر کہا جب تک موت تجھ پر نہیں آتی یہ پیسے تیرے لئے کافی ہیں تو گریہ کرنے لگا میں نے کہا کس لیے رو رہے ہو؟ جواب دیا کیسے گریہ نہ کروں کہ میری موت کا وقت آ چکا ہے۔

میں نے کہا خدا کے ہاں جو کچھ ہے وہ بہتر ہے وہ خاموش ہو گیا پھر پوچھا اے خدا کا بندہ تو کون ہے؟

میں نے کہا: علی بن ابی حمزہ اس نے جب میرا نام سنا تو کہنے لگا خدا کی قسم میرے مولا نے مجھے اسی طرح فرمایا ہے کہ میرے پاس علی بن ابی حمزہ کے ذریعہ خط بھیجے گا علی بن ابی حمزہ نے کہا ستر (۷۰) دن وہاں رہا پھر اس آدمی کے پاس گیا دیکھا تو وہ بستر مرگ پر پڑا ہے میں نے اس سے کہا کوئی وصیت ہے تو بتا میں اس کو اپنے مال سے پورا کروں گا۔

کہنے لگا جب میں مر جاؤں تو میری بیٹی کی شادی کرنا اس سے کہ جو نیک و متدین ہو پھر میرے گھر کو بیچ کر وہ پیسے امام کو دینا میرے غسل، کفن و دفن کا انتظام تم کرنا علی بن ابی حمزہ کہتا ہے کہ جب وہ مر گیا تو اس کو دفن کرنے کے بعد اس کی بیٹی کی شادی کی اس کے گھر کو بیچا اس کے پیسے امام کاظم علیہ السلام تک پہنچائے امام کاظم علیہ السلام نے اس گھر کے پیسے واپس اس کی بیٹی کو لوٹا دئے۔

علی بن یقطین کو امام نے اپنی زیارت کی اجازت کیوں نہ دی عیون المعجزات میں محمد بن علی صوفی سے روایت ہے اور محمد بن علی کا بیان ہے کہ ابراہیم جمال (جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے صحابی تھے) ایک دن ابوالحسن علی بن یقطین سے ملاقات کے لئے وقت چاہا انہوں نے وقت نہ دیا اسی سال وہ حج کے لئے گیا اور امام کاظم علیہ السلام کے پاس بھی گئے کہ امام سے ملاقات کریں امام نے ملنے سے انکار کر دیا ابن یقطین کو بڑا تعجب ہوا راستے میں ملاقات ہوئی تو امام نے فرمایا:

تم نے ابراہیم سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اس لئے میں بھی تم سے نہیں ملتا اور اس وقت تک نہ ملوں گا جب تک تم ان سے معافی نہ مانگو گے اور انہیں راضی نہ کرو گے ابن یقطین نے عرض کیا مولا میں مدینہ میں ہوں اور وہ کوفہ میں ہیں فوری ملاقات کیسے ہو سکتی ہے؟ فرمایا تم تنہا بقیع میں جاؤ ایک اونٹ تیار ملے گا اس پر سوار ہو کر کوفہ کے لئے روانہ ہو چشم زدن میں وہاں پہنچ جاؤ گے وہ گیا اونٹ پر سوار ہو کر کوفہ پہنچا دروازے (دق الباب کیا) کو کھٹکھٹایا آواز آئی کون؟

کہا میں ابن یقطین ہوں انہوں نے کہا تمہارا میرے دروازے پر کیا کام ہے؟ ابن یقطین نے جواب دیا سخت مصیبت میں مبتلا ہوں خدا کے لئے ملنے کا وقت دو انہوں نے اجازت دی ابن یقطین نے قدموں پر سر رکھ کر معافی مانگی اور سارا واقعہ سنایا ابراہیم جمال نے معافی دی تو کہا ایسے نہیں بلکہ میں زمین پر سوتا ہوں تو اپنے پاؤں سے میرے رخسارے پر نشان لگا کہ میں رضا کے بابا سے کہوں میں رضا کی مہر لگوا لایا ہوں پھر اسی اونٹ پر سوار ہو کر چشم زدن میں مدینہ پہنچا اور امام کی خدمت میں حاضر ہوا امام نے بھی معاف کر دیا اور ملاقات کا وقت دے کر گفتگو فرمائی۔

مردے کوزندہ کرنا

صفار بصائرالدرجات میں احمد بن محمد سے وہ علی بن حکم سے وہ علی بن مغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام منیٰ میں ایک عورت کے نزدیک سے گزرے اس حال میں کہ وہ گریہ کررہی تھی اس کے فرزند اس سے دور ہوکر گریاں تھے اس لئے کہ ان کی ایک ہی گائے تھی جو مرگئی امام ان کے پاس گئے اور عورت سے فرمایا کس لئے گریہ کررہی ہو؟

اس نے کہا اے خدا کے نیک بندے میں یتیم بچوں کی ماں ہوں میرے پاس ایک گائے تھی جس سے ہماری زندگی کا گزرا اوقات ہوتا تھا اور بچوں کی پرورش اس کے ذریعہ سے ہوا کرتی تھی اب گائے مرگئی ہے ہم بیچارے ناچار ہوگئے ہیں

امام نے فرمایا: کیا چاہتی ہے کہ تیرے لئے زندہ کروں؟

عورت نے کہاہاں اے خدا کے نیک بندے، امام گائے کے نزدیک گئے اور گائے کو بلایا اور اپنے عصا کو اس کے پاؤں پر مارا گائے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی جب عورت کی نگاہ گائے پر پڑی تو زور سے کہا اے اس کعبہ کے پروردگار یہ آدمی عیسیٰ بن مریم ہے امام لوگوں کے درمیان سے غائب ہوگئے۔

قطب راوندی نے خرائج میں علی بن ابی حمزہ سے نقل کیا ہے کہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ سے صحرا کی طرف چلے تو راستے میں ایک آدمی کو گریہ کرتے دیکھا اس کے سامنے اس کا گدھا مرا پڑا تھا، امام نے اس سے کہا کیا بات ہے اس نے کہا میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر حج پر چلے گئے میرا گدھا مرگیا اب یہاں پریشان ہوں کوئی ایسی سواری بھی نہیں کہ جس پر سوار ہوکر جاؤں۔

امام نے فرمایا: شاید وہ نہ مرتا فرمایا میرے پاس ایک سواری ہے اس پر چلے جاؤ کہا نہیں میرے لئے وہ کفایت نہیں کرے گا آپ مجھ سے مذاق کررہے ہیں؟

امام گدھے کے قریب آئے اور کچھ کہا میں درست نہیں سن سکا پھر ایک چھڑی ماری وہ گدھا صحیح وسالم زندہ ہوگیا فرمایا اے مغربی کیا تو کوئی مذاق کی چیز دیکھ رہا ہے حق آپ کے ساتھیوں کے ساتھ ہے ہم اسے چھوڑ کر آگے چلے گئے۔

علی بن ابی حمزہ کہتا ہے کہ میں چاہ زمزم کے پاس کھڑا تھا اس مغربی کو وہاں دیکھا وہ ہمیں دیکھ کر ہماری طرف آیا خوش ہوکر میں نے کہا تیرے گدھے کا کیا حال ہے کہنے لگا صحیح وسالم ہے میں نہیں جانتا کہ وہ آدمی کہاں سے آیا کہ میرے گدھے کو زندہ کیا میں نے اسے کہا تیری حاجت پوری ہوگئی اب سوال نہ کر اور نہ ہی اس کی معرفت کو درک کرسکتا ہے۔

امام کا ایک آدمی کیلئے دعا کرنا

بحار میں مناقب سے منقول ہے کہ خلفاء میں سے ایک خلیفہ کے دل میں شدید درد تھا بختیشوع نامی طبیب نے معائنہ کرنے کے بعد اسے ایک معجون درست کر کے دیا جب اس نے کھایا تو ٹھیک نہ ہوا بختیشوع اس کے علاج سے ناامید ہوگیا۔ اور کہنے لگا جو کچھ طبابت کے علم سے مربوط تھا یہی تھا جو انجام دیا ہے اس بناء پر تیرے درد کا علاج طب سے نہیں ہو سکتا مگر کوئی آدمی آپ کے لئے دعا کرے کہ جو بارگاہ خدا تعالیٰ میں مقام و منزلت رکھتا ہو خلیفے نے ایک درباری سے کہا کہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے کہو دعا کریں امام اس کی گفتگو سن رہے تھے دعا کی تو اسی وقت خلیفہ کا درد ختم ہوگیا اسے شفا مل گئی خلیفہ نے امام سے عرض کیا کہا آپ کو آپ کے جد کی قسم بتاؤ میرے لئے کس طرح دعا کی ہے امام نے فرمایا یہ دعا ہے۔

اللھم کما اریتہ ذل معصیتہ فازہ عز طاعتی

اے اللہ جس طرح خلیفہ کو اس کے گناہ کے نتیجہ میں ذلت سے ہمکنار فرمایا ہماری عزت سے ہماری اطاعت اس کو دکھلا اس ترتیب سے امام نے اس فرصت میں بھی خلیفہ کو گناہ گار ٹھہرایا اور اس کو سمجھایا کہ ذلت و گناہ کی وجہ سے اس بیماری میں مبتلا ہے اور ہم اپنے پروردگار کی اطاعت سے عزت مند و ابرومند ہیں یہی وجہ تھی کہ ایک دن ہارون نے امام کو کعبہ میں دیکھ کر کہا تم ہو کہ لوگوں نے تمہاری مخفیانہ بیعت کی ہوئی ہے تم کو راہبر و امام مانتے ہیں امام نے فرمایا: میں لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتا ہوں اور تم ان کی جان و بدن پر۔

امام ہر زبان میں کلام کرتا ہے اور ہر زبان سے واقف ہوتا ہے محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے قرب الاسناد میں محمد بن خالد طیالسی سے وہ علی بن حمزہ ابی حمزہ سے وہ ابوبصیر سے وہ امام ابوالحسن سے نقل کرتے ہیں جب میں نے امام سے عرض کیا آپ پر قربان امام کو کیسے پہچانیں؟ فرمایا چند صفات سے پہلی صفت وہی جو میرے باپ صادق نے فرمائی ہے کہ پہلا امام دوسرے کا تعارف کرائے کہ جس طرح رسول نے علی علیہ السلام کا اعلان کیا ائمہ کا لوگوں میں تعارف کرایا اور لوگوں کے درمیان ان اماموں کے نام بتائے دوسری صفت یہ کہ سوال کرنے سے جواب دیں کہ وہ چپ ہو جائے تیسری صفت یہ کہ امام لوگوں کو آئندہ کی خبر دے پانچویں صفت یہ کہ امام ہر ایک سے اس کی زبان میں کلام کر سکتا ہو

امام کا خراسانی سے اس کی زبان میں کلام کرنا

امام نے مجھ سے فرمایا اے ابو محمد قبل اس کے آپ کو امام کی صفات و نشانیاں بتاؤں تم اطمینان رکھو اللہ کی قسم ایک آدمی اہل خراسان سے ہمارے پاس آیا امام سے عربی میں گفتگو کی کہ امام کو شاید فارسی نہ آئے امام نے اسے فارسی میں جواب دیا

خراسانی نے کہا:

اصلحک الله ما منعنی ان اکلمک بکلامی الا انی ظننت انک تحسن

خدا آپ کی حفاظت فرمائے میں نے آپ سے اس لئے عربی میں کلام کیا کہ آپ کو میری زبان کا علم نہ ہوگا امام نے فرمایا سبحان اللہ جب میں آپ کو آپ کی زبان میں بہترین جواب نہ دے سکوں تو پھر ہمیں تم پر کیا فضیلت ہوگی پھر فرمایا اے ابو محمد امام پر کسی آدمی کی زبان مخفی نہیں ہے۔ اور نہ کسی پرندے کی نہ جانور اور نہ کسی چیز کی کہ جس میں روح ہو امام ہر زبان جانتا ہے۔

اگر امام میں یہ صفات نہ ہوں تو وہ حق کا امام نہیں ہے۔

کتاب خرائج میں ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ جب امام کے پاس تیس (۳۰) حبشی غلام آئے امام سے ایک غلام نے گفتگو کی امام نے اس کو اس کی زبان میں بہترین جواب دیا تو غلام نے تعجب کیا بلکہ سب حبشی غلاموں نے تعجب کیا اور انہوں نے خیال کیا کہ امام ہماری زبان سے واقف نہ ہوگا امام نے ان سے فرمایا میں تم کو مال دیتا ہوں تم آپس میں تقسیم کر لینا کہ ہر ایک کو تیس درہم آئیں گے بعض نے بعض حبشیوں سے کہا کہ امام نے ہم سے زیادہ فصیح زبان میں کلام کی ہے اور یہ بہت بڑی خدا کی ہم پر نعمت ہے۔

علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں کہ جب وہ امام سے رخصت ہوئے تو میں نے کہا یابن رسول اللہ آپ نے ان حبشیوں کی زبان میں گفتگو کی ہے امام نے فرمایا ہاں امام نے مجھ سے وصیت کی کہ یہ اچھے اصحاب ہیں ان میں سے ہر ایک کو ہر ماہ تیس درہم دیتے رہنا جب امام نے ان سے کلام کیا تو امام زیادہ علم رکھتے ہیں کہ وہ غلام بادشاہوں کے ماتحت ہوتے ہیں میں نے تعجب کیا کہ آپ نے حبشی زبان میں کلام کیا امام نے فرمایا تعجب نہ کرو تم پر ابھی بہت سی چیزیں مخفی ہیں کہ جو اس سے بھی زیادہ تعجب آور ہیں تم نے مجھ سے کچھ نہیں سنا صرف یہ کہ جس طرح پرندہ اپنی چونچ کے ذریعے سمندر سے ایک قطرہ پانی اٹھائے تو سمندر کے پانی میں کمی نہیں ہوتی امام ایک سمندر کی مانند ہے کہ جس سے کوئی چیز چھپی نہیں امام کے عجائبات سمندر سے کہیں زیادہ ہیں۔

خرائج میں امام رضا علیہ السلام کے غلام بدر نامی سے روایت ہے کہ اسحاق بن عمار امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کے پاس بیٹھنے کی اجازت طلب کی کہ جو خرسانی آدمی نے کلام کی میں نے ایسی کبھی نہیں سنی تھی گویا پرندوں کی کلام ہے۔

اسحق کہتا ہے کہ امام نے اسے اسی طرح کا جواب دیا اور اس کے مسائل کو حل فرمایا جب وہ امام سے رخصت ہوا تو

میں نے عرض کی مولا میں اس طرح کا کلام کبھی نہیں سنا ہے امام نے فرمایا یہ اہل چین کی زبان ہے کہ جس میں کوئی بھی کلام نہیں کرسکتا فرمایا اس کی زبان میں میرے جواب پر تو نے تعجب کیا ہے کہ میں نے عرض کیا مولا یہ تعجب کا مقام ہے امام نے فرمایا اس سے زیادہ تعجب اس بات پر ہوگا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ امام پرندوں کی زبان کو جانتا ہے اور ہر ذی روح کہ جس کو اللہ نے پیدا کیا اس کی زبان کو جانتا ہے امام پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

صفار بصائر میں احمد بن محمد سے وہ علی بن حکم سے وہ حماد بن عبداللہ فرا سے وہ معتب سے نقل کرتے ہیں کہ ابوالحسن اول کی طرح کوئی ایسا بچہ نہیں دیکھا کہ ایک دن اسحاق ابو محمد ان کے دونوں بھائی امام ابوالحسن کو دیکھا کہ وہ ایسی زبان میں گفتگو کر رہے ہیں کہ جو عربی نہیں ایک غلام سقلابی آیا تو اس سے آپ کی زبان میں کلام کیا وہ چلا گیا جب علی علیہ السلام اپنے بیٹے کے ساتھ آئے اور کہا اپنی بہن سے کہ یہ علی علیہ السلام میرا بیٹا ہے اس کو ہر ایک نے سینہ سے لگایا بوسے دیئے پھر اس بچے نے ایک سے اس کی زبان میں کلام کیا پھر ایک نے اٹھایا سلام کیا چلے گئے پھر ایک حبشی غلام آیا اس سے اس کی زبان میں کلام کیا وہ چلا گیا جب ابراہیم آئے تو کہا یہ ابراہیم میرا بیٹا ہے پھر اس سے اس کی زبان میں کلام کیا یہاں تک کہ پانچ بچوں سے مختلف زبانوں میں مختلف کلام کی۔

اسی طرح یاسر غلام سے منقول ہے کہ حضرت ابوالحسن گھر میں ابھی بچے تھے ان کے غلام سقالبہ اور رومی آئے ان سے ان کی زبان میں امام نے کلام کیا پھر اس نے سوال کیا کہا ہم ہر سال فصد کھلواتے ہیں اور یہاں ایسا نہیں کیا کیونکہ یہاں فصد سے پسینہ آتا ہے امام نے فرمایا اے یاسر ہم بھی یہاں فصد نہیں کھلواتے یاسر کہتا ہے میں نے فصد کھلوایا تو امام نے مجھ سے فرمایا اے یاسر کیا میں نے تجھے روکا نہیں تھا اب ادھر آؤ میں امام کے قریب گیا انہوں نے اس پر ہاتھ پھیرا تو ٹھیک ہوگیا۔

جاثلیق مسیحی کا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہاتھوں مسلمان ہونا

ہشام بن حکم سے روایت منقول ہے کہ امام کی گفتگو کہ جو مسیحی سے ہوئی کہ بریہہ مسیحی کہ جس کو جاثلیق کہتے تھے ستر سال عیسائی رہا اس نے اسلام کے بارے میں تحقیق کرنا شروع کی اس کی بیوی بھی اس کے ہمراہ تھی کہ جس کے سامنے مسیحیت کے سب دلائل کو چھپانے کی کوشش کرتا رہتا تھا ایک دن ہشام بن حکم سے شیعہ کے اوصاف سنے ایک دفعہ ایک دکان کے سامنے کچھ مسیحیوں کا مناظرہ ہوا ہشام شکست کھا کر کہنے لگے کاش کبھی ہشام کے روبرو نہ ہوتے اس کے بعد بریہہ بہت غمگین وسرگردان اپنی بیوی سے ہشام کے مناظرے کا تذکرہ کیا اس کی بیوی نے کہا ہلاکت ہو تیرے لیئے یا تو حق چاہتا ہے یا باطل بریہہ نے کہا حق کا خواہاں ہوں بریہہ ہشام کے ذریعہ امام کے پاس آیا اس کی بیوی ساتھ تھی۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا اے بریہہ کتنی مقدار انجیل کا حافظ ہے کہنے لگا میں پوری کتاب کا علم رکھتا ہوں امام نے فرمایا

کس مقدار تک اس کے باطن سے واقف ہے کہنے لگا جتنا اعتماد ہے جانتا ہوں۔

امام نے انجیل میں سے کچھ تلاوت فرمایا بریہہ مرعوب ہو کر امام سے کہا کہ حضرت مسیح کی طرح آپ نے تلاوت کی اس وقت بریہہ نے کہا ایاک کنت اطلب منذ خمسین سنة او مثلک پچاس سال حق کی تلاش میں رہا ہوں پھر بریہہ اسی وقت مسلمان ہو گیا اس کی بیوی بھی مسلمان ہو گئی پھر اسلام کی راہ میں استقامت سے کام لیا۔

ھشام نے پورا ماجرا امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا امام نے فرمایا ذریت بعض من بعض مولف فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو ہم نے توحید صدوق سے امام صادق علیہ السلام کے حالات سے نقل کیا ہے بریہہ کے رد میں کہ جو کہتا تھا:

ان الله ثالث ثلاثه و مامن الله الا اله واحد

امام کا پرندوں اور حیوانوں سے گفتگو کرنا

صفار بصائر الدرجات میں علی بن ابی حمزہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابوالحسن کے غلاموں میں سے ایک امام کے پاس آئے اور کہا آپ پر قربان کل میرے پاس آپ کی دعوت ہے امام اس کے ساتھ جب ان کے گھر تشریف لائے اور گھر میں ایک تخت پر بیٹھے تو اس کے نیچے کبوتر اور کبوتری تھے۔ کبوتر کبوتری سے کچھ کہہ رہا تھا وہ آدمی کھانا لینے چلا گیا جب واپس آیا تو امام مسکرا رہے تھے۔

عرض کیا مولا کس لئے مسکرا رہے ہیں امام نے فرمایا اس کبوتر کو اس کبوتری نے کہا اس گھر کے رہنے والے کو ابوالحسن سے زمین پر زیادہ آپ سے کوئی ہم کو محبوب نہیں ہے اشارہ کیا کہ جو تخت پر بیٹھا ہے میں نے امام سے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں کیا آپ پرندوں کی کلام بھی سمجھتے ہیں امام نے فرمایا ہاں ہم کو پرندوں اور ہر چیز کی زبان کا علم عطا کیا گیا ہے۔

صاحب بحار نے دلائل طبری سے نقل کیا ہے کہ احمد بن محمد معروف غذلی کہتا ہے کہ میں ابوالحسن کے ساتھ بیٹھا تھا کہ دیوار پر ایک چڑیا بیٹھ کر چلانے لگی مضطرب تھی امام نے مجھے فرمایا کیا جانتا ہے کہ چڑیا کیا کہہ رہی ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے امام نے فرمایا یہ چڑیا کہہ رہی ہے کہ میرے گھونسلے میں ایک سانپ آ گیا ہے کہ جو میرے بچوں کو کھا رہا ہے اس کو وہاں سے دور کریں ہم اٹھے اور اس کے گھونسلے کو دیکھا واقعا اس میں سانپ تھا جسے ہم نے قتل کر دیا۔

شیخ مفید ارشاد میں علی بن ابی حمزہ بطائنی سے نقل کرتے ہیں کہ جب ابوالحسن کے ساتھ ایک دن مدینہ سے باہر چل رہے تھے کہ امام اپنے خچر پر اور میں اپنے گدھے پر سوار تھے راستے میں ایک جگہ شیر کو دیکھا میں نے اپنے گدھے کو ایک خشکی پر روک لیا امام اپنے راستے پر چل رہے تھے وہ شیر امام کی طرف چلا آ رہا تھا اس طرح کہ کوئی ذلیل و عاجز آ رہا ہو جب امام

کے پاس پہنچا امام کو میں نے دیکھا کہ اس کے پاس کھڑے ہیں شیر نزدیک ہو کر امام کے خچر کے قدموں پر گر پڑا زبان سے کچھ کہہ رہا ہے۔ مجھ پر خوف طاری ہو گیا۔

کچھ دیر بعد شیر نے اپنی راہ لی امام نے تین بار کہا امین ایسا ہی ہو پھر میری نظروں سے غائب ہو گیا میں نے امام سے عرض کیا آپ پر قربان عجیب چیز دیکھی ہے تین بار امین کا لفظ سنا ہے آپ کیا فرما رہے تھے؟

امام نے فرمایا وہ مجھ سے دعا کروانے آیا کہ میری بیوی بچہ جننے کی تکلیف میں ہے آپ دعا کریں آسانی ہو اور دعا کریں کہ وہ بیٹا جنے میں نے دعا کی میں نے اس سے کہا تیری بیوی پر وضع حمل آسان ہوگا اور خدا تجھے بیٹا دے گا جب شیر نے مجھ سے یہ سنا تو دعا کی کہ خدا تعالیٰ آپ پر آپ کی اولاد پر اور شیعوں پر ظالم مسلط نہ کرے میں نے آمین کہی۔

درخت کا امام کے پاس آنا

محمد بن یعقوب اصول کافی میں علی بن ابراہیم سے وہ اپنے باپ سے وہ محمد بن فلاں رافعی مذھب سے نقل کرتے ہیں کہ ایک میرے چچازاد تھے جن کا نام حسن بن عبداللہ تھا وہ بہت زاھد اور عابد ترین زمانہ تھا بادشاہ وقت کی جدی کوشش تھی کہ وہ دین میں متدین ہوا کثر وہ بادشاہ کے سامنے سخت لہجے میں وعظ و نصیحت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا اور اسے غصہ بہت آتا تھا لیکن بادشاہ اس کی عبادت و پارسائی سے متاثر ہو کر اس کی ان باتوں پر کان نہ دھرتا۔

ایک دن مسجد میں داخل ہوا اور امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام بھی مسجد میں تھے امام نے اس کی طرف اشارہ کیا وہ امام کے پاس چلا آیا پھر کہا اے ابو علی میں تیرے اس طریقے سے بہت خوش ہوں مگر معرفت نہیں رکھتے جاؤ معرفت حاصل کرو میرے چچازاد نے کہا قربان جاؤں معرفت کیا ہے؟

امام نے فرمایا جاؤ معرفت وسوچ بوجھ حاصل کرو حدیث میں جستجو کرو عرض کرنے لگا کس سے امام نے فرمایا اس مدینہ کے فقیہ سے پھر مجھے بتاؤ رافعی کہتا ہے کہ حسن بن عبداللہ گیا اور چند لکھی ہوئی احادیث لایا اور امام کے سامنے پڑھیں۔

امام نے سب احادیث کو رد کر دیا دوبارہ فرمایا جاؤ معرفت حاصل کرو۔ وہ آدمی دین میں پابند تھا اور امام سے خوب استفادہ کرتا ایک دن امام مزرعہ میں مدینہ سے باہر چلے گئے اس آدمی کو راستے میں دیکھا تو وہ کہنے لگا آپ پر فدا ہو جاؤں میں خدا کے دربار میں آپ کا دامن پکڑونگا جو کچھ معرفت مجھ پر واجب ہے میری رہنمائی فرمائیں۔

اس کے بعد امام نے خلافت امیر المومنین علی علیہ السلام کے بارے میں اسے جو کچھ لازم تھا بتایا امامت امام حسن اور امام حسین، علی بن الحسین محمد بن علی علیہ السلام، جعفر بن محمد سے آگاہ فرمایا وہ چپ ہو گیا اور سوچ میں پڑ گیا حسن بن عبداللہ نے پھر عرض کیا آپ پر قربان جاؤں آپ کوئی امام ہے؟ امام نے فرمایا اگر تمہیں بتاؤں قبول کرے گا؟

کہنے لگا ہاں فرمایا میں امام ہوں عرض کرنے لگا آپ کے پاس امامت کی نشانی یا معجزہ ہے کہ جس کے ذریعہ میں جانوں کہ آپ امام ہیں امام نے فرمایا ہاں جاؤ اس درخت سے کہو میرے پاس چلا آئے وہ درخت کے پاس گیا وہ کہتا ہے جوں ہی میں نے کہا وہ وہاں سے اکھڑ کر امام کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا امام نے اشارہ فرمایا کہ چلے جاؤ وہ درخت اپنی جگہ چلا گیا پھر اس آدمی نے امام کی امامت کا اقرار کیا وہ خاموش ہو گیا پھر کبھی اس نے نہ کہا کہ امام کون ہے؟

خرائج میں راقمی سے اسی طرح یہ واقعہ تھوڑی سی الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یوں ہے کہ حسن بن عبداللہ نے اس واقعہ سے پہلے خواب میں دیکھا پھر اچھے اچھے خواب دیکھنا بند ہو گئے پھر ایک دن امام صادق علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو ان سے شکایت کی کہ مجھے اچھے خواب نہیں آتے تو امام نے اسے فرمایا کوئی غم نہ کرو مومن جب ایمان میں راسخ و پختہ ہو جاتا ہے تو اس کا ایمان اسے خواب سے بلند و بالا کر دیتا ہے۔

امام کا غیب سے مطلع کرنا

حمیری، موسیٰ بن بکیر سے قرب الاسناد میں اس طرح روایت نقل کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے مجھے رقعہ دیا کہ اس میں حاجات کا ذکر تھا اور امام نے فرمایا جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرو میں نے اس رقعہ کو مصلے (جانماز) کے نیچے رکھ دیا سستی سے کام لیا اس کے بعد وہی پوچھا وہ رقعہ کہاں ہے عرض کیا گھر میں ہے فرمایا اے موسیٰ جب میں نے تجھے اس پر عمل کرنے کا حکم دیا اگر عمل نہ کیا تو غضبناک ہونگا پھر مجھے پتہ چلا کہ وہ رقعہ (خط) جنات کے بعض بچوں نے امام کو دیا ہے۔

ایک جوان کو مکہ میں دیکھا

بحار میں مناقب سے صاحب کتاب الامثال الصالحین سے نقل کیا ہے کہ شقیق بلخی نے کہا میں نے سنہ ۱۴۹ ہجری حج کے ارادہ سے مکہ کی طرف حرکت کی اور قادسیہ کے مقام پر پہنچا اس حال میں وہاں کے لوگوں کی زینت و کثرت کے بارے سوچ رہا تھا کہ ایک جوان پر میری نگاہ پڑی کہ جو خوبصورت، گندمی رنگ اور کمزور ولاغر جسم میں تھا کہ جس کا لباس اون کا تھا اور پاؤں میں نعلین تھی سب سے الگ بیٹھا ہوا تھا میں نے خود سے کہا کہ یہ جوان صوفی فرقہ سے محسوس ہوتا ہے خود کو دوسرے پر برتری دیتا ہے خدا کی قسم اس کے پاس جا کر اس کی مذمت کروں کہ یہ کیا رویہ اپنا رکھا ہے اس کے پاس گیا جوان نے مجھے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا اے شقیق۔

اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم

بہت سے بدگمان باتوں سے اجتناب کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں یہ کہہ کر میری طرف سے غائب ہوگیا۔ میں نے خود سے تعجب کرتے ہوئے کہا یہ عجیب واقعہ ہے کہ جس کے بارے میں میں چاہتا تھا بات کروں وہ میرے بارے نام تک جانتا ہے نام سے آواز دی ہے یہ حتماً کوئی نیک بندہ ہے لھذا اس سے ضرور ملوں۔

عذر خواہی کروں میں نے دوڑ لگائی لیکن وہ میری طرف سے غائب ہوگیا لیکن جب واقعہ کے مقام پر پہنچے تو پھر اچانک میں نے انہیں دیکھا کہ وہ نماز میں کھڑے ہیں ان کا بدن کانپ رہا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے خود سے کہا یہ وہی آدمی ہے اسی کے پاس جاؤں اور معافی مانگوں جب نماز ختم کی تو میں نے ان کی طرف نگاہ کی ان کی نظر جب مجھ پر پڑی تو فرمایا اے شقیق پڑھو۔

وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحاً ثم اھتدیٰ

میں نے خود سے کہا یہ جوان خدا کے اولیاء میں سے ایک ولی ہے اس نے دوبار مجھے غیب کی خبر دی ہے جب ایسے مقام پر پہنچے کہ جہاں پانی کم تھا اچانک اسے ایک کنویں کے قریب پایا ہاتھ میں ایک کوزہ (ڈول) ہے چاہتا تھا کہ کنویں سے پانی لے لیکن کوزہ ہاتھ سے چھوٹ کر کنویں میں گرا میں نے اس وقت دیکھا آسمان کی طرف نگاہ کر کے گریہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے۔

انت ربی اذا ظمئت الیٰ السماء . وتولیٰ اذا اردت اطعاماً

اللھم سیری مالی سواھاہ

اے خدا میرے پاس اس کوزے کے علاوہ کچھ نہیں ہے پس مجھ سے نہ چھین خدا کی قسم اسی اثناء میں دیکھا کہ پانی اوپر کو آگیا جوان نے ہاتھ آگے بڑھائے پانی سے بھرا ہوا کوزہ پکڑ لیا پھر وضو کیا اور چار رکعات نماز پڑھی پھر ایک ریت کے ٹیلے کی طرف چلا اپنے ہاتھ سے ریت کو کوزے میں ڈال کر ہلایا اور پینے لگا ان کے نزدیک جا کر سلام کیا اور مجھے سلام کا جواب دیا میں نے ان سے عرض کیا خدا کے فضل ولطف سے جو کہ آپ کے شامل حال ہے مجھے بھی عنایت فرمائیں فرمایا:

اے شقیق خدا کی ظاہر و پوشیدہ نعمتیں ہم پر بہت ہیں پس خدا سے اچھا گمان رکھو پھر کوزہ مجھے دیا میں نے اس سے نوش کیا دیکھا کہ ایسا اچھا پانی میں نے کبھی نہیں پیا تھا اور اس قدر سیراب ہوگیا کہ کچھ دنوں تک کھانے پینے کی ضرورت محسوس نہ کی پھر اس جوان کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ مکہ میں داخل ہوئے ایک رات میں نے انہیں میزاب (پرنالہ) کے نزدیک دیکھا آدھی رات کے بعد وہ خشوع وخضوع آہ و فریاد کر رہے ہیں اس حالت میں رات گزار دی جب صبح ہوئی مصلے پر بیٹھے اور تسبیح پڑھنے لگ گئے پھر اٹھے نماز صبح پڑھی سات بار خانہ کعبہ کا طواف کیا باہر چلے گئے میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا

اچانک میں نے دیکھا کہ ان کے اردگرد اصحاب وخادم اور لوگوں کا ہجوم ہے ان پر سلام کر رہے ہیں ایک جوان کے نزدیک گیا کہ جوان کے قریب تھا پوچھا یہ جوان کون ہے؟

جواب دیا کہ یہ جوان موسیٰ بن جعفر علیہ السلام بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں جب میں اس جوان کے نام سے آگاہ ہوا تو خود اس سے کہنے لگا تعجب ہوا ایک قدیمی شاعر نے شقیق کے واقعہ کو ایک طولانی قصیدے میں لکھا ہے اس کے چند اشعار کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔

سل شقیق البلخی عنه وما سهل .
منه وما الذی کان ابصر .
بناحججت عانیت شخصاً
شاحب اللون ناحل الجسم اسمر .
سائرا وحده وبسیله زاد فمازلت دائما
الکر وتوهمت انه لیسأل الناس .
ولم ادرانه الحجج الاکبر ثم عانیته ونحن نزول دون ضید
علیٰ الکثیر الاحمزیصنع الرملفی الاناء ویشربه فتادیته
وعقلی محیراً سقنی شربه فناولتی منه مفانیته سویق وسکر
فسألت الحجج من لک هذا .
قیل لهذا الامام موسیٰ بن جعفر

امام کاطی الارض مدینہ سے رمہ کی طرف جانا

کشی اپنی کتاب رجال میں اسماعیل بن سلام اور وہ فلان بن حمید سے نقل کرتا ہے کہ یہ دونوں کہتے ہیں کہ علی بن یقطین نے ہمارے لئے دو اونٹ خریدے اور کہا کہ متعارف (معروف) راستے سے مدینہ جاؤ اور یہ مال و کاغذ امام ابوالحسن تک پہنچاؤ اور کسی کو اس کی خبر نہ ہو یہ کوفہ آئے دو اونٹ خریدے اور زاد راہ اٹھایا اور کوفہ سے باہر آئے اور معروف راستے کو

چھوڑ کر چلتے رہے جب وادی رمہ میں پہنچے (کہ جسے عالیہ نجد کہتے ہیں یہ وہ منزل ہے جہاں سے اہل بصرہ و کوفہ ملتے ہیں) سواری سے اترے اور اونٹوں کو گھاس ڈالا اور بیٹھ کر کھانا کھانے لگے اچانک دیکھا کہ کوئی آدمی ہماری طرف آرہا ہے جب نزدیک پہنچا تو دیکھا موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ہیں ہم ان کے استقبال کے لئے اٹھے حضرت کو سلام کیا کاغذ اور مال حضرت کے حوالے کیا امام نے ایک خط اپنی آستین سے باہر نکالا اور ہمیں دے کر فرمایا کہ اس خط کے جواب ہیں کہ ابن یقطین کو دینا ہے پھر ہم نے عرض کیا کہ ہمارا زادراہ ختم ہونے والا ہے حضرت نے فرمایا اپنا زادراہ نکالو ہم نے نکالا تو حضرت نے دست مبارک اس پر پھیرا اور فرمایا یہ اب آپ کو کوفہ پہنچا دے گا امام نے فرمایا میں نے نماز صبح حرم رسول خدا ﷺ میں پڑھی ہے اب چاہتا ہوں کہ نماز ظہر بھی وہاں جا کر پڑھوں تم خدا کی امان و حفاظت میں ہو واپس چلے جاؤ (حرم رسول خدا ﷺ میں نماز پڑھی ہے اور ظہر وہاں پڑھنا ہے اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جب تم مدینہ جاؤ تو مدینہ کے اطراف زیارت رسول خدا ﷺ کے حکم میں ہے دوسرا مطلب یہ کہ جب مجھے دیکھا ہے تو مجھے دیکھنا رسول خدا ﷺ کو دیکھنے کے مترادف ہے۔)

خرائج میں اسماعیل بن سالم سے روایت ہے کہ علی بن یقطین نے جب ان کو امام کے پاس بھیجنا چاہا تو ابن یقطین اور اسماعیل بن احمد دونوں نے مجھے کہا کہ یہ دنیا لو اور کوفہ جاؤ وہاں سے دو سواریاں خرید کرو باقی حدیث وہی ہے جو بیان کی ہے۔ کہ ہم واپس لوٹے تو ہمارے لئے وہ زادراہ کافی رہا۔

امام کے حکم سے ایک بادل کا ایک مومن کو چین سے طالقان لے جانا

بحار میں مناقب سے خالد بن سمان اپنی خبر میں کہتا ہے خالد بن سمان بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہارون رشید نے ایک شخص کو طلب کیا جس کا نام علی بن صالح طالقانی تھا پوچھا تم ہی وہ ہو جس کو بادل چین سے اٹھا کر طالقان لایا ہے کہاں اس نے کہا بتاؤ کیا واقعہ ہے؟

یہ کیونکر ہوا طالقانی نے کہا میں کشتی پر سوار تھا ناگاہ جب میری کشتی سمندر کے اس مقام پر پہنچی جو سب سے زیادہ گہرا تھا تو میری کشتی ٹوٹ گئی تین دن تک تختوں پر پڑا رہا اور موجیں مجھے تھپیڑے لگاتی رہیں پورے سمندر کی موجوں نے مجھے خشکی پر پھینک دیا وہاں نہریں اور باغات موجود تھے میں ایک درخت کے سائے میں سو گیا اس اثنا میں ایک خوفناک آواز سنی ڈر کے مارے بیدار ہو گیا پھر دو گھوڑوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ایسے خوبصورت گھوڑے کبھی نہیں دیکھے تھے انہوں نے جب مجھے دیکھا سمندر میں چلے گئے میں نے اسی اثنا میں ایک عظیم الخلقت پرندے کو دیکھا تو دوڑ کر اس کے پیچھے چل دیا اس کے قریب گیا تا کہ اس کو اچھی طرح دیکھ سکوں پرندے نے جب مجھے دیکھا تو اڑ گیا میں اس کے پیچھے چل پڑا غار کے

قریب میں نے تسبیح وتحلیل، تکبیر اور تلاوت قرآن کی آواز سنی میں غار کے قریب گیا اور آواز دینے والے نے آواز دی اے علی بن صالح طالقانی خدا تم پر رحم کرے غار کے اندر آ جاؤ میں غار کے اندر چلا گیا وہاں ایک کھدر پوش عظیم شخص کو دیکھا میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔

پھر فرمایا اے علی طالقانی تم معدن الکنوز ہو، بھوک پیاس اور خوف کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہو اللہ نے تم پر رحم کیا ہے تمہیں نجات دی ہے تمہیں پاکیزہ پانی پلایا ہے میں اس وقت کو جانتا ہوں جب تم کشتی پر سوار ہوئے اور سمندر میں رہے تمہاری کشتی ٹوٹ گئی کتنی دور تک موجوں کے تھپیڑے کھاتی رہی۔

جب تم نے خود کو سمندر میں گرانے کا ارادہ کیا اگر ایسا کرتے تو خود موت کو دعوت دیتے بڑی مصیبت اٹھائی میں اس وقت کو بھی جانتا ہوں جب تم نے نجات پائی اور دو خوبصورت چیزیں دیکھیں تم نے پرندے کا پیچھا کیا جب اس نے قریب دیکھا تو آسمان کی طرف اڑ گیا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے آؤ یہاں بیٹھ جاؤ جب میں نے اس آدمی کی بات سنی اس سے کہا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں یہ بتاؤ کہ میرے حالات تم کو کس نے بتائے فرمایا اس ذات نے جو ظاہر و باطن کی جاننے والی ہے۔

پھر فرمایا کہ تم بھوکے ہو میں نے عرض کیا بے شک بھوکا ہوں یہ سن کر آپ نے اپنے لبوں کو حرکت دی اور ایک دسترخوان رومال سے ڈھکا ہوا حاضر ہو گیا انہوں نے دسترخوان سے رومال کو ہٹایا فرمایا اللہ نے رزق دیا ہے آؤ اسے کھاؤ میں نے کھانا کھایا ایسا پاکیزہ کھانا کبھی نہ کھایا تھا پھر انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور مجھ سے فرمایا اے علی گھر جانا چاہتے ہو میں نے عرض کیا میں وطن سے بہت دور پڑا ہوں میری مدد کون کر سکتا ہے اور میں کیونکر یہاں سے وطن جا سکتا ہوں؟

انہوں نے فرمایا گھبراؤ نہیں ہم اپنے دوستوں کی مدد کیا کرتے ہیں ہم تمہاری بھی مدد کریں گے پھر انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ناگاہ بادل کے ٹکڑے آنے لگے اور غار کے دروازے کو گھیر لیا جب بادل ان کے سامنے آیا تو اس نے حکم خدا سے سلام کیا اے اللہ کے ولی اور اس کی محبت آپ پر سلام انہوں نے جواب سلام دیا پھر بادل کے ایک ٹکڑے سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اور کس سرزمین کے لئے تم بھیجے گئے ہو۔

اس نے زمین کا نام لیا اور وہ چلا گیا پھر ایک اور بادل کا ٹکڑا آیا آ کر سلام کیا جواب کے بعد پوچھا کہاں؟ کہا طالقان جانے کا حکم دیا گیا ہے فرمایا خدائے وحدہ لاشریک کا اطاعت گزار ابر جس طرح اللہ کی ودیعت اکثر چیزیں اٹھا کر لے جا رہا ہے۔

اسی طرح اس بندہ مومن کو بھی لے جا جواب دیا بسر وچشم پھر انہوں نے ابر کو حکم دیا کہ زمین کے برابر ہو جاؤ زمین پر آ گیا پھر میرے بازو کو پکڑ کر اس پر بٹھا دیا بادل ابھی اڑا ہی تھا کہ فرمایا تھا کہ میں نے اس کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم اور محمد اور آئمہ طاہرین کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔

آپ کون ہیں اور آپ کا اسم گرامی ارشاد فرمایا اے علی طالقانی میں زمین پر اللہ کی حجت ہوں میرا نام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ہے پھر میں نے ان کے آباء واجداد کی امامت کا ذکر کیا اور انہوں نے بادل کو حکم دیا وہ بلند ہوا اور ہوا کے دوش پر چل پڑا خدا کی قسم کہ مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی اور نہ خوف میں تھوڑی دیر میں اپنے وطن طالقان جا پہنچا اور ٹھیک اس سڑک پر اترا جہاں میرا مکان تھا یہ سن کر ہارون نے اسے قتل کرا دیا کہ کہیں لوگ اس واقعہ کو سن کر محبت آل محمد واضح نہ ہو اور یہ ان کے مقام کو بیان نہ کرتا پھرے۔

شیر کی تصویر کا جادوگر کو کھا جانا

مرحوم صدوق عیون اور امالی میں علی بن یقطین سے روایت کرتا ہے کہ ہارون الرشید نے ایک جادوگر کو بلایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے امر کو باطل کرے اور شرمندہ کرے امام کو مجلس میں بلایا گیا اور ایک جادوگر کو بھی، دستر خوان پر کھانا لایا گیا جادوگر نے ایسا منتر پڑھا کہ خادم چاہتا تھا روٹی کو امام کے قریب کردے وہ روٹی وہاں سے دور چلی گئی۔

ہارون اس سے خوشحال ہوا اور ہنسنے لگا امام نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور دیوار پر لگی شیر کی تصویر کو حکم دیا کہ اس کو کھا جاؤ شیر اپنی اصلی حالت میں دیوار یا پردے سے آ کر اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا گیا ہارون اور اس کے ساتھی بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تو ہارون نے معذرت خواہی کی اور عرض کیا کہ اس کو زندہ کرو امام نے فرمایا اگر موسیٰ کے عصا نے جادوگروں کو واپس کیا ہوتا تو میں بھی واپس کر دیتا۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام حدیث ۵

☆ دین خدا کو سمجھو، کیونکہ فقہ بصیرت کی کلید اور مکمل عبادت اور دُنیا وآخرت میں عظیم مرتبوں، اور بلند مرتبوں تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ فقہ کی فضیلت عابد پر اسی طرح ہے جس طرح سورج کی فضیلت ستاروں پر ہے اور جو شخص دین کی فقہ نہ حاصل کرے، خدا اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔

مفید تتمہ

ایک مسیحی کا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے محضر میں مسلمان ہونا

مرحوم کلینی اصول کافی میں احمد بن مہران علی بن یعقوب اور یہ سب محمد بن علی حسن بن راشد یعقوب بن جعفر ابراہیم سے نقل کرتے ہیں کہ یعقوب کہتا ہے میں امام کے پاس تھا ایک مسیحی دانش مند امام کے پاس آیا اور کہا مجھے تیس سال ہو گئے ہیں کہ خدا سے چاہا ہے میری بہترین آدمی کی طرف ہدایت فرمائے ایک رات خواب میں ایک آدمی کو دیکھا کہ جس کا نام مطران کہ جو دمشق کا رہنے والا تھا اس کے پاس گیا اس سے گفتگو کی تو کہا اگر اسلام کا علم توریت وانجیل اور تمام آسمانی کتب وروایات کا علم چاہتا ہے تو مدینہ جاؤ وہاں موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کا پوچھو جب ان کی خدمت میں پہنچو تو کہو فلاں دمشق کے آدمی نے آپ کو سلام کہے ہیں اور مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ جو کچھ پوچھنا چاہو اس سے پوچھو۔ مسیحی دانشمند نے مدینہ کا سفر کیا آخر امام کے حضور میں آیا اپنا خواب اور اپنی روداد بیان کی کہا مجھے مطران نے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ آپ کو سلام عرض کرتا ہے پھر کہا اگر اجازت دیں (تو جو بادشاہوں کے سامنے احترام کے لئے خم ہونا پڑتا ہے اور ہاتھ چلا کر تواضع کی جاتی ہے انجام دوں) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا فقط بیٹھنے کی اجازت دیتا ہوں۔

لیکن کسی دوسری چیز کی اجازت نہیں ہے۔ دانش مند مسیحی امام کے سامنے بیٹھا اپنی ٹوپی کو سر سے اتار دیا اور کہا اجازت ہے کچھ سوال کروں؟ امام نے فرمایا ہاں تم اسی بات کے لئے یہاں آئے ہو مسیحی نے کہا کس لئے آپ نے مطران کے سلام کا جواب نہیں دیا ہے امام نے فرمایا تیرے دوست کو خدا تعالیٰ ہدایت کرے جب ہمارے دین کو قبول کرے گا اس وقت اس کو جواب دینا جائز ہے۔ امام نے فرمایا جو چاہتے ہو وہ پوچھو، مسیحی نے کہا محمد پر قرآن کے نزول کا موضوع اور نزول کا ہدف ومقصد کیا ہے؟

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

حم . والکتاب المبین انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین (۱) (سورۃ دخان ا-۳)

مسیحی نے کہا اس کی تفسیر باطنی کیا ہے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: حم سے مراد محمد یہ کلمہ قرآن میں حروف پر نازل ہوا کتاب مبین سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

لیلۃ مبارکہ سے مراد حضرت فاطمۃ الزہراء ہیں:

فیھا یفرق کل امر حکیم(۱)

اس لئے کہ اس رات خدا کا ہر امر محکم و منظم ہوتا ہے یعنی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا خیر کا سرچشمہ ہیں۔ وہ خیر امر حکیم کہ جس سے مراد امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام امام سجاد علیہ السلام اور دوسرے ائمہ علیہم السلام ہیں۔

مسیحی نے کہا ان اماموں کے پہلے اور آخری کا تعارف کرائیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ان کے اوصاف ایک دوسرے کی شبیہ ہیں میں تیرے امام کا تعارف کراتا ہوں کہ امام مہدی علیہ السلام ان کی نسل سے ہیں ان کے اوصاف گزشتہ آسمانی کتب میں موجود ہیں اگر ان میں تحریف و تغییر تم نے نہیں کی ہے لیکن تم نے گزشتہ آسمانی کتب میں تحریف کی ہے۔

مسیحی جو کچھ کہہ رہے ہو درست ہے جھوٹ نہیں ہے امام کاظم علیہ السلام اب تم کو ایسی بات کی خبر دیتا ہوں کہ جو آسمانی کتب کو پڑھنے والے نہیں جانتے مجھ سے پوچھو کہ حضرت مریم کی ماں کا نام کیا تھا؟

کتنے دن اور کتنے گھنٹے عیسیٰ علیہ السلام ماں کے رحم میں رہے ہیں؟

مسیحی میں نہیں جانتا امام کاظم علیہ السلام مریم کی ماں کا نام مرثا تھا کہ عربی زبان میں وھیبہ ہے جب حضرت مریم حاملہ ہوئیں جمعہ کا دن ظہر کا وقت تھا جب آسمان سے جبرائیل آیا مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن عید سے کمتر نہیں ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن کو مبارک دن قرار دیا تاکہ مسلمان اس دن کو عید قرار دیں۔

پھر فرمایا وہ نہر کہ جس کے کنارے عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے کونسی تھی؟

مسیحی میں نہیں جانتا۔

امام کاظم علیہ السلام وہ نہر فرات تھی کہ جس کے کنارے انگور و کھجور کے درخت تھے۔

وہ نہر بھی فرات کی طرح نہیں ہے یہاں وہ دن کہ جب حضرت مریم علیہا السلام کی زبان بند ہوئی وہ (قیدوس) جو یہودیوں کا بادشاہ تھا اپنے فرزند اور دوستوں کو بلایا تاکہ اس کی مدد کریں اول ادعمہ ان کو باہر لایا تاکہ فکر کریں کہ کتاب انجیل جو تمہاری کتاب ہے اور ہماری کتاب۔

قرآن میں ذکر کیا ہے بیان کریں کیا سمجھ آرہی ہے؟

مسیحی ہاں آج ہی یہ پڑھا ہے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اس بنا پر جب تک اس مجلس میں ہو خدا تیری ہدایت فرمائے گا۔

مسیحی آپ بتائیں کہ میری ماں کا نام عربی و سریانی زبان میں ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام آپ کی ماں کا نام سریانی زبان میں عبقالید ہے آپ کے باپ کا نام عنقور اور عربی میں آپ کی ماں کا نام ہومیہ باپ کا نام عبدالمسیح ہے عربی میں اس کا معنی عبداللہ کیونکہ عیسیٰ یہاں بندہ نہیں ہے۔

میتی آپ صحیح فرماتے ہیں اور اچھی طرح بیان فرمایا۔اب میرے دادا کا نام بتائیں؟

امام علیہ السلام: آپ کے دادا کا نام جبرائیل تھا اور میں اسی مجلس میں اس کا نام عبدالرحمٰن رکھتا ہوں۔

میتی کیا وہ مسلمان تھے امام علیہ السلام ہاں! شہید ہوئے کیوں کہ شام کے لشکر نے اچانک ان کے گھر پر حملہ کیا وہ قتل ہو گئے تھے۔

میتی میرا نام قبل اس کے کہ اپنی کنیت بتاؤں کیا ہے۔

امام علیہ السلام تمہارا نام عبداللہ رکھتا ہوں۔

میتی میں بھی خدا پر ایمان لاتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ وحدہ لاشریک ہے اس طرح نہیں کہ عیسائی کہتے ہیں اس کا کوئی شریک ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اور رسول ہیں ان کو حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا انہوں نے حق کو اہل حق کے لئے آشکار کیا اور اہل باطل گمراہی میں ہیں وہ رسول جس کے نزدیک سب سرخ وسیاہ لوگوں میں سب لوگ ان کی نسبت برابر ہیں۔

ایک گروہ ہدایت پر گامزن ہوا ایک گمراہ ہوا۔گواہی دیتا ہوں ان کے جانشین وولی کی اس کی حکمت کو بیان کیا گزشتہ انبیاء حکمت کامل کے بیان کرنے والے تھے خدا نے ان کی بھی اطاعت میں مدد فرمائی۔

پھر میتی نے اپنی گردن سے صلیب وغیرہ کو اتار دیا اور امام سے عرض کی اس صلیب کی زکات کا کیا مصرف ہے؟

امام نے فرمایا:

یہاں تیرا بھائی قبیلہ قیس بن ثعلبہ سے تیری طرح اسلام لایا ہے ان سے مواسات وہمسائگی اختیار کرو ان کو زکات دو)اور میں تمہارے اسلام کے حق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔

میتی میں اپنے مقام پر ثروتمند ہوں تین سو گھوڑے ایک ہزار اُونٹ ہے۔مجھ پر آپ کا حق ہے امام تم خدا اور رسول کے آزاد کردہ ہو تمہارا حال ونسب اپنے حال پر باقی ہے۔

اس کے بعد میتی رسمی طور مسلمانوں کی صف میں شامل ہو گیا اسلام کے راستے پر نیکی سے وظائف انجام دیے اور قبیلہ قہر کی عورت سے نکاح کیا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس کا حق مہر اوقاف امام سے پچاس ہزار دینار ادا فرمائے اس کے لئے نوکر خرید کیا اور جب امام مدینہ سے بغداد (جلاوطن) کیے گئے تو وہ بھی تبعید کیا گیا وہ تازہ مسلمان ۲۸ر راتیں گزرنے کے بعد امام کی تبعید کے بعد دنیا سے رحلت کر گیا۔

مرحوم صاحب کتاب کہتے ہیں کہ مطالب السول سے نقل کیا ہے اس کو علی بن عیسیٰ کشف الغمہ میں اس سند مذکورہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جب اس عظیم واقعہ کو سنا کہ امام بہت بڑی عظمت وشان کے مالک ہیں۔

تہجد گزار، مجتہد، عابد، زاہد، اطاعت خدا میں معروف ہیں۔

امام کی زندگی کی کرامات سے ان کی شہادت کے بعد کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔

طراق میں امام باب الحوائج معروف ہیں کہ جن سے بہت سی کرامات ظہور پزیر ہوئیں یہ ان کی عظمت پر بڑی دلیل ہے کہ اپنے ماننے والوں کو زندگی کے بعد بھی فیض پہنچا رہے ہیں۔ اللہ کے عظیم خلفاء سے ہیں اور جو ان کا نائب ہو وہ کتنی عظمت والا ہوگا اللہ تعالیٰ نے یہ عظمت ان کے بعد ان کے فرزند امام رضا علیہ السلام کو عطا کی ایک خلفاء عباسی کا نائب تھا کہ جن کو خلیفہ بہت دوست رکھتا تھا خواب میں امام کے ایک خادم نے دیکھا کہ جس کو خلیفہ عباسی نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے جوار میں دفن کیا ہے۔

اس کو آگ لگی ہے کہ جو پورے روضہ کو گھیرے ہوئے ہے۔

امام اس کو خواب میں فرماتے ہیں:

فلاں خلیفہ کو کہو کہ کس لئے مجھے اذیت کر رہے ہو کہ اس آدمی کو میرا ہمسایہ قرار دیا ہے وہ آدمی ڈر کر خواب سے بیدار ہوا خلیفہ کے پاس آیا۔

اسے خواب سنایا۔

دوسری رات خلیفہ آیا خادم کو بلا کر کہا:

اس قبر کو کھولو اور اس کو اس جگہ سے نکال کر دوسری جگہ دفن کر دو جب قبر کو کھودا گیا تو راکھ کے سوائے اس میں کچھ نہیں تھا۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں:

بعض روایات انشاء اللہ آئندہ فصول میں آئیں گی۔

ائمہ طاہرین علیہم السلام سے جو کچھ خطبوں، وصیتوں، خطوط یا اشعار کے طور پر آیا ہے وہ سب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے، اس کی اطاعت پر آمادہ کرنے تعلیمات اسلامی کی نشر و اشاعت اور مکارم اخلاق اور بلند انسانی صفات پر راغب کرنے کے لئے ہے۔

جو حضرات امت مسلمہ کی ہدایت اور تعلیم و تعلم کی جد و جہد اور سعی کرتے رہے کہ مسلمانوں کی رشد و ہدایت میں زندگی بسر کی۔

آپ نے شعر و شاعری بھی کسی کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔

جب کے عام طور سے لہولہب، خرافات، عشق و معاشقہ کے مضامین اشعار میں باندھے جاتے ہیں۔

آپ کے اشعار عقائد، اخلاق اور نیکیوں کی طرف دعوت دیتے ہیں یہاں موسیٰ کاظم علیہ السلام کے کچھ اشعار پیش کئے جارہے ہیں:۱. بندوں کے افکار و کردار کے بارے میں آپ کے اشعار

لم تخلو افعالنا التی نذم بها
احدی ثلاث حین ناتیها
اما تفرد بارینا بصنعتها
فیسقت اللوم عنا حین ناتیها
او کان یشرکنا فیها فیلحقه
ما کان یلحقنا من لائم فیها
اولم یکن لالهی فی جنایتها
ذنب فما الذنب الا ذنب جابنها

ہمارے وہ افعال جن کی وجہ سے ہماری مذمت کی جاتی ہے۔وہ تین حالتیں ہیں۔

جب ہم سے وہ افعال ظاہر ہوتے ہیں تو یا تو ہمارا خالق ہی ان افعال کا اکیلا خالق ہے تو پھر ہماری ملامت نہیں ہونا چاہئے۔ جب ہم ان اعمال کو بجالائیں گے اور وہ ان میں ہمارے ساتھ شریک ہوگا تو پھر جو کچھ ملامت ان کے لئے ہماری ہوتی ہے وہ اس کی بھی برابر سے ہوگی۔

یا پھر میرے معبود کا بندے کے غلط کام میں کوئی حصہ نہیں تو پھر سارا گناہ اس گناہ گار بندے کا ہے۔

۲. اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ لینے سے متعلق آپ کا شعر

انت ربی اذا ضمئت الی الماء
وقوتی اذا اردت الطعاما

تو میرا پروردگار ہے جب میں پانی کا پیاسہ ہوا تو مجھے عطا کیا۔اور میرا رزق عنایت کیا ہے جو میں کھانا چاہوں۔

آپ جب بچے تھے تو آپ اپنے والد کی خدمت میں آئے آپ کے ہاتھ میں تختی تھی والد نے لکھنے کے لئے کہا:

تنح عن القبیح ولا تردہ

فعل قبیح سے دور رہو اور اس کا ارادہ ترک نہ کرو۔ اور فرمایا: اس پر مصرعے لگاؤ۔ آپ نے فرمایا:

ومن اولیتہ حسنا فزدہ

جس میں نیکی ہے اسی میں اضافہ کرو۔ پھر امام کے والد بزرگوار نے شعر کا ایک اور مصرعہ پڑھا:

فتلقاء من عدوک کل کید

تجھے دشمن سے ہر قسم کا دھوکا اور فریب ملے گا تو آپ نے جواب میں کہا:

اذا کاد العدو فلا تکدہ

جب دشمن مکروفریب کرے تو تو اس سے مکاری نہ کر ۳. آپ کی سیرت میں ایک شعر

نواصل من لا یستحق وصالنا

وخافة ان نبکی بغیر صدیق

ہم اس سے صلہ رحمی کرتے ہیں جو صلہ رحمی کا مستحق نہیں۔ اس خوف سے کہ ہم دوست کے بغیر نہ رہ جائیں

نثر الدرر کا مصنف لکھتا ہے: موسیٰ بن جعفر کے سامنے ذکر ہوا کہ ہادی عباسی آپ کو شہید کرنے کا قصد رکھتا ہے آپ نے اپنے گھر والوں کو اور عزیزوں سے پوچھا: تم لوگ اس سلسلہ میں کیا مشورہ دیتے ہو ان لوگوں نے کہا:

آپ اس سے دور چلے جائیں اور خود کو اس دسترس سے غائب کر لیں کیوں کہ آپ اس کے شر سے مامون نہیں ہیں۔

یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور یہ شعر کہا:

زعمت سفینة ان تستغلب ربها

ولیغلبن غالب الغلاب

بغض وعداوت رکھنے والی، گمان کرتی ہے کہ وہ اپنے پروردگار پر غالب آ جائے گی حالانکہ وہ سب پر غالب آنے والوں پر بھی غالب ہے۔ صبر و تسلی کے بارے میں آپ کا شعر

کن للمکارہ للعزاء مدافعا

فلعل یوما لا تری ما تکرہ

مصائب کو صبر و تسلی سے دور کرو شاید اس دن "قیامت" تم مصائب میں گرفتار نہ ہو۔

چوتھی فصل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعض اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ

مرحوم شیخ مفید ارشاد میں فرماتے ہیں کی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے زمانہ کے عابد ترین اور فقیہ زمانہ اور سب سے زیادہ سخی تھے۔ اس قدر سخی وکریم تھے کہ جو مال ملتا یا ہاتھ میں آتا اس سے لوگوں کی مشکلات دور فرمایا کرتے بھوکے کو شکم سیر کراتے اور عریان کو لباس پہناتے روایت میں ہے کہ ہمیشہ رات نوافل وعبادت میں گزارتے نماز صبح پڑھنے کے بعد طلوع آفتاب تک تعقیبات میں مشغول رہتے پھر سجدے میں چلے جاتے سجدے سے سر نہ اٹھاتے یہاں تک زوال کا وقت ہو جاتا بہت دعائیں کرتے اور ان کی ایک دعا یہ تھی

اللھم انی اسئلک الراحة عندالموت و العفو عندالحساب

اے اللہ میں تجھ سے موت کے وقت آسانی کا سوال اور حساب کے وقت بخشش کا سوال کرتا ہوں جسے بار بار پڑھتے تھے اور خوف خدا سے اس قدر گریہ کرتے اور یہ دعا ان کی زبان پر جاری ہوتی۔

عظم الذنب من عبدک

فلیحسن العفو من عندک

تیرے بندے سے کتنے بڑے گناہ اور تیری ذات سے عفو درگزر ہے۔

اور آنسوؤں سے داڑھی بھیگ جاتی اپنے کاندھے پر روٹیاں لاد کر فقرا کو پہنچاتے، کھجوریں اور آٹا تاریکی میں لوگوں کے سرہانے رکھ کرآ جاتے کہ کسی کو معلوم نہ ہوتا کہ کہاں سے یہ آیا ہے۔

شیخ مفید رحمہ اللہ ارشاد میں فرماتے ہیں کہ مجھے شریف ابومحمد الحسن بن محمد بن یحییٰ نے کہا ان کو ان کے دادا یحییٰ بن الحسن بن جعفر نے کہا انہیں اسماعیل بن یعقوب اور انہیں محمد بن عبداللہ بکری نے کہا: میں مدینہ میں قرض لینے کے لئے آیا لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا بہت تھکا ہوا تھا خود سے کہا کاش میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس جاتا اور اپنی حالت کا ذکر کرتا یہی سوچ کر ان کے کھیت میں چلا گیا امام کی خدمت میں پہنچا تو حضرت اپنے غلام کے ساتھ تھے غلام کے پاس ایک برتن تھا جس میں پکا ہوا گوشت تھا اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا امام کھانے میں مشغول ہو گئے میں نے بھی ان کے ساتھ کھانا کھایا پھر

مجھ سے کام کا پوچھا میں نے اپنی داستان سنائی امام مجھے باہر لے آئے اور مجھے ایک پیسوں کی تھیلی دی جس میں تین سو دینار تھے میں امام سے رخصت ہو کر واپس لوٹا۔

ارشاد میں شیخ مفید نے مذکورہ راویوں سے نقل کیا ہے کہ مدینہ میں ایک آدمی خلیفہ دوم کی اولاد سے تھا کہ جو امام کو بہت اذیت کرتا رہتا تھا اور گالیاں بکتا جب بھی امام کاظم علیہ السلام کو دیکھتا تھا تو حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا۔

ایک دن امام کو کچھ اصحاب اور دوستوں نے عرض کیا مولا اجازت دیں ہم اس کو قتل کر دیتے ہیں امام نے انہیں منع کیا اور پوچھا کہ وہ آدمی کہاں ہے؟

بتایا گیا کہ وہ مدینہ کے قریب اپنی زراعت میں ہے حضرت سوار ہو کر اس کے پاس چلے گئے جب اس کے مزرعہ میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ اپنے کھیت میں کھڑا ہے امام اس کے مزرعہ میں داخل ہوئے اس نے امام کو آواز دی کہ میرے کھیت میں داخل نہ ہوں۔

حضرت چلتے رہے یہاں تک کہ اس کے قریب پہنچے اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور خندہ پیشانی سے گفتگو کرنے لگے اور پوچھا کہ کتنی مقدار کی یہ زراعت ہے اس نے کہا ایک سو اشرفی امام نے فرمایا تجھے کیا امید ہے کہ یہ ایک سو اشرفی کا مال ملے گا کہا ہاں مجھے امید ہے دو سو اشرفی کا مال بنے گا امام نے ایک تھیلی نکالی جس میں تین سو اشرفیاں تھیں اسے دیں اور فرمایا یہ تو ہے اور ابھی تیری زراعت بھی باقی ہے وہ امام سے معذرت خواہی کرنے لگا حضرت نے مسکرا کر فرمایا معاف کر دیا ہے پھر مسجد میں آیا تو امام کاظم علیہ السلام کو دیکھ کر کہنے لگا۔

الله اعلم حيث يجعل رسالته

اصحاب نے اس سے کہا کیا واقعہ ہے اس سے پہلے کچھ اور تھا امام نے فرمایا اب سنا ہے پھر وہ امام کو دعائیں دینے لگا اصحاب نے امام سے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس طرح اچھا بن جائے امام نے فرمایا تم نے بھی چاہا اس کی اصلاح کریں میں نے بھی اس کی اصلاح کا ارادہ کیا اس کو کچھ پیسے دے کر اس کے شر سے امان میں رہا۔

شیخ مفید فرماتے ہیں کہ اہل علم کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کسی کو بھی دو یا تین سو دینار سے کم نہیں دیتے تھے اس لئے ان کا لقب کاظم ہو گیا صرر ایک تھیلی کو کہتے ہیں کہ جس میں تین سو دینار ہوں پھر فرماتے ہیں کہ امام کو لوگ اس مقام سے یاد کرتے رہتے تھے وہ اپنے زمانہ میں اپنے رشتہ داروں کی نسبت دوسروں پر زیادہ رحم دل اور صلہ رحم تھے اللہ کی کتاب کا لوگوں میں ایسا حفاظت کا انتظام کیا۔

اچھی آواز میں تلاوت فرماتے اور جب لوگ سنتے تو گریہ کرتے مدینہ کے لوگ امام کو زین المجتہدین کے نام سے یاد

کرتے آپ کو کاظم اس لئے کہتے ہیں اپنے غصہ کو پی جاتے اور ظالم لوگوں کے ظلم پر صبر کرتے یہاں تک وہ رسول خدا ﷺ کے نمائیدوں میں کاظم کے نام سے معروف ہوئے۔

بحار میں مناقب سے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ بغداد کتاب میں اور سمعانی اپنے رسالہ قوامیہ، ابوصالح احمد موذن کتاب اربعین، ابوعبداللہ بن بطہ کتاب ابانہ، ثبلی کشف و بیان میں احمد بن حنبل نقل کرتا ہے باوجود یہ اہل بیت سے انحراف کیا کہتا ہے ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ابی جعفر بن محمد نقل کرتے ہیں یہاں تک رسول خدا ﷺ تک اس حدیث کا سلسلہ جاتا ہے پھر احمد کہتا ہے کہ اگر اس حدیث کی سند کو پاگل پر پڑھا جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے ابونواس نے یہ اشعار پڑھے۔

اذا ابصرتک العین من غیر ابیہ
وعارض فیک الشک اثباتک القلب
ولو ان رکبا امموک لقادھم
نسیمک حتیٰ یستدل بک الرکب
جعلتک حبیبی فی مروری کلھا
وما خاک من اضحیٰ وانت لہ حسب

بحار میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مسلسل دس سال ہر روز طلوع آفتاب سے زوال تک مسجد میں رہتے اور بڑی اچھی آواز میں قرآن کی تلاوت کرتے جب قرآن پڑھتے تو سننے والے گریہ وبکا کرتے اور خود بھی اس قدر گریہ کرتے کہ داڑھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی۔

بحار میں احمد بن عبداللہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ جب فضل بن ربیع کے پاس گیا تو وہ بیٹھے تھے مجھ سے کہا اس کمرے میں دیکھو کوئی نظر آرہا ہے؟

میں نے کہا ایک کپڑا زمین پر نظر آرہا ہے مجھ سے کہا اچھی طرح نگاہ کرو اور میں نے غور سے دیکھا میں نے کہا ایک آدمی سجدے میں ہے مجھ سے کہا اس کو جانتے ہو یہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ہیں کہ جو دن رات عبادت میں گزارتے ہیں کسی وقت میں نے ان کو فارغ نہیں دیکھا یہ صبح کی نماز پڑھتے ہیں طلوع سورج تک مصلے پر تعقیبات انجام دیتے ہیں۔

پھر مسجد میں زوال سورج تک رہتے ہیں جب کسی کو امام پر نگرانی کے لئے رکھا تو اس نے بتایا کہ پورا وقت بغیر وضو کی

تجدید کے عبادت میں گزارتے ہیں میں جانتا ہوں کہ وہ نیند نہیں کرتے مسجد میں ذکر خدا کرتے ہیں نماز ظہر وعصر کو نوافل کے ساتھ ادا کرتے ہیں پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں غروب آفتاب تک سجدے میں رہتے ہیں جب نماز مغرب کا وقت آتا ہے کھڑے ہو کر نماز میں بغیر وضو کی تجدید کے مشغول ہو جاتے ہیں۔ نماز عشا تک۔

پھر روزہ افطار کرتے اسی پانی سے کہ جوان کے لئے لایا جاتا پھر وضو کی تجدید کرتے اور سجدے میں چلے جاتے جب سجدے سے سر اٹھاتے ہیں بستر پر آکر استراحت کرتے ہیں پھر نصف شب سے طلوع فجر تک نماز میں مشغول رہتے اور اپنی دعا میں اکثر یہ دعا کرتے رہتے تھے

اللھم انک تعلم اننی کنت اسئلک ان تضرغنی لعبادتک اللھم وقد فعلت فلک الحمد

اے اللہ میں نے تجھ سے سوال کیا کہ مجھے اپنی عبادت کے لئے فارغ وقت عطا فرمایا اللہ تو نے عطا کیا تیری حمد ہے۔ سجدے میں ان کی دعا کے اکثر یہ الفاظ ہوتے۔

قبح الذنب من عبدک فلیحسن العفو والتجاوز من عندک

تیرے برے عبد سے کتنے بڑے گناہ اور تیری اکثر بخشش اور بندے سے تیر اور گزر کتنا ہے

ان کی ایک دعا یہ ہے۔

اللھم انی اسئلک الراحۃ عندا لموت والعفو عندالحساب .

اہل مدینہ کے فقراء کو امام کھانا کھلاتے اس طرح کہ رات کی تاریکی میں آٹا، روٹی اور کھجوریں اٹھا کر ان کو پہنچاتے اور ان کے سرہانے رکھتے اور وہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں سے یہ آیا ہے کسی کو بھی تین سو دینار سے کم نہ دیتے ایک دفعہ محمد بکری نے دست سوال بڑھایا تو امام نے تین سو دینار کی ایک تھیلی دی کہتا ہے کہ جب میں نے تھیلی کو کھولا دیکھا کہ اس میں تین سو دینار ہیں۔

حکایت ہے کہ ایک دن منصور دوانیقی نے امام کو دربار میں مبارک وتہنیت کے لئے نوروز کی عید کے لئے بٹھایا کہ لوگ امام کو دربار میں مبارک باد دیں تحفے وہدیہ امام کو دیں امام نے فرمایا میں نے اپنے جد رسول خدا ﷺ کی روایات

میں بہت غور کیا لیکن کہیں پر عید نوروز کی روایت نہیں ملی بلکہ اسلام سے پہلے لوگوں میں یہ رواج تھا اسلام نے اس رواج کو ختم کر دیا جس چیز کو اسلام ختم کر دے میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ اس کو احیاوزندہ کروں منصور نے کہا میں یہ کام سیاست لشکر کے طور پر کر رہا ہوں۔

پھر امام نے قبول کیا امام مجلس میں بیٹھ گئے امراء وزراء امام کو مبارک باد دیتے اور اپنے ھدایا وتحائف پیش کرتے منصور نے ایک خادم کو امام کے پاس موکل بنایا کہ امام کے پاس کھڑا رہے اور جو مال آئے اس کو لکھ لے پھر ایک بوڑھا آیا عرض کیا مولا میں فقیر ہوں میرے پاس مال تو نہیں لیکن میرے جد نے آپ کے جد کے چند اشعار پڑھے وہ اشعار لایا ہوں اجازت ہو تو پڑھوں وہ یہ ہیں۔

عجب لمعقول علاک فرنده

یوم الهیاح قد علاک غبار

ولا سهم نفذتک دون حرائر

یدعون حدک والدموع غذار

آل تفففت امسهام وعاقها

عن جسمک الاجلال والاکبار

امام نے فرمایا میں تیرا یہ ہدیہ قبول کرتا ہوں خدا برکت دے پھر منصور کے غلام سے کہا جاؤ پوچھو یہ جمع شدہ مال کا کیا کرنا ہے خادم گیا واپس آکر کہنے لگا منصور نے کہا ہے یہ سب مال آپ کو دیا ہے جہاں چاہو خرچ کرو امام نے اس بوڑھے سے فرمایا یہ سب مال تجھے دیتا ہوں اس کو لے جاؤ۔

ابو عمر محمد بن عبدالعزیز کشی اپنی کتاب رجال میں کہتا ہے کہ محمد بن حسن بن بندارقی اپنے خط میں لکھتا ہے کہ علی بن ابراہیم بن ہشام محمد بن سالم سے نقل کرتا ہے کہ جب موسیٰ بن جعفرؑ سوار ہو کر ہارون کے پاس گئے تو ہشام بن ابراہیم عباسی آیا اور کہا اے میرے آقا مجھے لکھا گیا ہے کہ فضل بن یونس کو کہوں کہ میرے امر کی ترویج کرے امام اس کے دربان کے پاس آئے تو اس نے جب امام کو دیکھا تو امیر سے جا کر کہا امام ابوالحسن دروازے پر ہیں تو امیر (ہارون) نے کہا اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو تم کو آزاد کر دونگا اور تجھے فلاں فلاں چیز دونگا فضل بن یونس ننگے پاؤں باہر آیا اور امام کے قدموں پر گر گیا اور بوسہ دینے لگا پھر پوچھا کہ آپ اندر آنا چاہتے ہیں تو تشریف لائیں تو امام نے اسے فرمایا ھشام بن ابراہیم کی مشکل حل کرو

پھر اس نے کہا مولا وہ میرے پاس صبح آیا تو میں نے اسے کھانا کھلایا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی تبلیغ کا طریقہ

ابو عمر محمد بن عبد العزیز کشی اپنی کتاب رجال میں کہتا ہے کہ میں نے محمد بن حسن بن بندرقی کو دیکھا کہ جو علی بن ابراہیم بن ھشام سے وہ محمد بن سالم ہے کہ امام کاظم علیہ السلام ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک گھر سے ساز اور گانے کی آواز آرہی تھی گھر کے مالک کا اشراف میں شمار ہوتا تھا اس نے اپنے لئے عشرت کدہ بنایا ہوا تھا اور خوش گزرانی میں مشغول تھا اچانک اس گھر سے کوڑا کرکٹ پھینکنے کے لئے ایک کنیز باہر نکلی اس نے امام کو دیکھا تو رک گئی اور سلام عرض کیا:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس سے پوچھا اس گھر میں رہنے والا غلام ہے یا آزاد؟

اس نے کہا آزاد امام نے فرمایا معلوم ہو رہا ہے کہ آزاد ہے اگر بندہ ہوتا تو خدا سے ڈرتا اور یہ کام نہ کرتا کنیز واپس گھر گئی اس کے مالک نے دیر میں آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے سارا واقعہ اور امام کی گفتگو کو دہرایا وہ آدمی امام کے کلمات کو سوچنے لگا اچانک اپنی جگہ سے اٹھا اور ننگے پاؤں امام کے پیچھے بھاگنے لگا اور امام کی خدمت میں جا کر سلام عرض کیا اور امام کے سامنے ندامت و پشیمانی کا اظہار کیا اور توبہ کی اس دن کے بعد اس نے اپنے عشرت کدہ کو عبادت گاہ میں تبدیل کر دیا اور اس دن کو یاد رکھنے کے لئے ہمیشہ ننگے پاؤں باہر نکلتا بالآخر بشر حافی (ننگے پاؤں والا بشر) کے نام سے مشہور ہو گیا۔

فروع کافی میں حسن بن علی بن ابو حمزہ سے وہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بیلچے کے ساتھ زمین میں کام کر رہے ہیں اور پسینہ سے شرابور ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ پر قربان۔ آپ کے نوکر کہاں ہیں فرمایا اے علی اس کام کے لئے میں خود بہتر ہوں کہ زمین میں کام خود کروں اور میرے آباؤ اجداد نے خود کام کیا عرض کیا کون فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علی علیہ السلام اور میرے سب آباء و اجداد اپنے ہاتھوں سے کام کیا کرتے تھے اور یہ کام انبیاء و مرسلین اور اوصیاء صالحین کا شیوہ ہے۔ بحار اور عوالم میں مناقب سے منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کمسن تھے امام صادق علیہ السلام نے چاہا کہ لوگوں کے سامنے اپنے فرزند کے کمالات کو نمایاں کر دیں تو آپ نے ایک مرتبہ فرمایا بیٹا ذرا اس مصرعے پر مصرع تو لگاؤ۔

تنح عن القبیح ولا تردہ تو آپ نے عرض کیا:

ومن اولیتہ حسنا فزدہ پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فتلقاء من عدوک کل لید

عرض کیا: اذا کاء العدو فلا تکده .

یہ ہے امام صادق علیہ السلام ایرائیوں کا ہرگز ارادہ نہ کرو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جو چیز ہو تو کچھ اور بھی زیادہ کرو امام صادق علیہ السلام کا یہ مانا دیکھو گے تم دشمنوں کے مکر وفریب کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نہ اختیار کرو تم کبھی یہ جادہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ذریہ بعضها من بعض

کاشتکاری اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

فروع کافی میں حسن بن علی بن ابی حمزہ وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک زمین میں حضرت ہی سے متعلق تھی خود بنفس نفیس کام اور زمین کے درست کرنے میں مشغول تھے زیادہ محنت ومشقت کی وجہ سے حضرت کا جسم مبارک سر سے پاؤں تک پسینہ پسینہ ہو رہا تھا علی بن حمزہ بطائی اس موقع پر وہاں پہنچ گیا اور عرض کیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں یہ کام آپ دوسرں (نوکروں اور غلاموں) کے ذمہ کیوں نہیں لگا دیتے ؟ امام نے فرمایا دوسروں کے حوالے کیوں کروں؟ جو افراد مجھ سے بہتر تھے وہ ہمیشہ ان کاموں میں مشغول رہے ہیں مثلاً کون اشخاص؟

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر المومنین علی علیہ السلام اور میرے تمام آباء واجداد زمین میں کام کرنا اور جدوجہد کے ساتھ مصروف رہنا بنیادی طور پر انبیاء مرسلین، اولیاء اور خدا کے نیک بندوں کی سنت ہے۔

امام اپنے اس عمل سے اپنے مکتب کے پیروکاروں کو یہ بتا رہے ہیں کہ یہ کام کرنے میں عیب نہیں خواہ وہ کسی مرتبہ ودرجہ والا آدمی ہو اور کوئی آدمی اور شخصیت رکھتا ہو بلکہ کام کرنا مشقت کے ساتھ انجام دینا انبیاء اور اولیا کے لئے زیب وزینت تھا اگر کوئی قوم اپنا واقعی استقلال چاہتی ہے اور دوسروں کی غلامی سے آزاد ہونا چاہتی ہے تو اس کے لئے محنت وجانفشانی کے سواء کوئی چارہ نہیں ہے۔ بحار اور عوالم میں مناقب سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس جب شیعوں کی جماعت حاضر ہوئی امام کے پاس ایک نحیف وخوبصورت لوح (کتاب) تھی جب حضرت گفتگو فرماتے تو وہ جماعت لکھ لیتی ایک دن امام نے اپنی اولاد کو اکھٹا کیا اور فرمایا اے بیٹے اگر کوئی تمہارے پاس آئے اور ناپسند وقبیح بات کہے اس سے خاموشی اور عذر خواہی کرنا اور یہ نہ کہنا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو اگر دشمن مکر وفریب کرے تو اس کو اس کا جواب فریب سے نہ دینا پھر فرمایا:

ذریة بعضها من بعض

بعض اولاد بعض سے افضل ہے۔

پانچویں فصل امام کے بعض مناظرے ظالم حکمرانوں کے ساتھ

امام کی تاریخی ولادت میں امام کے سن کے بارے میں گزر چکا ہے کہ منصور کی حکومت کے بعد مہدی عباسی دس سال ایک ماہ اور کچھ دن حکومت کی پھر ہادی عباسی نے ایک سال پندرہ دن حکومت کی پھر ہارون الرشید نے تیئیس (۲۳) سال دو ماہ سترہ دن حکومت کی پندرہ سال کے بعد اس ملعون نے اپنے دور حکومت میں امام کو قید میں رکھا اور پھر سندی ملعون کے ذریعہ امام کو زہر سے شہید کردیا۔

بحار میں مناقب سے منقول ہے کہ جب محمد مہدی نے لوگوں سے بیعت لی تو حمید بن قحطبہ کو آدھی رات کے وقت بلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ تیرے باپ اور بھائی کا ہم سے اخلاص وخلوص اظہر من الشمس ہے لیکن تیرا کوئی پتہ نہیں ہے حمید نے کہا میرا مال اور جان آپ پر فدا ہے مہدی نے کہا یہ تو سب لوگ کہتے ہیں حمید نے کہا روح، مال، اہل واولاد سب حاضر ہیں تو مہدی نے کوئی جواب نہیں دیا بس اتنا کہا کہ میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ رات کو چپکے سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو قتل کردو پھر مہدی سوگیا تو خواب میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو دیکھا کہ مہدی کو مخاطب کرکے یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں:۔

فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا فى الارض وتقطعوا ارحامكم (۱)

کیا تم سے امید اسی بات کی ہے کہ جب حکومت تمہارے پاس ہو تو تم زمین میں فساد پھیلاتے رہو اور قطع رحم کرو فوراً نیند سے بیدار ہوا اور حمید کو منع کردیا اور حکم دیا کہ اسے احترام کے ساتھ واپس پہنچا دیا جائے۔ محمد بن طلحہ شافعی مطالب السول میں فضل بن ربیع سے نقل کرتا ہے کہ میرے باپ نے بتایا کہ نصف شب کو مہدی کا فرستادہ میرے پاس پہنچا میں بہت پریشان تھا کہ معاملہ کیا ہے؟ کونسی مصیبت میرے سر پر نازل ہونے والی ہے جب میں مہدی کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس آیت کی تلاوت کر رہا ہے۔ **فهل عسيتم ان توليتم .**

پھر مجھ سے کہا جاؤ اور ابھی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو میرے پاس لاؤ میں فوراً امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور امام کو اپنے ہمراہ لایا امام کو دیکھتے ہی مہدی سروقد تعظیم کے لئے کھڑا ہوگیا اور امام کی پیشانی کا بوسہ لیا اور امام کو اپنے پہلو میں جگہ دی پھر امام کی خدمت میں اپنا خواب بیان کرنے لگا مجھ سے کہا کہ امام کو ابھی آزاد کردو اور مدینہ کے لئے ایک سواری کا انتظام کرو میں نے فوراً ایک سواری کا بندوبست کیا کہ خدانخواستہ صبح کو کوئی اور بات پیش نہ آئے اور مہدی کی رائے بدل جائے میں فوراً سواری لایا اور میں نے امام کو اس پر سوار کیا اور صبح ہوتے ہی ہوئے امام مدینہ روانہ ہو چکے تھے کشف

۱. سورہ محمد آیت ۲۳

الغمہ میں اس روایت کے نقل کرنے کے بعد جنابزی سے منقول ہے کہ ایک لاکھ دینار بھی دیے۔

ابو یوسف کا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے شکست کھانا

مرحوم صدوق عیون میں اپنے باپ سے وہ علی بن ابراہیم بن ہاشم سے وہ اپنے باپ سے وہ عثمان بن عیسیٰ سے وہ بعض اصحاب سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن مہدی عباسی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ابو یوسف اس مجلس میں حاضر ہوا مہدی عباسی سے کہا اجازت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کچھ سوالات کروں کہ جن کا جواب نہ دیں پائیں گے؟

مہدی عباسی نے کہا اجازت ہے۔ ابو یوسف نے امام سے اجازت طلب کی امام نے فرمایا سوال کرو ابو یوسف نے سوال کیا کہ حاجی مراسم حج میں زیر سایہ چلے تو کیا اس کے لئے جائز ہے امام نے فرمایا جائز نہیں۔

ابو یوسف: کیا محرم خیمہ کو بعنوان گھر بنائے اور اس کے نیچے رہنا جائز ہے امام نے فرمایا جائز ہے ابو یوسف ان دو سایہ میں کیا فرق ہے کہ پہلے سایہ میں چلنا جائز نہیں دوسرے میں جائز ہے امام اس مسئلہ میں کہ جہاں عورت ایام عادت میں ہے کیا ان ایام میں اپنی قضا نماز کو بجالائے؟ ابو یوسف نہ امام نے فرمایا کیا ایام عادت کے روزوں کی قضا کرے یا نہ ابو یوسف ہاں قضا کرے امام مجھے بتاؤ کہ ان دو میں کیا فرق ہے پہلے مورد میں نماز کی قضا نہیں دوسرے مورد میں روزے کی قضا ہے ابو یوسف دستور و شرعی مسئلہ یہی ہے امام حج کے احرام میں بھی ایسا ہی دستور ہے۔

ابو یوسف کو امام کے جواب سے شکست کا سامنا کرنا پڑا مہدی عباسی نے کہا اے ابو یوسف چاہتا تھا کہ امام کو شکست دے لیکن شکست نہیں دے سکا ابو یوسف۔ رمانی لجحر دافع ہے موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ایسے پتھروں سے وار و حملہ کیا کہ مجھے لاچار و شکست خوردہ کر دیا ہے۔ یہاں کہنا چاہیے کہ اس مناظرے میں نہ کہ نہا ابو یوسف کو شکست ملی بلکہ مہدی عباسی نے بھی شکست کھا کر شرم کے مارے اپنے سر کو نیچے کر دیا۔

مہدی عباسی سے فدک کا مطالبہ

مرحوم کلینی اصول کافی میں علی بن اسباط سے نقل کرتے ہیں کہ جب مہدی عباسی نے اعلان کیا کہ جن لوگوں پر میں نے ظلم کیا ہے ان کے حقوق میری گردن پر ہیں میں ان کو واپس کرتا ہوں امام نے یہ اعلان سنا اور مہدی عباسی کے پاس فدک کی واپسی کے متعلق کہ جو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کی اولاد کا حق ہے آئے تا کہ ان کی گفتگو پر توجہ کریں امام کاظم علیہ السلام مابال مظلمتنا لاترد جو کچھ ہم سے جبراً چھینا ہے وہ ہم کو کیوں نہیں واپس کرتا؟ مہدی

عباسی موضوع کیا ہے؟

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام خدا نے جب فدک (کہ جو یہودیوں کے ہاتھ میں تھا) جو پیغمبر نے فتح کیا کہ جس کو گھوڑوں اور اونٹوں نے نہیں روند یعنی جنگ سے نہیں قبضہ کیا خداتعالیٰ نے سورہ اسراء آیت ۲۶ کو پیغمبر پر نازل فرمایا۔

وآت ذالقربیٰ حقه

پیغمبر نے صبر کیا اور انتظار کیا کہ اقرباء سے مراد کیا ہے جبرائیل سے پوچھا جبرائیل نے خدا سے پوچھا خدا نے جبرائیل کے ذریعے رسول پر وحی نازل کی کہ فدک فاطمہ سلام اللہ علیھا کو دے دو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ سلام اللہ علیھا کو بلایا اور فرمایا اے فاطمہ سلام اللہ علیھا خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ فدک تم کو دوں فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا:

اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی خدا اور آپ سے قبول کرتی ہوں جب تک رسول زندہ رہے اس وقت رسول کے وکیل فدک کی سرزمین پر مشغول کار رہے رحلت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جب ابوبکر نے حکومت خلافت پر قبضہ کیا حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے وکیلوں کو فدک سے نکال دیا حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ابوبکر کے پاس اعتراض کیا اور فرمایا:

میرا فدک واپس کردو ابوبکر نے کہا کوئی گواہ لاؤ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا علی علیہ السلام، ام ایمن کو ابوبکر کے پاس لے آئی انہوں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے حق میں گواہی دی ابوبکر نے تصدیق کی اور ان کی سند لکھی کہ فدک فاطمہ سلام اللہ علیہا کا مال ہے کسی اور کو فدک کا حق نہیں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا وہاں سے فدک کی واپسی کا خط لے کر گھر تشریف لا رہی تھیں کہ عمر راستے میں ملا اور کہا اے دختر رسول تیرے ہمراہ کیا ہے؟

فاطمہ نے فرمایا ابوبکر ابی قحافہ کا لکھا ہوا خط ہے عمر نے کہا مجھے دکھاؤ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اس کو اس کے دستخط نہیں دکھائے عمر نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاتھ سے چھین لیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کہا آپ کے باپ نے کوئی جنگ کے ذریعہ نہیں لیا کہ ہم تجھے دے دیں (یعنی تیرے باپ نے کوئی زحمت نہیں اٹھائی) مہدی عباسی نے کہا اے ابوالحسن فدک کی حدود میرے لئے معین کردو تا کہ میں واپس کردوں امام کاظم علیہ السلام پہلی حد کوہ احد دوسری عریض مصر تیسری حد سیف البحر یعنی شام و سوریہ چوتھی حد دومۃ الجندل شام و عراق کے درمیان، مہدی نے کہا یہ سب فدک ہے امام ہاں یہ سب فدک کی حد ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے ذریعہ فتح نہیں کیا بلکہ بغیر جنگ کے مسلمانوں کے اختیار میں آیا مہدی عباسی نے کہا یہ سب علاقہ زیادہ ہے ذرا فکر کرلیں اسی طرح ہارون کا واقعہ ہے۔

قرآن میں تحریم شراب

فروع کافی میں علی بن یقطین سے روایت ہے کہ مہدی عباسی نے حضرت ابوالحسن سے سوال کیا کہ کیا قرآن میں

شراب کا حکم تحریم ہے؟ لوگ اکثر جانتے ہیں کہ شراب سے نہی کی گئی ہے لیکن یہ نہیں جانتے کہ اس حرام ہونے پر نہی ہے؟

امام نے فرمایا ہاں قرآن میں شراب کی حرمت پر صراحت ہے کہاں قرآن میں ہے جہاں خدا نے رسول خدا ﷺ سے فرمایا: **قل انما حرم ربی الفواحش ماظهر منها ومابطن والاثم والبغی بغیر الحق (۱)**

اثم سے بھی یہاں ظاہر ہے کہ زنا مراد ہے اثم اس آیت میں شراب ہے۔ ایک اور آیت میں اس کو گناہ عظیم سے تعبیر کیا ہے۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما (۲)

سورہ اعراف میں اثم کی صراحت کے ساتھ وضاحت ہے کہ یہ حرام ہے شراب وجوا بازی سورہ بقرہ میں تعبیر ہوئی کہ ان دو آیات کی رو سے یہ شراب حرام ہے مہدی یہ سن کر بہت متاثر ہوا بے اختیار علی بن یقطین کی طرف متوجہ ہو کر کہا کی یہ فتوئی ایک ہاشمی سید کا فتوئی ہے علی بن یقطین نے کہا خدا کا شکر ہے کہ یہ علم تمہارے پیغمبر کے خاندان میں قرار دیا ہے مہدی یہ سن کر ناراحت ہوا اور اپنے غصے میں آ کر کہا صدقت یا رافضی اے رافضی تو نے سچ کہا ہے۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی والدہ جناب مریم کے مرنے کے بعد دعا کی اور عرض کیا اے مادر گرامی مجھ سے بات کرو کیا تم چاہتی ہو کہ دنیا کی طرف واپس لوٹ آؤ وہ کہنے لگیں ہاں تا کہ بہت سرد راتوں میں نماز پڑھوں اور گرم ترین دنوں کو روزہ رکھوں اے میرے بیٹے یہ راستہ خوفناک ہے۔

روایت ہے کہ حضرت زہراء سلام اللہ علیہا نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے وصیت میں کہا جب میری وفات ہو جائے تو آپ خود مجھے غسل دینا کفن دینا اور نماز جنازہ پڑھیں قبر میں اتاریں، لحد میں رکھیں اور میرے اوپر خاک ڈالیں اور میرے سرہانے چہرے کے سامنے بیٹھ کر میرے لیے قرآن کی تلاوت کریں کیونکہ یہ وقت ہے کہ جب مردہ زندہ سے انس حاصل کرنے کا محتاج ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے کہ جب ابوذر کے بیٹے کی وفات ہوئی تو حضرت ابوذر رحمہ اللہ اس کی قبر پر کھڑے ہو گئے اور قبر پر ہاتھ پھیر کر کہا اے ذر خدا تجھ پر رحم کرے خدا کی قسم تو میری نسبت نیکوکار تھا اور فرزندی کے فرائض تو نے ادا کیے اب جس وقت تمہیں مجھ سے لے لیا گیا ہے تو میں تیرے اوپر خوش ہوں خدا کی قسم تیرے چلے جانے کے بعد مجھے پرواہ نہیں

۱. سورہ اعراف آیت ۳۳ ۲. سورہ بقرہ آیت ۲۱۹

اور کوئی نقصان مجھے نہیں پہنچا وما لی احد سوی اللہ من حاجۃ اور مجھے خدا کے علاوہ کسی کی ضرورت نہیں اور اگر اس عالم کی خوفناک جگہیں جو موت کے بعد دیکھا جاتا ہے کا خوف نہ ہوتا تو بیشک میں خوش ہوتا کہ تیری جگہ چلا جاتا۔

لیکن میں چاہتا ہوں کہ چند دن بعد کچھ مجھ سے فوت ہو جائے اس کی تلافی کر لوں اور اس عالم کے لئے تیاری کر لو اور بیشک وہ اندوہ جو تیرے لیے ہے اس نے مجھے مشغول کر دیا ہے تجھ پر غم واندوہ کرنے سے یعنی میں ہمیشہ اس حالت میں ہوں اور ایسی عبادت کروں جو تیرے لئے نفع مند ہوں اور اس چیز نے مجھے روک دیا ہے کہ اس وقت تیرے مرنے اور جدائی کا غم کروں خدا کی قسم میں نے تجھ پر اس لئے گریہ نہیں کیا کہ تو مر گیا ہے اور مجھ سے جدا ہو گیا بلکہ میں نے تجھ پر گریہ کیا ہے کہ تیری حالت کیسی ہوگی اور تجھ پر کیا گزرے گی (فلیت شعری ما قلت وما قیل)

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تو نے کیا کہا ہے اور تجھے کیا کہا گیا ہے خدایا میں نے اس کے وہ حقوق معاف کر دیئے ہیں جو تو نے میرے لئے اس پر واجب کیے تھے اب تو بھی اسے معاف کر دے، حقوق جو تو نے اس پر واجب کیے تھے کیونکہ تو جود و کرم کا مجھ سے زیادہ لائق ہے۔

حضرت کے ارشادات

(۱) سستی سے بچو کیونکہ یہ ذریعے تجھے دنیا و آخرت کے نصیب سے روک دیں گے۔

(۲) آپ قیس کے پاس جب کھڑے تھے تو فرمایا بیشک وہ چیز کہ جس کا آخر یہ ہو وہ اس لائق ہے کہ اس کے اول میں رغبت و میلان نہ کیا جائے اور بیشک وہ چیز کہ جس کی ابتداء یہ ہو وہ اس لائق ہے کہ اس کے آخر سے خوف کیا جائے۔

(۳) آپ نے علی بن یقطین سے فرمایا بادشاہ کی ملازمت کا کفارہ اپنے دینی بھائیوں سے نیکی کرنا ہے۔

(۴) فرمایا جب لوگ ایسے گناہ کرنے لگیں جو انہیں یاد ہی نہیں تھے تو خدا ایسی مصیبتوں میں انہیں مبتلا کر دیتا ہے کہ جنہیں یہ مصیبت و بلا نہیں سمجھتے۔

(۵) صبر کرنے والے کے لئے ایک مصیبت ہے اور جزع و شر اور آپے سے باہر آ جانے والے کے لئے دو ہیں۔

(۶) فرمایا جور و ظلم کی شدت اور سختی کو وہی جانتا ہے جس کے حق میں حکم جور و ظلم ہوا ہے۔

(۷) خدا کی قسم معونہ بقدر معونہ نازل ہوتی ہے یعنی صبر کے بعد مصیبت نازل ہوتی قناعت والے کے لئے نصیحت ہے

(۸) اس سے بچو کہ اپنے مال کو اطاعت خدا میں خراب کرنے سے روکو ورنہ ویسا ہی مال خدا کی نافرمانی میں خرچ کرو گے۔

(۹) جس آدمی کے دو دن یعنی گزشتہ دن اور وہ دن کہ جس میں وہ ہے مساوی ہوں تو وہ خسارہ میں ہے اور جس کا دوسرا دن اس کے پہلے دن سے بدتر ہے تو وہ ملعون ہے جو آدمی اپنے نفس میں زیادتی نہیں محسوس کرتا وہ نقصان میں ہے اور

جو نقصان کی طرف بڑھ رہا ہو تو اس کی موت اس کی زندگی سے بہتر ہے۔

(۱۰) کتاب درہ باہرہ میں کاظم سے روایت ہے کہ احسان اور نیکی ایک طوق ہے اس آدمی کی گردن میں کہ جس کے ساتھ احسان کیا گیا ہے کہ جسے اس کی گردن سے نہیں نکال سکتی مگر مکافات یعنی جس نے احسان کیا ہے اس سے احسان کرنا یا اس کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

(۱۱) اگر اجلین ظاہر ہو جائیں تو امیدیں رسوا ہو جائیں جو آدمی فقر و فاقہ میں پیدا ہوا ہے اسے تو نگری سرکش بنادے گی جس سے برائی کی جائے اور وہ اس سے نہ جلے اور نہ غمگین ہو تو اس سے نیکی کرنے کا پھر کوئی موقع و محل نہیں جب دو انسان ایک دوسرے کو گالیاں دیں تو جو بلند مرتبہ ہے وہ پست کے رتبہ میں آجائے گا۔

(۱۲) آپ نے اپنے ایک فرزند سے فرمایا اے بیٹا اس سے بچ کر رہو کہ خدا تمہیں اس گناہ پر دیکھے کہ جس سے اس نے تمہیں منع کیا ہے اور اس سے بچو کہ خدا تمہیں نیکی کے پاس نہ دیکھے اس نے تجھے حکم دیا ہے اور تجھ پر لازم ہے کوشش کرنا اور ایسا نہ جاننا کہ تو عبادت و اطاعت خدا میں اس کوتاہی کرنے سے نکل آئے گا لیکن کہ خدا کی ویسی عبادت نہیں کی گئی کہ جیسے اس کے شایان شان ہے۔

اللهم لا تجعلنی من الالعارین ولا یخرجنی من التقصیر

خدا مجھے ان لوگوں میں سے نہ قرار دے کہ جنہیں دین و ایمان عاریہ دیا اور کہا ہے مجھے تقصیر و کوتاہی سے نہ نکال۔

مزاح سے بچو کیونکہ مزاح اور تمسخر سے نور چلا جاتا ہے نیز مروت کو اس سے دور کر دیتا ہے۔

حادثہ فخ :

ابو وضاح کہتا ہے کہ مجھے میرے والد نے کہا کہ جب حسین بن علی صاحب فخ قتل ہوئے کہ جس کا نام حسین بن علی بن حسن بن حسن معروف ہے فخ کے معرکہ میں لوگ اس سے متفرق و جدا ہو گئے تو حسین شہید تو بہت سے ساتھی بھی شہید ہوئے کہتے ہیں کہ اولاد علی علیہ السلام پر عباسی حکومت کے ظلم و تشدد کی وجہ سے امام کے حکم پر حسین بن علی کی سربراہی میں مدینہ کے تین سو (۳۰۰) علویوں نے خلیفہ ھادی کے خلاف قیام کیا بالآخر ہادی کے سپاہیوں نے فخ کے مقام پر ان افراد کا محاصرہ اور قتل عام کیا اور ان کے سر تن سے جدا کر دیئے اور چند ایک کو اسیر کر کے ھادی کے پاس لے گئے اور ہادی نے اسیروں کے قتل کا حکم دیا یہ واقعہ حادثہ فخ اور حسین نامی علوی مجاہد شہید فخ کے نام سے مشہور ہے شاعر نے عربی میں ان کی مدح میں اشعار کہے۔ بنی عمنا لا تنطقوا اشعر بعد ما . دفنتم الیٰ آخرہ

جب بنی عباس شہید اوفخ کے سر لائے تو اس مجلس میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی تھے عباسی نے امام سے پوچھا یہ حسین کا سر ہے امام نے ایک سرد آہ لی اور فرمایا:

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہاں یہ حسین کا سر ہے وہ روزہ دار نماز گزار صالح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر والا تھا ہمارے سادات حسنی میں اس کی کوئی نظیر مثال نہیں ہے خدا ان پر رحمت نازل فرمائے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ۳۰ گواہ اسماعیل کے مردہ ہونے پر قائم کئے

امام صادق علیہ السلام نے اپنی اولاد میں سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت پر کافی زور دیا اور بارہا ان کا تعارف کرایا اسی وجہ سے امام صادق علیہ السلام اپنے بزرگترین اصحاب کو اپنے بیٹے اسماعیل کی وفات پر بلایا تا کہ کاظم کی جانشینی سب پر ثابت ہو جائے کسی کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

زرارہ بن اعین سے منقول ہے کہ امام صادق علیہ السلام کے پاس گیا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ان کے دائیں جانب تشریف فرما تھے اور ان کے سامنے ایک تابوت پڑا تھا امام نے مجھے فرمایا داؤد رقی، ابو بصیر، فضل بن عمر کو میرے پاس حاضر کرو میں نے ان سب کو امام کے پاس حاضر کیا امام نے ایک ایک کو بلایا یہاں تک کہ تیس اصحاب جمع ہو گئے پھر امام نے فرمایا داؤد اس تابوت کا پردہ ہٹاؤ داؤد نے اسماعیل کے تابوت کا پردہ ہٹایا امام نے فرمایا داؤد اسماعیل زندہ ہے یا مردہ جواب دیا مردہ ہے اسی طرح سب سے فرمایا سب نے جواب میں کہا مردہ ہے۔

یہاں تک کہ حاضرین سب نے اعتراف کیا کہ اسماعیل مر گیا ہے پھر امام نے فرمایا خدایا گواہ رہنا اس کے بعد غسل وکفن دینے کا حکم دیا پھر امام نے فضل سے فرمایا اس کا چہرہ ظاہر کرو فرمایا زندہ ہے یا مردہ مفضل نے کہا مردہ امام نے فرمایا پس گواہ رہنا کہ اسماعیل مر گیا ہے پھر اس کو قبر میں رکھا اور فرمایا مفضل ایک بار پھر سب کو اس کے چہرے سے کپڑا اٹھا کر دکھا دے جب مفضل نے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو امام نے پوچھا بتاؤ اسماعیل زندہ ہے یا مردہ سب نے کہا مردہ تو امام نے فرمایا خدایا گواہ رہنا کہ جلد ہی گمراہ اور باطل لوگ اس کے بارے میں شک وتردید میں پڑیں گے۔

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھم

پھر امام نے اشارہ کیا اور آیت کو آخر تک پڑھا:

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

پھر میت پر خاک ڈالی گئی پھر ہم سے امام نے پوچھا کہ کس کی قبر ہے ہم نے کہا اسماعیل کی فرمایا خدایا گواہ رہنا پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا یہ (کاظم) حق ہے حق ان کے ساتھ ہے جو بھی زمین میں ہے اس کا یہ وارث ہے۔

یحییٰ بن خالد کے نام امام موسیٰ کاظم کا خط

اہل ری کا ایک آدمی نقل کرتا ہے کہ یحییٰ بن خالد نے ایک شخص کو ہمارا حاکم بنایا میں اس کی ادائیگی سے معذور تھا چونکہ اگر مجھ سے ٹیکس لیتے تو میں فقیر ہو جاتا، لوگوں نے مجھ سے کہا کہ والی مذہب شیعہ کا پیروکار ہے اس کے باوجود میں ڈرا کہ اس کے پاس جاؤں چونکہ میں فکر مند تھا کہیں یہ خبر صحیح نہ ہو اور مجھ کو پکڑ لیں اور ٹیکس ادا کرنے پر مجبور کریں اور میرا چین چھین لیں۔ نتیجہ میں میں نے پکا ارادہ کیا کہ اس قضیہ کو حل کرنے کے لئے خدا کی پناہ مانگوں لہٰذا میں خانہ خدا کی زیارت کے لئے چلا گیا اور اپنے مولا موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور اپنی حالت کی شکایت کی حضرت نے میرے عرائض سننے کے بعد ایک خط والی کے نام اس طرح لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلم ان للہ تحت عرشہ ظلالا یسکنہ الامن اسدی الیٰ اخیہ معروفا ونفس عنہ کربہ او ادخل علی قلبہ سروراً وھذا اخوک والسلام۔

جان لو کہ خدا کے عرش کے نیچے ایک سایہ ہے کہ کوئی اس سایہ کے نیچے نہیں رہ سکتا مگر یہ کہ وہ اپنے بھائی کو کوئی فائدہ پہنچائے یا اس کی مشکل حل کرے اس کا دل شاد کرے اور تمہارا بھائی ہے والسلام۔

حج انجام دینے کے بعد میں اپنے شہر لوٹ گیا اور رات میں اس آدمی کے پاس گیا اور اس سے ملاقات کرنے کی اجازت مانگی اور میں نے کہا میں قاصد موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ہوں والی خود پابرہنہ آیا اور دروازہ کھولا اور مجھ کو بوسہ دیا اور سینہ سے لگایا اور میری پیشانی کا بوسہ لیا جتنی بار مجھ سے امام کی زیارت کے متعلق پوچھتا تھا بار بار انہیں امور کا تکرار کرتا تھا اور جب میں حضرت کی سلامتی کی خبر سے مطلع کرتا خوشحال ہو جاتا اور خدا کا شکر ادا کرتا۔

اس کے بعد مجھے اس نے اپنے گھر بٹھا دیا اور خود میرے سامنے بیٹھا وہ خط جو امام نے اس کو مخاطب کر کے لکھا اور مجھے دیا تھا میں نے اس کو پیش کیا تو وہ کھڑا ہو گیا اور خط کو بوسہ دیا اور پڑھا اس کے بعد اس نے پیسے اور کپڑے منگائے، پیسے، کپڑے، دیناروں کو تقسیم کر کے مجھے دے دیئے اور حتیٰ کہ جن اموال کی تقسیم ممکن نہ تھی ان کی قیمت مجھے ادا کی وہ جتنا مجھ کو دیتا پوچھتا جاتا بھائی! کیا میں نے تم کو شاد کیا؟

میں جواب میں ہاں کہتا جاتا. خدا کی قسم تو نے میری خوشی میں اضافہ کیا.

اس کے بعد دفتر مالیات منگایا اور جو کچھ میرے نام حکومت کے ملازموں نے لکھ رکھا تھا سب کو حذف کر دیا اور مجھے ایک نوشتہ دیا جو اس بات پر مشتمل تھا کہ میں مالیات دینے سے معاف ہوں میں نے خدا حافظ کہا اور لوٹ گیا.

میں نے اپنے آپ سے کہا اس آدمی کی خدمت کے جبران سے عاجز ہوں سوائے یہ کہ سال آئندہ جب حج سے مشرف ہوں تو اس کے لئے دعا کروں اور جب امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں پہونچا تو. جو کچھ اس نے میرے لیے انجام دیا امام کو اس سے آگاہ کروں۔

میں مکہ گیا حج کے اعمال بجالانے کے بعد امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں پہونچا اور جو کچھ میرے اور اس آدمی کے مابین گزرا تھا امام سے بیان کیا میں نے عرض کیا.

میرے سردار و آقا! کیا یہ خبر آپ کی خوشی کا سبب بنی؟

حضرت نے فرمایا:

ہاں! خدا کی قسم اس خبر نے مجھ کو امیر المومنین میرے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کو خوش کیا ہے.

امام کا ایک کسان پر لطف

محمد بن مغیث مدینہ کے کسانوں میں سے بوڑھے کسان تھے کہتے ہیں کہ ایک سال خربوزہ، خیرہ، کدو وغیرہ کی کاشت کی ایک کنویں کے قریب زراعت اچھی تھی لیکن محصول کے وقت سب زراعت کو کیڑا لگ گیا.

جس سے زراعت کو کافی نقصان ہوا مجموعاً ایک سو بیس دینار کا خسارہ اٹھانا پڑا اسی بحران سے ایک جگہ بیٹھا تھا کہ اچانک امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو دیکھا میرے پاس آئے سلام کیا اور فرمایا کیا حال ہے زراعت کی کیا خبر ہے؟

میں نے عرض کیا ایسے حال میں صبح کی کہ پوری زراعت کو کیڑوں نے ختم کر دیا.

امام نے فرمایا کتنا نقصان ہوا ہے عرض کیا ایک سو بیس دینار کا خسارہ ہوا امام اپنے عرفہ نامی غلام سے فرمایا ابن مغیث کے لئے ۱۵۰ ایک پچاس دینار اور دو اونٹ جدا کرو اور ان کے حوالے کر دو پھر مجھ سے فرمایا میں نے تیرے خسارے پر تیس (۳۰) دینار دو اونٹ زیادہ دیئے یہاں سے چلے جاؤ وہ چلا گیا کہتا ہے پیسوں کی جو تھیلی مجھے امام نے دی اس میں تین سو دینار تھے میں مدینہ واپس لوٹا اس طرح میرا زاد راہ و سفر پورا ملا سوار ہو کر اپنے وطن پہنچا۔

نماز کی حالت میں دوسروں کی مدد

زکریا اعور کہ جو فقہاء اور محدثین شیعہ پہلی اور دوسری صدی ہجری سے تعلق رکھتا ہے اور امام کے شاگردوں میں سے بھی تھا کہتا ہے کہ امام کو حالت نماز میں دیکھا کہ ایک بوڑھا بیٹھا اپنا عصا تلاش کر رہا تھا کہ اپنی جگہ سے اٹھے امام نماز کی حالت میں کھڑے تھے تھوڑا سا جھکے اور اس بوڑھے کا عصا اٹھا کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا اور اپنی نماز کی پہلی حالت میں پلٹ گئے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا موقف

یہ بات عیاں اور روشن ہے کہ اس قسم کی ظالم اور انسان دشمن حکومت کی حمایت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی خاموش رہ سکتے تھے۔

لہٰذا ہارون کا مقابلہ کرتے اور جہاں مناسب سمجھتے اس کی برائیوں کو بیان کر کے اسے ذلیل کرتے اور اپنے دوستوں کو حکم دیتے کہ ہارون کی۔

مدد نہ کریں جیسا کہ صفوان سے آپ نے فرمایا تم ہر اعتبار سے ٹھیک اور اچھے آدمی ہو صرف ہارون کو اونٹ کرائے پر دینا مجھے پسند نہیں ہے صفوان نے عرض کیا کہ میں صرف حج کے سفر کے لئے دیتا ہوں اور خود بھی ساتھ نہیں جاتا۔

امام نے فرمایا اے صفوان کیا تم نہیں چاہتے کہ تمھارے اونٹ واپس آنے تک ہارون زندہ رہے تا کہ اس سے کرایہ وصول کر سکوں؟ اس نے عرض کیا ہاں پھر امام نے فرمایا جو ظالم کے زندہ رہنے کا خواہشمند ہو وہ خود ان میں سے ہوتا ہے صفوان نے ہارون کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا تھا کہ خلیفہ حج کے موقع پر جو اسباب و وسائل لے جانا چاہے گا میں اپنے اونٹوں پر لے جاؤں گا۔

لیکن ہارون نے اسے بلایا اور پوچھا تم بتاؤ اونٹوں کو کیوں فروخت کیا ہے مگر اس نے بیان نہیں کیا آخر ہارون سمجھ گیا اور اس سے کہا اگر تیرے ساتھ دوستی کا سابقہ نہ ہوتا تو ابھی میں حکم دیتا کہ تجھے قتل کر دیا جائے مجھے اچھی طرح علم ہے کہ تم نے موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے حکم پر یہ کام کیا ہے

بحار میں مناقب سے فضل بن ربیع اور ایک دوسرا آدمی کہتے ہیں کہ ایک سال ہارون رشید خانہ کعبہ کی زیارت کو گیا ہوا تھا طواف کے وقت اس کے مامورین نے حکم دیا کہ لوگ خارج ہو جائیں تا کہ خلیفہ آسانی سے طواف کر سکے۔

جب ہارون نے طواف کرنا چاہا تو ایک عرب بھی آ گیا اور اس کے ساتھ طواف کرنے لگا (یہ کام جاہ طلب خلیفہ پر گران گزرا اور غصہ سے اشارہ کیا کہ عرب آدمی کو کنارے کر دیں) مامورین نے عرب آدمی سے کہا تھوڑا صبر کر دو تا کہ خلیفہ

طواف سے فارغ ہو جائے! اس عرب نے کہا کیا تمہیں نہیں خداوند عالم نے اس جگہ کو ہر ایک کیلئے برابر و مساوی قرار دیا ہے اور خدا نے قرآن میں فرمایا ہے:

سوآء العاکف فیه والباد (۱) ۱. سورہ حج آیت ۲۵

اس جگہ مقیم اور مسافر برابر ہیں جب ہارون نے اس عرب کی یہ بات سنی تو اس نے اپنے مامورین کو حکم دیا کہ اس سے کوئی مطلب نہ رکھیں اور اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔

اسی وقت خود حجر الاسود کی طرف بڑھا تا کہ معمول کے مطابق حجر الاسود کو مس کرے لیکن وہاں بھی عرب اس پر سبقت لے گیا اور اس سے پہلے حجر الاسود کو مس کرلیا! اس کے بعد ہارون مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے لگا تو یہاں پر بھی عرب اس سے پہلے نماز میں مشغول ہو گیا جیسے ہی ہارون نماز سے فارغ ہوا حکم دیا کہ اس عرب کو حاضر کریں جب اس عرب نے ہارون کا حکم سنا تو کہا۔ میرا خلیفہ سے کوئی کام نہیں ہے اگر خلیفہ کو مجھ سے کام ہے تو خود میرے پاس آئے!

مجبوراً خلیفہ اس عرب آدمی کے پاس آیا اور سلام کیا عرب نے بھی سلام کا جواب دیا۔ ہارون نے کہا اجازت ہے یہاں بیٹھ جاؤں عرب نے کہا۔ یہاں میری ملکیت نہیں یہ اللہ کا گھر ہے ہم سب برابر ہیں اگر بیٹھنا چاہتے ہو تو بیٹھو اگر نہیں چاہتے تو چلے جاؤ۔

ہارون زمین پر بیٹھ گیا عرب کی طرف منہ کر کے کہا کیوں تم جیسا کوئی آدمی بادشاہوں کا مزاحم ہوتا ہے؟

عرب نے کہا ہاں ضروری ہے کہ عالم کے مقابلے میں چھوٹے بن کے رہو اور غور سے سنو (ہارون اس عرب کے طرز تکلم سے غصے ہوا) عرب سے کہا:

میں تم سے ایک دینی مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں اگر درست جواب نہیں دیا تو تم کو اذیت دونگا۔ تمہارا سوال سیکھنے کی غرض سے ہے یا مجھے اذیت دینا چاہتے ہو۔ البتہ مقصد سیکھنا ہے۔ عرب نے کہا بہت اچھا!

لیکن ضروری ہے اپنی جگہ اٹھو اور شاگرد جیسے استاد سے کوئی سوال کرتا ہے ویسے میرے سامنے بیٹھو! ہارون اٹھا اور اس عرب کے سامنے زمین پر دو زانو بیٹھ گیا پھر ہارون نے سوال کیا خدا نے تمہارے اوپر کس چیز کو واجب کیا ہے جواب دو؟

عرب نے کہا کس امر واجب کے متعلق سوال کرتے ہو؟ ایک واجب یا پانچ واجب یا سترہ واجب یا چونتیس واجب یا چورانوے (۹۴) یا ایک سو ترپن سترہ پر یا بارہ میں ایک اور چالیس میں سے ایک اور دو سو میں سے پانچ یا پوری عمر میں ایک

اور ایک کے مقابل ایک کے بارے میں سوال کرتے ہو؟

ہارون نے کہا میں نے تم سے ایک واجب کے بارے میں سوال کیا تو تم میرے سامنے گنتی گننے لگے؟

عرب نے کہا دنیا میں دین عدد وحساب کی بنیاد پر برقرار ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو خداوند عالم قیامت کے دن لوگوں کے لئے حساب وکتاب نہ رکھتا اس کے بعد اس آیت کو پڑھا۔

وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها و كفٰى بنا حاسبين (۱)

اگر ایک دانہ کے برابر عمل نیک کرو گے ہم اس کو حاضر کریں گے اور کافی ہے کہ ہم حساب کرنے والے ہیں۔

اس وقت عرب نے خلیفہ کا نام لے کر پکارا ہارون سخت غصے ہوا اس طرح کہ آپے سے باہر ہو گیا (چونکہ خلیفہ کی نظر میں تمام لوگوں کو چاہیے کہ اس کو امیر المومنین کہیں) اس حالت میں جبکہ اس کے چہرے پر غیض وغصہ کے آثار نمایاں تھے اس نے کہا جو کچھ تم نے کہا ہے اس کی وضاحت کرو!

اگر وضاحت کر دی تو تم آزاد ہو ورنہ حکم دونگا کہ تیری گردن صفا ومروہ کے درمیان اڑا دیں! ماموں نے خلیفہ سے کہا کہ اس کو خدا اور اس مقدس جگہ کی خاطر قتل مت کریں! اس عرب کو ماموں کی بات پر ہنسی آگئی! ہارون نے کہا تم کیوں مسکرائے؟

(تم دونوں پر کیوں نہیں معلوم) تم دو میں سے کون زیادہ بے وقوف ہے وہ آدمی جو کسی ایسے آدمی کی بخشش کی درخواست کرتا ہے کہ جس کی موت کا وقت آچکا ہو وہ آدمی جو کسی ایک ایسے آدمی کے قتل میں جلدی کر رہا ہو جس کی موت کا وقت نہیں پہنچا ہے!

آخر کار جو تم نے جو کہا ہے اسی کی وضاحت کرو؟

عرب نے جواب دیا یہ بات جو تم نے مجھ سے پوچھی کہ خداوند نے انسان پر بہت سی چیزوں کو واجب قرار دیا ہے اور جو میں نے پوچھا کہ کیا ایک چیز کے بارے میں تم پوچھ رہے ہو؟ تو میرا مقصد دین اسلام ہے (ہر چیز سے پہلے اس کی پیروی سب پر واجب ہے) میری پانچ سے مراد پانچ وقت کی نماز ہے سترہ سے مراد شب وروز کی سترہ رکعت ہے اور چونتیس سے مراد نماز کے سجدے ہیں چورانوے سے مراد نمازوں کی تکبیریں ہیں جن کو رات و دن میں ہم پڑھتے ہیں اور ستر میں ایک سو ترپن سے مراد تسبیح نماز ہے۔

۱۔ سورہ انبیاء آیت ۴۷

لیکن جو میں نے کہا کہ بارہ میں سے ایک تو میری مراد ماہ رمضان کا روزہ ہے جو بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ واجب ہے اور جو میں نے کہا چالیس میں سے ایک تو جو چالیس سونے کے دینار رکھتا ہو ایک دینار زکات دے اور میں نے کہا کہ دو سو میں سے پانچ جو آدمی دو سو چاندی کے درہم رکھتا ہو اس پر ضروری ہے کہ پانچ درہم زکات ادا کرے اور یہ میں نے پوچھا کہ کیا پوری عمر میں ایک واجب ہے تو میرا مقصد خانہ کعبہ کی زیارت ہے جو پوری عمر میں ایک مرتبہ مستطیع مسلمان پر واجب ہے اور یہ کہ میں نے کہا ایک ایک کے مقابلے میں تو اگر کوئی کسی کو ناحق قتل کر دے تو اس کا قتل کرنا ضروری ہے۔

(النفس بالنفس) جب عرب کی بات ختم ہوئی تو ہارون عرب کی خوش بیانی اور ان مسائل کی وضاحت کرنے پر بڑا خوش ہوا اور عرب ان کی نگاہ میں صاحب عظمت ہو گیا اور ہارون کا غصہ مہربانی میں بدل گیا اور ایک سونے کی تھیلی عرب کو دی اس وقت عرب نے ہارون سے کہا تم نے کچھ چیزیں مجھ سے پوچھیں اب میں بھی تم سے سوال کرتا ہوں اور تم اس کا جواب دو تو یہ سونے کی تھیلی تمہارے لئے اور اس مقدس جگہ پر صدقہ کر سکتے ہو اور اگر جواب نہیں دیا تو لازم ہے کہ ایک اور تھیلی اضافہ دو تا کہ اپنے قبیلے کے غریبوں میں اسے تقسیم کر دوں۔

ہارون نے مجبوراً قبول کر لیا اس عرب نے سوال کیا خنفساء (خنفساء کالا سوسک ایک ایسا کیڑا ہے جو کالا ہوتا ہے اور جانوروں کا فضلہ کھاتا ہے نیز گوبر کھاتا رہتا ہے) اپنے بچے کو دانہ دیتا ہے یا دودھ ہارون غضبناک ہو گیا اور کہا کیا یہ درست ہے کہ تمہارے جیسا آدمی مجھ سے اس طرح سوال کرے؟

اس عرب نے کہا ہارون! خدا کی قسم!! آج تک میں ایسے سوال میں کبھی گرفتار نہیں ہوا عرب نے سونے کی دو تھیلیاں دیں اور باہر آیا کچھ لوگوں نے اس کا نام پوچھا تو سمجھ میں آیا کہ وہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ہیں۔

ہارون کو بتایا ہارون نے کہا خدا کی قسم! شجرہ نبوت کو چاہیے کہ ایسی ہی شاخ اور پتیاں رکھتا ہو۔

ارشاد ابن عمار وغیرہ نقل کرتے ہیں کہ ہارون حج کے لئے روانہ ہوا جب مدینہ کے قریب پہنچا کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جن کے آگے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں کہ جو خچر پر سوار جا رہے ہیں ہارون نے ربیع سے کہا یہ کیسا جانور ہے کہ اگر تم چاہو ان سے ملاقات کرو تو اسے درک نہیں کر سکو گے امام نے فرمایا یہ گھوڑوں و گدھوں سے ملی جلی نسل سے ہے تو گھوڑے نہ گدھے بلکہ "خیر الامور اوسطھا" کہ یہ کام میں میانہ روی بہتر ہے راوی کہتے ہیں جب ہارون مدینہ میں داخل ہوا تو رسول خدا کی قبر کی طرف گیا اور کہا السلام علیک یا ابن عم (فخر کرتے ہوئے) تو امام نے کہا:

السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابۃ

تو ہارون رشید کے چہرے کا رنگ دگرگون ہو گیا۔

کتاب صراط المستقیم میں ایک قول ہے کہ ہارون رشید کی محفل میں ایک ہندی حکیم حاضر ہوا پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جب آئے تو ہارون رشید اپنے مقام سے اٹھ کر تعظیم کرنے لگا ہندی حکیم نے حسد سے کہا تم اپنے علم کے اعتبار سے اپنے غیر پر افضل ہو پھر ایسا کیوں کیا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنیٰ .

امام نے فرمایا اچھا تم مجھے یہ بتاؤ کہ ایک صورت کی کلی حرارت تکامل کو پہنچے اور مسلسل اس پر حرکات ایجاد ہوں اور ان کے عناصر قوی ہوں تو اعلیٰ عقل ہوتی ہے یا ایک دہمی صورت تو ہندی حکیم مبہوت ہو کر امام کے سر کا بوسہ لینے لگا اور کہا آپ نے عالم لاہوت کے جسم ناسوت کی بات بتادی اس وقت ہارون نے کہا جب اہل بیت کا مقام چھین لیتے ہیں کہ بلند مقام مل جائے تو خدا چاہتا بلکہ ان کو یہ مقام خدا نے دیا ہے امام نے فرمایا:

یریدون ان یطفوا نورا اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم

نورہ ولو کرہ الکافرون (۱۰ توبہ ۳۲)

فروع کافی میں متعدد اصحاب سہل بن زیاد سے اور وہ علی بن حسان سے نقل کرتا ہے کہ حضرت ابوالحسن اول موسیٰ کاظم ہارون رشید اور عیسیٰ بن جعفر اور جعفر بن یحیی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر آئے ہارون نے امام کو کہا آگے بڑھو امام نے انکار کیا پھر ہارون آگے بڑھا سلام کیا اور ایک کنارے پر کھڑا ہو گیا پھر عیسیٰ بن جعفر نے امام سے آگے بڑھنے کو کہا امام نے انکار کیا وہ آگے بڑھا سلام کیا اور ہارون کے ساتھ کھڑا ہو گیا پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام آگے بڑھے اور اس طرح سلام کیا۔

السلام علیک یا ابۃ اسأل اللہ الذی اصطفاک واجتباک

وھداک وھدی بک ان یصلی علیک

ہارون نے عیسیٰ سے کہا اس نے یہ کیا کہا ہے اس نے کہا ہاں ہارون نے کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ کا باپ حق پر ہے۔

اشھد انہ ابوہ حقاً

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بارے میں مامون رشید کا نظریہ

مرحوم صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے عیون الاخبار میں سفیان بن نذار کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے میں ایک دن مامون کے سرہانے کھڑا تھا اس نے لوگوں سے پوچھا کیا تم لوگ جانتے ہو مجھے تشیع کی تعلیم کس نے دی؟

سب نے کہا بخدا ہم کو معلوم نہیں! مامون نے کہا ہارون رشید سے لوگوں نے پوچھا آخر یہ کیسے ممکن ہے کیونکہ ہارون تو اہل بیت کو قتل کرتا تھا۔

مامون نے کہا وہ تو ملک کی وجہ سے ایسے کرتے تھے کیونکہ ملک عقیم ہوتا ہے واقعہ یہ ہے ایک مرتبہ ہارون کے ساتھ میں نے بھی حج کیا جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو ہارون نے کہا مکہ، مدینہ کا رہنے والا ہو یا کہیں اور کا مہاجر ہو یا انصار، بنی ہاشم سے ہو یا کسی اور قبیلے سے، جب تک اپنا نسب نہ بیان کرے میرے پاس نہ آنے پائے چنانچہ جو بھی آتا تھا وہ اپنا نسب بیان کرتا تھا اور ہارون اس کو اس کی شرافت اور باپ دادے کے ہجرت کی وجہ سے کسی کو پانچ ہزار دینار اور کسی کو کم دینار دیتا تھا مگر دو سو دینار سے کم کسی کو نہیں دیئے ایک دن میں بھی کھڑا تھا کہ فضل بن ربیع نے آکر کہا:

اے امیر ایک آدمی دروازے پر کھڑا ہے اور آنے کی اجازت چاہتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ہوں!

یہ سن کر ہارون نے ہماری طرف دیکھا اور میں اور امین اور موتمن ہارون کے سرہانے کھڑے تھے اور کہا آنے دو اور جب تک وہ میرے فرش تک نہ پہنچے ان کو سواری سے پیدل نہ ہونے دینا پھر میں نے دیکھا ایک آدمی جس کی پیشانی پر سجدوں کے نشان تھے کثرت عبادت سے لاغر ہو گیا تھا مثل پرانی مشک کے۔ ناک اور پیشانی پر سجدے کا اثر نمایاں تھا وہ آیا جب اس نے ہارون رشید کو دیکھا تو اپنے گدھے سے اترنا چاہا ہارون نے کہا نہیں نہیں خدا کی قسم میرے پاس تک سوار ہو کر آیئے۔ چنانچہ دربانوں نے اترنے نہیں دیا جب وہ بزرگوار ہارون کے فرش تک پہنچے ہارون نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور آخر تک لائے ہارون نے ان کے چہرے اور آنکھوں کا بوسہ دیا ان کا ہاتھ پکڑ کر صدر مجلس تک لائے۔ اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور متوجہ ہو کر ہارون ان سے باتیں کرنے لگا مزاج پرسی کی پھر پوچھا ابوالحسن آپ کے اہل وعیال کتنے ہیں؟

فرمایا پانچ سو سے زیادہ!

ہارون نے کہا سب آپ کی اولاد ہیں؟

فرمایا نہیں زیادہ تر تو غلام اور کنیزیں ہیں چالیس سے کم اولاد ہیں ان میں اتنے لڑکے اور اتنی لڑکیاں ہیں ہارون نے کہا لڑکیوں کی شادی ان کے ہمسروں اور کفو کے ساتھ کیوں نہیں کر دیتے؟

فرمایا مالی حالت کمزور ہے۔ پھر ہارون نے پوچھا زمین کا کیا حال ہے؟ فرمایا کبھی تو اس سے نفع ہوتا ہے کبھی نقصان۔

ہارون نے پوچھا کیا آپ مقروض ہیں؟

فرمایا ہاں! پوچھا کتنا قرض ہے؟

فرمایا تقریباً دس ہزار دینار اس وقت ہارون نے کہا اے ابن عم میں آپ کو اتنا مال دونگا کہ جس سے آپ بچوں کی شادیاں کر سکیں اور قرض بھی ادا کر سکیں اور زمین بھی آباد کر سکیں۔ اس پر امام نے فرمایا آپ ایسا کر کے صلہ رحمی کریں گے۔

آپ کی اس حسن نیت پر خدا کا شکر گزار ہوں واقعاً رحم موثر ہے خون کا اثر ہوتا ہے اور نسب بھی ایک ہی ہے عباس حضرت رسول خدا ﷺ کے چچا ہی تھے رسول خدا ﷺ کے باپ کے بھائی تھے علی علیہ السلام کے چچا اور ابوطالب کے بھائی تھے۔

ہارون نے کہا خدا کی عزت وجلالت کی قسم میں ضرور ایسا کرونگا امام نے فرمایا اے امیر خدا نے حاکموں پر واجب قرار دیا ہے کہ فقراء کو کھانا ،ننگوں کو لباس مقروض کا قرض ادا کریں۔

آپ تو اس کے زیادہ اہل ہیں ہارون نے کہا اے ابوالحسن میں ایسا ضرور کرونگا پھر جب امام رخصت ہونے لگے تو ہارون احتراماً کھڑے ہو گئے اور آپ کی آنکھوں کا بوسہ دیا پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا اے عبداللہ، اے محمد، اے ابراہیم اپنے آقا و چچا کے ساتھ جاؤ پکڑ کر ان کو سوار کراؤ اور گھر تک پہنچا کے آؤ راستے میں ابوالحسن موسیٰ بن جعفر نے آہستہ سے مجھ سے فرمایا جب حکومت تمہارے پاس آئے تو میرے بیٹے کے ساتھ اچھا سلوک اور احسان کرنا اور مجھے خلافت کی بشارت دی۔ جب ہم پہنچا کر واپس لوٹے تو چونکہ اپنے باپ کی خلافت میں سب سے زیادہ میں ہی بیباک تھا اس لیے میں نے پوچھا یہ کون آدمی تھا جس کا آپ نے اتنا احترام کیا... ہم کو ساتھ جانے کا حکم دیا اور میں نے یہ سب اس وقت پوچھا جب تنہا تھے تو ہارون نے کہا میں تو بظاہر امام جماعت ہوں امام مخلوق پر حجت خدا ہیں کیا کہا آپ نے؟ والد نے کہا بخدا میں نہیں موسیٰ بن جعفر علیہ السلام واقعی امام ہیں اور مجھ سے کیا ساری مخلوق سے افضل اور اس مقام کے زیادہ مستحق ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے نائب بنیں مگر ملک عقیم ہوتا ہے اس لئے ایسا ہے اگر تم بھی مجھ سے اس مقام میں نزاع کرو تو تم کو قتل کردونگا۔

اس کے بعد جب مدینہ سے مکہ گیا تو امام کو دوسو دینار کی تھیلی دی پھر فضل بن ربیع کی طرف ہارون متوجہ ہوا اور کہا تم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی طرف جاؤ اور ان سے کہو کہ امیر کہتا ہے کہ ہم تنگی میں ہیں ہم پر احسان کریں فضل کہتا ہے میں ہارون کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا اے امیر تم مہاجرین و انصار اور دیگر قریش و بنی ہاشم کو پانچ ہزار دینار دیتے ہو جبکہ اس کا حسب و نسب نہیں جانتے اور امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کہ جن کی اس قدر عظمت وجلالت ہے دوسو دینار دیئے ہیں جو لوگوں میں سے پست سے پست ہو تم نے اس کو آج تک اتنے کم نہیں دیئے تو ہارون نے کہا خاموش ہو جا گالی دی اور کہا:

اگر میں ان کو ان سے زیادہ دوں تو کل وہ ایک لاکھ شیعہ سے مجھے مروا دیں گے ان کا اور ان کے اہل بیت کا فقر و فاقہ ہے کہ جس کی وجہ سے میں اور تم سالم ہیں ان کے ہاتھوں اور آنکھوں کی کشادگی سے جب اس کی طرف دیکھا تو غصہ میں تھا ایک آدمی ہارون کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا اے امیر میں مدینہ میں جب سے آیا میرے اہل و عیال مجھ سے خرچ مانگتے ہیں اگر مدینہ سے نکل جاؤں تو میرے پاس کچھ نہیں کہ ان پر خرچ کروں آپ احسان فرمائیں مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر۔ ہارون نے دس ہزار دینار دینے کا حکم دیا پھر اس نے کہا اے امیر میں اپنی بیٹی کی شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس

کے جہیز کا نیاز مند ہوں پھر حکم دیا دس ہزار اور دیے جائیں پھر اس نے کہا سال بھر کا غلہ ضرورت ہے تو دس ہزار مزید دینے کا حکم دیا یہ آدمی جلدی سے لے کر امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس پہنچا اور کہا:

مولا میں نے اس ملعون کے سامنے کھڑے ہو کر یہ کام کیا اور آپ کے لئے یہ حیلہ کیا ہے کہ اس سے تیس ہزار دینار اور یہ غلہ لیا خدا کی قسم میں اس کی ضرورت نہیں رکھتا یہ فقط آپ کے لئے لایا ہوں امام نے فرمایا خدا تجھے مال میں برکت عطا کرے اور اچھی جزا دے میں اس سے ایک درہم بھی نہیں لوں گا اور نہ اس غلہ سے لیکن یہ اچھے صلہ اور نیکی کی وجہ سے قبول کرتا ہوں تم واپس لوٹ جاؤ کہیں اس کو معلوم نہ ہو اس نے امام کے ہاتھوں کا بوسہ دیا اور واپس لوٹ گیا۔

علی بن ابراہیم بن ہاشم اپنے باپ سے وہ ریان بن شعیب سے نقل کرتے ہیں ریان کہتا ہے میں نے مامون رشید سے سنا کہ ہارون ہمیشہ اہل بیت سے محبت کرتا تھا لیکن ان سے بغض کا ایک دن اظہار کیا کہ جب ہارون رشید حج پر گیا میں اور محمد اور قاسم اس کے ساتھ تھے جب مدینہ پہنچا سب لوگ اجازت لے کر اس کے پاس آئے سب سے آخر میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف لائے جب ہارون کی امام پر نظر پڑی احترام کے لئے اٹھا آنکھوں سے تعظیم کی اور گلے سے لگا لیا یہاں تک کہ اپنے گھر لے گیا اور امام سے پوچھا کیف عیالک کیف عیال ابیک آپ کے اہل وعیال اور آپ کے باپ کے اہل عیال کیسے ہیں امام نے فرمایا:

ٹھیک ہیں امام کھڑے تھے کہ ہارون رشید نے بیٹھنے کو کہا اور قسم دی امام بیٹھ گئے مامون کہتا ہے کہ جب امام واپس چلے گئے تو میں نے اپنے باپ سے پوچھا امام کے ساتھ تیرا رویہ وسلوک ایسا ہے کہ میں نے یہ رویہ مہاجرین وانصار کے ساتھ اور ان کی اولاد کے ساتھ کرتے دیکھا ہارون نے کہا بیٹا یہ انبیاء کے علم کے وارث ہیں یہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام تھے اگر صحیح علم سیکھنا چاہتا ہے تو ان سے سیکھ تو اس وقت میرے دل میں ان کی محبت داخل ہوگئی اور ٹھاٹھیں مارنے لگی۔

سید شریف کہ جن کا لقب علم الہدیٰ ہے وہ اپنے جد وداد علی مرتضیٰ سے اپنی کتاب غرر الفوائد ودار الفوائد میں لکھتے ہیں کہ مجھے ابو عبداللہ مرزا پان نے ان سے عبدالوحد بن محمد نصیبی نے ان سے ابو علی احمد بن اسماعیل ان سے ارباب بن حسین ہاشمی نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی جس کا نام بضیع تھا جو انصار سے ہے وہ ہارون کے دروازہ پر ایک دن حاضر ہوا اس کے ساتھ عبدالعزیز بن محمد بن عبدالعزیز تھا اس وقت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے خادم نے ان کا بہت احترام کیا اور جلدی سے اجازت دی بضیع نے عبدالعزیز سے کہا:

یہ ان کا شیعہ ہے اس نے کہا کیا تو اسے جانتا ہے؟ کہنے لگا نہیں کہنے لگا میں نے اس قوم سے ایسا بوڑھا نہیں دیکھا دوسرا آدمی کہنے لگا جب یہ باہر نکلے گا تو میں اس کی توہین کروں گا پہلے نے کہا ایسا نہ کرنا۔

ایسا نہ کرنا یہ اہل بیت سے ہے اکثر لوگ ان کو اچھے لقب سے پکارتے ہیں جب موسیٰ بن جعفر علیہ السلام باہر آئے تو نافع

انصاری ان کے لئے کھڑا ہو گیا اور ان کے گدھے کی لگام کو پکڑ لیا پھر کہا تم کون ہو؟

امام نے فرمایا اگر تو میرا نسب جاننا چاہتا ہے تو میں انا ابن محمد حبیب اللہ ابن اسماعیل ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ اگر میرا شہر جاننا چاہتا تو میرا وہ شہر ہے کہ جس کی زیارت کو خدا نے سب مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور تم پر بھی ہے کہ تو حج کرے اگر سلسلہ نسب کا پوچھنا چاہتا ہے تو اللہ کی قسم میری قوم مشرک نہیں رہی میرا خاندان مسلمان ہے تیری قوم اس کے برابری نہیں کر سکتی یہاں تک کہ انہوں نے کہا اے محمد ہمارے ساتھ آؤ ہم قریش کا مقابلہ کرتے ہیں اگر نام پوچھنا چاہتا ہے تو ہم وہ ہیں کہ جن پر درود کا حکم خدا نے نماز میں فریضہ قرار دیا ہے ان کا قول ہے۔

اللھم صل علیٰ محمد وال محمد .

بضیع نے گدھے کی لگام کو چھوڑ دیا اور معافی مانگنے لگا تو اس سے عبدالعزیز نے کہا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ یہ علم لدنی کے مالک ہیں۔

امام کا ابو حنیفہ سے مناظرہ

احتجاج میں ہے کہ ابو حنیفہ عبداللہ بن مسلم کے ساتھ مدینہ پہنچے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مناظرہ کرے جب امام کے گھر گئے تو دیکھا شیعوں کی ایک جماعت امام کا انتظار کر رہی ہے اتنے میں دیکھا ایک بچہ آ رہا ہے ابو حنیفہ نے آگے بڑھ کر کہا مسافر کہاں پر پاخانہ کرے؟ یہ بچہ سن کر متوجہ ہوا اور کہا ذرا ٹھہرو، پھر ادب سے بیٹھ کر دیوار پر ٹیک لگا کر کہنے لگا، نہروں کے کنارے پھلوں کے گرنے کی جگہ مساجد کے صحن، راستوں سے پرہیز کر کے دیوار کے پیچھے چھپ کر بیٹھے، نہ پشت بہ قبلہ ہو، نہ رو بقبلہ، ان کے بعد جہاں چاہے بیٹھ کر پاخانہ کرے۔

امام نے حرام اور مکروہ جگہوں کی تفصیل بتادی یہ سن کر مبہوت ہو گیا کیونکہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک بچہ اتنا بڑا عالم ہو سکتا ہے جب ذرا تحیر دور ہوا۔ تو پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ بچے نے کہا موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ابن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب جب ابو حنیفہ کو یہ معلوم کہ شجر نبوت کی ایک شاخ ہیں تب مطمئن ہوئے اور امام صادق علیہ السلام سے پوچھنے کے لئے جو سوال آئے اس کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس طرح پوچھا کہ صاحب زادے! معصیت کرنے والا کون ہے؟ خدایا بندہ؟ امام نے فوراً فرمایا:

اس کی تین صورتیں ہیں یا تو گناہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور بندے کو اس میں ذرا برابر دخل نہیں ہوتا تو پھر خدا کو یہ حق نہیں ہے کہ جو کام بندے نے نہیں کیا اس پر عذاب کرے اور یا پھر معصیت خدا اور بندہ دونوں کی طرف سے ہے تو ظاہر ہے کہ خدا قوی ہے اور طاقتور شریک کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جن گناہ کو مل کر دونوں نے کیا ہو اس کا عذاب کمزور ہی

کو ملے اور طاقتور بچ جائے اور یا پھر گناہ بندے کی طرف سے ہوتا ہے خدا کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

تو پھر خدا کو اختیار ہے چاہے معاف کر دے یا عذاب کرے یہ استدلال ادلہ عملیہ کی رو سے اس قدر مضبوط و محکم ہے کہ جس میں کسی اور چیز کی گنجائش نہیں ہے ابو حنیفہ یہ جواب سن کر مبہوت ہو گئے اور جتنا سنا اس نے کہا مجھے اسی بچے نے بے پرواہ کر دیا کہ اب امام جعفر صادق علیہ السلام کی ملاقات کروں پھر علمی طبقے میں یہ خبر عام ہوئی کہ امام نے جواب دیا ابو حنیفہ عاجز رہ گئے۔

شاعر کا قول:

لم تخل افعالنا اللاتی نذم بها
اجدی ثلاث معان حسین نأنیها
اما تفرد بارئنا بصنعتها فیسقا
اللوم عنا حسین ننشیها .
اوکان یشرکنا فیها فیلحقه
ما سوف یلحقنا من لائم فیها
اولم یکن لالهی فی جنایتها
ذنب فما لذنب جا نیها .

بحار میں کتاب اختصاص مفید سے منقول ہے کہ ولید احمد بن ادریس سے وہ محمد بن احمد سے وہ محمد بن اسماعیل علوی سے وہ محمد بن زبرکان دامغانی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ہارون رشید نے مجھے بلایا اور میں نے اسے سلام کیا تو اس کا جواب نہیں دیا اور میری طرف غصے ہو کر ایک خط دے کر اس کو پڑھو کہ اس میں مجھ سے برأت کا ذکر ہے۔

امام نے خط دیکھ کر فرمایا اس میں پورے جہاں سے جو شیعہ ٹیکس بھیجتے ہیں اس کا ذکر کر دیا ہے وہ کہنے لگا کہ آپ کی امامت کے قائل ہیں وہ گمان کرتے ہیں کہ آپ زمین پر رسول کے وارث ہیں وہ آپ کو خمس و زکات دیتے ہیں جبکہ میرے پاس عشر تک نہیں بھیجتے آپ کی نیابت میں جمع کرتے ہیں آپ کے حکم سے جہاد کرتے ہیں اور آپ کی خدمت میں مال

غنیمت لاتے ہیں تمام اماموں کو مخلوق پر فضیلت دیتے ہیں ان کی اطاعت کو خدا کی اطاعت سمجھتے ہیں۔

جو رسول کی اطاعت میں نہیں وہ کافر ہے (ہارون) متعہ کے قائل ہیں ایک حکم سے شادی کرتے ہیں ہمارے (ہارون) ماننے والوں سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور ہم پر نماز میں لعنت کرتے ہیں اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر ان سے برأت نہ کریں تو ان میں سے ہونگے اور قائل ہیں اس آیت کی رو سے آپ کی حدیث ہے:

من اخرّ الوقت فلاصلاۃ لہ کہ جو نماز میں تاخیر کرے اس کی نماز نہیں ہے۔

وضاعوا لصلاۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیّا

وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جن کی ایک وادی ہے یہ طولانی خط ہے اور میں کھڑا پڑھ رہا ہوں وہ چپ ہو گیا اس نے سر اٹھایا اور کہا کافی ہے آپ نے پڑھا ہے امام نے فرمایا تیرا یہ کہنا کہ مجھے لوگ حجت خدا جانتے ہیں تجھے کوئی درہم و دینار نہیں دیتے۔ اے امیر المومنین (ہارون) اس ذات کی قسم کہ جس نے محمد کو نبوت عطا کی کوئی بھی ٹیکس نہیں دیتا لیکن ہم آل ابو طالب ہدیہ قبول کر لیتے ہیں کہ جو خدا نے نبی و آل نبی پر حلال فرمایا ہے کہ رسول خدا ﷺ کا فرمان ہے۔

لو اھدی لی کراع لقبلت ولو دعیت الیٰ ذراھالا جبت.

امام نے فرمایا امیر المومنین (ہارون) جانتا ہے کہ ہم مضیقہ و تنگی میں ہیں ہمارے دشمن زیادہ ہیں ہم سے اور ہمارے گزشتہ بزرگوں سے خمس کو لوگوں نے روک رکھا ہے کہ جو ہمارا حق مسلم (قرآن) میں ہے پھر ہم پر زمانہ کو تنگ رکھنے کا حکم دیا ہوا ہے ہم پر صدقہ حرام ہے اس کے بدلے خمس ہے۔ جب میری گفتگو تمام ہوئی تو وہ چپ رہا پھر مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کی رائے ہے کہ آپ اپنے ابن عم چچازاد کو اجازت دیں کہ آپ کے آباء و اجداد اور نبی سے حدیث نقل کریں کہ یہ بہت غنیمت ہے امام نے کہا ہاں تجھے اجازت ہے بیان کر امام نے فرمایا کہ میں نے کہا میرے باپ و جد نے نبی سے حدیث نقل فرمائی ہے۔

ان الرحم اذا مست رحما تحرکت وضطربت

اگر رشتہ دار کو کوئی تکلیف پہنچے تو دوسرا رشتہ دار اس کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے حرکت کرے اور اضطراب میں رہے میں نے دیکھا کہ میں مضیقہ و مشکل میں ہوں تو آپ کا ہاتھ پکڑا تو اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر مصافحہ کیا پھر اس نے کہا میرے نزدیک آئیں میں نزدیک ہوا اور پھر مصافحہ کیا جب میں اس سے جدا ہوا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور مجھ سے کہا بیٹھو اے موسیٰ تیرے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ آپ نے سچ فرمایا آپ کے جد نبی نے بھی سچ فرمایا میری آنکھوں سے آنسو آگئے اور میں مضطرب ہو گیا جان لو کہ آپ کا خون و گوشت میرا خون و گوشت ہے اور جو حدیث نقل فرمائی ہے یہ صحیح ہے اب میں آپ سے

کچھ مسئلے پوچھنا چاہتا ہوں اگر آپ نے اجتناب اور گریہ کیا تو میں نے سچ کہا اور تجھے چھوڑ دونگا یہ کہہ کر رشید نے کہا تم کس لئے اپنے شیعوں کو نہیں کہتے کہ وہ آپ کو یا بن رسول اللہ نہ کہیں تم تو اولاد علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام ہو۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ہارون سے مناظرہ

ہارون نے امام کو کہا تم اپنے شیعوں کو کیوں نہیں روکتے کہ وہ تم کو یا بن رسول اللہ نہ کہیں تم اولاد علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا ہو رسول کا کوئی بیٹا نہیں تھا آپ کو معلوم ہے کہ سلسلہ بیٹے سے ہے نہ بیٹی سے تم بیٹی کی اولاد ہو۔ پس تم اولاد پیغمبر نہیں ہو؟

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا اگر یہاں پیغمبر حاضر ہوں وہ تم سے تیری بیٹی کی خواستگاری کریں تو کیا جواب مثبت دو گے؟ ہارون تعجب ہے کس لئے ہم جواب مثبت نہ دیں بلکہ عرب پر ہم فخر کریں گے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام لیکن پیغمبر ہم سے بیٹی کی خواستگاری نہیں کرسکتا میرے لئے جائز نہیں اس کو اپنی بیٹی ان کے بیٹے کے لئے دیں ہارون کس طرح اور کیوں؟

امام کیونکہ پیغمبر میرے پیدا ہونے کا سبب بنے ہیں میں ان کے نواسہ کا نواسہ ہوں لیکن تیرے پیدا ہونے کا رسول سبب نہیں ہیں حارون بہت اچھا اب میرا سوال یہ ہے کہ تم کیوں کہتے ہو کہ میں ذریت رسول سے ہوں جبکہ رسول کا کوئی بیٹا نہیں تھا نسل بیٹے سے ہے نہ کہ بیٹی سے پیغمبر کے ہاں کوئی بیٹا نہ تھا تم نسل دختر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو نسل زہرا نسل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کیا میں امان میں ہوں کہ اس کا جواب دوں ہارون ہاں امام خدا نے قرآن میں فرمایا!

ومن ذریته داود وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون وکذلک نجزی المحسنین وزکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس کل من الصالحین(۱)

اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ عیسیٰ کے باپ کون تھے ہارون انکا باپ نہیں تھا امام اس پر خدا نے اس آیت کی رو سے عیسیٰ کو ذریت انبیاء مذکور قرار دیا ہے وہ مریم اپنی ماں کے ذریعہ ان سے ملحق ہیں۔ اسی طرح ہم ہماری ماں فاطمہ علیہا السلام سے ہم ذریت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام خدا نے مباہلہ کے روز فرمایا:

---

۱. سورہ انعام آیت ۸۴و۸۵

فمن حاجک فیہ من بعد ماجائک من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونساءَ کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنة اللہ علیٰ الکاذبین .(۱)

عباس رسول کے چچا وراثت کے حق دار نہیں

حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب مجھے ہارون کے پاس لے جایا گیا میں نے اسے سلام کیا ہارون نے جواب کے بعد کہا اے موسیٰ بن جعفر علیہ السلام دو خلیفہ ایک مملکت میں اور یہ دو ٹیکس و مالیات لے رہے ہیں میں نے کہا تجھے خدا کا واسطہ کہ مجھے اور خود کو گناہ گار کرے اس بے ہودہ گفتگو سے بچو اور تم جانتے ہو کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے لوگ ہم پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں اگر اس میں صلاح و بہتری جانتا ہے وہی رشتہ داری کے متعلق اگر اجازت دیں تو ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کروں۔

ہارون نے کہا اجازت ہے امام نے فرمایا میرے والد اپنے آباء سے نقل کرتے ہیں کہ ہمارے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ رشتہ دار جب رشتہ کے پاس پہنچے تو ایک دوسرے کو ملیں ایک دوسرے کو ہاتھ میں ہاتھ دیں رشتہ داری کا تعلق اپنی طرف کھینچے گا ہارون نے کہا آپ پر قربان میرے قریب آئیں میں ان کے قریب گیا میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا پھر کہا آپ بیٹھیں ناراحت نہ ہوں۔

تم سے مجھے کوئی کام نہیں دیکھا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں سر نیچے کیا ہارون نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے آپ کے جد نے سچ کہا میرا خون جوش میں آ گیا دل ٹوٹ گیا آنسو جاری ہو گئے یہ رشتہ داری کی علامت و نشانی ہے۔

امام نے فرمایا: کسی نے ادعا نہیں کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباہلہ کے دن علی علیہ السلام، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، اور حسنین علیہ السلام کے علاوہ کسی کو لے گئے ہوں اس بنا پر اس واقعہ مباہلہ نجران سے استفادہ ہوتا ہے کہ انفسنا سے مراد خود علی علیہ السلام ابنائنا سے حسنین علیہ السلام اور نسائنا سے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

ہارون نے امام کی اس روشن دلیل کو قبول کیا اور داد تحسین دی۔

پھر ہارون نے کہا پھر آپ کے قول کے مطابق کہ حضرت عباس رسول کے چچا تھے ان کی صلب سے تھے ان کی میراث نہیں ہے۔

---

۱. سورہ عمران آیت ۶۱

امام نے فرمایا: اللہ ورسول کے حق کا واسطہ مجھے اسی آیت کی تاویل سے معافی دو یہ علماء کے نزدیک مستور ومخفی ہے اس نے کہا میں آپ کو امان دیتا ہوں مجھے اس سوال کا جواب دو میں دوبارہ امان دیتا ہوں میں نے کہا مہاجر نبی کا وارث ہوسکتا ہے پھر حضرت عباس تو مہاجر نہیں تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا کے امور دو طرح کے ہیں اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ لوگ خدا کے محتاج ہیں اور روایات اس پر ہیں کہ ہر امر کا تعلق دنیا سے ہے اور جس میں احتمال وشک ہو یا انکار وہ اصل حجت ہو واضح ہے کہ دوسرا رسول خدا کی سنت ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے یا قیاس ہے کہ جس کو عقول جانتی ہیں اور واجب اس کا اقرار کرنا اور یہ دونوں امور خدا کی توحید سے متعلق ہیں امور دینی کا اثبات ان دو پر موقوف ہے۔

ولا قوة الا باللہ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل

موکل نے مجھے بتایا کہ جب امام علیہ السلام اس سے فارغ ہوئے تو ہارون نے امام علیہ السلام سے کہا احسنت بہترین اور جامع گفتگو فرمائی اے موسیٰ کوئی حاجت ہو تو بیان فرمائیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا میری پہلی حاجت یہ ہے کہ مجھے اجازت دے کہ میں واپس اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ جاؤں میں انہیں روتا ہوا چھوڑ آیا ہوں وہ میرے دیکھنے سے مایوس ہیں کہ ہمیشہ مجھے نہ دیکھ سکیں گے ہارون نے کہا آپ کو اجازت ہے امام علیہ السلام نے فرمایا اللہ آپ کو باقی رکھے اے ابن عم تو ہارون نے ایک ہزار درہم لباس اور سواری دے کر عزت واحترام سے واپس بھیج دیا۔

حضرت عباس رسول کے چچا نے ہجرت نہ کی

نبی کے ہاتھ میں قیدیوں کی کچھ تعداد تھی کہ جنہوں نے فدیہ دینے سے انکار کیا اللہ تعالیٰ نے نبی پر اس آیت کو نازل کیا ہے۔

والذین امنوا ولم یهاجروا مالکم من ولا یتهم من شی حتی یهاجروا...(۱)

امام علیہ السلام اور ہارون کے درمیان بہت اچھی بحث شروع ہوگئی ہارون نے امام علیہ السلام سے کہا مجھے عباس وعلی کے بارے میں بتائیں کہ کس لئے امام علی علیہ السلام رسول کے ارث کے زیادہ وارث تھے جبکہ عباس ان کے چچا ان کے باپ کے بھائی تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اس سے معاف رکھیں۔ ہارون نے کہا خدا کی قسم میں آپ کو معاف نہیں کرتا جب تک جواب نہ دیں امام علیہ السلام نے فرمایا اگر معاف نہیں کرتا تو امان دے دے۔

....

سورہ انفال آیت ۷۲

ہارون نے کہا ہاں امان دیتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا رسول نے اس کو وراثت کا حصہ نہیں دیا کہ جس نے ہجرت نہیں کی آپ کے باپ عباس ایمان رسول پر لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی امام علی علیہ السلام نے سب سے پہلے رسول پر ایمان لائے اور ہجرت بھی کی خداوند قرآن میں فرماتا ہے۔

الذین امنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شی ءٍ حتّٰی یھاجروا وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر . (۱)

پس ہجرت کی قدرت رکھتے تھے اور ہجرت نہیں کی لہذا وہ رسول کے وارث نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ غمگین ہو گیا پھر کہا مجھے بتائیں کہ تم کہاں سے کہتے ہو کہ انسان کا فساد عورتوں سے شروع ہوتا ہے حالانکہ خمس کا مال یہی ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا حق میں نے کہا میں آپ کو اس شرط پر کہتا ہوں کہ آپ اس باب کو جب تک زندہ ہیں نہ کھولیں عنقریب اللہ ہمارے اور ہمارے ظالموں کے درمیان جدائی کرے گا اور یہ مسئلہ بادشاہوں میں سے کسی نے نہیں پوچھا سوائے ہارون کے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا نہ قبیلہ تم عباسی نہ بنو امیہ نہ کوئی غیر ہمارے آباء واجداد کی طرح ہے اُس نے کہا میں نے یہ سوال امام صادق علیہ السلام سے نہیں کیا اور مجھے معلوم ہے کہ اہل بیت کے سوا کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا میں آپ کو بہت دوست رکھتا ہو کہ آپ کی بات بہت متین اور اصول وفروع پر مشتمل تھی جب امام علیہ السلام فارغ ہوئے تو ہارون نے کہا آپ کو کوئی حاجت ہو تو بیان فرمائیں اور ہر روز میرے دسترخوان پر حاضر ہوا کریں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ہارون سے قاطعانہ گفتگو

محمد بن سابق بن طیب انصاری کہتا ہے کہ ایک دن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ہارون نے اپنے محل میں بلایا جب امام علیہ السلام ہارون کے محل میں داخل ہوئے تو پوچھا یہ کس کا گھر ہے۔ امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

ھذا دار الفاسقین

یہ فاسقوں کا گھر ہے قرآن میں خدا فرماتا ہے۔

....

۱. سورہ انفال آیت ۷۲

ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق
وان یرو کل ایۃ لایومنوا بھا وان یرو سبیل الرشد لا
یتخذوہ سبیلا و ان یرو سبیل الغی یتخذوہ سبیلاً. (۱)

پھر ہارون نے کہا یہ کس کا گھر ہے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام یہ ہمارا گھر ہے لیکن دوسروں نے جبراً غصب کر رکھا ہے۔ ہارون اگر ایسا ہے تو پھر صاحب گھر کیوں اس میں نہیں رہتا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام یہ گھر اپنی آبادی اپنے صاحب سے کھو بیٹھا ہے ہر وقت صاحب گھر چاہے اسے آباد کرے پھر صاحب گھر لے لے گا۔ ہارون نے کہا آپ کے شیعہ کہاں ہیں؟ امام کاظم علیہ السلام:

لم یکن الذین کفروا من اھل الکتٰب المشر کین منفکین
حتیٰ تاتیھم البینۃ (۲)

ہارون کافروں سے ہیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نہ کہنا کافروں سے ہیں بلکہ اس درجہ ذیل آیت کے مصداق ہو۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ
دَارَ الْبَوَارِ (سورہ ابراہیم ۲۸)

ہارون غضبناک ہو گیا اور امام علیہ السلام کو تکلیف دینے پر تل گیا ایک قول ہے کہ جب امام علیہ السلام سے ملاقات کی تو بعض کا ان کے خلاف کہنا یہ ہے کہ ہارون یہ سن کر بھاگ گیا خوف کی وجہ سے

فدک کے حدود کی تعیین

کتاب مناقب اور کتاب اخبار الخلفاء سے منقول ہے جب ہارون نے فدک کے متعلق امام علیہ السلام سے پوچھا کہ میں آپ کو واپس کر دوں تو حضرت امام موسی بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا اگر فدک واپس کرنا ہے تو اس کی حدود سمیت واپس کریں۔ ہارون نے پوچھا اس کی حدود کیا ہیں؟

---

۱. سورہ اعراف آیت ۱۴۶

۲. سورہ بینہ آیت ۱

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کی حدود کہوں تو واپس نہیں کرے گا۔

ہارون نے اصرار کیا تا کہ اس کی حدود معلوم ہو جائیں اگر واپس نہ کریں معلوم تو ہو کہ فدک کی حدود کیا ہیں۔

امام علیہ السلام مجبوراً فدک کی حدود بیان فرمائیں کہ اس کی پہلی حد عدن ہے جب یہ سنا تو چہرے کا رنگ دگرگوں ہو گیا۔

امام علیہ السلام نے گفتگو جاری رکھی دوسری حد سمرقند ہے۔

ہارون کا رنگ چہرے سے اڑنے لگا۔

پھر فرمایا: تیسری حد افریقا ہے۔

ہارون کا رنگ سیاہ ہو گیا غصے سے گریہ کرنے لگا آخری حد کے بارے میں فرمایا دریا کے ساحل سے لے کر ارمنستان تک ہے۔ ہارون کو رشتہ داری بھول گئی ہارون کہنے لگا پھر تو ہمارے لئے کچھ باقی نہ بچے گا

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں جانتا تھا کہ تو فدک واپس نہیں کرے گا۔

اس کے بعد ہارون نے امام علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کر لیا۔

تفسیر منسوب بہ امام عسکری میں ہے کہ ایک آدمی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں کہنے لگا کہ جو امام علیہ السلام کے خاص شیعوں میں تھا یا بن رسول اللہ مجھے فلاں بن فلاں سے ڈر لگتا ہے کہ وہ منافقت کرتا ہے آپ کے سامنے اپنی منافقت کا اظہار کرتا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا وہ کیسے ہے؟ وہ ایک دن خائن آدمی کے ساتھ اہل بغداد کے بزرگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو اس سے صاحب مجلس نے کہا تم گمان کرتے ہو کہ امام موسی کاظم علیہ السلام امام ہیں اس خلیفہ کے علاوہ کہ جو تخت پر بیٹھا ہوا ہے تو اس نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ امام موسی کاظم علیہ السلام غیر امام ہیں اور جو یہ عقیدہ نہیں رکھتا اس پر خدا اور ملائیکہ کی لعنت ہو تو صاحب مجلس نے کہا "جزاک اللہ خیراً جزا" امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

ایسے نہیں ہے جیسے تم گمان کرتے ہو بلکہ وہ طبقہ سے زیادہ آشنا اور پڑھا لکھا ہے اس نے کہا: امام کاظم علیہ السلام کے علاوہ کوئی امام نہیں کہ جو نہ مانے اس پر خدا و ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہو اس کے اس قول سے تو میری امامت ثابت ہوتی ہے تم خدا سے توبہ کرو تو امام علیہ السلام گفتگو کو سمجھا یا اور مفہوم ہو گیا اور کہا یا بن رسول اللہ میرے پاس مال ہے کہ میں اسے ہبہ کرتا ہوں کہ جو عبادت حق کرے اور آپ پر درود و سلام بھیجے میں آپ پر درود و سلام بھیجتا ہوں اور آپ کے دشمنوں پر لعنت کرتا ہوں امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: اب تم جہنم سے نکل گئے اس حدیث کو مرحوم طبرسی نے احتجاج میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

وحشی درندوں کے سامنے امام علیہ السلام

سید بزرگوار علی بن موسیٰ بن جعفر طاووس اپنی کتاب مجہ میں اس طرح لکھتا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد ہارون

الرشید نے سوچا کہ امام کاظم علیہ السلام کی یادگار امام رضا علیہ السلام کو بھی شہید کردے بہت سے پلید منصوبے بنائے آخرنا کام رہا فضل بن ربیع کہتا ہے کہ ایک دن اپنے دربان سے ہارون نے کہا کہ امام رضا علیہ السلام کو وحشی درندوں کے سامنے لے جا کر ختم کردیں لیکن دربان نے انکار کیا تو ہارون نے اسے دھمکی دی اگر یہ کام نہیں کرے گا تو تجھے حیوانوں کے سامنے پھینک دونگا۔ دربان امام رضا علیہ السلام کو حیوانوں کے پاس لایا اور ہارون کا حکم پہنچایا امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے حکم کو بجالاؤ میرا خدا میرا مددگار ہے جب امام رضا علیہ السلام کو حیوانوں کے سامنے لایا گیا امام علیہ السلام نے مخصوص دعا پڑھی اور چالیس درندوں کے سامنے ڈالے گئے اور دشمنوں نے اہل بیت پیامبر سے اپنا کینہ اس طرح ظاہر کیا تو حیوان نے امام علیہ السلام کے گرد اکٹھے ہوکر ایک خاص طریقے سے جھکے کہ چھوٹی سے چھوٹی تکلیف بھی امام علیہ السلام کو نہ دی ادھر ہارون نے اسی رات امام علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ امام "**فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم** "پڑھ رہے ہیں(۱) اور مورد سرزنش قرار دے رہے ہیں بیدار ہوا تو فوراً اپنے غلاموں کی طرف گیا دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام نماز میں مشغول ہیں اور حیوانات ان کے اردگرد ہیں ہارون ملعون نے امام رضا علیہ السلام کو سلام کیا اور اپنے کثیف اور برے کام سے عذرخواہی کی امام علیہ السلام نے اس سے روگردانی کی پھر ہارون نے حکم دیا کہ امام علیہ السلام کو حیوانات سے باہر لایا جائے۔(۱) سورہ محمد ۲۲) پھر امام علیہ السلام کے گلے ملنے لگا اور احترام کے ساتھ امام علیہ السلام کو اپنے گھر واپس لوٹایا اور لباس وسواری امام علیہ السلام کی خدمت میں تقدیم کی سید بن طاووس کہتا ہے کہ یاسر مامون کا خادم نقل کرتا ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام حمید بن قحطبہ کے گھر وارد ہوئے تو اپنا لباس دھونے کے لئے دیا اس نے اپنی کنیز کو دیا تو اس میں ایک ورقہ تھا کہ جو کنیز نے واپس محمد کو دیا حمید نے امام علیہ السلام کو دیا تو امام علیہ السلام نے حمید کے کہنے پر فرمایا کہ یہ تعویز ہے کہ جو اپنے سے دور نہیں کرتا کہ جس کے گلے میں یہ تعویز ہو تو وہ شیطان رجیم اور ہر آدمی کے شر سے خدا تعالیٰ کے اذن سے محفوظ رہتا ہے اس تعویذ کو امام علیہ السلام نے پڑھا۔ وہ یہ ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیاً او غیر تقی اخذت بالله السمیع البصیر علیٰ سمعک و بصرک لاسلطان لک علیّ ولاعلی سمعی ولا علیٰ بصری ولاعلیٰ شعری ولا علیٰ بشری والا علیٰ لحمی ولا علیٰ دمی ولا علی محی ولا علیٰ عصبی ولا علیٰ عظامی ولا علیٰ مالی ولا علیٰ مارزقنی ربی سترت بینی وبینک بسترالنبوة الذی استتر انبیاء الله به من سطوات الجبابرة والفراعته

جبرائيل عن يميني وميكائيل عن يساري واسرافيل عن ورائي ومحمد (ص) امامي والله مطلع عليّ مني ويمنع الشيطان مني اللهم لا يغلب جهله اناتك ان يستغزني ويستحفي اللهم اليک النجات اللهم اليک النجات اللهم اليک النجات .

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے کسی کو یہ نہیں دیکھایا لیکن حق خدمت ودوستی کے لئے اس کو محفوظ رکھنا اور میں ہارون کے پاس جب گیا تو میری حوائج کو پورا کیا اور کسی سفر میں میں اس کو خود سے جدا نہیں کرتا یہ امان ہے ہر خوف سے۔ جس مشکل میں میں نے اس کو پڑھا خدا نے حل فرما دی۔ سید کہتا ہے کہ بسا اوقات اس حدیث کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ جب وہ ہارون کے زندان میں تھے وہاں بھی اسی طرح ذکر کیا ہے صاحب کتاب کہتے ہیں کہ جبکہ ہمارے علماء کی عادت ہے کہ اس طرح اس مقام پر بہت قصیدے لکھے جن میں سے ایک قصیدہ ادیب روزگار سید صالح قزوینی بعض معجزات میں اس مرثیہ کو امام علیہ السلام اور ان کے اباء واجداد کے حق میں ذکر کیا ہے وہ یہ ہے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جب بغداد کے زندان میں تھے تو اپنے آباء واجداد کے مصائب کو یاد کر کے گریہ فرماتے تھے اور کہتے کہ جو علم مجھے اجداد کی میراث میں ملا ہے وہ کس کو یہاں تعلیم دوں تو یہاں پر امام علیہ السلام کی شان میں علامہ صالح قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں کچھ اشعار ذکر فرمائے ہیں کہ جن کے بجائے اردو اشعار تحریر کر رہے ہیں جو ان اشعار کے مطالب اور مفاہیم کو ادا کرتے ہیں:

صورت گر عالم کا نشاں موسیٰ کاظم
یہ دہر کہاں اور کہاں موسیٰ کاظم

☆☆☆☆☆

کیوں ان کے اشارے پہ نہ آجائے ستارا
جب ہیں سبب کون و مکاں موسیٰ کاظم

☆☆☆☆☆

سنتا ہے خدا ان کے وسیلے سے مناجات
آوازِ ضمیر دو جہاں موسیٰ کاظم

☆☆☆☆☆

بے اذن وہ اک گام سفر کر نہیں سکتا
خورشید کو ٹھہرا دیں جہاں موسیٰ کاظمؑ

☆☆☆☆☆

آساں ہے بہت ان سے ملاقات کی منزل
جس دل میں محمد ﷺ ہیں وہاں موسیٰ کاظمؑ

☆☆☆☆☆

اللہ سے انکار یہ ذرا ربط تو دیکھو
خالق ہے نماز اور اذاں موسیٰ کاظمؑ

☆☆☆☆☆

جو کہہ دیں وہ قرآن کی آیت سے نہیں کم
دین نبوی ﷺ کی ہیں زباں موسیٰ کاظمؑ

☆☆☆☆☆

جو چھوڑ دے ان کو وہ گیا دین خدا سے
تنظیم شریعت کی ہیں جاں موسیٰ کاظمؑ

☆☆☆☆☆

اس کو تو فرشتے بھی سزا دے نہیں سکتے
جس دشمن کو بھی دے دیں اماں موسیٰ کاظمؑ

☆☆☆☆☆

محشر میں ذرا جرم امامت بھی بتا دے
ہارون سے پوچھیں گے وہاں موسیٰ کاظمؑ

☆☆☆☆☆

ہر نقطۂ قرآن مبیں پوچھ لو اُن سے
قرآں تو ہے خاموش موسیٰ کاظمؑ

چھٹی فصل: تاریخ شہادت، مدفن، قید میں جو معجزے ظاہر ہوئے اور کیفیت شہادت

روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام کو دو دفعہ قید کیا گیا ایک دفعہ مہدی نے قید کیا اور خواب میں حضرت امیر المومنین امام علی علیہ السلام کو دیکھا کہ جو فرمار ہے تھے۔

فعل عسیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم

خواب کے دیکھنے کے بعد بیدار ہوا اور امام علیہ السلام کو قید سے رہا کر دیا۔

اور بعض روایات میں گزر چکا ہے کہ جب موسیٰ بن مہدی نے امام علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے ارادے کی تکمیل سے پہلے ہلاک ہو گیا جیسا کہ یہ بھی گزر چکا ہے اور دوسری مرتبہ امام علیہ السلام کو اس وقت قید کیا گیا کہ جب ہارون حاکم بنا تو امام علیہ السلام کو حسد اور کینہ کی وجہ سے اس وقت گرفتار کیا کہ جب رسول خدا کے روضے کے پاس نماز میں تھے اور وہاں سے بصرہ بھجوایا اور بصرہ کے والی کو حکم دیا کہ اسے قید میں رکھے اس وقت عیسیٰ بن جعفر بن منصور تھا جب امام علیہ السلام پر ایک سال گزر گیا تو ہارون نے امام علیہ السلام کے قتل کا اسے حکم دیا اس نے انکار کیا پھر اس کے قید خانہ سے امام علیہ السلام کو بغداد فضل بن ربیع کے پاس روانہ کیا گیا وہاں بڑی مدت تک امام علیہ السلام زندان میں رہے۔

فضل بن ربیع کو بھی ہارون رشید نے امام علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا اس نے بھی انکار کیا کہ جب اس نے امام علیہ السلام سے کافی معجزے دیکھے پھر امام علیہ السلام کو فضل بن یحییٰ بن خالد برمکی کے پاس قید کیا گیا اس سے بھی اس قسم کے ارادے کا اظہار کیا لیکن کسی نے یہ نہیں کیا جب ہارون رشید کو خبر ملی کہ امام علیہ السلام آسائش میں ہے تو فضل پر غضبناک ہوا اور سندی بن شاہک ملعون کو خط لکھا کہ اسے ایک سو کوڑے لگائے پھر امام علیہ السلام کو سندی کے قید خانہ میں رکھا۔

جب یحییٰ بن خالد کو دیکھا تو ہارون کا چہرے کا رنگ بدل گیا اپنے بیٹے پر غصے ہوئے وہ جانتا تھا اس کام کا سبب اس کا بیٹا ہے پھر سندی کو کہا کہ امام علیہ السلام کو زہر دے اس ملعون نے زہر انگوروں میں ملا کر امام علیہ السلام کو پیش کیا ایک قول ہے کھجوروں میں زہر دی جب امام علیہ السلام نے تناول کیا تو تین دن زہر نے امام علیہ السلام پر اپنا اثر کیا تیسرے دن امام علیہ السلام شہید ہو گئے ایک قول ہے امام علیہ السلام کو ایک کمرے میں تنہا رکھا وہاں تڑپتے رہے یہاں تک کہ جان دے دی۔

پھر وہاں سے نکال کر باہر رکھ دیا کہ لوگ دیکھیں کہ امام علیہ السلام کو طبعی موت آئی ہے تین دن تک امام علیہ السلام کا جنازہ راستے میں پڑا رہا لوگ آکر دیکھتے رہے پھر گواہی لکھی گئی ایک قول ہے امام علیہ السلام کے اہل بیت کی ایک جماعت نے زہر دی

جن میں ایک علی بن اسماعیل بن جعفر بن محمد ہیں۔

جیسا کہ عیون وارشاد میں ہے اور محمد بن جعفر بن محمد اس کا بھائی لکھتا ہے عیون میں بھی اسی طرح ہے کشف الغمہ نے لکھا کہ مرحوم کلینی نے محمد بن اسماعیل بن جعفران کے بھائی کے بدلے علی بن اسماعیل بن جعفر کا نام لکھا ہے اور رجال کشی میں بھی ایسے ہی لکھا ہے اور دونوں کی طرف اس فعل قبیح کی نسبت دی ہے واللہ اعلم۔

موسیٰ بن جعفر کو یحیٰ بن خالد برکی اور یعقوب بن داود نے اس وقت قید میں کیا کہ جب وہ زیدی مذہب پر تھے جیسا کہ عیون کی روایت ہے ایک روایت سید اور زاہد علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد طاوس اپنی کتاب الاقبال میں علی بن اسماعیل بن بشار سے نقل کرتے ہیں کہ جب امام علیہ السلام کو بغداد روانہ کیا اس وقت ماہ رجب سن ۱۷۹ ھ تھا امام علیہ السلام کی دعا رجب مہینے کی دعاؤں میں سے ۲۷ رجب بہشت کے دن کی دعاؤں میں مذکور ہے۔

کافی میں ہے کہ امام علیہ السلام کو ۲۴ رجب سن ۱۸۳ ہجری میں قید کیا کہ جب امام علیہ السلام کی عمر چون یا پچپن (۵۴،۵۵) سال تھی اور امام علیہ السلام سندی بن شاھک ملعون کے پاس قید رہے اور ہارون نے امام علیہ السلام کو مدینہ سے ۲۰ شوال سن ۱۷۹ میں بلایا تھا۔

جب ہارون ماہ رمضان کے عمرے سے فارغ ہوئے تو مدینہ آ کر امام علیہ السلام کو گرفتار کیا پھر حج پر چلا گیا امام علیہ السلام کو بصرہ کے راستے بھیج کر عیسیٰ بن جعفر کے حوالے کیا پھر امام علیہ السلام کو بغداد بلایا سندی کے پاس رہے پھر امام علیہ السلام کی شہادت ہوئی اور قبرستان قریش میں امام علیہ السلام کو دفن کیا گیا۔

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام علیہ السلام کو جب قید کیا تو ان کی عمر چون (۵۴) سال تھی سن ۱۸۳ ہجری تھا امام صادق علیہ السلام کے بعد ۳۵ سال زندہ رہے۔

روضۃ الواعظین میں ہے کہ امام علیہ السلام کی شہادت بغداد میں جمعہ کے دن ۲۴ رجب کو ہوئی ایک قول پچیس (۲۵) رجب سن ۱۸۳ ہجری ہے۔

دروس میں ہے کہ امام علیہ السلام کو سندی بن شاہک نے بغداد میں زہر دی چوبیس (۲۴) رجب کا دن تھا سن ۱۸۱ ہجری قبرستان قریش میں دفن ہوئے۔

کشف الغمہ میں ابن الخشاب سے روایت ہے امام صادق علیہ السلام کے ساتھ چودہ (۱۴) سال رہے ان کی شہادت کے بعد ۳۵ سال زندہ رہے۔

ایک اور روایت میں ہے اپنے باپ کے ساتھ بیس سال رہے ابن حرب اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا میرے باپ کو جب شہید کیا اس وقت ان کی عمر ۵۵ سال سن ۱۸۳ ہجری تھا۔

مرحوم صدوق عیون میں عتاب بن اسید سے وہ اہل مدینہ کی ایک جماعت سے نقل کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام ہارون رشید کے پندرہ سال حکومت گزرنے کے بعد شہید ہوئے کہ جب رشید نے حکم دیا۔

معروف قید خانہ میتب باب الکوفہ میں تھے جمعہ کے دن ۲۵ رجب سن ۱۸۳ ہجری اس لحاظ سے امام علیہ السلام کی عمر چون (۵۴) سال تھی مغرب کی جانب قبرستان قریش میں دفن ہوئے۔

ایک اور روایت سلیمان بن حفص مروزی سے ہے کہ ہارون رشید نے جب امام علیہ السلام کو قید کیا اس وقت سن ۱۷۹ ہجری تھا سن ۱۸۳ ہجری ۲۵ رجب کو امام علیہ السلام شہید ہوئے لہٰذا امام علیہ السلام کی عمر چون (۵۴) سال تھی اور قریش کے قبرستان میں دفن ہوئے گویا امام علیہ السلام نے امامت کے کل ۳۵ سال گزارے زیادہ مشہور یہی ہے اور ان کی امامت پر امام علی بن موسیٰ کی اجتماعی نص ہے۔

اور یہ بھی نص ہے کہ امام رضا علیہ السلام ان کے بعد امام ہیں۔

صاحب کتاب (مولف) کہتے ہیں یہ بات عتاب بن اسید کی روایت کے مخالف ہے کہ پچیس رجب کو شہید ہوئے کہ ان کی عمر ۵۴، سال ہے۔

اس میں تامل ہے اور بعض اخبار آئندہ آنے والی، سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہارون رشید نے امام علیہ السلام کو دو بار قید کیا ہے اور اس پر دلالت کرنے والی روایات پہلے بھی ذکر ہو چکی ہیں۔

امام علیہ السلام کو قید میں رکھنے اور زہر دینے کا سبب

مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون میں علی بن محمد بن سلیمان نوفلی سے وہ صالح بن علی بن عطیہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام کو بغداد میں بھیجنے کا سبب ہارون رشید ہے کہ وہ اپنے بیٹے محمد بن زبیدہ کو اپنے بعد خلیفہ بنائے کہ جو اس کے چودہ بیٹوں میں سے تھا اس نے اپنے تین بیٹوں کو اس امر کے لئے چنا ایک محمد بن زبیدہ کہ اس کو ولی عہد قرار دے اور عبداللہ مامون کو اس کے بعد ولی عہد قرار دے مامون کے بعد قاسم موتمن کو۔

نوفلی کہتا ہے کہ میرے باپ نے قید کرنے کا سبب یحییٰ بن خالد نقل کیا ہے کہ امام علیہ السلام کو قید کرنے کے بعد ہارون کا بیٹا محمد بن زبیدہ کہ جو جعفر بن محمد بن اشعث کے پاس تربیت پا رہا تھا یحییٰ نے سوچا کہ اگر ایسا ہوا تو رشید کے بعد اس کے بیٹے کے ہونے سے میری حکمرانی ختم ہو جائے گی اس لئے یحییٰ اس امر سے ناراحت ہوا اور کہنے لگا۔

اگر ہارون رشید مر جائے تو خلافت محمد کو ملے گی۔ اس سے میرے بیٹوں کی حیثیت کو چار چاند لگ جائیں گے اگر یہ کام جعفر محمد اور ان کے فرزند کو ملا تو میری شامت و ناکامی ہوگی جعفر کے شیعہ ہونے سے آگاہ تھا پھر جعفر کے پاس آیا اور اس

کو اپنا شیعہ ہونا ظاہر کیا جعفر اس سے خوش ہو گیا اسے سب امور سے آگاہ کر دیا اور اپنا عقیدہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے بارے میں بتایا جب یحییٰ جعفر کے رازوں سے بخوبی واقف ہو گیا ہارون کے پاس جا کر کوشش کی اور جس قدر بدگوئی کر سکتا تھا بدگوئی کی ایک دن جعفر ہارون کے پاس آیا خلیفہ نے اس کے حق میں بہت احترام کیا ان دونوں کے درمیان کافی دیر تک گفتگو رہی۔

ہارون رشید نے پھر دستور دیا کہ اسے بیس (۲۰) ہزار دینار دیے جائیں یحییٰ اس دن سے رات تک چپ رہا پھر ہارون رشید سے کہا اے امیر المومنین جس طرح پہلے جعفر کے منصب سے آگاہ کیا تھا لیکن تو نے قبول نہیں کیا اب تو یہ قطعی دلیل سے ثابت کرتا ہوں کہ جعفر اپنے مال کا خمس موسیٰ بن جعفر کو بھیجتا رہتا ہے۔

مجھے اس میں بھی شک نہیں کہ تو نے آج صبح بیس ہزار دینار دیے اس سے خمس نکالا ہو ہارون رشید نے کہا یہ دلیل اچھی ہے پھر رات کو جعفر کے پاس بھیجا ہارون یحییٰ کے مراتب سے آگاہ تھا کہ جعفر کی نسبت کیونکہ دونوں جعفر و یحییٰ ایک دوسرے سے دشمنی کرتے تھے جب ہارون کا بھیجا ہوا جعفر کے پاس رات کو آیا تو جعفر نے سوچا کہ شاید یحییٰ کی جاسوسی نے ہارون پر اثر کیا ہو۔

لہٰذا رات کو بلا کر جعفر نے اسے قتل کر دیا اس پر چادر ڈال دی پھر غسل و کافور حنوط دے کر ہارون کے پاس چلا گیا جب ہارون نے جعفر کو دیکھا اور اس سے کافور کی خوشبو آنے لگی تو ہارون نے کہا اے جعفر یہ کیا کیا ہے؟

جعفر کہنے لگا اے امیر المومنین میں جانتا ہوں کہ میرے بارے میں یحییٰ نے کچھ تم کو بتایا ہے کیونکہ آپ کے فرستادہ کا رات کو آنا خطرے سے خالی نہیں تھا اور یہ کام میرے بارے میں کسی کو متاثر نہ کرے میں ڈر گیا کہ رات کو بلا کر قتل نہ کر دے ہارون نے کہا لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ہر مال کا خمس نکال کر موسیٰ بن جعفرؑ کو بھیجا کرتے ہو میرے بیس ہزار دینار سے خمس نکالا ہے چاہتا تھا کہ معلوم کروں جعفر نے جواب دیا۔

اللہ اکبر اے امیر المومنین ابھی اپنے کسی خادم کو دستور دیں وہ میرے گھر جائے وہ دینار اسی طرح رکھے ہیں لے آئے ہارون نے ایک خادم کو کہا جعفر کی انگوٹھی لے لو اس کے گھر جا کر بیس ہزار دینار لے آؤ اس وقت جعفر نے اس کنیز کا نام بتایا کہ جس کے پاس پہلے رکھے تھے خادم کنیز سے مال لے کر واپس آیا پھر خلیفہ ہارون نے کہا حق آپ کے ساتھ ہے اے جعفر اب کمال امن ہے اس سے واپس جاؤ اب اس کے بعد کسی کی بات کو تمہارے خلاف نہیں سنوں گا یحییٰ ہمیشہ جعفر کو نابود و ختم کرنے کے حیلے بہانے کرتا رہتا تھا

غیبت شیخ طوسی میں ہے کہ رشید نے ایک دن (معتمد) یحییٰ کو کہا کہ کیا خاندان ابو طالب سے اس آدمی کی رہنمائی نہیں کرتا کہ جو مال دینار میں رغبت رکھتا ہوتا کہ اسے مال دینار سے کچھ دوں۔

یحییٰ نے کہا ہاں وہ علی بن اسماعیل بن جعفر بن محمد ہے پھر یحییٰ کو اس کے پاس بھیجا کہ تمہیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بارے بتائے کہ ان کے پیروکار کیا کیا مال بھیجتے ہیں علی بن اسماعیل نے کہا مجھے پتہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو دنیا کا خواہاں ہو وہ کہاں کہ امام علیہ السلام پر اعتقاد رکھتا ہے۔

دنیا کے لالچ سے شیعیان موسیٰ بن جعفر اور ان کے مال کے بارے میں شناسائی کراتا تا کہ ہارون جان لے کہ جعفر بن محمد بن اشعث شیعیان امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ہے اور انہیں مال خمس بھیجتا ہے تا کہ نقشہ پلید انجام دے اور ان کے قتل کے اسباب بھی فراہم کرے کیونکہ یحییٰ امین کی خلافت کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ یہ تربیت شدہ جعفر ہے اگر یہ تخت سلطنت پر آ گیا تو برامکہ کی شکست و نابودی ہے اس لئے یحییٰ کو خوف تھا۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ خداوند ہر ستمگر کی کمین میں ہے جو بھی کسی کے لئے یہ کام کرے اسی سے خود قتل ہو گا یحییٰ سے پہلے کچھ ہوا کہ یحییٰ اور اس کے فرزند کی حکومت نابود ہو گئی قبل اس کے کہ امین کے پاس منتقل ہو یحییٰ ان کے فرزندوں کو ہارون نے بڑے سخت عذاب میں مبتلا کر کے قتل کیا در واقع امام کاظم علیہ السلام کا انتقام دنیا میں اس سے لے لیا اور آخرت میں تو اور سخت و دردناک عذاب ہو گا۔

کتاب غیبت شیخ طوسی میں ہے کہ ہارون رشید نے اپنے معتمد سے ایک دن کہا کہ آل ابو طالب میں ایسے آدمی کو جانتے ہو کہ جو مشکلات میں ہو اور ان کی احتیاج کو جانوں تو کہا ہارون الرشید اپنا بیٹا جعفر بن محمد اشعث کے حوالے کرنے کے لئے تا کہ وہ اسے یحییٰ بن خالد برمکی کو خوف ہوا وہ جعفر بن محمد ہے کہ اگر خلافت اس لڑکے تک پہنچی تو وزارت اس سے جعفر مذکور کی طرف منتقل ہو جائے گی کسی کو مدینے بھیج دیا کہ امام علیہ السلام کے بھائی کے بیٹے علی بن اسماعیل بن جعفر کو طلب کیا شاید ہارون اپنا بیٹا اس کے حوالے کرے علی بن اسماعیل نے جب بادشاہ کا وعدہ احسان سنا تو بغداد کا ارادہ کیا وداع کے وقت امام علیہ السلام کے پاس آیا امام علیہ السلام نے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے بغداد میں تمہیں کیا کام ہے؟

کہنے لگا میں مقروض بہت ہوں امام علیہ السلام نے فرمایا تیرا قرض میں ادا کر دیتا ہوں راضی نہ ہوا امام علیہ السلام نے دوبارہ روکا تو نہ رکا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: بغداد جاؤ کہا ٹھیک ہے پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا سے ڈرو میرے بچوں کو یتیم نہ کرنا ایک تین سو دینار کی تھیلی دی جب وہ جانے لگا تو امام علیہ السلام چار ہزار درہم اور دیئے اور پھر فرمایا میرے بچوں کو یتیم نہ کرنا جب وہ چلا گیا تو امام علیہ السلام اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا البتہ میرے قتل میں کوشش کرے گا حاضرین نے کہا آپ پر فدا ہو جائیں جبکہ آپ جانتے ہیں تو ایسی بخشش کیوں؟

کیوں اسے اس قدر عطا کیا امام علیہ السلام نے فرمایا میرے جد نے فرمایا جب کوئی اپنے رشتہ دار سے صلہ رحمی کرے اور

دوسرا قطع رحمی کرے تو خدا اس سے قطع رحمی کرے گا میں نے صلہ رحمی کی رعایت کی تا کہ اگر وہ قطع رحمی کا ارادہ کیا ہے تو خدا اس سے قطع رحمی کرے جب علی بن اسماعیل بغداد پہونچا یحیٰی بن خالد اسے خلیفہ کے پاس لے گیا سب سے پہلے خلیفہ سے کہا کہ جب اس نے امام علیہ السلام کے متعلق خیریت معلوم کی تو کہا ایک زمانہ میں دو خلیفے نہیں ہو سکتے مشرق و مغرب سے اس کے پاس مال آتا ہے۔

ایک دیہات انہوں نے تیس ہزار دینار کا خریدا ہے کہ جب خریدنا چاہا تو کہا فلاں مقام کے پیسوں سے خریدنا چاہتا ہوں تو ان کے اصحاب نے وہاں سے پیسے لے دیئے ہارون رشید نے یہ سن کر آگ بگولہ ہونے لگا دل میں حسد کی آگ کی چنگاریاں سلگنے لگیں اس سال حج کے بہانہ سے مدینہ گیا اور امام علیہ السلام کو گرفتار کرلیا اور مخلوق سے پنہاں کر کے بصرہ بھجوادیا۔

عیون میں ہے کہ جب محمد بن اسماعیل بغداد پہنچے اور وزیر اعظم برمکی سے مہمان ہوئے اس کے بعد ہارون کے دربار میں پہنچے مصلحت وقت کے لحاظ سے بہت تعظیم کی گئی اثنا گفتگو میں ہارون نے مدینہ کے حالات دریافت کیے محمد نے انتہائی غلط بیانی کے ساتھ وہاں کے حالات کا تذکرہ کیا اور یہ بھی کہ میں نے آج تک نہیں دیکھا اور نہ سنا کہ ایک ملک میں دو بادشاہ ہوں اس نے کہا کہ اس کا کیا مطلب؟

محمد نے کہا بالکل اسی طرح جیسے آپ بغداد میں حکومت کر رہے ہیں موسیٰ کاظم علیہ السلام مدینہ میں خلافت قائم کیے ہوئے ہے اطراف میں سے ان کے پاس مال آتا ہے اور وہ آپ کے مقابلہ کے دعوے دار ہیں انھوں نے تیس ہزار دینار کی زمین خریدی ہے جس کا نام یسیرہ ہے ہارون کا غصہ انتہاء کو تھا اس نے محمد کو دس ہزار دینا عطا کر کے رخصت کیا خدا کا کرنا یہ کہ محمد کو اس رقم سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہ ملا اسی رات اس کے حلق میں درد پیدا ہوا غالباً خناق اور صبح دنیا سے رخصت ہو گیا ہارون کو معلوم ہوا تو اس نے دینار کی تھیلیاں واپس منگوائی مگر محمد کی باتوں کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے کاظم علیہ السلام کو ختم کرنے کی ٹھان لی۔

عیون میں یہ حدیث صالح بن علی بن عطیہ سے نقل ہے کہ ہارون رشید نے اپنے بیٹے کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا کہ اسی کو خاص و عام کے درمیان معروف کردے کہ اس کے بعد اس کا بیٹا خلیفہ ہے تو سن ۱۷۹ میں حج پر گیا اور سب جگہوں کے قاضی علماء، قاری اور امراء کو لکھا کہ وہ مکہ میں مراسم حج پر حاضر ہوں پھر وہ مدینہ چلا گیا۔

احتجاج میں ہے کہ ہارون ملعون جب مدینہ میں داخل ہوا تو رسول خدا کے روضے پر گیا لوگ اس کے ساتھ تھے تو روضے سے خطاب کر کے کہا۔

السلام علیک یابن العم

اے رسول خدا ﷺ آپ کے چچا کے ذریعہ ہمیں فخر ہے غیر پر۔
پھر امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام آگے بڑھے تو یوں سلام کیا۔

السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابة

اے اللہ کے رسول سلام، اے پدر بزرگوار میرا سلام تو ہارون کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور غصے سے تھا۔

مرحوم صدوق عیون میں ابراہیم ابی البلاد سے نقل کرتے ہیں کہ یعقوب بن داود نے مجھے خبر دی ہے کہ امام علیہ السلام نے کہا کہ جب مدینہ میں رات کو داخل ہوا تو اس کی صبح کو موسیٰ بن جعفر کو گرفتار کر لیا اور مجھے کہا کہ اس کے وزیر یعنی یحییٰ بن خالد نے ہارون سے سنا کہ وہ قبر رسول خدا پر کہہ رہا تھا:

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول میں معذرت چاہتا ہوں اس امر میں کہ جس سے میں نے موسیٰ بن جعفر کے معاملہ میں ارادہ کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے قید کر دوں چونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ فتنہ وفساد برپا کر دے کہ جس سے آپ کی امت کا خون بہے۔

علی بن محمد بن سلیمان نوفلی سے روایت ہے کہ میرے باپ نے سنا کہ ہارون رشید نے فضل بن ربیع کو بھیجا کہ حضرت اپنے پدر بزرگوار رسول خدا کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔

اثنائے نماز آپ کو گرفتار کر کے کھینچتے ہوئے مسجد سے باہر لے گئے اور حضرت اپنے جد بزرگوار کی طرف متوجہ ہوئے کہنے لگے اے خدا کے رسول آپ سے شکایت کرتا ہوں اس چیز کی جو آپ کی امت بدکردار سے آپ کے اہل بیت باوقار کو پہنچ رہی ہے لوگوں نے ہر طرف سے آواز گریہ ونالہ بلند کیا جب اس مظلوم امام علیہ السلام کو ہارون کے پاس لے گئے تو اس نے امام علیہ السلام کو برا بھلا کہا اور حکم دیا کہ حضرت کو قید کیا جائے اور محمل ترتیب دیا جائے تاکہ یہ معلوم نہ ہو کہ امام علیہ السلام کو کس طرف لے جا رہے ہیں ایک محمل کو بصرہ کی طرف دوسرے کو بغداد کی طرف روانہ کیا۔

حضرت جس محمل میں تھے جو بصرہ کی طرف بھیجا تھا اور حسان سروی کو آپ کے ہمراہ بھیجا تھا تاکہ وہ آپ کو بصرہ میں عیسیٰ بن جعفر بن ابو جعفر منصور (جو کہ بصرہ کا والی اور ہارون کا چچازاد بھائی تھا) کے سپرد کر دے ذی الحج کی سات تاریخ کو ترویہ سے ایک دن پہلے حضرت کو اپنے مکان کے ایک کمرے میں جو کہ اس کے دیوان خانہ کے قریب تھا قید کر دیا گیا اور وہ عید کی خوشی میں مشغول ہو گیا دن میں دو مرتبہ اس کمرے کا دروازہ کھولتے تھے ایک دفعہ اس لئے کہ آپ باہر آ کر وضو کر لیں اور دوسری دفعہ جب کہ آپ کے لئے کھانا لاتے تھے۔

محمد بن سلیمان نوفلی کہتا ہے کہ عیسیٰ کا ایک منشی جو کہ عیسائی تھا اور بعد میں اسلام کا اظہار کیا میرا دوست تھا ایک دفعہ

کہنے لگا کہ یہ عبد صالح اور خدا کے شائستہ بندے یعنی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام جن دنوں اس مکان میں قید تھے تو آپ کو لہو ولہب موسیقی اور قسم قسم کے خواہش ومنکرات سننے پڑے میں گمان نہیں کرتا کہ ان چیزوں نے بھی آپ کے دل میں اثر کیا ہو۔

امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام عیسیٰ بن جعفر کے زندان میں

کتاب غیبت مرحوم طوسی میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک سال عیسیٰ بن جعفر کے زندان میں قید رہے ہارون کو اس نے لکھا کہ موسیٰ بن جعفر کو مجھ سے لے لیں جس کی تحویل میں چاہیں دے دیں ورنہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام آزاد کر دوں گا میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی بہانہ ہاتھ آئے لیکن میرے ہاتھ کوئی بہانہ نہیں آیا میں نے ان کو چھپ چھپ کر دیکھا کہ وہ اکثر دعا، راز ونیاز میں مشغول رہتا ہے میں نے کان لگا کر سننا چاہا کہ مجھ پر یا آپ پر نفرین کرتا ہے یا نہیں ایسی کوئی چیز نہیں سنی فقط اپنے لئے دعا اور خدا کی طلب رحمت اور بخشش طلب کرتا ہے اس کتاب کے مولف فرماتے ہیں کہ بحار میں یہ بھی حکایت بعض سے ہے کہ عیسیٰ کے جاسوسوں نے امام علیہ السلام کے حالات پر تجسس کیا اور عیسیٰ نے بھی امام علیہ السلام سے زندان میں اکثر یہ دعا سنی ہے۔

اللھم انی کثیرا ماکنت اسئلک ان توفق لی خلوت وعزلة وفراغ خاطر لعبادتک واطاعتک فکیف لا اشکر ھذہ النعمة قد استجبت لی دعائی وبلغنی منای .

اے اللہ تو جانتا ہے کہ تجھ سے خلوت وتنہائی کا سوال کرتا تھا تو نے مجھے اپنی عبادت واطاعت کی تنہائی فراہم کی میں کیسے تیرا شکر یہ ادا نہ کروں اس نعمت پر کہ تو نے میری دعا قبول کی اور میری آروز کو پورا فرمایا۔

پہلی روایت میں ہے جب عیسیٰ کا خط ہارون الرشید کو پہنچا تو اس نے اسی وجہ سے فضل بن ربیع کے پاس بغداد کے زندان میں قید کرایا امام علیہ السلام اس زندان میں ایک طولانی مدت قید رہے ہارون الرشید نے ارادہ کیا کہ اسے حکم دے کہ امام علیہ السلام کو زہر دے دے تو اس نے اس کا انکار کیا۔

امام علیہ السلام، فضل بن ربیع کے زندان میں

صدوق نے عیون اور امالی میں احمد بن عبداللہ فروی سے اس نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن میں فضل کے پاس گیا کہ جب وہ گھر کی چھت پر بیٹھا تھا مجھ سے کہا میرے نزدیک آؤ جب میں نزدیک گیا اس کے روبرو بیٹھا

تو فضل بن ربیع نے کہا اس کمرے میں دیکھو میں نے کمرے میں دیکھا کہ اس نے کہا یہ دیکھو کیا ہے؟ میں نے کہا ایک زمین پر کپڑا پڑا نظر آرہا ہے اس نے کہا غور سے دیکھو میں نے غور سے دیکھا تو کہا کوئی آدمی سجدے کی حالت میں ہے اس نے کہا اسے پہنچانتے ہو کہا نہیں کہا یہ تیرا مولا ہے میں نے کہا میرا مولا کون ہے اس نے کہا انجان بن رہے ہو میں نے کہا نہیں۔

میں اپنے لئے کوئی مولا نہیں پہنچانتا اس نے کہا یہ ابو الحسن امام موسی بن جعفر علیہ السلام ہیں میں نے شب و روز ان پر کڑی نظر رکھی ہوئی ہے میں نے اسے سجدے کے علاوہ نہیں دیکھا وہ اول وقت نماز صبح بجالاتے ہیں پھر وہ طلوع آفتاب کے بعد تک تعقیبات میں مشغول رہتے ہیں پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں ظہر تک سجدے میں رہیں غلام سے کہا ہوا ہے کہ انہیں ظہر کے وقت کی خبر دیں وہ غلام کے ذریعہ ظہر کے وقت نیا وضو کرتے ہیں اور وہ سجدے میں نہیں سوتے نہ انہیں اونگھ آتی ہے۔ وہ مسلسل عبادت میں مشغول ہیں جب نماز عصر کے لئے فارغ ہوتے ہیں پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں غروب کے وقت نماز مغرب اور تعقیبات بجالاتے ہیں پھر نماز عشاء پھر تھوڑی سی غذا لاتے ہیں تو وہ تناول فرما کر تجدید وضو کرتے ہیں اور نماز تہجد میں مشغول رہتے ہیں جب صبح کی اذان ہوتی ہے نماز میں مشغول ہوتے ہیں ایک سال سے میرے پاس ہیں ان کی زندگی کا یہی معمول ہے۔

کتاب عیون میں فضل بن ربیع سے روایت منقول ہے وہ کہتا ہے کہ میں رات کے وقت اپنے بستر پر اپنی کنیز کے ساتھ سویا ہوا تھا دروازہ کے کھٹکنانے کی آواز سنی تو میں ڈر گیا میری کنیز نے کہا شاید ہوا کی وجہ سے کھٹکا ہو تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا دروازہ کھلا ہوا ہے اور مسرور میرے پاس کھڑا ہو کر مجھ سے کہتا ہے امیر کو جواب دے مجھ پر سلام نہیں کیا میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا میں نے کہا یہ تو مسرور ہے کہ جو میری اجازت کے بغیر اندر آیا ہے اور سلام نہیں کیا تو یہ قتل کرے گا میں اس وقت جنب تھا میں نے کہا غسل کرلوں غسل کے بعد کپڑے تبدیل کئے مجھ سے کنیز نے کہا تو پریشان ہے خدا پر بھروسہ کرو اور اٹھو میں اٹھا اور مسرور کے ساتھ گھر سے باہر نکلا امیر کے ساتھ آیا اور اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور چپ ہو گیا پھر کہا تو ڈر گیا ہے میں نے کہا ہاں اے امیر المومنین پھر کچھ دیر چپ رہا اور مجھے چھوڑ کر چلا گیا پھر آ کر مجھ سے کہا امام موسی بن جعفر علیہ السلام کو آزاد کرو۔

اور انہیں ۳۰ر ہزار درہم پانچ سو دینار اور تین سواریاں دو اور کہو کہ آپ کو اختیار ہے ہمارے پاس رہیں یا کسی دوسرے شہر چلے جائیں میں نے ہارون الرشید سے کہا آپ کا حکم ہے کہ امام موسی بن جعفر علیہ السلام کو آزاد کردوں کہا ہاں میں نے تین بار تکرار کیا انہوں نے مجھ سے کہا اور کہا تیرے لئے ہلاکت ہو کہ میں اپنا عہد توڑ دوں میں نے کہا:

اے امیر کون سا عہد؟ کہا میں سو رہا تھا میں نے ایک سیاہ چیز دیکھی کہ جو میرے سینے پر بیٹھ گئی اور میری روح قبض کرنے لگی اور مجھ سے کہا تو نے امام موسی بن جعفر علیہ السلام کو قید کر رکھا ہے میں نے اس سے کہا آزاد کرتا ہوں اور ان پر بخشش

کرتا ہوں اس نے مجھ سے خدا کا عہد لیا اور میرے سینے سے اٹھی میں اپنے گھر سے نکلا کہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے وعدہ کو پورا کروں میں زندان میں آیا دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

میں بیٹھ گیا یہاں تک انھوں نے سلام کہا جواب سلام کے بعد کہا مجھے حکم ہوا کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور آپ سے صلہ رحمی کروں اگر آپ کا کوئی حکم ہے تو فرمائیں امام علیہ السلام نے فرمایا نہیں تیری مرضی جو کرے میں نے کہا نہیں آپ کے جد رسول خدا کا یہ حکم ہے کہ مجھ سے اپنی حاجت بیان کرو لباس، سواری اور چھوڑنے کے بارے میں یہ امت کے حقوق ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا تیری مرضی جو چاہتا ہے انجام دے کہا میں وہی کرنا چاہتا ہوں جو آپ چاہئیں پھر امام علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور زندان سے باہر نکلا راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا مجھے رسول اللہ کے بارے میں بتائیں اس کا کیا سبب ہے کہ جس کے ذریعہ آپ کی یہ کرامت واحترام اس آدمی کے ذریعہ ہے میرا آپ پر حق ہے کہ آپ مجھے اس کی بشارت بتائیں کہ جو اللہ نے اس ظالم کی زبان پر جاری کیا ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

میں نے جب بدھ کی رات اپنے جد رسول خدا کو دیکھا مجھ سے فرما رہے ہیں کہ اے موسیٰ تم قید میں مظلوم ہو میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ مظلوم قیدی ہوں تین بار تکرار کیا پھر مجھ سے فرمایا تم پر یہ فتنہ اور ظلم ختم ہو جائے گا تم آج صبح روزہ رکھو اور جمعرات وجمعہ کے روز کے بعد بارہ رکعات نماز ادا کرو ہر رکعت میں ایک بار الحمد بارہ بار سورہ قل ھو اللہ پڑھ جب چار رکعت پڑھ لو تو سجدے میں چلے جاؤ اور یہ دعا پڑھو۔

یا سابق الفوت . یا سامع کل صوت یا محیی العظام وھی رمیم بعد الموت فاسئلک باسمک العظیم الاعظم ان تصلی علی محمد عبدک ورسولک وعلی اھل بیته الطیبین الطاھرین وان تعجل لی الفرج مما انا فیه .

اس طرح بارہ رکعات ادا کرو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ روایت میں ہے عبداللہ بن فضل اپنے باپ فضل سے نقل کرتا ہے کہ فضل بن ربیع کہتا ہے کہ میں نے ہارون رشید کو دیکھا کہ تلوار نیام سے نکال کر غصے سے حرکت دے رہا ہے جب ہارون نے مجھے دیکھا تو کہا خدا کی قسم ابھی اس وقت پسر عمو کو میرے پاس حاضر کرو۔

اگر حاضر نہ کیا تو تجھے قتل کر دونگا میں نے کہا کون پسر عمو (چچازاد بھائی) کہنے لگا حجازی میں نے کہا کون حجازی کہنے لگا

موسیٰ بن جعفر فضل بن ربیع کہتا ہے کہ جب میں نے ہارون کو غصے میں دیکھا تو خدا سے ڈرنے لگا۔

کہ جب امام موسی بن جعفر علیہ السلام کو اس موقعیت میں اگر ہارون کے پاس لے آؤں لیکن شیطان کے وسوسے سے میں نے دنیاوی مال سے چشم پوشی کر لی لہٰذا خدا کے عذاب پر راضی ہو کر خود سے کہا کیا عیب ہے فضل کہتا ہے کہ ہارون نے مجھ سے کہا دو جلاد (کوڑے مارنے والے اور دو تازیانہ بھی لے آؤ میں نے جلاد دو تازیانے حاضر کیے پھر موسیٰ بن جعفر کو لے آیا جب حضرت نے پوچھا تو مجھے ایک خرابے کی طرف رہنمائی کی گئی اس خرابے میں کھجور کے پتوں سے بنا ہوا گھر تھا اس میں ایک سیاہ فام غلام کو دیکھا اس سے کہا اپنے مولا موسیٰ بن جعفر سے اجازت لو کہ میں ان کے پاس حاضر ہونا چاہتا ہوں غلام نے کہا آیئے میرے مولا کا کوئی پاسبان و دربان نہیں ہے۔

جب میں امام علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا غلام کو دیکھا کہ غلام کے ہاتھ میں قینچی ہے کہ جس سے حضرت کے کثرت سجدے پیشانی اور ناک پر گھٹے تھے کہ جن کو کاٹ رہا ہے میں نے کہا السلام علیک یا بن رسول اللہ، ہارون آپ کو بلا رہا ہے حضرت علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے ہارون کو کیا کام ہے کیا اس قدر نعمات و آسایش نے اس کو مشغول نہیں کیا پھر جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا اگر رسول خدا کا یہ فرمان نہ ہوتا کہ ظالم بادشاہ کی تقیہ میں اطاعت واجب ہے تو میں ہارون کے پاس نہ جاتا۔

پھر امام علیہ السلام راستے میں تھے کہ میں نے کہا ہارون کے ظلم کے لئے تیار ہو جائیں کیونکہ ہارون حد سے زیادہ غصے میں ہے امام علیہ السلام نے فرمایا جو دنیا و آخرت کا مالک ہے وہ ہارون کو طاقت ہی نہیں دے گا کہ مجھے اذیت دے سکے پھر امام علیہ السلام نے دعا کو تین مرتبہ پڑھ کر اپنے چہرے اور سر پر دم کیا جب ہارون کے پاس گئے تو دیکھا کہ جس طرح ایک عورت اپنے مردہ بچے کو اٹھا لاتی ہے اسی طرح گھر کے صحن میں سرگرداں پھر رہا ہے۔

جیسا ہی ہم نے دیکھا تو کہا پسر عمو کو لے آیا ہے میں نے کہا ہاں ہارون نے کہا مبادا میری طرف سے ان کو ڈرایا ہو جو کچھ تجھ سے کہا تھا اس کا ارادہ نہیں رکھتا تھا امام علیہ السلام کو اندر لے آؤ میں امام علیہ السلام کے ساتھ اندر داخل ہوا تو ہارون اپنی جگہ سے اٹھ کر امام علیہ السلام کے گلے ملنے لگا اور کہنے لگا اے میرے بھائی اے خلافت کے حقیقی وارث اے پسر عمو (چچازاد بھائی) خوش آمدید۔

پھر امام علیہ السلام کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا کس لئے کم دکھائی دیتے ہیں۔ موسی بن جعفر نے فرمایا آپ کی وسعت سلطنت اور دنیا کی محبوبیت تیرے پاس آنے سے مانع ہے ہارون رشید نے ایک عطر کی شیشی منگوائی اور حضرت کی داڑھی پر لگایا پھر حکم دیا کہ ایک خلعت اور دو پیسوں کی تھیلیاں امام علیہ السلام کے لئے لے آؤ موسیٰ بن جعفر نے فرمایا:

میں اس مال کو اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ اپنے فرزند ابو طالب کی شادی کروں تا کہ قیامت تک ان کی نسل کا سلسلہ

برھتا رہے پھر امام علیہ السلام باہر آئے اور کہا الحمد للہ رب العالمین جس وقت امام علیہ السلام باہر چلے گئے تو میں نے ہارون سے کہا تو ان کو اذیت دینے کا ارادہ رکھتا تھا تو پھر اس قدر نوازش کس لئے؟ ہارون نے کہا جب تم امام علیہ السلام کو لینے گئے تو ایک گروہ کو دیکھا میرے گھر کا محاصرہ کیا ہوا ہے ہاتھوں میں ننگی تلواریں ہیں مجھ سے کہہ رہے ہیں اگر فرزند رسول کو اذیت دی تو تیرے گھر کو برباد کردیں گے۔ اگر امام علیہ السلام کے قتل سے منصرف ہو جائے تو ہم بھی چھوڑ دیں گے۔

ہارون رشید کا امام علیہ السلام کو رہا کرنا

سید علی بن طاووس جو نہایت زاہد و عالم باعمل ہیں اپنی کتاب المھج میں عبداللہ بن مالک خزاعی سے نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہارون نے مجھے بلایا اور کہا اے عبداللہ کیسے تم یہ راز چھپا رہے ہو؟ میں نے کہا اے امیر المومنین میں آپ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں پھر کہا اس کمرے میں جاؤ اور جو کچھ اس میں ہے لے آؤ اور میرے راز کی حفاظت کرنا جب میں کمرے میں داخل ہوا تو اس میں موسیٰ بن جعفر تھے۔

میں نے انھیں دیکھ کر سلام کیا اور انھیں ایک سواری پر بٹھا کر اپنے گھر لے گیا اپنے گھر کے اس کمرے میں بٹھایا جہاں میری بیوی تھی اور تالا لگایا چابی میرے پاس تھی کچھ دنوں بعد ہارون رشید کا فرستادہ آیا اور کہا تمھیں امیر المومنین بلا رہے ہیں میں اٹھا اور ان کے پاس گیا وہ اپنے بستر کے دائیں جانب بیٹھے تھے ان کے بائیں جانب ایک بستر تھا میں نے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب نہیں دیا اور کہا: میں نے جو امانت دی اس کا کیا کیا میں نہ سمجھا کہ کیا کہہ رہا ہے۔

پھر کہا تیرا صاحب کیا کر رہا ہے میں نے کہا صالح تو ہارون نے کہا یہ تین ہزار درہم لو اور ان کو دو اور کہو کہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کریں میں اٹھا اور جانے کا ارادہ کیا تو کہا کیا تو جانتا ہے کہ اس کا سبب کیا ہے میں نے کہا نہیں اے امیر المومنین ہارون رشید نے کہا کہ میں اپنے بستر پر سو رہا تھا اپنی دائیں جانب خواب دیکھا کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے کہ اے ہارون موسیٰ بن جعفر کو آزاد کر دے میں نیند سے بیدار ہوا اور خود سے کہا شاید یہ میرا خیال ہے میں پھر ایک اور بستر پر چلا گیا جا کر سویا تو وہاں بعینہ اس آدمی کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا اے ہارون میں نے جو تجھے حکم دیا ہے کہ موسیٰ بن جعفر کو آزاد کرو تو نے نہیں کیا تو پھر بیدار ہوا شیطان سے پناہ مانگی۔

پھر اور بستر پر سو گیا تو اس دفعہ اس آدمی کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار ہے کہ جو مشرق سے مغرب تک لمبی ہے اس نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا۔

واللہ یاھارون لئن لم تطلق موسیٰ بن جعفر لاصفن ھذہ

الحربة فی صدرک والاطلقها من ظهرک .

اللہ کی قسم اگر تو نے امام علیہ السلام موسیٰ بن جعفر کو آزاد نہ کیا تو یہ تلوار تیرے سینہ پر مارونگا کہ جو تیری پشت سے نکلے گی پھر میں نے تیری طرف آدمی بھیجا اب جو کہا اس پر عمل کرو اور کسی کے سامنے اس کا اظہار نہ کرنا ورنہ تجھے قتل کردونگا۔

عبداللہ کہتا ہے کہ میں اپنے گھر واپس لوٹا اور اپنے کمرے کا تالا کھولا جس میں موسیٰ بن جعفر تھے ان کے پاس آیا تو وہ سجدے میں تھے میں بیٹھ گیا انھوں نے سجدے سے سر اٹھایا اور فرمایا اے عبداللہ۔ **افعل ما امرک** اس کام کو انجام دو جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا اے مولا ایک آپ سے سوال ہے اور اپنے جد رسول اللہ کی قسم۔

کیا آپ نے آج خدا سے اس امر کے لئے دعا کی تھی امام علیہ السلام نے فرمایا میں نے نماز فریضہ پڑھی اور جب سجدہ شکر میں سر رکھا اور بخشش کی دعا کی تو میں نے رسول خدا کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں اے موسیٰ کیا تم آزاد ہونے کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ رسول خدا نے فرمایا اے موسیٰ یہ دعا پڑھو۔

یا سابع النعم یا دافع النقم یا باری النسم یا مجلی الهمم یا مغشی الظلم یا کاشف الضر والالم یا ذالجود وانکرام یا سامع کل صوت ویامدرک کل قوت ویا محیی العظام وهی رمیم ومنشئها بعد الموت صل علیٰ محمد وآل محمد .

اور میں نے دعا سنی تو مجھے فرمایا کہ اللہ نے تیری دعا مستجاب کی ہے پھر میں نے (راوی عبداللہ) کہا کہ مجھے ہارون رشید نے حکم دیا اور آپ کے لئے یہ درہم دیئے ہیں۔

حضرت کی دعا قید سے نجات کے بارے میں

مرحوم صدوق عیون میں محمد بن علی ماجیلویہ سے وہ علی بن ابراہیم بن ہاشم سے وہ اپنے باپ سے وہ کہتا ہے میں نے بعض اصحاب سے سنا وہ کہتے تھے کہ جس وقت ہارون رشید نے امام موسی بن جعفر علیہ السلام کو قید کیا تو رشید کی طرف سے آپ کو یہ خبر پہنچی کہ وہ انہیں قتل کردے گا جب رات ہوئی تو آپ نے تجدید وضو کیا اور قبلہ رخ ہو کر چار رکعت نماز پڑھی پھر اس دعا کو پڑھا۔

يا سيدی نحن من حبسها ونو خلصنی عن يده يامخلص الشجر من بين اصل وطين يامخلص اللبن من بين فرث ودم ويا مخلص الولد من بين مشيمة ورحم ويا مخلص النار من بين الحديد والحجر ويامخلص الروح من يمين الاحشاء والامعاء خلصنی من يدهارون .

وہ کہتے ہیں کہ جب امام کاظم علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی تو سیاہ رنگ کا آدمی ہارون کو عالم خواب میں نظر آیا اس کے ہاتھ ننگی تلوار تھی اور اس کے سرہانے کھڑا یہ کہہ رہا تھا اے ہارون موسیٰ علیہ السلام ابن جعفر علیہ السلام کو رہا کر دو ورنہ تیری گردن اس تلوار سے اڑا دونگا ہارون ڈر گیا اور حاجب کو بلایا اور کہا زندان میں جاؤ اور موسیٰ کاظم علیہ السلام کو رہا کر دو حاجب باہر آیا اور زندان کا دروازہ کھٹکھٹایا زندان بان کہنے لگا کون ہے کہنے لگا خلیفہ امام کاظم علیہ السلام کو بلا رہا ہے۔

زندان بان نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام آپ کو خلیفہ بلا رہا ہے حضرت ڈرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا مجھے رات کے وقت کسی برائی کے علاوہ نہیں بلایا پس آپ غمناک ہارون کے پاس آئے اور سلام کیا ہارون نے جواب دیا اور کہا آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا اس رات کوئی دعا آپ نے مانگی تھی فرمایا ہاں کہنے لگا کیا دعا مانگی فرمایا تجدید وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی اور آنکھیں آسمان کی طرف کی اور میں نے کہا اے میرے سید و سردار مجھے ہارون کے ہاتھ اور شر سے نجات عطا فرما ہارون نے کہا خدا نے آپ کی دعا قبول کی پس آپ کو تین خلعتیں دیں اور اپنا گھوڑا سواری کے لئے دیا اور آپ کی عزت و تکریم کی اور اپنا ندیم بنایا موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس شریف کریم ہوئے اور ہر جمعرات کو اس کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ دوبارہ آپ کو قید کر دیا گیا۔

امام علیہ السلام کے حکم سے دیوار پر شیر کی تصویر کا افسونگر کو چیر پھاڑ دینا

مؤلف کہتے ہیں کہ ہم نے پہلے بھی امام علیہ السلام کے معجزات ذکر کیے ہیں ایک ان میں سے وہ کہ جس کو صدوق نے امالی اور عیون میں علی بن یقطین سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ ہارون الرشید نے ایک آدمی کو بلایا تا کہ اس کے ذریعہ سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے امر کو باطل کرے اور مجلس عام میں آپ کو شرمندہ کرے پھر اس کام کے لئے ایک جادوگر نے اس کام کو انجام دینے کے لئے آمادگی کا اظہار کیا جب دسترخوان بچھایا گیا تو اس جادوگر نے روٹی میں کوئی حیلہ کیا پھر اس طرح

ہوا کہ جب حضرت کا نوکر ارادہ کرتا کہ روٹی اٹھا کر امام علیہ السلام کے پاس رکھے تو روٹی اس سے اڑ جاتی ہارون اس کام سے اس قدر خوش ہوا اور مسکرایا کہ وہ اپنے اوپر کنٹرول کر سکا اور آپے سے باہر ہو گیا۔

پھر اسی اثنا میں امام علیہ السلام نے سر بلند کیا اس شیر کی تصویر کی طرف کہ جو پردہ پر بنی ہوئی تھی اشارہ کر کے فرمایا اللہ کے شیر اس دشمن کو چیر پھاڑ دو پھر وہ تصویر نے بہت بڑے شیر کی طرح اچھل کر اس جادوگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہارون اور اس کے ندیم یہ امر عظیم دیکھ کر غش کھا کر گر پڑے جو کچھ دیکھا اس کے خوف سے ہوش و حواس باختہ ہو گئے جب کچھ ہوش میں آئے تو کافی دیر کے بعد ہارون نے امام علیہ السلام سے عرض کیا کہ اپنے حق کی قسم آپ اس تصویر سے کہیں کہ وہ اس جادوگر کو واپس کر دے امام علیہ السلام نے فرمایا اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے جادوگروں کی رسیاں واپس کر دیں ہوتیں تو یہ تصویر بھی واپس کر دیتی۔

بحار میں مناقب سے علی بن ابی حمزہ راوی نقل کرتا ہے کہ ہارون رشید نے اپنے خادم کو آگے چلایا کہ جوں ہی امام علیہ السلام امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نکلے اسے قتل کر دینا جب یہ ارادہ کیا تو اس کے دل پر خوف و ہیبت طاری ہو گیا پھر اس سے منصرف ہو کر ایک امام علیہ السلام کی تصویر بنا کر اسے نشہ میں بے ہوش کر کے اس کو حکم دیا کہ اس کو چھری سے کاٹ دے یہ کچھ عرصہ تک تمرین و مشق کرانے کے بعد سوچا کہ اب یوں ہی امام علیہ السلام کو دیکھے گا تو انھیں قتل کر دے گا ایک دفعہ چند ترکی اور خزری علاقوں پر مشق کرانے کے بعد اس مکان میں لے گیا کہ جہاں امام علیہ السلام قید تھے وہ نشے میں مخمور تھے ان کو مشق بھی کروا چکا تھا فوراً دروازہ کھول کر حکم دیا ان کو قتل کر دیں۔

وہ امام علیہ السلام کو دیکھ کر ان کے آگے جھک گئے اپنے ہاتھ سے چھریاں گرا دیں امام علیہ السلام کے قدموں پر گر گئے اور کہنے لگے یہ آدمی ہر سال ہمارے فیصلے کرتا ہے اور ہمارے درمیان صلح کراتا ہے بعض کو بعض سے راضی کرتا ہے ہمارے شہروں پر قحط پڑتا ہے تو ان کی دعا سے باران رحمت نازل ہوتی ہے ان کے بغیر ہم کوئی کام انجام نہیں دیتے پھر واپس لوٹ گئے۔

بعض ہماری شیعہ کتب میں روایت ہے کہ ہارون رشید ملعون نے امام علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے لشکر سے کہا تو ان میں سے کسی ایک نے اس کو قبول نہیں کیا پھر اپنے عمال کو افریقہ کے شہروں میں بھیجا کہ ان سے کہو کہ ایک قوم پیدا کریں کہ جو خدا اور رسول کی معرفت نہ رکھتے ہوں کہ میں ان سے ایک کام میں مدد چاہتا ہوں تو ایک قوم آئی کہ جو اس سے ناواقف و ناآشنا تھی اور لغت عرب سے نابلد تھی اس کے پچاس آدمی تھے۔

جب ہارون الرشید کے پاس آئے تو ان کا اکرام کیا اور ان سے سوال کیا کہ تمہارا رب اور تمہارا نبی کون ہے تو انھوں نے کہا ہمیں نہ رب کی معرفت ہے نہ نبی کی پھر ان کو وہاں لے گیا جہاں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تھے تا کہ ہارون کے اشارے سے امام علیہ السلام کو قتل کر دیں جب امام علیہ السلام کو انہوں نے دیکھا تو فوراً اپنے ہتھیار گرا دیے اور خود سجدے میں گر

کر گریہ کرنے لگے امام علیہ السلام نے ان کے سروں پر دست رحمت پھیرا پھر ان کی زبان میں ان سے فرمایا کہ جب وہ رو رہے تھے ہارون رشید نے دیکھا کہ تو اس کو فتنہ و فساد کا خوف ہوا چیخ مار کر اپنے وزیر کو بلایا کہ ان کو یہاں سے نکالو ان کو وہاں سے نکالا گیا جب وہ چل رہے تھے تو امام علیہ السلام کا احترام کرتے ہوئے وہاں سے نکلے پھر اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر بغیر بولے اپنے شہر چلے گئے۔

ہارون کی لونڈی کا امام علیہ السلام کو دیکھ کر عبادت کے لئے تیار ہو جانا

مناقب میں کتاب انوار سے عامری راوی نقل کرتا ہے کہ جس زمانہ میں آپ ہارون رشید کے قید خانہ میں تھے ہارون نے آپ کا امتحان کرنے کے لئے ایک نہایت حسین وجمیل لڑکی آپ کی خدمت کرنے کے لئے قید خانہ میں بھیج دی حضرت نے جب اسے دیکھا تو لانے والے سے فرمایا کہ ہارون سے جا کر کہہ دینا انھوں نے یہ ہدیہ واپس کیا ہے اور کہا ہے: **بل**

انتم هدیتکم تفرحون

وہ عطائے ہدیہ کو اس سے تم ہی خوشی حاصل کرو اس نے ہارون سے واقعہ بیان کیا ہارون نے کہا اسے لے جا کر وہیں چھوڑ آؤ اور ابن جعفر سے کہو نہ میں نے تمہاری مرضی سے تمہیں قید کیا ہے اور نہ تمہاری مرضی سے تمہارے پاس لونڈی بھیجی ہے میں جو حکم دوں تمہیں وہ کرنا ہوگا الغرض لونڈی امام علیہ السلام کے پاس چھوڑ دی گئی۔

چند دنوں کے بعد ہارون نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جا کر پتہ کرو کہ اس لونڈی کا کیا حال ہے اس نے جو قید خانہ میں جا کر دیکھا حیران رہ گیا اور بھاگا ہوا ہارون کے پاس آ کر کہنے لگا کہ وہ لونڈی تو زمین پر سجدہ میں پڑی ہوئی قدوس سبحانک سبحانک کہہ رہی ہے اور اس کا عجیب حال ہے ہارون نے حکم دیا کہ اس کے سامنے پیش کیا جائے جب وہ آئی تو بالکل مبہوت تھی ہارون نے پوچھا کیا بات ہے؟

اس نے کہا کہ جب میں حضرت کے پاس گئی اور میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوئی ہوں تو آپ نے ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ لوگ جب میرے پاس موجود ہیں مجھے تیری کیا ضرورت ہے میں نے جب اس سمت کو نظر کی تو دیکھا جنت آراستہ ہے حور و غلمان موجود ہیں ان کا حسن و جمال دیکھ کر میں سجدے میں گر پڑی اور عبادت کرنے پر مجبور ہو گئی۔

اے بادشاہ میں نے وہ چیزیں کبھی نہیں دیکھی جو قید خانہ میں میری نظر سے گزریں بادشاہ نے کہا کہیں تو نے سونے کی حالت میں خواب نہ دیکھا ہو اس نے کہا اے بادشاہ ایسا نہیں ہے میں نے عالم بیداری میں اپنی آنکھ سے سب کچھ دیکھا ہے یہ سن کر بادشاہ نے اس عورت کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیا اور اس کے لئے حکم دیا گیا کہ اس کی نگرانی کی جائے۔ تا کہ یہ

کسی سے یہ واقعہ بیان نہ کرے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے تھوڑے دن بعد یہ خاتون بھی دنیا سے رحلت کرگئی۔

ایک آبرومند فقیر پر امام علیہ السلام کا لطف

ایک ابرومند فقیر ہوگیا جس قدر کوشش وتلاش کی فقر سے خود کو نجات نہ دے سکا خالی ہاتھ امام علیہ السلام امام موسی بن جعفر علیہ السلام کے پاس آیا اپنی وضعیت کا امام علیہ السلام سے تذکرہ کیا اور ایک سو درہم کا امام سے تقاضا کیا تا کہ کسب وکار سے اپنی مالی وضعیت کو بحال کرے امام علیہ السلام مسکرائے اس کے چہرے پر نگاہ کی اور فرمایا۔ میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں اگر درست جواب دیا تو دو برابر تمہارے تقاضے کو پورا کرونگا امام علیہ السلام سے عرض کی آپ پوچھیں امام علیہ السلام نے فرمایا اگر کہا جائے کہ دنیا میں تم ارزو کرو تو کونسی ارزو کرو گے۔

کہنے لگا آرزو کرونگا کہ اپنے دینی بھائی کے حقوق کو ادا کروں اور جہاں تک اپنی جان کی حفاظت کا تعلق ہے اگر تقیہ کرنا پڑا تو کرونگا امام علیہ السلام نے فرمایا:

ہم سے دوستی کا تذکرہ کیوں نہیں کیا عرض کرنے لگا آپ کی دوستی تو خدا نے دی ہے میں اس کی آرزو کرونگا کہ جو چیز خدا نے نہیں دی اور میں جو نعمتیں رکھتا ہوں اس خدا کا شکر گزار ہوں اور جو نعمتیں نہیں اس کا خدا سے تقاضا کرتا ہوں امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کو ایک ہزار درہم دے دو پھر بیس برابر اس کا تقاضا پورا کیا اور اس سے فرمایا جاو درہموں سے کہ جو ایک درخت کے دانے کے برابر دانے ہیں جو چمڑے کو رنگنے کے کام آتے ہیں) خرید کرو وہ اس حال میں خوشحال ہوکر امام علیہ السلام سے رخصت ہوا اور اپنے کسب وکار میں مشغول ہوگیا تا کہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی زندگی کی ضروریات کو تامین کرے۔

بشار کا امام علیہ السلام کی امامت کا قائل ہونا

رجال کشی میں بشار سندی بن شاہک کا غلام کہتا ہے کہ میں سخت ترین دشمنان آل ابوطالب تھا ایک دن سندی بن شاہک نے مجھے بلایا اور کہا میں چاہتا ہوں تجھے ایسے کام پر لگاؤں کہ جو کام ہارون نے مجھ سے طلب کیا میں نے کہا اس صورت میں کوئی چارہ کار نہیں سندی بن شاھک نے کہا یہ موسیٰ بن جعفر ہے ہارون نے میرے حوالے کیا ہے اور میں اس پر مامور کر رہا ہوں بشار کہتا ہے کہ۔

موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو ایک کمرے میں تنہا قید کر دیا گیا اور مجھے وہاں پر مامور کر دیا میں نے کچھ تالے اس کمرے کو لگا دیے اور جب میں کہیں جاتا تو اپنی بیوی کو وہاں پر چھوڑ جاتا وہ وہاں سے نہ ہلتی جب تک میں واپس نہ لوٹ آتا بشار کہتا ہے

خداوند نے میرے بغض وکینہ کو محبت ومہربانی میں بدل دیا ایک دن حضرت نے مجھے بلایا اور فرمایا زندان قنطر میں جاؤ اور هند بن حجاج کو کہو کہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام بلا رہے ہیں اگر آئے تو لے آنا ورنہ نہیں بشار نے اسے کہا میں نے امام علیہ السلام کی خبر تجھے پہنچائی۔

اگر چاہتا ہے تو جو امام علیہ السلام نے حکم دیا ہے انجام دے اگر نہیں چاہتا تو انجام نہ دے اسے وہاں چھوڑ کر واپس آ گیا بشار کہتا ہے کہ میں امام علیہ السلام کے فرمان سے باہر اور تالا لگا کر اپنی بیوی کو وہاں پر بٹھا کر گیا اور اس سے کہا یہاں ادھر ادھر نہ جانا جب تک میں واپس نہ لوٹ آؤں میں زندان منطرہ گیا هذین حجاج پر وارد ہوا اور کہا ابوالحسن آپ کو بلا رہے ہیں اس نے میری بات سن کر کہا چلے جاؤ میں نے کہا تیری مرضی امام علیہ السلام کے پیغام کو انجام دے یا نہ دے پھر واپس لوٹ آیا۔

امام علیہ السلام ابوالحسن کے پاس آیا میری بیوی وہاں بیٹھی رہی اور دروازہ بھی بند تھا میں نے ایک ایک تالے کو کھولا امام علیہ السلام تک پہنچا امام علیہ السلام سے پورا واقعہ بیان کیا امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں وہ میرے پاس آیا اور چلا گیا اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا میرے بعد یہاں کوئی آیا تھا کیا کوئی اس کمرے میں داخل ہوا۔ جواب دیا کہ خدا کی قسم کوئی نہیں آیا میں یہاں سے کہیں نہیں گئی جب تک تم نہیں آئے یہ تالا نہیں کھولا ہے۔

مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون میں ثوبانی سے نقل کرتا ہے کہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام پندرہ سال تک ہر روز سورج کے طلوع ہونے کے وقت سے زوال تک سجدے میں چلے جاتے اور ہارون الرشید اپنے محل کی چھت پر دیکھتا ہے ان دنوں کہ جب امام علیہ السلام ہارون کے زندان میں تھے کہ فضل بن ربیع سے کہتا ہے کہ میں ہر روز اس مقام پر کپڑا پڑا ہوا دیکھتا ہوں ربیع نے کہا اے امیر المومنین یہ کپڑا نہیں موسیٰ بن جعفر ہیں کہ ہر روز طلوع آفتاب سے زوال تک سجدے میں رہتے ہیں ربیع کہتا ہے کہ ہارون نے مجھ سے کہا یہ موسیٰ ہاشم کے راہبوں میں سے ہے میں نے کہا تجھے کیا کہ تو نے تو قید میں رکھا ہے تو کہنے لگا دور ہو جا تو بھی ان کو چاہتا ہے۔

خرائج میں روایت ہے کہ ہارون الرشید نے ایک دن امام علیہ السلام کی طرف ایک با اعتماد آدمی کے ہاتھ ایک کھانے کا طبق بھیجا جس میں (اوجھڑی) بھیجی جس سے امام علیہ السلام کی اہانت مقصود تھی امام علیہ السلام نے جب اوپر سے رومال ہٹایا تو اس سے خوش بو آ رہی تھی امام علیہ السلام نے اور اس کے ساتھ لانے والے نے کھایا باقی حصہ ہارون کی طرف واپس کر دیا جب ہارون نے دیکھا اور کھایا تو اس کے منہ میں چربی تھی۔

مولف کہتے ہیں کہ علی بن عیسیٰ اربلی کشف الغمہ میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے کہ مجھے اس واقعہ میں اختلاف ہے کہ رشید امام علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ رکھے جبکہ وہ چاہتا تھا کہ ان کا مقام کیا ہے اس سے بعید ہے ایسی اہانت کا ارادہ کرنا اس کو اپنی سلطنت کا خطرہ تھا۔

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایسی توہین کا ارادہ کرے امام علیہ السلام اس کے مقابلے میں ایسی ان کی توہین کا ارادہ کریں یہ وعید عقل سے دور ہے۔

خصوصاً جو امام علیہ السلام قید میں اور اپنے دین میں تقیہ پر تھے وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں (غصے کو پینے والے) واللہ اعلم۔

ہارون کا امام علیہ السلام کو مسموم کرنا

مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون میں عمر بن واقد سے نقل کرتے ہیں کہ ہارون رشید کے امام علیہ السلام کے فضل و کمال کو دیکھ کر دل سے تنگ آ کر اپنے نفس کو فریب دے کر شیطان کے وسوسہ نے اس پر غلبہ کیا مبادا دعوئی خلافت کرکے امام علیہ السلام سلطنت کو ہاتھ میں نہ لے یہی سوچ کر کچھ کھجوریں منگائیں سات کھجوروں میں سوئی کے ذریعہ زہر بھر کر بیس کھجوروں میں رکھ کر ایک سینی میں غلام کو دی کہ امام علیہ السلام کے پاس جا کر کہو کہ امیر المومنین (ہارون کہتا ہے رشتہ داری کا حق یہ ہے کہ ان سب کھجوروں کو تناول فرمائیں کہ جن کو اپنے ہاتھ سے انتخاب کی ہیں۔

جب خادم نے امام علیہ السلام کو یہ پیغام دیا اور سینی امام علیہ السلام کے سامنے رکھ کر انتظار کرنے لگا کہ امام علیہ السلام کھائیں گے امام علیہ السلام نے ایک ایک کھجور کا دانہ اٹھایا تناول فرمایا ایک ہارون کا کتا تھا کہ جس کے گلے میں سونے کی زنجیر تھی زنجیر توڑ کر امام علیہ السلام کے روبرو کھڑا ہو گیا امام علیہ السلام نے ایک کھجور کا دانہ اس کی طرف پھینکا اس نے کھایا تو زمین پر ڈھیر ہو گیا اس کے منہ سے گوشت کے ٹکڑے نکلنے لگے امام علیہ السلام نے سب کھجوریں تناول فرمائیں خادم سینی لے کر ہارون ملعون کے پاس پہنچا ہارون نے پوچھا امام علیہ السلام نے سب کھجوریں کھائیں خادم نے کہا ہاں پوچھا ان کے جسم میں کوئی تبدیلی نظر آئی اور کھانے سے انکار کیا؟ خادم نے کہا: نہیں اسی وقت کتے کے مرنے کی خبر پہنچی اس وجہ سے ہارون مضطرب و پریشان ہو گیا خادم سے کہنے لگا سچ کہو ورنہ تجھے قتل کر دونگا خادم نے جو کچھ دیکھا سنا سب بیان کر دیا ہارون نے کہا میں نے نفع نہیں اٹھایا اپنی زہر ضایع کر بیٹھا کھجوریں ہاتھ سے چلی گئی میرا حیلہ و مکر کام نہ آیا خیال تھا کہ زہر ان میں اثر پذیر ہو گی۔

کشف الغمہ میں حافظ عبدالعزیز بن اخضر بن دینا بذی احمد بن اسماعیل سے نقل کرتا ہے: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ہارون رشید کو زندان سے خط لکھا کہ تم مجھ پر ہر روز مصیبت و تکلیف کر رہے ہو اور میں ہر روز آسانی کے قریب ہو رہا ہوں یہاں تک کہ ایک دن یہ سب تکلیفیں ختم ہو جائیں گی اور تیرے لئے خسارا و نقصان ختم ہونے والا نہیں ہے اور باطل خسارے میں ہے۔

غیبت طوسی میں محمد بن غیاث مہلبی کہتا ہے کہ جب ہارون الرشید نے امام علیہ السلام کو زندان میں قید کیا تو اظہر معجزوں میں سے ایک یہ ہے کہ ہارون قید کرتے وقت متحیر و پریشان تھا تو یحییٰ بن خالد برمکی کو بلا کر کہا اے ابو علی تیری کیا رائے ہے

کہ جو ہم ہر روز یہ عجائب امام علیہ السلام سے دیکھ رہے ہیں۔

کیا کوئی تدبیر اس آدمی کے بارے ہے کہ جس کے غم سے راحت ہو۔ تو یحییٰ بن خالد نے اسے کہا جو چیز میں تیرے لئے دیکھ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ان پر احسان اور صلہ رحمی سے کام لو ورنہ اللہ کی قسم ان کے شیعوں کے دل ہم پر فساد و فتنہ برپا کرنے پر تیار ہو رہے ہیں یحییٰ امام علیہ السلام کا چاہنے والا تھا ہارون کو اس کی خبر معلوم نہ تھی ہارون نے کہا ان کو زنجیروں سے آزاد کرو اور میرا اسلام کہو اور انہیں کہو کہ انکا ابن عم کہہ رہا ہے کہ پہلے میں نے قسم کھا رکھی تھی کہ آپ کو نہ چھوڑوں یہاں تک کہ تم مجھ سے بخشش وعفو کا سوال کرو اور آپ کو کیا عار ہے کہ اقرار کریں اور نہ ہی اس مسئلہ میں کوئی نقص وعیب ہے۔

اور یہ یحییٰ بن خالد ہے کہ جس پر مجھے اعتماد ہے میری طرف سے نمایندہ ہے اور میرے امیر کا مالک ہے کہ موسیٰ بن یحییٰ بن خالد نے مجھے بتایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے یحییٰ سے فرمایا اے ابو علی میں اس دنیا سے جانے والا ہوں میری موت سے ایک ہفتہ باقی رہتا ہے کسی کو نہ بتانا اور میرے پاس جمعہ کے دن زوال کے وقت آنا مجھ پر میرا اولی تنہا نماز پڑھے گا دیکھا کہ جب وہ عراق سے چلا جائے تو اسے نہیں دیکھے گا اے ابو علی میری طرف سے انہیں سلام کرنا اور وہ جمعہ کے دن آئے گا تجھے اس کی خبر دے گا کہ جو خود دیکھ رہا ہو کل تو جان لے گا ظالم اور مظلوم کو خدا کے ہاں گواہ رہنا۔

والسلام

یحییٰ جب امام علیہ السلام سے رخصت ہوا تو اس کی آنکھیں گریہ سے سرخ تھیں یہاں تک کہ ہارون سے اس واقعہ کو بیان کیا ہارون نے کہا اگر ہم نبوت کو نہ چھوڑتے تو ہمارا مال بہتر ہوتا داود بن رزبی کہتا ہے کہ مجھے ہارون نے امام علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ جب وہ قید میں تھے اور مجھ سے کہا اس آدمی کو لے آؤ یعنی یحییٰ بن خالد اور اس سے کہو کہ تجھے ابو فلاں کہہ رہا ہے تو نے کیا سوار کر کے کیا ہے؟

میں تجھے اپنے شہر سے نکال دونگا اور تو اور میرے اہل وعیال سے جدا ہو جائیں اس کے پاس گیا اور خبر دی جب آپ علیہ السلام فضل کی قید میں تھے تو فضل کہتا ہے کہ بارہا میرے پاس پیغام بھیجا کہ میں انہیں شہید کر دوں گا میں نے قبول نہیں کیا اور میں نے انہیں واضح کر دیا کہ یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا اور جب ہارون سمجھ گیا تو انہیں یحییٰ برمکی کے ہاں قید کیا۔

امالی میں احمد بن عبد اللہ فروی اپنے باپ سے نقل کرتا ہے جب امام علیہ السلام کو ایک سال یحییٰ برمکی کی قید میں گزر گیا اور فضل بن یحییٰ ہر رات ایک کھانے کا طشت امام علیہ السلام کے لئے بھیجتا اور کسی جگہ سے آپ کے لئے کھانا نہیں آنے دیتا تھا چوتھی رات جب طشت طعام لے آئے تو اس وقت امام مظلوم علیہ السلام نے سر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا خداوندا تو جانتا ہے کہ اگر آج سے پہلے ایسا کھانا جو اپنی ہلاکت پر اعانت کرنے والا ہوتا نہ کھاتا مگر آج رات یہ کھانے میں مجبور و معذور ہوں۔

جب آپ نے وہ کھانا کھایا تو زہر کا اثر آپ کے بدن میں ظاہر ہونا شروع ہوا اور آپ غمگین و بیمار ہو گئے جب دن

ہوا وہ زیادہ مبالغہ و اصرار کر کے ایک طبیب لے آیا جب طبیب نے آپ سے حالات پوچھے تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا بڑے اصرار کے بعد طبیب کو انہیں ہاتھ نکال کر دکھایا اور فرمایا میری بیماری یہ ہے طبیب نے نگاہ کی تو دیکھا آپ کی ہتھیلی بند ہو چکی ہے اور جو زہر امام علیہ السلام کو دیا گیا ہے وہ وہاں جمع ہے پھر وہ طبیب کھڑا ہو گیا اور ان بدبخت وحشیوں کے پاس گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم وہ تم سے بہتر جانتا ہے اس چیز کو جو تم نے اس سے کی ہے اور اس بیماری سے آپ جوار رحمت الٰہی کی طرف انتقال کر گئے۔

بغداد کی طرف امام علیہ السلام کی منتقلی

ہارون نے عیسیٰ کا خط پڑھنے کے بعد حکم دیا کہ حضرت کو بصرہ سے بغداد لایا جائے اور خود اس کی نگرانی میں رکھا جائے (چنانچہ حضرت بصرہ سے بغداد منتقل کیے گئے) اور ہارون نے اپنے خاص باڈی گارڈ کے افسر اعلیٰ فضل بن ربیع کے سپرد کیا تا کہ وہ حضرت کی لازمی نگرانی کرے فضل نے حضرت کو اپنے مکان کے ایک حجرہ میں جگہ دی اور خاص افراد کو حضرت کے روحانی حالات کی دریافت جاسوسی اور حملہ سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے معین کیا تا کہ وہ سب حضرت کے بارے میں زیادہ سے زیادہ وقت کے ساتھ سراغ حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف رہیں۔

لیکن امام علیہ السلام ان تمام مسائل سے لاپرواہ ہو کر صرف اپنے پروردگار کی طرف متوجہ تھے اور ہمیشہ اطاعت و عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور عبادت و مناجات اور راتوں کو صبح تک تہجد و مناجات میں دنوں کو اکثر روزہ رکھتے تھے ایک لمحہ کے لئے بھی فارغ نہیں بیٹھتے تھے فضل بھی امام علیہ السلام کے ان اعمال و عبادات کا مشاہدہ کرنے کے بعد اپنے ضمیر و وجدان سے شرمندہ و متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور اپنے ضمیر کی آواز سے نبرد آزمائی میں ایک حد سے زیادہ ہٹ دھرمی پر قائم نہ رہ سکا اور اس کے نتیجہ میں اس نے امام -کی قید و بند میں قدرے کشائش دی اور حضرت کی تعظیم و تکریم اور رضامندی کے حصول کی کوشش کرنے لگا۔

ہارون علاقہ رقہ میں اس وقت مقیم تھا کہ جاسوسوں نے اس امام علیہ السلام کے ساتھ فضل کے محبت و احترام آمیز برتاؤ کی خبر دی فضل کے اس فضل سے بہت رنجیدہ ہوا اور خط لکھا تیرا یہ عمل مجھے سخت ناگوار گزرا ہے تجھے حکم دیا جاتا ہے کہ یہ خط پانے کے بعد حضرت کو قتل کر دے فضل نے خط پڑھا لیکن حکم پر عمل کرنے سے احتراز کیا اور یہ خبر بھی ہارون تک پہنچا دی گئی چنانچہ اس نے ایک خط عباس بن محمد کو لکھا کہ تم لوگ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے حالات پر کڑی اور گہری نظر رکھو ایک خط سندی بن شاہک کو لکھا وہ کینہ شقاوت و سنگدلی میں اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا۔

غیبت طوسی رحمہ اللہ میں ہے کہ جتنا بھی فضل بن ربیع کو حضرت کے قتل کرنے پر مجبور کیا گیا اس نے اقدام نہ کیا بلکہ آپ کی تعظیم و تکریم کرتا تھا اور جب ہارون مقام رقہ میں گیا تو اس کو خبر دی گئی کہ امام علیہ السلام فضل بن یحییٰ کے پاس مکرم و معزز ہے

وہ امام علیہ السلام کی نسبت اہانت وتکلیف کو درست نہیں سمجھتا تو مسرور خادم کو دو خط دے کر فوراً بغداد کی طرف بھیجا کہ خبر کیے بغیر اچانک فضل کے گھر جا کر امام علیہ السلام کے حالات کا مشاہدہ کرے اور اگر ایسا ہی ہو جیسا کہ لوگ کہتے ہیں تو ایک خط عباس بن محمد اور دوسرا سندی بن شاہک کو دو کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ اس پر عمل کریں پھر مسرور اچانک خبر لئے بغیر بغداد داخل ہوا اور فضل کے گھر گیا اور کسی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ کس کام سے آیا ہے۔

جب اس نے دیکھا کہ امام علیہ السلام اس کے گھر میں معظم ومعزز ہیں اسی وقت باہر نکلا اور عباس بن محمد کے گھر گیا اس کو ہارون کا خط دیا تو جب خط کھولا تو فضل بن یحیٰی کو بلایا اور اسے عقابین کے مقام میں سو تازیانے لگائے گئے اور جو کچھ واقع ہوا مسرور خادم نے ہارون کو لکھ بھیجا جب خط کے مضمون پر مطلع ہوا تو خط لکھا کہ امام علیہ السلام کو سندی بن شاہک کے سپرد کر دیا جائے اور اپنے دیوان خانہ کی مجلس میں بلند آواز سے کہنے لگا کہ فضل بن یحیٰی نے میرے حکم کی مخالفت کی ہے میں اس پر لعنت کرتا ہوں تم بھی اس پر لعنت کرو تو سب اہل مجلس نے اس پر لعنت کی۔

جب یہ خبر یحیٰی برمکی کو ملی تو وہ بہت مضطرب ہوا اور ہارون کے گھر آیا اور دوسرے غیر متعارف راستے سے داخل ہو کر ہارون کے پیچھے آ کر اس کے کان میں کہنے لگا اگر میرے بیٹے فضل نے تیری مخالفت کی ہے تو میں تیری اطاعت کرتا ہوں اور جو چاہو عمل میں لاتا ہوں پھر ہارون یحیٰی اور ان کے بیٹے سے راضی ہو گیا اور اہل مجلس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا فضل نے میری مخالفت کی تھی میں نے اس پر لعنت کی اب اس نے توبہ کر لی ہے میں نے اس کی تقصیر وکوتاہی کو معاف کر دیا ہے تم بھی اس پر راضی ہو جاؤ وہ سب کہنے لگے ہم اس کے دوست ہیں۔

جس کے آپ دوست ہیں اور ہر اس آدمی کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہیں پھر یحیٰی فوراً بغداد کی طرف گیا اور اس کے آنے سے لوگ پریشان ہو گئے اور ہر ایک کوئی نہ کوئی بات کہتا لیکن اس نے یہ ظاہر کیا کہ قلعہ کی تعمیر اور کام کرنے والوں کی دیکھ بھال کے لئے آیا ہے۔

چند روز ان چیزوں میں مشغول رہا پھر سندی بن شاھک کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ امام علیہ السلام کو زہر سے شہید کرے اور چند کھجور کے دانے دیئے کہ امام علیہ السلام کے پاس لے جائے ان کے کھانے پر اصرار کرے جب تک وہ نہ کھالیں، دستبردار نہ ہو سندی بن شاہک وہ کھجوریں امام علیہ السلام کے پاس لے گیا اور آپ نے مجبوراً انھیں کھالیا۔

شہادت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ساتویں امام علیہ السلام کے معجزات اور فضائل کو دیکھ کر ہارون کو حسد ہوا اور ایک دن جب امام علیہ السلام رسول خدا کے قبر کے پاس نماز میں مشغول تھے آپ کو گرفتار کر لیا اور زنجیروں میں باندھ کر بصرہ لے جایا گیا وہاں آپ ایک سال عیسیٰ بن جعفر کی

قید میں رہے پھر آپ کو بغداد بلوایا اور کبھی آپ کو فضل بن ربیع کے پاس اور کبھی فضل بن یحیٰ کے پاس قید رکھا پھر سندی بن شاھک کی قید میں ڈال دیا گیا سندی نے بہت سختی شروع کر دی اور آپ چار سال یا سات سال تک قید میں رہے۔

حالانکہ آپ حجت خدا تھے نائب رسول تھے پھر ہارون نے آپ کو زہر دلوا دیا اور سندی ملعون کی قید میں غربت ومسافرت کی حالت میں شہید ہوئے۔

عیون میں علی بن محمد بن سلیمان نوفلی کی حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ جب آپؑ سندی ملعون کی قید میں تھے اس ملعون نے رطب (کھجور میں) زہر ملا کر آپ کو کھلایا اور آپ نے صرف دس رطب کھائے تھے سندی نے کہا اور کھائے آپ نے فرمایا تجھے جس کا حکم دیا گیا ہے وہ تو نے پورا کر دیا اور اتنے میں تیرا مقصد پورا ہو جائے گا۔

بحار میں عیون المعجزات اور کتاب الوصیت میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے علی بن محمد بن زیاد حمیری نے روایت کی ہے:
سندی ملعون نے امام علیہ السلام کی شہادت کے بعد قضاۃ اور عادلوں کو بلا کر کہا تم لوگ گواہ رہنا کہ میں ظاہر بظاہر صحیح ہوں لیکن مجھے زہر دیا گیا ہے اور آج سے میرا جسم سرخ ہو جائے گا کل زرد اس کے بعد میں فلاں دن اس دنیا سے اٹھ جاؤں گا چنانچہ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا تیسرے دن کے آخر ۱۸۳ھ میں آپ دنیا سے رحلت فرما گئے۔

اور قرب الاسناد میں حمیری دونوں روایتوں کو حسن بن محمد بن بشار سے اسی طرح نقل کرتا ہے کہ سندی لعین نے زہر آلود خرمے امام علیہ السلام کے پاس بھیجے اور خود آیا تا کہ دیکھے کہ آپ نے کھا لئے ہیں کہ وہ اس وقت پہنچا کہ جب امام علیہ السلام ان میں سے سات دانے کھا چکے تھے کہنے لگا اور کھایئے امام علیہ السلام نے فرمایا جتنا میں نے کھا لیا اس میں تیرا مقصود پورا ہو گیا ہے تا آخر پھر حمیری اور صدوق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حسن کہتا ہے کہ یہ شیخ اہل سنت کے اچھے لوگوں میں سے ہے شیخ صدوق رحمہ اللہ نے اس کو مقبول القول کہا ہے کہ لوگوں میں با اعتماد ہے۔

روضۂ کافی میں علی بن سوید کہتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خط لکھا کہ جب وہ زندان میں تھے کہ مجھے اپنے بارے میں اور مسائل کثیرہ کے جواب لکھیں امام علیہ السلام نے قید میں تھے مجھے جواب لکھے کہ جو درج ذیل ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلیٰ العظیم الذی بعظمتہ ونورہ البصر قلوب المومنین وبعظمتہ ونورہ ابتغی من فی السموات والارض ومن فیہ الارض الیہ الوسیلۃ بالاعمال المختلفۃ والادیان

متضادة فمصيب ومخطيء وضال ومهتد وسمع وصم وبصر واعمی حيران فالحمد لله الذی عرف وصف دينه محمد (ص)

امام علیہ السلام کا جنازہ پل بغداد پر

مرحوم صدوق نے محمد بن صدقہ عنبری سے نقل کیا کہ جب امام موسی بن جعفر علیہ السلام فوت ہوئے تو ہارون نے ایک سن رسیدہ بزرگ جو قطیعہ الربیع کا رہنے والا اور مشاہیر عامہ میں سے بہت موثق تھا کہ جس کے قول پر ہمیں اعتماد تھا اس نے مجھے بتایا کہ ایک دن سندی بن شاھک نے مجھے مشہور علماء کی ایک جماعت کے ساتھ جمع کیا کہ مجموعاً ستر افراد تھے اور اس مکان میں لے گیا جس میں امام کاظم علیہ السلام کا جنازہ تھا جب ہم بیٹھ گئے تو سندی بن شاھک کہنے لگا ذرا اس کی طرف دیکھو کیا اس کو کوئی تکلیف پہنچائی گئی ہے۔

کیونکہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے بہت تکلیفیں دیں ہیں اور انہیں شدت وسختی میں رکھا ہے اس سلسلہ میں لوگ بہت باتیں کرتے ہیں ہم نے تو اس قسم کے کشادہ مکان میں فرش پر بٹھایا ہوا ہے اور خلیفہ اس کی نسبت کوئی برا ارادہ نہیں رکھتا اس لئے اس نے رکھا ہوا ہے تا کہ اس کے ساتھ مناظرہ وگفتگو کرے یہ دیکھو وہ صحیح سالم بیٹھا ہے اور کسی معاملہ میں ہم نے اس پر کوئی تنگی نہیں کی ہوئی آپ کے سامنے موجود ہے اس سے پوچھ لو اور گواہ رہو کہ وہ سچ کہتا ہے تمام مجلس میں ہماری ہمت کو اس امام علیہ السلام بزرگوار کی طرف دیکھنے اور آثار فضل وعبادت ہے لوگوں نے دیکھا کہ ظاہراً کوئی آثار زخم نہیں ان کے پاؤں پر قیدی کے رنگ کا اثر ہے۔

پھر سلیمان بن ابو جعفر نے ان کو غسل، کفن اور دفن کرنے کے لئے پل بغداد سے اٹھا کر تشیع کرائی۔

آگ کا گلزار ہونا

جب امام صادق علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو امام موسی بن جعفر علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد تم امام علیہ السلام ہو لیکن انکا بھائی عبداللہ فطح کہ جن کا سن امام علیہ السلام سے زیادہ تھا امامت کا ادعا کیا۔ امام علیہ السلام امام موسی بن جعفر علیہ السلام نے حکم دیا کہ بہت سی لکڑیاں جمع کی جائیں امام علیہ السلام کے گھر کے درمیان جمع کی گئیں پھر عبداللہ کے پاس آدمی کو بھیج کر بلایا عبداللہ جب امام علیہ السلام کے پاس آیا امام علیہ السلام کے پاس بیٹھ گیا اسی حال میں کہ اکثر بزرگان شیعہ موجود تھے۔

امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ لکڑیوں کو آگ لگادی جائے جب آگ کے شعلے بلند ہوئے امام علیہ السلام آگ کے بیچ میں جا کر بیٹھ گئے ایک گھنٹے تک آگ کے اندر بیٹھ کر لوگوں سے محو گفتگو رہے پھر آگ سے نکلے اور لوگوں کے سامنے عبداللہ سے فرمایا اگر امام صادق علیہ السلام کے بعد تم امام علیہ السلام ہو تو آگ میں کود جاؤ حاضرین کا کہنا ہے کہ عبداللہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا جب کہ ان کی عبا زمین بوس تھی امام علیہ السلام سے لاجواب ہو کر گھر سے باہر چلے گئے۔

بچگانہ کھیل کی بجائے امام علیہ السلام کا معنوی استفادہ کرنا۔

صفوان کہتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا امام علیہ السلام سے اس کے بعد پوچھا تو میرے سوال کے جواب میں فرمایا مقام امامت کے صاحب بھی بے ہودہ کھیل نہیں کھیلتے (لا لا یھلو ولا یلعب) اسی وقت امام علیہ السلام امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو دیکھا کہ اس وقت بچے تھے ایک گوسفند کی کو انہوں نے پکڑا ہوا ہے اس سے کہہ رہے ہیں کہ اپنے خدا کو سجدہ کرو۔ امام صادق علیہ السلام نے اسے گود میں بٹھایا اور فرمایا میرے ماں باپ فدا ہوں اس پر کہ بے ہودہ کھیل نہیں کھیلتے جبکہ گوسفند ایک کھیلنے کا وسیلہ ہے یہ امام علیہ السلام کا فعل بچگانہ نہیں تھا بلکہ ذکر خدا سے استفادہ تھا۔

خدا کی قسم مجھے خوشحال کردیا

ایک آدمی مورد عنایت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام قرار پایا کہ جو بیچارہ شہرری کے تنگدست لوگوں میں تھا کہ جس پر حکومت کی طرف سے بہت ٹیکس و مالیات تھا کہ جس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اس کا کوئی چارہ کار نہ تھا۔

ایک دن فکر کرنے سے ذہن میں آیا کہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس جاؤں اور اس بزرگوار سے مدد طلب کروں اسی امید سے مدینہ کا سفر کیا امام علیہ السلام کے حضور میں ان کی زیارت سے شرفیاب ہوا اپنی گرفتاری و مشکلات کا امام علیہ السلام سے تذکرہ کیا امام علیہ السلام نے اس کی مشکلات حل کے لئے شہرری کے حاکم کے نام خط لکھا کہ جس کی عبارت یہ تھی کہ آگاہ ہو جاؤ کہ اس عرش الٰہی کے نیچے ایک سائے کا وجود ہے کہ جس سائے کے نیچے وہ افراد محو آرام ہونگے کہ جو اپنے برادران اور بھائی سے نیکی و احسان کریں یا ایک گروہ کی مشکلات کو اپنے دوش پر اٹھائیں یا اس مومن کے دل میں خوشی و سرور داخل کریں حامل خط تیرا برادر ایمانی ہے سلام و رحمت خدا تم پر ہو امام علیہ السلام سے خط لے کر واپس آیا حج کے مراسم ادا کرنے کے بعد اپنے وطن واپس لوٹا رات کی تاریکی میں وہ حاکم کے پاس گیا دروازہ کھٹکھٹایا۔

خادم آیا اسے کہا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا قاصد آیا ہے وہ حاکم پابرہنہ دوڑ کر دروازے پر آیا استقبال کیا گلے ملا سر صورت کے بوسے لئے امام علیہ السلام کے بارے میں حالات پوچھے آدمی نے امام علیہ السلام کا خط حاکم کو دیا وہ خط لیتے وقت احترام

کے لئے کھڑا ہو گیا پھر خط کو چوم کر پڑھنے لگا خط پڑھنے کے بعد اپنے سارے مال کو تقسیم کیا غیر منقول مال کی قیمت کو دو حصوں میں کیا ایک حصہ اس مومن بھائی کو دے کر پوچھا کیا تو خوشحال ہے پھر اس کے ٹیکس کی فائل منگائی اس پر قلم عفو پھیر دیا۔ اسے خوش کر کے رخصت کیا اس آدمی نے اپنے بعض بھائی کے حقوق ادا کرنے کے لئے بیت اللہ کا سفر کیا حج کے موسم میں مراسم حج ادا کیے اس کے لئے دعا کی امام علیہ السلام کو اس کے حالات سے آگاہ کیا امام علیہ السلام بہت خوشحال ہوئے پوچھا کیا اس سے آپ بھی خوشحال ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم اس نے ہم کو خوشحال کیا امیر المومنین امام علی علیہ السلام رسول اللہ اور خدا تعالیٰ کو خوش کیا ہے۔

تواضع بھی اور ضرورت کے لئے ذخیرہ

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک بادیہ نشین کے پاس سے گزرے اس کو سلام کیا کافی دیر تک اس کے پاس بیٹھے رہے اور باتیں کرتے رہیں جب جانے لگے تو فرمایا اگر کوئی کام ہو تو میں حاضر ہوں انجام دوں کچھ لوگوں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا ابن رسول اللہ ایسے بدصورت آدمی کے پاس بیٹھے رہے پھر اس کے کام کرنے کے لئے آمادگی کا اظہار بھی کیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

عبد من عبيد الله ورح في كتاب الله وجار في بلاد لله يجمعنا واياه خير الاباء آدم وافضل الاديان الاسلام ولعل الدهر يرد من حاجتنا اليه بعد الذهو متوافقين بين يديه .

ان کے جواب میں حضرت نے فرمایا وہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے قرآن نے ہم کو بھائی چارے کا حکم دیا ہے دونوں ایک دین اسلام رکھتے ہیں اس کے علاوہ زمانہ ایسا کروے کہ ہم اس کے محتاج ہوں اگر آج تکبر کریں اس دن دیکھو گے کہ کس طرح اس کے سامنے پست وحقیر اور محتاج ہیں۔

میتب سے امام علیہ السلام کی وصیت

کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام میں عمر بن واقد سے منقول ہے کہ موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میتب کو بلایا کہ جو امام علیہ السلام کے دوستوں میں سے تھا فرمایا اے میتب میں مدینہ جا رہا ہوں کہ اپنے جد کو الوداع کروں اپنے عہد کو کہ جو اپنے باپ سے لیا تھا اپنے بیٹے رضا علیہ السلام کے سپرد کروں اسے امام علیہ السلام اوا اپنا وصی قرار دوں اسے امر کروں ان چیزوں کے متعلق کہ جس میں

میں مامور ہوں مسیب کہتا ہے کہ میں نے کہا مولا میں کیسے ان سب دربانوں یا سب نوکروں کو کیسے راضی کروں اور کیسے یہ سب دروازے کھولوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا اے مسیب اپنے عقیدہ کو کمزور نہ کرو اپنا یقین خدا پر اور ہمارے بارے میں قوی کرو میں نے کہا آپ دعا فرمائیں کہ خدا مجھے یقین پر ثابت قدم رکھے امام علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ اسے یقین پر ثابت قدم رکھ اس کے بعد فرمایا وہ نام کہ جو آصف نے پڑھ کر تخت بلقیس کو سلیمانؑ کے پاس حاضر کیا میں پڑھونگا خداوند مجھے اپنے بیٹے کے پاس پہنچادے گا۔ پھر امام علیہ السلام نے اپنے لب مبارک کو حرکت دی۔

جب دیکھا تو زنجیریں پڑی ہیں امام علیہ السلام میری نظروں سے غائب ہیں میں حیران و پریشان تھا کہ اچانک دیکھا امام علیہ السلام اپنے مقام پر ہیں زنجیریں بھی پہنے ہوئے ہیں۔ میں نے سجدہ شکر کیا پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:

اے مسیب جان لے کہ میں آج سے تیسرے دن خدا کے ہاں چلا جاؤں گا، پھر میں یہ سن کر گریہ کرنے لگا امام علیہ السلام نے فرمایا گریہ نہ کرو میرا بیٹا امام علی علیہ السلام تمہارا امام علیہ السلام ہے ان کے دامن سے متمسک رہنا میں نے خدا کی حمد بجالائی۔

پھر تیسری شب مجھے بلایا اور فرمایا رحلت کا وقت آچکا ہے جب میں تجھ سے پانی مانگوں تو مجھے پانی دینا جب میری طبیعت میں تبدیلی دیکھے تو کسی کو خبر نہ دینا جو میرے پاس ہو اس سے گفتگو نہ کرنا ورنہ سندی ملعون گمان کرے گا کہ مجھے غسل وکفن دے ہرگز نہیں دے سکے گا مجھے قبرستان قریش میں لے جایا جائے گا میری قبر چار انگلیوں سے زیادہ بلند نہ بنانا میری قبر کی مٹی کو نہ اٹھانا ہر مٹی حرام ہے سوائے تربت حسین بن علی کہ حق تعالیٰ نے اس میں شفاء رکھی ہے اسی وقت امام علیہ السلام کے پہلو میں کوئی بیٹھا ہے جو امام علیہ السلام سے ہمکلام ہے امام علیہ السلام کے فرمان کو سن رہا ہے۔

امام علیہ السلام کا سندی بن شاہک کو بلانا

کتاب غیبت طوسی رحمہ اللہ میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت سندی بن شاہک کو بلایا اور اس سے فرمایا:

اور کہا اپنے غلام کہ جو عباس بن محمد کے گھر تھا۔ امام علیہ السلام کے پاس حاضر کرے سندی ملعون کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے چاہا کہ اجازت دیں کہ اپنے مال سے کفن خریدیں لیکن امام علیہ السلام نے قبول نہیں فرمایا اور جواب میں فرمایا ہم ایسے خاندان سے ہیں کہ عورتوں کا حق مہر، پہلے حج کا خرچ اور اپنے مردوں کا کفن سب اپنے پاک مال سے خریدیں اور میرا کفن میرے پاس موجود ہے۔

جب امام علیہ السلام نے دعوت حق کو لبیک کہی تو فقہاء بغداد اور معروف شخصیتوں کو کہ اس میں ہشم بن عدی وغیرہ کو امام علیہ السلام کے جنازہ پر حاضر کیا تھا کہ گواہی دیں کہ ان پر کسی زہر یا کسی اور چیز کا اثر نہیں بلکہ اپنی طبعی موت سے جان دی ہے انھوں نے

بھی جھوٹی گواہی دی امام علیہ السلام کے جنازے کو پل بغداد کی طرف لے جارہے تھے کہ ایک سندی ملعون کا آدمی آواز دے رہا تھا کہ یہ موسیٰ بن جعفر اپنی طبعی موت سے جان دی ہے کہ جو رافضی گمان کرتے ہیں کہ ان کو موت نہیں آئی۔ آؤ دیکھو تو اس وقت لوگ گروہ کے گروہ آئے اور امام علیہ السلام کے چہرہ اقدس کی زیارت کرتے اور زور سے گریہ کرتے فرمان کو بھول کر چاہا سوال کروں کہ تم کون ہو؟ امام علیہ السلام نے آواز دی فرمایا تجھے نہیں کہا تھا کہ مجھے نہ بلانا میں متوجہ ہو کر خاموش رہا کہ یہ خبر سندی کو پہنچ گئی اس نے غسل دینے کا ارادہ کیا خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام تک کسی کا ہاتھ نہیں پہنچ پا رہا تھا سوائے امام علیہ السلام کے فرزند رضا علیہ السلام کے سب کام انھوں نے انجام دیئے کوئی بھی انہیں دیکھ نہیں رہا تھا جب فارغ ہوئے مجھ سے فرمایا:

میرے کام میں شک نہ کرنا تمہارا اپنے باپ کے بعد امام علیہ السلام حق ہوں، حجت خدا ہوں اے مسیب میرا حال حضرت یوسف کی طرح ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو پہنچانتا تھا اسے کسی نے نہیں دیکھا نہ پہنچانا۔

شیخ عمر بن واقد سے روایت ہے کہ ایک رات سندی بن شاھک نے کسی کو بھیج کر مجھے بلایا اور بغداد میں تھا تو میں ڈر گیا کہ کوئی برا ارادہ میرے بارے میں نہ رکھتا ہو کہ مجھے رات کے اس وقت میں بلا رہا ہے۔ پس میں نے اپنے اہل وعیال کو وصیت کی ان چیزوں میں کہ جن کی مجھے ضرورت تھی اور میں نے کہا:

انا لله وانا اليه راجعون

اور سوار ہو کر سندی بن شاھک کے پاس گیا جس وقت میں اس کے سامنے گیا تو کہنے لگا اے ابو حفص شاید ہم نے تمہیں خود ہی پریشانی میں مبتلا کیا ہے میں نے کہا ہاں وہ کہنے لگا یہ بلانا اچھائی کے لئے ہے۔

میں نے کہا کہ پھر کسی کو میرے مکان پر بھیجو جو میرے اہل خانہ کو میری اطلاع کرے کہنے لگا ہاں پھر اس نے کہا اے ابو حفص کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے تجھے کیوں بلایا ہے میں نے کہا کہ نہیں کہنے لگا کیا موسیٰ بن جعفر کو پہنچانتے ہو۔

میں نے کہا ہاں خدا کی قسم میں انہیں جانتا ہوں اور کچھ مدت تک میرے اور ان کے درمیان دوستی ورفاقت رہی ہے۔

کہنے لگا بغداد میں کون سے ایسے لوگ ہیں جو انہیں پہچانتے ہیں ان لوگوں میں سے جن کا قول ان کے بارے میں قابل قبول ہے۔ میں نے کچھ لوگوں کے نام بتائے اور میرے دل میں خیال آیا کہ موسیٰ بن جعفر فوت ہو گئے ہیں۔ اس نے کسی کو بھیجا اور ان لوگوں کو بلوایا گیا جیسے مجھے بلایا گیا اس وقت وہ ان سے پوچھنے لگا کہ تم ایسے لوگوں کو جانتے ہو کہ وہ موسیٰ بن جعفر کو پہچانتے ہوں۔ انہوں نے بھی کچھ لوگوں کے نام لیے اس نے بھیجا اور ان لوگوں کو بھی بلایا گیا جب صبح ہوئی تو پچاس اور کچھ افراد سندی کے گھر میں جمع ہو چکے تھے۔

ان میں سے جو امام علیہ السلام کو پہچانتے تھے اور ان کی مصاحبت سے مشرف ہو چکے تھے پھر سندی کھڑا ہوا اور مکان کے

اندر چلا گیا اور ہم لوگوں نے نماز ادا کی اس وقت اس کا منشی کچھ کاغذات لے کر باہر آیا اور اس نے ہمارے نام اور اڈریس، علامات اور مشاغل وکردار لکھے اس کے بعد وہ سندی کے پاس گیا اور سندی باہر آیا اور مجھ پر ہاتھ مار کر کہنے لگا اے ابو حفص موسیٰ بن جعفر کے چہرے سے کپڑا ہٹاؤ میں نے کپڑا ہٹایا تو دیکھا وہ فوت ہو چکے تھے میں رویا انا للہ کہا اس کے بعد باقی لوگوں سے اس نے کہا کہ تم بھی دیکھ لو ایک آیا اور اس نے دیکھا پھر سندی کہنے لگا تم گواہ ہو یہ موسیٰ بن جعفر ہیں ہم نے کہا ہاں کہنے لگا

اے غلام اس کے مقام مخصوص پر کپڑا ڈال کر باقی جسم کو برہنہ کر دو اس نے ایسا کیا کہنے لگا آیا اس کے جسم پر کوئی ایسا نشان نظر آتا ہے کہ جو تمہیں معلوم ہو ہم نے کہا کہ ہم کچھ نہیں دیکھ رہے سوائے ان کے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں کہنے لگا اس جگہ رہو تا کہ اسے غسل دو، کفن دو اور دفن کرو ہم وہیں رہے یہاں تک کہ آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور آپ کا جنازہ اٹھا سندی بن شاہک نے آپ پر نماز جنازہ پڑھا اور آپ کو دفن کر کے ہم واپس لوٹ آئے۔

مرحوم صدوق حسن بن عبداللہ صیرفی سے وہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے۔ جنازہ وہاں لائے جہاں مجلس شرط قائم تھی یعنی رات کو پہرہ دینے والوں اور شہر کے حاکم کے نوکروں کی جگہ تھی اور چار افراد کو مقرر کیا کہ وہ منادی کریں کہ اے لوگو موسیٰ بن جعفر ہارون کے چچا کا محل دریا کے کنارے پر واقع تھا جب اس نے لوگوں کے گھر و محل کی آواز سنی یہ ندا اس کے کان میں پہنچی تو وہ اپنے قصر سے نیچے اترا اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا۔

انہوں نے شور وغل کرنے والوں کو دور ہٹایا سلیمان نے اپنا عمامہ سر سے پھینک دیا گریبان چاک کیا اور پابرہنہ آپ کے جنازہ کے ساتھ روانہ ہوا اور حکم دیا کہ جنازہ کے آگے آگے یہ منادی کی جائے جو شخص طیب بن طیب کی طرف دیکھنا چاہے تو وہ موسیٰ بن جعفر کے جنازہ کو آ کر دیکھے پھر بغداد کے سب لوگ جمع ہو گئے اور آواز زمین سے آسمان تک جانے لگی۔

جب آپ کا جنازہ مقابر قریش میں لے آئے تو بحسب ظاہر سلیمان خود حضرت کے غسل وحنوط وکفن کی طرف متوجہ ہوا اور جو کفن اس نے اپنے لیئے بنا رکھا تھا اور جس پر دو ہزار پانچ سو دینار خرچ کیے تھے اور اس پر پورا قرآن لکھا گیا تھا امام علیہ السلام کو پہنایا اور پورے اعزاز واکرام کے ساتھ آپ کو مقابر قریش میں دفن کر دیا۔

جب یہ خبر ہارون کو ملی تو بحسب ظاہر لوگوں کے طعن وتشنیع کو دور کرنے کے لئے سلیمان کو تحسین کا خط لکھا اور تحریر کیا کہ سندی بن شاہک ملعون نے جو کچھ کام کیے ہیں وہ میری رضامندی کے بغیر ہوئے ہیں اور تم سے میں خوش ہوا ہوں کہ اس کے کام کو تکمیل نہیں ہونے دیا۔

اصول کافی میں علی بن ابراہیم سے وہ محمد بن عیسیٰ سے وہ مسافر سے نقل کیا کہ مسافر نے امام علیہ السلام سے بیان کیا کہ ایک رات حسب معمول ہم نے امام رضا علیہ السلام کا بستر بچھا دیا لیکن آپ تشریف نہ لائے اور اتنی دیر ہو گئی کہ گھر والے متوحش

و پریشان ہو گئے اور اس تاخیر کی وجہ سے سب خوفزدہ ہو گئے اتنے میں دیکھا کہ آپ بغیر اجازت گھر میں داخل ہوئے اور ام حمیدہ کو بلا کر کہا۔ میرے باپ نے جو امانتیں آپ کے حوالے کی ہیں وہ مجھے لا کر دیجئے پھر آپ نے ہر امانت کا نام بھی بتایا اتنا سننا تھا کہ ام حمیدہ زور زور سے رونے لگیں منہ پر طمانچے مارنے لگیں اور گریبان چاک کر ڈالا اور کہا بخدا میرے آقا ومولا کا انتقال ہو گیا امام رضا علیہ السلام نے ان کو خاموش کیا اور کہا یہ بات اس وقت تک چھپایئے۔

جب تک والی مدینہ کے پاس بغداد سے خبر نہ آجائے اور لوگوں کو دوسرے ذرائع سے پتہ نہ چل جائے پھر ام حمیدہ نے ایک صندوق دیا جس میں امانتیں تھیں اور چھ ہزار دینار دیئے اور اس راز کو چھپا ڈالا گیا یہاں تک کہ والی مدینہ کے پاس اطلاع آئی اب ہم نے جب حساب لگایا تو ٹھیک وہی رات تھی جب امام رضا علیہ السلام تشریف لائے تھے۔

احمد بن عمر حلال وغیر امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب میں نے امام علیہ السلام سے کہا کہ وہ امام علیہ السلام کو غسل دینا چاہتے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا امام علیہ السلام کو غسل نہیں دے سکتا مگر خود امام علیہ السلام امام علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا جانیں کہ امام علیہ السلام کو کس نے غسل دیا ہے۔

میں نے عرض کیا مولا کس نے غسل دیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا میرے بابا کو میرے رب کے عرش کے نیچے غسل دیا گیا اگر کہے زمین کے ستارے پر غسل ہوا تو یہ سچ ہو امام علیہ السلام نے فرمایا ان سے کہو میں نے ان کو غسل دیا ہے تو میں نے ان سے کہا امام علیہ السلام نے امام علیہ السلام کو غسل دیا ہے۔ اسی طرح یونس بن طلحہ کہتا ہے کہ مجھ سے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ امام علیہ السلام کو امام علیہ السلام ہی غسل دیتا ہے پھر امام علیہ السلام نے فرمایا تم کیا جانو کہ کون غسل دینے کے لئے آیا ہے وہ آیا کہ سب سے افضل ہے۔ یوسف علیہ السلام آئے کہ جو قید میں رہے اپنے باپ اور بھائیوں سے غائب تھے۔

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ کشف الغمہ وغیرہ میں امیہ بن علی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جس سال امام رضا علیہ السلام حج کے لئے گئے اور خراسان کی طرف متوجہ ہوئے تو امام محمد تقی علیہ السلام کو بھی حج پر لے گئے اور جب امام رضا علیہ السلام طواف وداع کر رہے تھے تو امام محمد تقی علیہ السلام حضرت کے غلام موفق کے کندھے پر سوار تھے اور انہیں بھی طواف کرا رہے تھے۔

جب حجر اسماعیل کے پاس پہنچے تو کندھے سے اتر کر بیٹھ گئے اور آثار غم واندوہ آپ کے چہرے انور پر ظاہر ہوئے اور دعا میں مشغول ہوئے اور دعا کو بہت طول دیا موفق نے امام رضا علیہ السلام سے کہا آپ پر قربان ہو جاؤں اٹھنے میں اس جگہ سے جدا نہیں ہونگا جب تک میرا اٹھنا خدا کو منظور نہ ہو۔ موفق امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور ان کے فرزند سعادت مند کے حالات عرض کیے حضرت اپنے آنکھوں کے نور کے پاس آئے اور فرمایا اے حبیب اٹھو اس نہال حدیقہ امامت نے کہا اے پدر بزرگوار اس طرح میں کھڑا ہو جاؤں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ آپ خانہ خدا سے ایسے رخصت ہوئے ہیں کہ پھر اس

کی طرف پلٹ کے نہیں آئیں گے پھر اپنے باپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اٹھ کر روانہ ہوئے اور آپ خراسان کی طرف سن ۲۰۰ھ میں متوجہ ہوئے اور مشہور روائت کے مطابق اس وقت امام تقی علیہ السلام کی عمر مبارک سات سال تھی۔

جب آپ اسی سفر کی طرف متوجہ ہوئے تو ہر منزل میں بہت سے معجزات وکرامات اس مخزن اسرار سے ظاہر ہوئے اور ان میں سے اکثر کے آثار تو اب بھی موجود ہیں۔

دست بند لو اور خدا کا شکر کرو

ایک آدمی ابوعبداللہ علیہ السلام کے غلاموں میں سے نقل کرتا ہے کہ جب امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو بصرہ لے جارہے تھے ہم بھی امام علیہ السلام کی خدمت میں تھے کہ جب بصرہ کے نزدیک پہنچے کشتی پر سوار ہوئے اس کے بعد دریا کی موجیں بلند ہونے لگیں اس کے پیچھے ایک اور کشتی متحرک تھی کہ اس پر سوار نے تازہ شادی کی ہوئی تھی اس کا شوہر اسے گھر لے جارہا تھا۔

اسی اثناء میں شادی کی رسومات اور تالیاں بجانا خوشی وشادمانی کے نقارے بج رہے تھے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ شور داراوازیں کیا ہیں عرض کیا کہ یہ دلہن کو لے جارہے ہیں تھوڑی دیر بعد اس کشتی سے گریہ ونالہ وشیون کی آوازیں بلند ہوئیں امام علیہ السلام نے فرمایا یہ فریاد کیسی ہے؟

عرض کیا کہ دلہن کا دست بند دریا میں گر گیا ہے یہ دست بند کے قیمتی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک شوبی کیفیت کی وجہ سے فریاد کر رہے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کشتی کو روکو کشتی روکی گئی امام علیہ السلام نے کشتی پر ٹیک لگا کر آہستہ سے کچھ کلام کیا اس کے بعد فرمایا کہ ناخدا کو کہو ایک کپڑا باندھ کر دست بند کو اٹھالے ہم یہ تماشا دیکھ رہے تھے پانی اچانک کم ہونے لگا ناخدا آیا اور دست بند کو اٹھا کر لایا حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا یہ دست بند دلہن کو دو اور کہو کہ وہ خدا کا شکر ادا کرے اس کے بعد ہماری کشتی چلی۔

حدیث امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

کتنا بُرا وہ شخص ہے۔ جو دو چہرہ اور دو زبان والا ہو۔ یعنی منافق ہو سامنے اپنے برادر مومن کی تعریف کرے اور پیٹھ پیچھے غیبت کرے۔ اگر برادر مومن کو کچھ مل جائے۔ تو اس سے حسد کرنے لگے۔ اور اگر مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو اکیلا چھوڑ دے (تحفۃ العقول)

خاتمہ

امام علیہ السلام کی اولاد اور ان کے نام اور ظلم وستم

مرحوم شیخ مفید ارشاد میں نقل کرتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ۳۷ فرزند تھے ان میں سے ایک امام رضا علیہ السلام، ابراہیم، عباس، قاسم یہ سب ایک ماں سے تھے۔

اسماعیل، جعفر، ہارون، حسن یہ ام ولد سے تھے، احمد، محمد، حمزہ بھی ام ولد سے ہیں۔ عبیداللہ، اسحاق، عبداللہ، زید، حسن فضل سلیمان یہ ایک اور ماں سے تھے، فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، کلثوم، ام جعفر، لبابہ، زینب، خدیجہ، علیہ، رقیہ، حکیمہ، آمنہ، حسنہ، وجیہہ، عائشہ، ام سلمہ میمونہ اور ام کلثوم امام علیہ السلام کی بیٹیاں ہیں امام علیہ السلام کی اولاد میں سے افضل حضرت ابوالحسن امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام ہیں کہ جو امام معصوم ہیں احمد بن موسیٰ کریم اور متقی تھے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ان سے محبت کرتے تھے ان کا شمار علماء اور فضلاء سے ہے انھوں نے امام رضا علیہ السلام کی امامت پر لوگوں کو دعوت دی اور خدا کی راہ میں ایک ہزار غلام آزاد کیے۔

ابوالحسن بن محمد بن یحییٰ نے اپنے جد سے انہوں نے کہا کہ میں اسماعیل بن موسیٰ سے سنا کہ ایک دفعہ والد مدینہ کے باہر اپنے دوستوں کے پاس گئے اور انھوں نے میرے والد کو مال دیا میرے والد نے یحییٰ کو دیا اور وہ نام بھول گیا اور ہم اس وقت اسی جگہ احمد بن موسیٰ کے ساتھ تھے کہ جن کے ۲۰ غلام تھے اگر احمد کھڑے ہوتے تو وہ سب خادم کھڑے ہو جاتے اگر وہ بیٹھ جاتے تو وہ بھی بیٹھ جاتے۔

اس کے علاوہ میرے باپ کی نظر اس پر تھی وہ ان کا لحاظ واحترام کرے ان سے غفلت برتتے تھے اور ہم واپس نہیں لوٹے کہ جب تک احمد نہیں لوٹے اور محمد بن موسیٰ اہل فضل واصلاح پرور تھے۔

ارشاد میں ہے ابو محمد الحسن بن محمد بن یحییٰ اپنے جد سے اور وہ رقیہ بنت موسیٰ علیہا السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رقیہ فرماتی ہیں محمد بن موسیٰ مسلسل وضو ونماز میں رہتے رات کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک گھنٹہ استراحت کرتے پھر جب نیند سے بیدار ہوتے تو وضو ونماز میں مشغول ہو جاتے حضرت رقیہ بنت موسیٰ نقل کرتی ہیں کہ کسی وقت بھی محمد بن موسیٰ کو نہیں دیکھا مگر یہ کہ قرآن سے اس آیت کو تلاوت کررہے ہوتے،

کانو قلیلاً من اللیل مایحجبون

ابراہیم بن موسیٰ کریم وشجاع تھے مامون کے زمانہ میں وہ یمن کے گورنر تھے محمد بن زید بن علی سے پہلے جس کی بیعت

ابوالسرایا نے کوفہ میں کی ابوالسرایا کے زمانہ میں زید نے خروج کیا زید نے بصرہ جا کر بنی عباس کے گھر جلادیا ابوالسرایا قتل ہوگیا زید پکڑا گیا مامون نے زید امام رضا علیہ السلام کو دے دیا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہر ایک صاحب فضیلت و منزلت تھے امام رضا علیہ السلام کو ان پر زیادہ فضیلت تھی۔

بحار میں مناقب سے نقل ہے کہ امام علیہ السلام کی اولاد فقط تیس فرزند تھے ایک قول ہے کہ ۳۷ر سے اٹھارہ بیٹے بقیہ بیٹیاں ہیں۔

بیٹے: ابراہیم، عباس، قاسم، عبداللہ، زید، حسن، فضل ایک ماں سے۔

اسماعیل، جعفر، ہارون، حسن ایک ماں سے کہ جن کا نام ام ولد ہے۔

احمد، محمد، حمزہ بھی ام ولد سے ہیں،

ابراہیم، عباس، اسماعیل، محمد، عبداللہ، عبیداللہ، حسن، جعفر، اسحاق اور حمزہ ایک ماں سے تھے۔

عقیل، عبدالرحمٰن تیرہ بھائی ہیں۔

بیٹیاں: امام علیہ السلام کی ۱۹ر بیٹیاں تھیں، خدیجہ، ام فروہ، ام العیعا، علیہ، فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، نزیہہ، کلثوم، ام کلثوم، زینب، ام القاسم، حکیمہ، رقیہ صغریٰ، ام رحیۃ، ام سلمہ، ام جعفر، لبابہ اسماء، امامہ، میمونہ، مادری اولاد ہیں۔

کشف الغمہ میں ابن اخشاب کہتا ہے کہ امام علیہ السلام کے ۲۰ر بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں ہیں۔

بیٹوں کے نام: حضرت امام رضا علیہ السلام زید، ابراہیم، عقیل، ہارون، حسن، حسین، عبداللہ، اسماعیل، عبیداللہ، عمر، احمد، جعفر، یحییٰ، اسحاق، الیاس، حمزہ، عبدالرحمٰن، قاسم، جعفر اصغر، کہ جن کو عمر محمد کی جگہ جعفر اصغر کہا جاتا تھا۔

بیٹوں کے نام: خدیجہ، ام فروہ، اسماء، علیہ، فاطمہ، ام کلثوم، ام کلثوم، آمنہ، زینب، امامہ، میمونہ، ام عبداللہ، زینب صغریٰ، ام القاسم، حکیمہ اسماء صغریٰ، محمودہ۔

بحار میں عمدۃ الطالب سے منقول ہے کہ امام علیہ السلام کے ساٹھ فرزند تھے ان میں سے ۳۷ر بیٹیاں اور ۲۳ر بیٹے ہیں کہ جن میں پانچ بیٹوں سے نسل نہیں بڑھی اس میں سب کا اتفاق ہے وہ عبدالرحمٰن، عقیل، قاسم، یحییٰ، داود ہیں اور تین سے فقط بیٹیاں نہیں ہے ان میں اختلاف ہیں وہ سلیمان فضل اور احمد ہیں پانچ بیٹوں سے سلسلہ نسب چلنے میں علماء کا اختلاف ہے۔

وہ پانچ یہ ہیں حسین، ابراہیم، اکبر، ہارون، زید اور حسن۔ ان میں سے دس بیٹوں کی اولاد کا سلسلہ بڑھا اس میں سب کا اتفاق ہے وہ یہ ہیں علی، ابراہیم اصغر، عباس، اسماعیل، محمد، اسحاق، حمزہ، عبداللہ، عبیداللہ، جعفر اس روایت کو ابونصر بخاری نے بھی نقل کیا ہے۔

تاج الدین کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد کی تعداد تیرہ بیٹے کہ جن میں چار کی اولاد زیادہ تھی وہ امام علی رضا علیہ السلام ابراہیم، مرتضیٰ، محمد عابد اور جعفر ہیں، عبداللہ، عبیداللہ اور حمزہ ہیں پانچ کی اولاد بہت کم تھی وہ عباس، ہارون، اسحاق، اسماعیل

اور حسن ہیں حسین بن کاظم علیہ السلام کی اولاد ابوالحسن، عمر کے قول کے مطابق امام علیہ السلام کی زندگی تک تھی پھر ختم ہوگئی۔

فروع کافی میں محمد بن یحییٰ سے وہ موسیٰ بن حسین سے وہ سلیمان جعفری سے نقل کرتے ہیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے بیٹے قاسم سے فرمایا اے بیٹے اٹھو اور اپنے بھائی کے سرہانے سورہ صافات کی تلاوت کرو قاسم نے جب سورہ صافات کی تلاوت شروع کی جب آیت

اهم اشد خلقاً ام من خلقنا (سورہ صافات ۱۱)

تک پہنچا تو ان کی روح قفس عنصری سے آسانی کے ساتھ پرواز کرگئی یعقوب بن جعفر نے ان سے کہا کہ جب آدمی پر موت کا وقت سخت ہو تو سورہ یسین پڑھتے ہیں اور آپ نے ہم کو سورہ صافات کا حکم دیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹا جب سورہ صافات کو موت کے وقت پڑھا جائے تو خداوند اس کی روح کو آسانی جلدی سے نکالتا ہے۔

اکثر اصحاب نے سہل بن زیاد سے اور وہ ابن محبوب سے وہ یونس بن یعقوب سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بغداد سے واپس تشریف لائے فید کے مقام پر امام علیہ السلام کی بیٹی کا انتقال ہوگیا اسی جگہ دفن کیا اور حضرت نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا قبر کو بند کرنے کے بعد اس پر اسی بچی کا نام لکھ دو۔

قتل و غارت کا خطرناک حکم

مرحوم صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام میں عبید اللہ البزاز نیشاپوری سے نقل کرتے ہیں کہ جو انتہائی بوڑھے تھے کہتے ہیں کہ میرے اور حمید بن قحطبہ طوسی کے درمیان کاروباری معاملات رہے ایک دن میں ان کے گھر گیا اور اپنے آنے کا بتایا کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں میں نے اپنے سفر کے کپڑے بھی نہیں اتارے تھے ماہ رمضان نماز ظہر کا وقت تھا میں ان کے گھر میں داخل ہوا تو ان کے گھر میں پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا۔

میں نے اسے سلام کیا اور بیٹھ گیا وہ پانی اور ایک خالی برتن لایا پھر مجھے حکم دیا کہ ہاتھ دھوؤں میں ہاتھ دھوئے پھر دستر خوان بچھایا اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ میں نے اپنے ہاتھ روک لیے حمید نے مجھ سے کہا تم کیوں نہیں کھاتے میں نے کہا اے امیر یہ رمضان کا مہینہ ہے اور میں نہ مریض ہوں نہ کوئی اور عذر ہے شاید امیر کے پاس کوئی عذر ہوگا جس سے وہ افطار کر سکتے ہیں اس نے نے کہا میرے پاس بھی کوئی عذر نہیں کہ کھانا کھاؤں میرا جسم صحیح و سالم ہے پھر میری آنکھوں سے آنسو آگئے اور وہ بھی رویا پھر میں نے کھانے کے بعد کہا اے امیر تم کیوں گریہ کرتے ہو کہا:

ہارون نے طوس میں مجھے ایک رات بلایا اور میں اس کے حضور پہنچا تو دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک چراغ اور ایک تیز تلوار ہے ایک درباریوں میں سے اس کے پاس کھڑا ہے جب اس کے روبرو کھڑا ہوا اس نے میری طرف اپنا سر بلند کیا اور

کہا کس حد تک اپنے امیر (ہارون) کی اطاعت پر آمادہ و تیار ہو میں نے کہا اپنی جان و مال کی حد تک ہارون نے اپنا سر نیچے کیا پھر مجھے جانے کی اجازت دی گھر واپس آیا تھوڑی دیر بعد پھر ہارون کا ماموں آیا اور کہا ہارون بلا رہا ہے اٹھا ہارون کے پاس گیا خود سے کہا:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۱۵۶﴾ (البقرۃ:۱۵۶)

مجھے ڈر ہے کہ مجھے قتل نہ کر دے مجھے جب دیکھا تو کہا کس حد تک میری اطاعت کر سکتے ہو میں نے کہا اپنی جان، مال اور ناموس کی حد تک ہارون مسکرایا اور مجھے واپس جانے کی اجازت دے دی گھر واپس لوٹا پھر کچھ دیر بعد تیسری دفعہ بلایا میں ہارون کے پاس گیا اس کو خشم و غصے میں دیکھا میری طرف دیکھ کر کہا کس حد تک اپنے امیر (ہارون) کی اطاعت پر تیار ہو میں نے کہا جان، مال، ناموس اور اپنے دین کی حد تک ہارون مسکر دیا اور مجھے تلوار دی اور کہا یہ لو تلوار اس خادم کے ساتھ جاؤ جو حکم دے اسے انجام دو خادم کے ہمراہ ہارون کے محل سے باہر نکلا ایک گھر کے دروازے پر پہنچے جو بند تھا خادم سے دروازہ کھولا مجھے ایک کمرے میں لے گیا۔

میں جب کمرے میں داخل ہوا تو ایک دم ۲۰ ر پیر و جوان کو دیکھا کہ جو زنجیروں میں جکڑے تھے خادم نے مجھ سے کہا امیر کا حکم ہے ان کو قتل کرو میں نے سب سادات علوی کو قتل کر دیا خادم ہر ایک کے سر کو اٹھا کر ایک کنویں میں پھینکتا رہا پھر دوسرے کمرے کو کھولا اس میں بھی بیس سادات اور امام زادے دیکھے۔

خادم نے حکم دیا میں نے ایک ایک کے سر کو تن سے جدا کیا اس نے کنویں میں سروں کو پھینکا پھر ایک اور کمرے کا دروازہ کھولا وہاں بھی بیس زندانی و قیدی تھے ان سب کو قتل کیا جب آخری آدمی تک جو بوڑھا تھا باقی بچا مجھ سے کہا تم پر ہلاکت ہو قیامت کے دن ہمارے جد رسول اللہ کو کیا جواب دے گا اگر انہوں نے پوچھا کہ ساٹھ آدمی کہ جو میری اولاد سے تھے اور امام علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے تھے کیوں ناحق خون بہایا اس وقت مجھ پر خوف و لرزہ طاری ہو گیا۔

خادم غصے سے مجھے ڈانٹنے لگا مجبوراً اس بوڑھے کو بھی قتل کر دیا خادم نے ان کے سروں کو کنویں میں پھینک دیا۔

جب میں نے یہ سب کچھ کر دیا اور ساٹھ سادات اولاد رسول کو قتل کر دیا پس مجھے روزہ و نماز کیا فائدہ دیں گے اور مجھے کوئی شک نہیں کہ میں جہنمی و دوزخی ہوں۔

دسواں باب

امام علی رضا علیہ السلام کے حالات زندگی

پہلی فصل

مادر گرامی، ولادت، القاب وکنیت اور انگوٹھی کا نقش

مرحوم صدوق عیون میں حاکم ابی علی الحسین بن احمد بیہقی م ۳۵۲ھ کہتا ہے: ہم کو محمد بن یحییٰ صولی نے بتایا کہ امام رضا علیہ السلام جن کا نام امام علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن امام علی بن الحسین بن امام علی بن ابی طالب علیہم السلام ہے ان کی مادر گرامی ام ولد جن کا نام تکتم تھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ان کے مالک ہوئے۔

عیون میں صولی کہتا ہے: مجھ سے عون بن محمد کندی نے کہا کہ میں نے ابوالحسن علی بن میثم سے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا کہ جس طرح میں ائمہ علیہ السلام کے امور اور اخبار ونکاح کو پہچانتا ہوں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ حمیدہ خاتون نے (جو اشراف وبزرگان عجم میں سے تھیں) ایک کنیز خریدی اور اس کا نام تکتم رکھا اور وہ کنیز سعادت مند عقل ودین، شرم وحیا میں بہترین زنان تھیں۔

اور اپنی خاتون جناب حمیدہ کی بڑی تعظیم کرتی تھیں اور جس دن سے اسے خریدا کبھی بھی ان کے پاس ان کی تعظیم وجلال کی وجہ سے نہ بیٹھی پھر حمیدہ خاتون نے ایک دن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا اے فرزند گرامی تکتم ایک ایسی لڑکی ہے کہ میں نے محاسن اخلاق میں اس سے بہتر کسی کو نہیں پایا اور میں جانتی ہوں جو نسل اس کے وجود میں آئے گی وہ پاک وپاکیزہ ہوگی وہ آپ کو بخش دیتی ہوں اور آپ سے التماس کرتی ہوں کہ اس کی حرمت کا خیال رکھنا جب امام رضا علیہ السلام اس سے پیدا ہوئے تو اسے طاہرہ کا نام دیا گیا اور امام رضا علیہ السلام زیادہ دودھ پیتے تھے ایک دن طاہرہ نے کہا کہ ایک دودھ پلانے والی میری مددگار مہیا کی جائے۔

کہا گیا کیا تمہارا دودھ کم ہے کہنے لگی میں جھوٹ نہیں بول سکتی خدا کی قسم دودھ تو میرا کم نہیں لیکن وہ نوافل اور جواذکار میں پہلے سے انجام دیتی تھی اور جن نوافل کی عبادت کرتی ہوں دودھ پلانے سے کم ہو گئے اس وجہ سے میں معاون چاہتی ہوں تاکہ اپنے اوراد ترک نہ کروں۔

حاکم ابوعلی نے کہا ہے کہ صولی کہتا ہے اسی دلیل سے ان کا نام تمتم تھا شاعر نے امام رضا علیہ السلام کی اس شعر میں مدح کی۔

لا ان خیر الناس نفسا ووالدا

ورهطا واحد اداً علی المعظم

اتنا به للعلم والحلم ثامنا

اماماً یوٗدی حجة الله تکتا

آگاہ ہو جاؤ کہ لوگوں میں سے بہترین نفس وولادت وقبیلے اور اجداد کے اعتبار سے امام علی رضا علیہ السلام معظم ومحترم ہیں ہمارے پاس ان کی بدولت علم وحلم آیا کہ آٹھویں امام علیہ السلام ہیں تکلم اپنی ماں کے وجود سے حجۃ اللہ ہیں۔

اس شعر میں ایک قوم نے ابوابراہیم بن عباس کے چچا کی طرف نسبت دی ہے۔

مجھے کوئی روایت اس پر نہ ملی ہے نہ میں نے سنی ہے نہ میں نے اس کی تحقیق کی ہے اور نہ اسے جھوٹ کہتا ہوں بلکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابوابراہیم بن ابوالعباس کے چچا کے اشعار یہ ہیں:

کفی بفعال امری عالم

علی اهله شاهدا شاهداً

اری لهم طارفا مونقا

ولا یشبه الطارف التالدُا

لمن علیکم باموالکم

ویقطون من مائة واحدا

فلا یحمد الله مستبصراً

یکون لا علائکم حامدا

فضلت قسیمک فی متعدد

کما فضل الولد الوالد

صولی کہتا ہے کہ میں نے یہ اشعار ابوعلی کے خط میں ان کے رجسٹر پر دیکھے اور پائے ہیں کہ جن میں وہ کہتا ہے کہ یہ میرے بھائی علی نے اپنے چچا یعنی امام علی رضا علیہ السلام پر لکھے کہ جس میں تسیمہ فی العدد سے مامون ہیں کہ جو عبدالمطلب کے اعتبار سے آٹھویں امام رضا علیہ السلام اور ان کی ماں تکتم جو عربوں کی عورتوں کے ناموں میں سے ہیں اکثر اشعار عرب میں ان کا تذکرہ آیا ہے جیسے یہ شعر۔

طاف الخيال فهاها سقما
خيال تكفي وخيال تكتما

صولی کہتا ہے کہ ابراہیم بن العباس صولی میرے باپ کے چچا نے امام رضا علیہ السلام کی مدح میں بہت اشعار کہے ہیں ان میں یہ کہ جن کا اظہار کرنے پر مجبور ہوا اور ہر ایک نے ان کی اتباع کی اور اشعار کہے صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم کی روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام کی ماں کا نام نوبیہ ہے ایک نام اروی ایک نجمہ ایک سمانہ کنیت ام البنین ہے۔

بحار میں مناقب سے منقول ہے کہ امام علیہ السلام کی مادر گرامی ام ولد ہے کہ جنہیں نوبیہ اور خیزران مربیہ کہا جاتا ہے اور نجمہ صغری، اور ام البنین ہے جب امام رضا علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کا نام طاہرہ رکھا گیا۔

عیون میں علی بن میثم اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حمیدہ خاتون امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ماں نے نجمہ کو خریدا تو ایک دن خواب میں رسول خدا کو دیکھا کہ وہ انہیں فرما رہے ہیں کہ اے حمیدہ یہ (نجمہ) اپنے بیٹے موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بخش دو کہ اس سے عنقریب ایک بیٹا متولد ہوگا کہ جو اہل زمین سے بہتر و برتر ہوگا۔

تو میں نے یہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بخش دی اس سے امام رضا علیہ السلام متولد ہوئے تو ان کا نام طاہرہ رکھا گیا۔ ان کے اور نام نجمہ، اروی، سکن، سمان اور تکتم ہیں تکتم ان کا آخری نام ہے علی بن میثم کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ نجمہ خاتون باکرہ (غیر شادی شدہ) تھیں کہ جب حضرت حمیدہ خاتون نے انہیں خریدا تھا۔

ہشام بن احمر کہتا ہے کہ ایک دن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کیا تم کو معلوم ہے کہ مغرب کے بردہ فروشوں میں سے کوئی آیا ہے میں نے کہا نہیں آیا آپ نے فرمایا: بلکہ آیا ہوا ہے چلو اس کے پاس چلیں پھر امام علیہ السلام سوار ہوئے اور میں بھی امام علیہ السلام کی خدمت میں سوار ہوا جب ہم معین جگہ پر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی مغرب کے تاجروں میں سے آیا ہوا ہے اور بہت سی کنیزیں اور غلام لے کر آیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ اپنی کنیزیں ہمارے سامنے پیش کرو وہ تو کنیزیں لے کر آیا اور ہر ایک کے متعلق امام علیہ السلام فرماتے کہ یہ مجھے نہیں چاہیے پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: اور لے آؤ وہ کہنے لگا اور میرے پاس نہیں ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ

تمہارے پاس موجود ہے اور اسے لے آؤ اس نے عذر کیا کہنے لگا خدا کی قسم سوائے ایک مریض کنیز کے اور میرے پاس نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہی لے آؤ اس نے عذر کیا اور امام علیہ السلام واپس آ گئے دوسرے دن مجھے اس کے پاس بھیجا اور فرمایا: کہ جو قیمت وہ کہے اس سے وہ بیمار کنیز میرے لئے خرید کر لے آؤ جب میں گیا اور وہی کنیز نے اس سے طلب کی تو اس نے اس کی قیمت بہت بتائی میں نے کہا کہ میں نے اس قیمت پر خرید کی اور کہنے لگا میں نے اسے فروخت کیا لیکن یہ بتاؤ کہ وہ آدمی کون ہے؟

جو کل تمہارے ساتھ آیا تھا میں نے کہا کہ بنی ہاشم میں سے ایک ہے وہ کہنے لگا بنی ہاشم کی کس شاخ سے ہے میں نے کہا اس سے زیادہ میں نہیں جانتا وہ کہنے لگا واضح ہو کہ میں نے یہ کنیز مغرب کے آخری شہروں سے خریدی ہے ایک دن اہل کتاب میں ایک عورت نے جب میرے پاس یہ کنیز دیکھی تو کہنے لگی کہ اسے کہاں لائے ہو۔

میں نے کہا: اسے میں نے اپنے لئے خریدا ہے کہنے لگی کہ مناسب نہیں کہ یہ کنیز تجھ جیسے آدمی کے پاس رہے اس کنیز کو بہترین اہل زمین کے پاس ہونا چاہیے جب اس کے تصرف میں آئے گی تو تھوڑے زمانہ کے بعد اس سے ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا کہ جس کی اہل مشرق و مغرب اطاعت کریں گے پھر کچھ عرصے کے بعد امام رضا علیہ السلام اس کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے مرحوم صدوق عیون میں عتاب بن رسید سے نقل کرتا ہے کہ میں نے اہل مدینہ کی ایک جماعت سے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام کی ولادت مدینہ میں جمعرات کے دن گیارہ ۱۱ ذیقعدہ سن ۱۵۳ ہجری کو ہوئی امام صادق علیہ السلام کے وقت شہادت سے پانچ سال پہلے۔

ایک قول ہے ۱۵۱ ہجری کو ولادت ہوئی شیخ مفید نے ۱۴۸ھ کہا ہے اصول کافی میں بھی ہے کہ ۱۴۸ ہجری میں امام علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

کشف الغمہ میں جنابذی کہتا ہے کہ ۱۵۳ھ ہے۔

جمال الدین کہتے ہیں کہ محمد بن طلحہ شافعی مطالب السؤل میں نقل کیا ہے کہ امام علیہ السلام کی ولادت گیارہ ذی الحجہ ۱۵۳ھ کو ہوئی اپنے جد امام صادق علیہ السلام کے دور میں پانچ سال کے تھے کہ جیسا کہ جب امام علیہ السلام کی شہادت ہوئی۔

دروس میں ہے کہ مدینہ میں ۱۴۸ھ میں ولادت ہوئی ایک قول ہے کہ ۱۱ ذی القعدہ کو ہوئی ہے۔

روضۃ الواعظین میں ہے کہ جمعہ کے دن امام علیہ السلام کی ولادت ہوئی ایک اور روایت میں ہے کہ جمعرات کے دن ۱۱ ذوالقعدہ سن ۱۴۸ ہجری میں ہوئی امام علیہ السلام کی ولادت ہے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ بعض ولادت کی روایات کا ذکر امام علیہ السلام کی شہادت کی فصل میں ذکر کریں گے۔

شیخ صدوق نے سند معتبر کے ساتھ جناب نجمہ خاتون امام رضا علیہ السلام کی والدہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب میں اپنے فرزند عظیم سے حاملہ تھی تو کسی قسم کا وضع حمل میں اپنے جسم میں محسوس نہیں کرتی تھی۔

جب میں عالم خواب میں ہوتی تو آواز تسبیح و تحلیل و تمجید پروردگار میں اپنے شکم سے سنتی اور خائف و ترساں ہو جاتی اور جب بیدار ہوتی تو وہ پھر آواز سنائی نہ دیتی اور جب وہ فرزند میرے بطن سے پیدا ہوا تو اس نے اپنے ہاتھ زمین پر ٹیک دیئے اور اپنا سر مطہر آسمان کی طرف بلند کیا اور اپنے لب ہائے مبارک کو حرکت دی اور کچھ کہا کہ جسے میں نہ سمجھ سکی اسی وقت میرے پاس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: گوارا ہو تیرے لئے اے نجمہ تیرے پروردگار کی کرامت پھر میں نے اس فرزند سعادت مند کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر امام علیہ السلام کو دیا۔

امام علیہ السلام نے اس بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور فرات کا پانی منگوایا اور اس کے تالو کو اونچا کیا پھر اس بچے کو میرے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا: اسے لے لو کہ یہ بقیۃ الارض ہے زمین میں میرے بعد خدا کی حجت ہے۔

مرحوم صدوق نے سند معتبر کے ساتھ محمد بن زیاد ازدی سے اکمال میں روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا جس دن امام رضا علیہ السلام پیدا ہوئے تھے آپ فرما رہے تھے کہ میرا یہ بیٹا ختنہ شدہ اور پاک و پاکیزہ ہے اور تمام ائمہ کی طرح پیدا ہوتے ہیں لیکن ہم ختنہ کی جگہ پر سنت کی اتباع کرتے ہوئے استرا پھیر لیتے ہیں۔

مرحوم کلینی اصول کافی میں حسین بن محمد سے وہ بعض اصحاب سے اور وہ ابن ابی عمیر سے وہ حریز سے وہ زرارہ سے وہ ابو جعفر سے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: امام علیہ السلام کی بہت سی نشانیاں ہیں:

۱. پاک و پاکیزہ پیدا ہوتا ہے۔
۲. ختنہ شدہ۔
۳. جب زمین پر آتا ہے تو اس کی خوشبو زمین کو معطر کر دیتی ہے۔
۴. بلند آواز سے کلمہ شہادتین زبان پر جاری فرماتا ہے۔
۵. اس کی آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن دل کو نیند نہیں آتی ہے۔
۶. تھوکتا نہیں۔
۷. ناک سے غلاظت نہیں نکلتا۔
۸. جس طرح وہ آگے دیکھتا ہے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتا ہے۔
۹. اس کا پسینہ کستوری کی طرح خوشبودار اور زمین ان کے پاخانہ کو نگل جاتی ہے۔

۱۰) جب رسول ﷺ کی زرہ پہنتا ہے تو پوری ہوتی ہے لیکن جب اس کا غیر لوگوں میں سے پہنے یا تو چھوٹی ہوگی یا ایک بالشت بڑی۔

۱۱) گزشتہ و آئندہ کے حوادث کو بیان فرماتا ہے۔

مرحوم صدوق ؒ عیون میں فرماتے ہیں کہ فضل بن عمر کہتا ہے کہ جب میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس گیا تو انھوں نے اپنی گود میں امام رضا علیہ السلام اپنے بیٹے کو بٹھائے ہوئے بوسہ لے رہے تھے اور انہیں اپنی زبان چوسا رہے تھے۔

اپنے سینے سے لگا کر فرمایا::

بابی انت وامی میرے ماں باپ فدا ہوں۔

کس طرح اچھی خوشبو تم سے آرہی ہے اور پاکیزہ پیدا ہوئے اور اپنے فضل و کرم کو بیان کیا تو میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں میرے دل میں اس بچے کی مودت نے گھر کر لیا ہے جو کسی ایک کے لئے نہیں کی سوائے آپ کے تو مجھ سے فرمایا::

اے مفضل!

ھومنی بمنزلتی من ابی وہ مجھ سے وہی منزلت رکھتا ہے جو میرے باپ کی ہے۔

ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم

راوی کہتا ہے کہ میں نے سوال کیا کہ کیا یہ آپ کے بعد صاحب الامر (امام) ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں!

من اطاعہ رشد ومن عصاہ کفر جس کی اطاعت ہدایت اور جس کی نافرمانی کفر ہے۔

سلیمان بن جعفر مروزی کہتا ہے کہ موسیٰ بن جعفر نے اپنے بیٹے کا نام علی رکھا امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کے نام پر اور فرمایا: میرے بیٹے رضا کو بلاؤ میں نے امام رضا علیہ السلام کو بلایا تو مجھے فرمایا: یہ میرا بیٹا رضا ہے۔

جب انہیں بلاتے تو یا ابوالحسن کے نام سے خطاب کرتے تھے۔

امام رضا علیہ السلام کو رضا کیوں کہتے ہیں

علل الشرائع میں احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتا ہے:

کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے مخالفین میں سے ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کو مامون نے رضا علیہ السلام کے لقب سے ملقب کیا ہے جب کہ آپ کو ولایت عہد کے لئے انتخاب کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں بلکہ خداوند متعال نے انہیں رضا کا لقب دیا ہے کیونکہ وہ پسندیدہ خدا تھے۔

آسمان میں اور رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ ان سے زمین پر خوش تھے اور انہوں نے انہیں امامت کے لئے پسند فرمایا:۔
میں نے عرض کیا کیا آپ کے تمام آباء واجداد خدا کے پسندیدہ نہیں فرمایا: ہاں! میں نے کہا پھر کیوں اور کس طرح سے ان میں سے آپ کو ہی اس لقب گرامی سے مخصوص کیا ہے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: اس لئے کہ انہیں دشمنوں اور مخالفین نے بھی پسند کیا اور ان سے راضی تھے جیسا کہ موافقین اور دوست ان سے خوش و راضی ہیں اور دوست و دشمن کا اتفاق ان کی خوشنودی پر یہ انہیں سے مخصوص تھا پھر اس لئے انہیں اس نام کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے۔
علامہ مجلسی رحمہ اللہ بحار میں مناقب سے نقل کیا ہے کہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ان کا نام تھا اور کنیت ابوالحسن اور آپ زیادہ مشہور لقب رضا ہے اور آپ کو سراج اللہ، نورالہدیٰ، مومنین کی آنکھوں کی ٹھنڈک، قرۃ عین المومنین مکیدۃ الملحدین کے مکر کو توڑنے والے کفوالملک وکافی الخلق، رب السریر، رب التدبیر، فضل، صابر، صدیق اور راضی ہے احمد بن نصر کہتا کہ آپ کو رضا اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس نام سے راضی ہے۔
اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین بھی اس کے بعد راضی تھے۔ ایک قول ہے کے مخالف و موافق سب راضی تھے ایک قول ہے کہ مامون ان سے راضی تھا۔
محمد بن طلحہ شافعی مطالب السؤل میں کہتا ہے کہ۔ ان کا نام علی ہے وہ تیسرے امام علی علیہ السلام امیر المومنین اور زین العابدین اور امام علی رضا علیہ السلام ہیں۔
کشف الغمہ میں ابن اخشاب کہتا ہے کہ ابوالحسن رضا علی بن موسیٰ کہ جو امین ابن صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب کی کنیت ابوالحسن اور لقب رضا، صابر، راضی اور وفی ہے۔
مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون میں ایک اور حدیث ہرثمہ بن اعین سے ان کی وفات کے باب میں ذکر کرتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام کو رضا، صادق، صابر، فاضل، قرۃ المومنین اور غیظ الملحدین کہا جاتا ہے۔
حسین بن خالد صیرفی کہتا ہے کہ میں نے ابوالحسن رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک آدمی اپنی انگلی میں انگوٹھی پہنتا ہے کہ جس پر لا الہ الا اللہ نقش ہے اور اس سے استنجاء کرتا ہے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: میں اس کو ناپسند کرتا ہوں تو میں نے عرض کیا کہ آپ پر فدا ہو جاؤں کیا رسول خدا اور آپ کے ابا واجداد میں سے اپنی انگلی میں انگوٹھی نہیں پہنتے تھے امام علیہ السلام نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن وہ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنا کرتے تھے اللہ سے ڈرو اور اپنے نفوس میں فکر کرو جب انگوٹھی کی بات چلی تو تمام ائمہ اور رسول خدا کی انگوٹھی کے نقش بتائے اور امام رضا علیہ السلام کی انگوٹھی پر بھی اللہ نقش تھا۔

حسین بن خالد کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں ایک اپنی تھی اور دوسری انہیں کے والد بزرگوار کی جیسا کہ شیخ کلینی نے موسیٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوالحسن رضا سے سوال کیا کہ آپ کی اپنی انگوٹھی اور آپ کے والد بزرگوار کے نقش کے متعلق تو فرمایا: میری انگوٹھی کا نقش ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور میرے والد بزرگوار کی انگوٹھی کا نقش حسبی اللہ تھا یہ وہی انگوٹھی ہے جو میری انگلی میں ہے۔

بحار میں کتاب عمدۃ التقویۃ علی بن یوسف بن مطہر حلی ؒ نے نقل کیا کہ امام رضا علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش ولی اللہ تھا۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی احادیث

☆ جو خدا کی تشبیہ اس کی مخلوق سے دے وہ مشرک ہے اور جو خدا کی طرف ان چیزوں کی نسبت دے جن کی ممانعت کی گئی ہے وہ کافر ہے (وسائل الشیعہ)

☆ ایمان اسلام سے ایک درجہ افضل ہے اور تقویٰ ایمان سے ایک درجہ افضل ہے اور نبی آدم کو یقین سے افضل کوئی چیز نہیں دی گئی۔ (بحار الانوار)

☆ ایمان فرائض کی ادائیگی اور محرمات سے اجتناب کا نام ہے۔ ایمان زبان سے اقرار کرنے، دل سے پہچاننے، اعضاء و جوارح سے عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ تحف العقول)

☆ ایمان کے چار رکن ہیں۔

(۱) خدا پر بھروسہ (۲) قضا (وقدر) الٰہی پر راضی رہنا

(۳) امر الٰہی کے سامنے سر سے تسلیم خم کرنا (۴) (تمام امور کو) خدا کے سپرد کرنا۔

☆ ایک شخص نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا! خدا کے بندوں میں سب سے اچھا کون ہے؟ فرمایا:

وہ لوگ کہ جو اچھا کام کرنے پر خوش ہوتے ہیں۔ اور بُرا کام کرنے پر استغفار کرتے ہیں۔ جب ان کو کچھ ملتا ہے تو شکر کرتے ہیں اور جب مبتلائے مصیبت ہوتے ہیں تو صبر کرتے ہیں۔ اور جب غضبناک ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں (تحف العقول)

دوسری فصل
امام رضا علیہ السلام کی امامت پر روایات

۱) روایت شیخ فاضل محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشی اپنی رجال میں صدوق ؒ اپنی عیون میں دونوں اپنی اسناد کے ساتھ محمد بن سنان سے نقل کرتے ہیں۔

کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے عراق آنے سے ایک سال پہلے ان کی خدمت میں گیا اور امام رضا علیہ السلام ان کے پاس بیٹھے تھے امام علیہ السلام نے مجھے دیکھ کر فرمایا: اے محمد اس سال ایک حرکت ہوگی تم اس پر جزع وفزع نہ کرنا میں نے عرض کیا قربان جاؤں وہ کیا حرکت ہوگی؟

اس جزع نے مجھے وحشت زدہ کردیا فرمایا: میں ان ظالموں کے پاس جاؤنگا پھر فرمایا: جو آدمی میرے اس بیٹے کے حق پر ظلم کرے اور میرے بعد ان کی امامت کا انکار کرے وہ ایسا ہی ہے کہ گویا اس نے رسول خدا کے بعد حضرت امام علی علیہ السلام کے حق پر ظلم کیا اور ان کی امامت کا انکار کیا تو میں نے جان لیا کہ امام علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے امام علیہ السلام ہیں میں نے عرض کی اللہ کی قسم اگر خدا نے مجھے لمبی عمر دی تو میں ضرور ان کے حق کو تسلیم کروں گا اور ان کی امامت کا اقرار کروں گا۔

اشهد انه من بعدک حجة الله علی من خلقه

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے بعد وہ حجت خدا ہے سب مخلوق پر اور دین کی طرف بلانے والے ہیں۔

پھر امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے محمد خدا آپ کو لمبی عمر دے گا اور تم میرے بیٹے اور ان کے قائم مقام کہ جو اس کے بعد ہے ان کی امامت پر دعوت دوگے میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں کون آپ کے بیٹے کے بعد امام علیہ السلام ہے فرمایا:۔ محمد ان کا بیٹا میں نے کہا میں تسلیم کرتا ہوں اور راضی ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تو کتاب امیر المومنین میں پائے گا البتہ ہمارے شیعہ بجلی کی طرح تاریک راتوں میں روشن ہونگے پھر فرمایا:۔ اے محمد مفضل بھول گیا تم بھی بھول جاؤ گے پھر فرمایا: اے محمد جان لو کہ جو ان سے متمسک ہو اس پر ہمیشہ ہمیشہ جہنم حرام ہے۔

مرحوم صدوق عیون میں عبدالرحمٰن بن حجاج سے وہ اسحاق وعلی سے کہتا ہے کہ میرا بیٹا امام صادق علیہ السلام کے پاس گیا اسحاق امام علی علیہ السلام دونوں عبدالرحمٰن بن اسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے مکہ میں اس حال کہ جب ان کے پاس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا خط تھا کہ جس میں ضروریات کا ذکر تھا ان دونوں نے باہم امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بیٹے علی سے ملنا ہے جب خط دیکھا تو لکھا

تھا کہ امام علی رضا علیہ السلام میرا بیٹا اور خلیفہ اور ان سب امور کا عالم ہے اس دن سے پچاس دن بعد امام کاظم علیہ السلام دنیا سے رخصت فرما گئے۔

اسحاق وعلی نے حسین بن علی بن احمد منقری اسماعیل بن عمر حسان بن معاویہ اور حسین بن محمد کے سامنے گواہی دی کہ ابوالحسن رضا امام علیہ السلام اور امام کاظم علیہ السلام کے وصی برحق اور خلیفہ مسلمین ہیں۔

ان دونوں کی گواہی حفص بن غیاث قاضی کے پاس قبول کی گئی مرحوم شیخ طوسی رحمہ اللہ کتاب غیبت میں ایوب بن نوح سے وہ حسن بن علی بن فضال سے وہ کہتا ہے کہ میں نے علی بن جعفر علیہ السلام سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میرا بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس تھا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی حجت زمین میں میرے بعد میرے بیٹے رضا ہیں اے علی یہ تمہارا صاحب وامام علیہ السلام یہ مجھ سے اسی طرح منزلت رکھتا ہے جیسے میں اپنے باپ سے رکھتا تھا یعنی امام علیہ السلام تھا خدا تجھے دین پر ثابت قدم رکھے میں نے گریہ کیا اور عرض کیا خدا کی قسم میں بھی یہی پوچھنے آیا تھا۔

پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: اے علی علیہ السلام میرا موت کا وقت قریب ہے میرے لئے رسول خدا اسوہ حسنہ ہیں اور امیر المومنین امام علی علیہ السلام فاطمہ سلام اللہ علیہا حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام یہ اس وقت فرمایا: کہ جب ہارون نے دوسری بار امام علیہ السلام کو قید کیا۔ عیون میں بکر بن صالح سے کہ میں نے ابراہیم بن ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے کہا تیرا قول تیرے باپ کے بارے میں کیا ہے؟

اس نے کہا وہ زندہ ہیں میں نے کہا تیرا بھائی امام رضا علیہ السلام کے بارے میں کیا نظریہ ہے کہنے لگا وہ با اعتماد وصادق ہے میں نے کہا تیرے باپ کی وصیت ہے؟

کہنے لگا ہاں میں نے کہا کون وصی ہے کہنے لگا میرے باپ نے ہم سے پانچ کا نام لیا اور امام علی رضا علیہ السلام کو ہم پر مقدم کیا۔

اصول کافی میں احمد بن مہران سے وہ محمد بن علی سے وہ ابوالحکم ارمنی سے وہ عبداللہ بن ابراہیم بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے وہ یزید بن سلیط زیدی سے کہ ابوالحکم کہتا ہے کہ مجھے عبداللہ بن محمد بن عمار جرمی نے کہا کہ یزید بن سیط کہتا ہے کہ میں عمرہ بجالانے مکہ جارہا تھا راستے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملاقات کی میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جگہ کو آپ پہچانتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! تم بھی اس جگہ کو پہچانتے ہو؟ عرض کیا ہاں میں نے اپنے والد کے ہمراہ آپ اور آپ کے والد صاحب امام صادق علیہ السلام سے اس جگہ ملاقات کی تھی اس وقت آپ کے دوسرے بھائی آپ کے ساتھ تھے میرے والد نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں آپ ہی ہمارے امام علیہ السلام

ہیں اور کوئی موت سے آزاد نہیں ہے آپ ایسی چیز ارشاد فرمائیں کہ میں دوسروں کے لئے بیان کرسکوں اور گمراہ نہ ہوں۔

امام صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے ابوعمارہ یہ سب میرے فرزند ہیں اور ان میں سب سے بزرگ یہ ہیں یہ کہہ کر آپ کی طرف اشارہ فرمایا: تھا۔

ان میں علم، حلم، فہم اور سخاوت ہے وہ تمام چیزیں جن کی ضرورت لوگوں کو پیش آئے گی ان سب کا انہیں علم ہے اور وہ تمام دینی و دنیاوی امور جن کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہے ان سب سے یہ آشنا ہیں۔

بہترین اخلاق کے مالک ہیں اور خداوند متعال کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔

اس وقت میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی:

میرے والدین آپ پر نثار ہو جائیں آپ بھی مجھے اپنے والد ماجد کی طرح اس حقیقت سے آگاہ فرمائیں اور آپ کے بعد امام علیہ السلام کون ہوگا اس کی معرفت فرمائیں امام علیہ السلام پہلے تو آپ نے امامت کے بارے میں بیان فرمایا: اور اس کی حقیقت کی وضاحت فرمائی کہ امامت ایک امر الٰہی ہے خدا ورسول کی طرف سے اس کا معین ہونا اس وقت ارشاد فرمایا:

الامر الیٰ النبی علی سمی علی وعلی۔

میرے بعد میرے فرزند علی ہوں گے وہ امام علیہ السلام اول امام علی علیہ السلام بن ابی طالب علیہ السلام کی چوتھے علی بن الحسین کے ہم نام ہونگے۔ اس وقت اسلامی معاشرہ پر سخت پابندیاں ودشواریاں حکم فرما تھیں اس لئے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی گفتگو کے آخر میں یزید بن سلیط سے فرمایا: جو کچھ میں نے کہا ہے اس کو امانت کی طرح اپنے پاس محفوظ رکھنا اور صرف ان لوگوں سے بیان کرنا جن کی صداقت کا تمہیں یقین ہو۔

یزید بن سلیط کا کہنا ہے کہ امام کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا قبل اس کے کہ میں کچھ عرض کرتا امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے یزید میرے ساتھ عمرہ کرنے کیلئے چلو گے؟

عرض کیا میرے والدین آپ پر نثار ہو جائیں جیسا آپ فرمائیں لیکن اس وقت میرے پاس سفر کا خرچ نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمام اخراجات میں برداشت کرونگا حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوا جس جگہ امام صادق علیہ السلام اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملاقات کی تھی وہاں پہنچا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملاقات اور ان سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ سب میں نے تفصیل سے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔

مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون میں علی بن حکم سے وہ حیدر بن ایوب سے کہ وہ کہتا ہے کہ ہم مدینہ میں معروف جگہ قبا میں تھے اس میں محمد بن زید بن علی تھا وہاں بیٹھے تھے کہ ہم سے اس وقت کہا ہم آپ پر فدا ہوں۔

آپ کے بعد امام علیہ السلام کون ہے تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ستر آدمی اولاد امام علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہما سے بلائے اور فرمایا: ہمارے بیٹے امام علی رضا علیہ السلام کے وصی و وکیل میری زندگی اور موت کے بعد کی گواہی دو پھر فرمایا: خدا کی قسم اس کے بعد آج سے یہ امام علیہ السلام ہیں میرے بعد شیعوں کو کہہ دینا حیدر نے کہا کیا یہ بقیۃ اللہ علیہ السلام امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ خود وصیت کریں گے علی بن حکم کہتا ہے کہ جب حیدر مرا تو شک میں تھا کہ یہ بقیۃ اللہ ہیں۔

شیخ ابو عمر محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشی اپنی رجال میں حمدویہ سے نقل کرتا ہے کہ حسن بن موسیٰ سے محمد بن اصبغ نے ان سے ابراہیم سے ان سے عثمان بن قاسم نے کہا کہ مجھے منصور بن یونس نے کہا کہ مجھے امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: اے منصور آج میں کیا کہونگا میں نے کہا میں نہیں جانتا امام علیہ السلام فرمایا: امام علی علیہ السلام میرا بیٹا میرا وصی اور میرے بعد تمہارا امام علیہ السلام ہے جاؤ ان کو مبارک دو۔ ان سے مسائل پوچھو راوی کہتا ہے میں امام رضا علیہ السلام کو مبارک دی تو فرمایا: تم جان لو کہ جو میرے باپ نے حکم دیا ہے اس کا انکار کرو گے پھر منصور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعد امام رضا علیہ السلام کی امامت کا اسی لئے انکار کیا کہ اس کے پاس بیت المال تھا۔

عیون میں علی بن عبید اللہ ہاشمی سے منقول ہے کہ اسماعیل کی قبر پر ہم ساٹھ آدمی تھے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے بیٹے رضا علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو ہم نے عرض کیا آپ ہمارے سردار و بزرگ ہیں تو فرمایا: میرا نام اور میرا نسب بتاؤ ہم نے کہا آپ موسیٰ بن جعفر بن محمد علیہ السلام ہو تو فرمایا: یہ میرے ساتھ کون ہے ہم نے کہا یہ علی بن امام موسی بن جعفر علیہ السلام ہیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: پس شہادت دنیا کہ یہ امام علیہ السلام وکیل میری زندگی میں اور میرا وصی میری موت کے بعد ہے۔

عیون میں محمد بن زید ہاشمی سے منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے شیعوں سے فرمایا: کہ میرے باپ نے میرے بارے میں کیا وصیت کی تو کہنے لگے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے آپ کے بارے میں امام علیہ السلام و وصی ہونے کی وصیت کی۔

عیون میں عبدالرحمٰن بن حجاج سے منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام رضا علیہ السلام کے بارے میں وصیت کی اور ایک وصیت پر ساٹھ آدمیوں سے دستخط اور گواہی دلوائی مدینہ کے جو معروف لوگ تھے۔

عیون میں حسین بن شبیر کہتا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس ان کا بیٹا امام علی رضا علیہ السلام کھڑا تھا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: کہ جس طرح میرا بیٹا امام علی رضا علیہ السلام کھڑا ہے اسی طرح غدیر میں رسول خدا نے امام علی علیہ السلام کو کھڑا کیا اور فرمایا: اے اہل مدینہ اے اہل مسجد ہذا وصی من بعدی میرے بعد یہ میرے وصی ہیں۔

عیون میں عبداللہ بن حارث اور اس کی ماں اولاد جعفر بن ابو طالب علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ہم سب کو جمع کر کے پوچھا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تم لوگوں کو کیوں اکٹھا کیا گیا ہے ہم نے کہا نہیں فرمایا: تم لوگ گواہ

رہنا کہ میرا بیٹا میرا وصی میرا خلیفہ میرے امور کا قیم ہے۔ جس کا قرض میرے اوپر ہو اس سے لے لے اور اگر میں نے کسی سے کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ بھی ایفائے وعدہ کا تقاضا ان سے کرے اور اگر کسی کو مجھ سے ملنا ضروری ہے تو پھر بغیر ان کے خط کے مجھ سے ملاقات نہ کرے۔

عیون میں عبداللہ بن مرحوم کہتا ہے کہ میں بصرہ سے مدینہ کی طرف نکلا تو راستے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بصرہ کی طرف جا رہے تھے۔ مجھے ایک خط دیا اور حکم دیا کہ اسے مدینہ پہنچانا میں نے عرض کیا کس کو دوں میں آپ پر قربان جاؤں؟ فرمایا: میرے بیٹے امام علی رضا علیہ السلام کو کہ وہ میرے وصی میرے امور کے قیم اور میری اولاد میں بہترین وزیر ہیں۔

عیون میں حسن بن علی خراز کہتا ہے کہ ہم مکہ کی طرف نکلے تو ہمارے ساتھ علی بن ابوحمزہ اور ان کے پاس بہت مال ومتاع تھا ہم نے اس سے کہا کہ یہ کسی کا ہے کہنے لگا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا مال ہے انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کے بیٹے امام علی رضا علیہ السلام کو پہنچاؤں اور مجھے وصیت کی ہے کہ میرے بعد تمہارے امام علیہ السلام ہیں۔

مرحوم صدوق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علی بن ابوحمزہ نے موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعد مال سے انکار کیا اور امام رضا علیہ السلام کو نہیں دیا۔

رجال کشی میں ضحاک بن اشعث سے وہ داوود زربی سے نقل کرتا ہے داوود زربی کا بیان ہے کہ میں کچھ مال لے کر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں آیا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کچھ مال لے لیا اور کچھ چھوڑ دیا میں نے عرض کیا مولا یہ باقی مال مجھ سے کیوں نہیں لیا تو فرمایا: اس کا مالک تم سے خود طلب کرے گا جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو ابوالحسن الرضا علیہ السلام نے مجھ سے اس مال کو طلب کیا اور میں نے ان کے سپرد کر دیا۔

عیون میں سلیمان بن حفص مروزی کہتا ہے کہ میں امام علیہ السلام امام موسی بن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں گیا کہ امام علیہ السلام سے سوال کروں کہ آپ کے بعد کون امام علیہ السلام ہے؟

قبل اس کے کہ سوال کروں امام موسی بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا: اے سلیمان جان لے کہ امام علی علیہ السلام میرا بیٹا میرا وصی اور حجت خدا ہے مخلوق میرے بعد افضل واعلم ہے میرے باقی بیٹوں سے اگر تو میرے بعد زندہ رہے تو میرے شیعوں کے سامنے گواہی دینا کہ امام رضا علیہ السلام میرے اہل بیت سے ہے اور میری طرف سے میرے بعد امام علیہ السلام اور خلیفہ ہیں۔

کافی میں محمد بن اسحاق بن عمار کہتا ہے کہ میں نے ابوالحسن اول سے عرض کیا میری رہنمائی فرمائیں کہ میں اپنے دینی مسائل کو کس سے حاصل کروں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے بیٹے امام علی رضا علیہ السلام سے کہ اللہ کا فرمان ہے انی جاعل فی الارض خلیفہ جب یہ فرمایا: تو مجھے پورا پتہ چل گیا۔

کافی میں حسین بن نعیم صحاف کہتا ہے کہ میں، ہشام بن حکم اور علی بن یقطین بغدادی ایک ساتھ تھے کہ علی بن یقطین نے فرمایا: کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام عبد صالح کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک بچہ داخل ہوا جس کا نام علی تھا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

یا علی بن یقطین هذا علی وسید ولدی

اے ابن یقطین یہ امام علی رضا علیہ السلام میرے بیٹے امام علیہ السلام اور سردار ہیں جب میں نے ان کی کنیت سنی تو ہشام بن حکم نے چہرے پر ہاتھ لگا کر کہا۔ تجھ پر وی ہو کیسے تو کہہ رہا ہے علی بن یقطین نے کہا خدا کی قسم میں نے امام علیہ السلام سے ایسے ہی سنا ہے ہشام نے کہا تیری خیر میرے بعد ہے یعنی پہلے میری بات ہے۔

رجال کشی میں ہے کہ نصر بن قابوس کہتا ہے کہ میں ابوالحسن کاظم علیہ السلام کے ساتھ ایک گھر میں تھا۔

انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے پر آئے تو اپنا دروازہ کھٹکھٹایا تو دروازے پر ایک بچہ آیا جس کا نام علی اس کے ہاتھ ایک کتاب تھی۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا::

اے نصر اس کو پہچانتا ہے میں نے کہا ہاں یہ علی رضا علیہ السلام ہیں پھر فرمایا: اے نصر یہ جانتا ہے کہ اس کتاب میں کیا ہے میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا امام علیہ السلام نے فرمایا: اس میں علم جفر ہے کہ جس کو کوئی نہیں سمجھ سکتا مگر یا نبی یا وصی نبی پھر حسن بن موسیٰ نے کہا میری اپنی جان کی قسم اے نصر شک نہ کرنا یہاں تک کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام دنیا سے رحلت فرما گئے۔

صفار بصائر میں عبداللہ بن محمد اشعری سے وہ حسن بن موسیٰ سے وہ نعیم بن قابوس سے نقل کرتا ہے کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس تھا کہ فرمایا: سن میرا بڑا بیٹا اور میرا وصی ہے سب سے زیادہ اسے دوست رکھتا ہوں وہ میرے ساتھ جفر میں نگاہ کرتا ہے اس کا علم بھی رکھتا ہے اسی جفر میں نظر کرتا مگر نبی یا وصی نبی۔

مرحوم صدوق علیہ الرحمہ عیون سلمہ بن محرز سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے میں ابا عبداللہ سے کہا کہ ایک آدمی قبیلہ عجلیہ سے مجھ سے کہا ہے اس شیخ کے کتنے سال باقی ہیں۔ کہ وہ ایک سال یا دو سال کے بعد مر جائے گا پھر آپ چلے گئے کوئی ایک بھی وہاں آپ کا منتظر نہ تھا امام علیہ السلام ابو عبداللہ نے فرمایا: کیا تو نے یہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابن جعفر علیہ السلام کے لئے کیا ہے تم ان کے زمانہ کو درک کرو گے میں نے ان کے لئے ایک کنیز خریدی ہے کہ جس کا بیٹا انشاء اللہ فقیہ عالم ہوگا میرے بعد۔

مفیدؒ ارشاد میں حسین بن مختار سے نقل کرتے ہیں کہ کہتا کہ میرے پاس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ایک نوشتہ ہے جب وہ زندان میں قید تھے کہ جس میں لکھا تھا میرا ایک بڑا بیٹا رضا علیہ السلام دنیا میں آئے گا کہ تم کسی سے کچھ طلب نہ کرنا یہاں تک ان سے تیری ملاقات ہوگی اور اللہ مجھے موت دے دے گا۔

مرحوم صدوقؒ عیون میں اسی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ جب میں ابوالحسن کاظم علیہ السلام سے بصرہ میں ملاقات کی تو مجھے ایک خط دیا کہ جس میں امام رضا علیہ السلام کے بارے میں لکھا تھا کہ یہ میرا بیٹا امام علیہ السلام و میرا ولی عہد ہے۔

شیخ طوسیؒ کتاب غیبت میں ابوالحسن محمد بن جعفر اسدی سے وہ سعد بن عبداللہ سے وہ ہمارے اصحاب کی جماعت سے جن میں محمد بن حسین بن ابوخطاب اور حسن بن موسیٰ الخشاب، محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ، محمد بن سنان حسن بن حسن سے میں نے ابوالحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا آپ سے سوال ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: امام علیہ السلام کے بارے سوال کرو میں نے کہا: آپ کی مراد کیا ہے تو آپ کے سواء کسی غیر کو امام نہیں مانتا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: وہ میرا بیٹا امام علی علیہ السلام تمہارا میرے بعد امام ہے میں نے عرض کی: میرا مولا آپ مجھے جہنم کی آگ سے بچائیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ آپ میرے قائم ہیں اس امر میں امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں قائم نہیں پھر فرمایا: اے حسن ہر امام علیہ السلام اپنی امت کا قائم ہے جب وہ حجت غائب ہو تو ان کے بعد دوسرا امام علیہ السلام آتا ہے۔ جو مجھ سے معاملات و سوالات کرتا تھا اب میرے بیٹے امام علی علیہ السلام سے رابطہ رکھنا خدا کی قسم خدا ان کو دوست رکھتا ہے۔

کتاب غیبت میں احمد بن ادریس سے وہ علی بن محمد بن قتیبہ سے وہ فضل بن شاذان نیشاپوری سے وہ محمد بن سنان و صفوان بن یحییٰ سے وہ عثمان بن عیسیٰ سے وہ موسیٰ بن بکر سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتھ تھا تو مجھ سے فرمایا: کہ میرے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم خوش بخت آدمی ہو اس وقت تک موت تمہیں نہیں آئے گی کہ جب تک اپنی نسل سے امام علیہ السلام کو نہ دیکھ لے پھر اشارہ کیا امام رضا علیہ السلام اپنے بیٹے کی طرف اور فرمایا: خدا نے مجھے یہ فرزند دیا کہ جو میرے بعد میرا وصی ہے۔

غیبت میں سعد بن عبداللہ سے وہ محمد بن عیسیٰ بن عبید سے وہ علی بن حکم سے وعلی بن حسن بن نافع سے وہ ہارون بن خارجہ سے وہ کہتا ہے کہ مجھ سے ہارون بن سعد عجلی نے کہا کہ جب اسماعیل کی موت واقع ہوئی تمہاری گردنیں ان پر جھکی ہوئیں تھیں اور سوچ رہے تھے کہ امام صادق علیہ السلام بہت بوڑھے ہیں کل اگر ان کا انتقال ہو جائے تو بغیر امام علیہ السلام کے رہ جائیں گے میں نہیں جانتا کہ میں کیسا کہوں تو مجھے امام صادق علیہ السلام نے اس گفتگو سے خبر دی اور فرمایا: ادھر آؤ میری موت نہیں ہوگی کہ جب تک یہ شب و روز ختم نہ ہوں جب میں نے ان کے بیٹے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا تو امام علیہ السلام نے

فرمایا: موسیٰ بن جعفر بڑا ہو گیا ہے، ہم اس کی شادی کرتے ہیں عنقریب ان کے ہاں ایک بیٹا ہوگا کہ جوان کا وصی ہوگا کہ جیسے یہ میرے وصی ہیں۔

شیخ ایک اور حدیث میں کہتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے ایک طولانی حدیث میں ہمارے لئے ظاہر کر دیا کہ یہ (موسیٰ کاظم علیہ السلام) ان کے بعد امام علیہ السلام ہیں اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف کہ ان کی اولاد سے ایک صاحب الامر ہیں کہ جو دنیا کو ظلم وجور سے پر ہونے کے بعد عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

غیبت میں احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ سے وہ محمد بن احمد بن نصر بجلی سے وہ کہتا ہے کہ میں نے حرب بن حسن طحان سے سنا کہ وہ یحییٰ بن حسن عصری سے وہ یحییٰ بن مساور سے وہ کہتا ہے کہ شیعوں کی ایک جماعت کہ جس میں علی بن ابوحمزہ تھا میں نے سنا کہ جب علی بن یقطین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس آیا اس نے کچھ چیزوں کے بارے میں سوال کیا امام علیہ السلام نے اسے جواب دیا تو فرمایا: اے ابن یقطین تیرا صاحب مجھے قتل کرے گا علی بن یقطین رونے لگا اور کہا میں آپ کے ساتھ ہونگا فرمایا: نہیں بلکہ تم میرے قتل کی گواہی نہ دینا ابن یقطین نے کہا ہمارے لئے آپ کے بعد کون امام علیہ السلام ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرا بیٹا امام علی رضا علیہ السلام وہ میری اولاد میں سب سے بہتر ہے وہ مجھ سے ہی نسبت ومنزلت رکھتا ہے جو میں اپنے باپ سے رکھتا ہوں یعنی امام علیہ السلام ہیں ان کے پاس وہ سب کچھ ہے کہ جو شیعوں کو ضرورت ہے دنیا وآخرت میں یہ سید وسردار ہے اور یہ خدا کے مقربین سے ہے یحییٰ بن حسن حرب سے کہا علی بن ابوحمزہ نے جو کچھ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا مال رکھا اس سے انکار کیا ہے۔

یحییٰ بن مساور نے کہا کہ ابوحمزہ نے اپنا مال سمجھ کر دنیا وآخرت میں بدبختی مول لی پھر جب بعض بنی ہاشم امام علیہ السلام کے پاس آئے تو امام علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

شیخ مفید ارشاد میں داؤد رقی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں میں بوڑھا ہو گیا میرا ہاتھ پکڑو مجھے جہنم سے بچاؤ کون آپ کے بعد آپ کا وصی پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے بیٹے رضا کی طرف اشارہ کیا فرمایا: یہ تمہارا صاحب وامام علیہ السلام ہے میرے بعد۔

شیخ مفید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہی حدیث اشارے والی امام رضا علیہ السلام کی امامت پر، بہت سے ثقہ واہل ورع وتقویٰ وعلم نے داود بن رقی سے نقل کی ہے اور محمد بن اسحاق بن عمار اور علی بن یقطین، نعیم قابوسی حسین بن مختار، زیاد بن مروان مخزومی داود بن سلیمان، نصر بن قابوسی داود رزین یزید بن سلیط نے اور خاصہ وعامہ کا اس پر اجماع بھی ہے اور کاظم کی نص اور آپ ہی کے لئے اشارہ فرمایا: یہ سب آپ کی امامت کو معین کرتی ہیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مذکورہ اصحاب ومعتمد اور صاحب علم ورع شیعہ فقہاء نے امام رضا علیہ السلام کی امامت پر نص کی تشریح اور اشارہ ذکر کیا ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ روایات منقولہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے امامت امام رضا علیہ السلام کے بارے میں اس سے کہیں زیادہ اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے مضامین پر مشتمل ہیں کہ جن کو میں نے تکرار کے خوف سے ذکر نہیں کیا۔

اور بعض روایات کہ جو نص ہیں امام رضا علیہ السلام کی امامت پر ان کو ولادت امام رضا علیہ السلام کی فصل میں پہلے ذکر کر دیا ہے اور بعض امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حالات زندگی میں بھی ذکر کیا اور عنقریب بعض نصوص و روایات کا رضا علیہ السلام بارہ اماموں کی امامت کے ضمن میں اور اثبات غیبت امام علیہ السلام زمانہ اور کشف حیرت کے ضمن میں ذکر کریں گے جو روایات امام علیہ السلام کی امامت پر دلیل ان سے امام علیہ السلام کی اطاعت کا وجوب اور ان کا حجت ہونا ثابت ہے۔

عنقریب امام علیہ السلام کے معجزات اور دعاؤں کے قبول ہونے کے ضمن میں ذکر کریں گے کہ امام علیہ السلام کا غائب کی خبر دینا کائنات کے حالات بتانا اور مردوں کو زندہ کرنا اور مریضوں کو شفاء دینا تمام لوگوں کی زبانوں میں گفتگو کرنا اور پرندوں و جانوروں سے ہم کلام ہونا وغیرہ یہ سب وہ دلائل ہیں کہ جو انبیاء اور رسول خدا سے صادر ہوئے۔

ان میں ایک قصہ حبابہ والوالبیہ کا کہ جو امام رضا علیہ السلام کے زمانہ تک باقی رہی پھر جب مری تو اسی کو امام رضا علیہ السلام کی قمیص میں کفن دیا گیا۔

دوسرا واقعہ ام غانم ان کے علاوہ اور بھی واقعات کہ جن سے ہر مصنف امیر المومنین امام علی علیہ السلام کی امامت اور باقی ائمہ ھدیٰ کی امامت کو ان نصوص سے قبول کرتا ہے۔

تیسری فصل

امام علیہ السلام کے معجزے، غیب کی خبریں اور لوگوں کے دلوں کے بھید آشکار کرنا

امام علیہ السلام کے معجزے شمار کرنے سے زیادہ ہیں ہم چند معجزوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

ا۔ مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون میں ریان بن صلت سے نقل کرتے ہیں کہ کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور میرے دل میں یہ خیال تھا کہ امام علیہ السلام سے اپنے لئے لباس اور ان سے وہ درہم مانگونگا جس پر امام علیہ السلام کا اسم مبارک کندہ ہے میرے حاضر ہوتے ہی امام علیہ السلام نے اپنے غلام سے فرمایا: کہ یہ لباس اور سکے چاہتے ہیں انہیں دو لباس اور میرے نام کے تیس درہم دے دیں کیونکہ میں چاہتا تھا کہ امام علیہ السلام کے قیص ولباس سے اپنا کفن اور درہموں سے اپنی بیٹیوں کے لئے انگوٹھیاں بناؤنگا ایک روایت میں ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنے تن کی قیص اتار کر اور مصلے کے پیچھے سے کچھ درہم دیئے جن کو میں نے گنا تو وہ تیس تھے۔

مؤلف صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ حمیری، کشی، قطب راوندی اور علی بن عیسیٰ اربلی اس حدیث کو ریان بن صلت سے کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ نقل کیا ہے کہ سب میں مفہوم یہی ہے۔

۲۔ بصائر میں احمد بن محمد بن عیسیٰ سے وہ محمد بن حسن بن زعلان سے وہ محمد بن عبداللہ قمی سے نقل کرتے ہیں کہ میں امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھا مجھے پیاس نے نڈھال کیا اور میں نے ناپسند کیا کہ ان کی مجلس میں پانی طلب کروں امام علیہ السلام نے پانی منگوایا اور فرمایا: اے محمد پانی پیو یہ بہت ٹھنڈا اور پسندیدہ ہے۔

۳۔ عیون میں احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتا ہے کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد شک میں تھا۔ اور امام رضا علیہ السلام کو خط لکھا کہ مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ میرے ذہن میں کچھ سوال ہیں۔ امام علیہ السلام نے خط کا جواب دیا کہ جس میں لکھا تھا۔

عافا ناالله وایاک اماما طلبت من الاذن علیٰ، فان الرسول علی صعب وهو لاء قد ضیقوا علی ذلک فلست تقدر علیه الان وسیکون ان شاء الله

کہ خدا مجھے اور تم کو عافیت عطا کرے میرے پاس آنے کا تقاضا کیا کہ اجازت دوں میرے پاس آنا اور تیرا حاضر

ہونا مشکل ہے کہ مامون کے کچھ لوگ جاسوسی کر رہے ہیں اور مجھے لوگوں سے ملنے کے لئے عرصہ تنگ کر رکھا ہے انشاء اللہ آیندہ یہ مشکل رفع ہو جائے گی بزنطی کہتا ہے اس خط میں میرے ان سوالوں کا جواب تحریر تھا کہ جس کو دیکھ کر تعجب کیا اور میرا شک حقانیت امامت امام رضا علیہ السلام میں بدل گیا عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام رضا ہارون کے تحت فشار اور محاصرہ میں تھے۔

۴۔ عیون میں محمد بن حفص کہتا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا غلام کہتا ہے کہ میں اور ایک جماعت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ راستہ طے کر رہے تھے کہ سخت پیاس سے دوچار ہو گئے اور ہماری سواریاں پیاس سے نڈھال ہو گئیں یہاں تک کہ ہماری جانیں تلف ہونے کا خوف ہونے لگا تو ہم امام رضا علیہ السلام نے ایک مقام بتایا کہ جہاں پر پانی تھا اس مقام پر پہنچے وہاں سے پانی پیا اور پیاس بجھائی اور جانوروں کو بھی پانی سے سیراب کرایا پھر ایک اور قافلہ آیا تو ہم نے اس کے لئے وہی چشمہ تلاش کیا کہ جس سے سیراب ہوئے تھے ہمیں نہیں ملا تو ہم نے اولاد حضرت قنبر کہ جس کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی بتایا کہ فلاں جگہ پانی کے ہونے کا گمان ہے اور میں ان کے ساتھ امام علیہ السلام کے پاس آیا اور خراسان کے کسی پہاڑ پر چڑھے امام علیہ السلام کے پاس آئے تو پانی کا مقام بتایا پھر پانی دوبارہ ان کے لئے لایا گیا۔

۵. کشی اپنی رجال میں حمدویہ سے وہ علی بن خطاب سے نقل کرتا ہے کہ میں عرفہ مقام میں ٹھہرا ہوا تھا امام رضا علیہ السلام اور ان کے بعض رشتہ دار ساتھ آئے میرے سامنے کھڑے ہوئے میں بیمار تھا سخت بخار میں مبتلا تو امام رضا علیہ السلام نے غلام سے فرمایا: اس کے لئے پانی لاؤ جب وہ پانی لایا اور میں نے پیا تو میرا بخار اتر گیا۔

۶. خرائج میں ریان بن صلت کہتا ہے کہ میں خراسان میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے دل میں خیال آیا تھا کہ امام علیہ السلام سے کچھ وہ دینار طلب کروں گا کہ جن پر امام علیہ السلام کے نام کا سکہ ہے پھر جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنے غلام سے فرمایا: کہ ابو محمد ان دیناروں کو چاہتا ہے کہ جن پر میرا نام ہے ان میں سے تیس دینار لے آؤ وہ غلام لے آیا میں نے لئے اور میں نے دل میں کہا کہ کاش اپنے بدن کے کپڑوں میں سے مجھے دیتے جب یہ خیال میرے دل میں آیا تو حضرت اپنے غلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میرے کپڑے دھو کر اس طرح میرے پاس لے آؤ ظاہرا یوں ہونا چاہیے کہ میرے کپڑے نہ دھو اور جس طرح وہ ہیں انہیں لے آؤ پھر امام علیہ السلام کا ایک پیراہن، چادر اور شلوار لا کر مجھے دے دیا۔

۷. عیون میں حسن بن علی بن فضال کہتا ہے کہ مجھے عبداللہ بن مغیرہ نے کہا کہ میں واقفی مذہب پر تھا جب خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہوا تو میرا شک متزلزل ہو گیا ایک دن خوب گریہ کیا اور خدا سے دعا کی کہ مجھے راہ راست کی ہدایت فرما: اسی اثنا میں خیال آیا کہ مدینہ جاؤں مدینہ آیا زیارت قبر رسول خدا کے بعد امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کے

نوکر سے کہا کہ اپنے صاحب سے کہو کہ ایک آدمی عراق سے آپ کو ملنے آیا ہے امام علیہ السلام نے اجازت دی اندر داخل ہوا سلام کیا اور مجھے دیکھ کر امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے تیری دعا قبول کر لی ہے تم اب ہدایت پاؤ گے میں نے عرض کیا آپ حجت خدا ہیں مخلوق پر اور خدا کے امین ہیں۔

۸. رضا بصائر درجات میں احمد بن محمد سے وہ محمد بن ابی نصر سے نقل کرتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس قادسیہ گیا ان پر سلام کیا تو مجھ سے فرمایا: میرے لئے ایک کمرہ کرایہ پر لو کہ جس کے دو دروازے ہوں ایک داخل ہونے کے لئے اور دوسرا نکلنے کے لئے اور کسی کو یہ نہ بتانا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے امام علیہ السلام نے ایک خورجین دی کہ جس میں دینار اور مصحف تھے میرے پاس ان کا فرستادہ آیا تو میرے لئے جو کچھ حکم تھا فرمایا:

کہ پھر میں مصحف کھول کر پڑھوں تو میں نہیں پہچان سکا تو قلم لے کر چاہا کہ لکھ کر امام علیہ السلام سے سوال کروں تو ایک مسافر ان کی طرف سے آیا کہ جو میرے لئے نوشتہ لایا ان کے ساتھ رومال، دھاگے اور انگوٹھی تھی پھر کہا آپ کے مولا فرماتے ہیں کہ مصحف کو اس رومال میں رکھو اور اس پر مہر لگاؤ اور بھیج دو تو میں نے ایسے ہی کیا۔

۹۔ بصائر میں حشم نوعدی ذات ہے مہدی محمد بن فضل میری سے نقل کرتا ہے کہ میں امام کے پاس گیا کہ کچھ چیزوں کے متعلق سوال کروں میں اسلحہ کے بارے سوال کرنا بھول گیا تو میرے پاس ان کا غلام حسین بن بشیر آیا کہ جو امام علیہ السلام کا رقعہ لایا جس پر لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اپنے باپ کی جگہ ان کا وارث ہوں میرے پاس وہی کچھ ہے کہ جو ان کے پاس تھا۔

۱۰۔ بصائر میں موسیٰ بن عمر و احمد بن عمیر حلال سے نقل کرتا ہے کہ میں نے مکہ میں ایک گونگے سے امام علیہ السلام کو برا بھلا کہتے سنا تو میں مکہ میں آیا اور ایک چھری کہ جب مسجد سے وہ نکلے گا قتل کر دوں گا کہ امام علیہ السلام کو کیوں نازیبا الفاظ کہے ہیں جب میں کھڑا ہوا کہ مسجد سے نکلوں امام علیہ السلام کا خط ملا کہ میرے حق کی قسم اس گونگے کو کچھ نہ کہو مجھے خدا پر اعتماد ہے وہی میرے لئے کافی ہے۔

۱۱خرائج میں ابوہاشم جعفری کہتا ہے کہ ایک مجلس میں امام رضا علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا سخت پیاس کا احساس ہوا امام علیہ السلام کی ہیبت سے پانی مانگنے کی جرأت نہ کی امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوہاشم یہ پانی پیو پانی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: خادم پانی کی طرف گیا لا کر مجھے دیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ گنے کا شربت ہے پھر اس کے بعد مجھے پیاس کا احساس نہ ہوا۔

۱۲. خرائج میں محمد بن ابی نصر بزنطی کہتا ہے کہ میں امام علیہ السلام کے تین اور اصحاب کے ہمراہ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم ایک مدت تک امام علیہ السلام کی خدمت میں رہے جب ہم لوگ واپس جا رہے تھے تو امام علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کہ اے احمد تم بیٹھے رہو میرے ساتھی چلے گئے اور میں امام علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا رہا میرے ذہن میں جو سوالات

تھے وہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیے اور امام علیہ السلام نے ان سب کے جوابات مرحمت فرمائے اس وقت رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا میں نے چاہا کہ میں امام علیہ السلام سے اجازت لوں اور رخصت ہوں امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کہ اس وقت جاؤ گے یا ہمارے پاس رہو گے عرض کیا جیسا آپ ارشاد فرمائیں اگر حکم دیں تو میں یہیں رہ جاؤں اور اگر فرمائیں تو چلا جاؤں فرمایا: رہ جاؤ اور یہ ہے بستر (ایک لحاف رضائی کی طرف اشارہ کیا) امام علیہ السلام اپنے کمرے میں تشریف لے گئے میں مارے شوق کے سجدے میں گر گیا اور سجدے میں کہنے لگا۔

خدایا شکر ہے تیرا کہ تیری حجت علوم انبیاء کے وارث نے ان تمام لوگوں میں مجھ سے اتنا زیادہ اظہار محبت فرمایا: ابھی میں سجدے میں تھا کہ میں نے محسوس کیا کہ امام علیہ السلام میرے کمرے میں واپس تشریف لے آئے ہیں میں اٹھ کھڑا ہوا امام علیہ السلام نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور دبایا اور فرمایا: اے احمد امیر المومنین امام علی علیہ السلام صعصعہ بن صوحان (جو مولائے کائنات کے نزدیک ترین افراد میں سے تھے) کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جب امیر المومنین علیہ السلام واپس آنے لگے تو فرمایا: اے صعصعہ!

یہ جو میں تمہاری عیادت کے لئے آیا ہوں اس سے اپنے دوسرے بھائیوں میں فخر نہ کرنا میری عیادت اس بات کا سبب قرار نہ پائے کہ تم اپنے کو دوسروں سے بہتر سمجھنے لگو خدا سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو خدا کے لئے تواضع اور انکساری کرو تا کہ تمہیں بلندی اور عظمتیں عطا کرے (امام علیہ السلام نے اپنی اس گفتار اور عمل سے یہ نصیحت کی کہ کوئی چیز بھی تربیت نفس اور پاکیزگی اخلاق سے بہتر نہیں ہے کوئی بھی امتیازی حیثیت غرور وتکبر کا سبب نہ بننے پائے یہاں تک کہ امام علیہ السلام سے نزدیکی اور قرب بھی اس بات کا سبب نہ ہو کہ انسان اس کے ذریعہ دوسروں پر فخر ومباہات کرے اور اپنے میں برتری کا احساس کرنے لگے۔

ایک مقروض پر خاص عنایت

۱۳۔ عیون میں محمد بن عبدالرحمٰن ہمدانی سے وہ ابو محمد غفاری سے نقل کرتا ہے وہ کہتا ہے۔ کہ میں خاندان ابوطر میں رافع کا مقروض تھا وہ قرض پر اصرار کرنے لگا تو میں نے نماز صبح مسجد مدینہ میں پڑھی اور ارادہ کیا کہ امام رضا علیہ السلام کے پاس جاؤں خچر پر سوار ہوا اور جب امام علیہ السلام کے گھر پہنچا تو دیکھا امام علیہ السلام سواری پر ہیں۔

شرم محسوس کی کہ امام علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کروں امام علیہ السلام میری طرف آئے اور میری طرف دیکھا تو میں نے سلام عرض کیا رمضان کا مہینہ تھا عرض کیا کہ مولا آپ پر قربان جاؤں آپ کا غلام طبس مجھ سے قرض خواہ ہے اور اصرار کر رہا ہے میں نے دل میں سوچا کہ امام علیہ السلام غلام سے فرمائیں گے کہ صبر کرو میں نے یہ بھی نہیں کہا کہ کتنے پیسے وہ مجھ سے طلب

کر رہا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: بیٹھو جب تک میں آتا ہوں نماز مغرب پڑھی روزے سے تھا ابھی تک افطار نہیں کیا تھا کہ سوچا کہ واپس پلٹ جاؤں دیکھا امام رضا علیہ السلام کو فقراء لوگوں نے گھیرا ہوا ہے اور امام علیہ السلام ان کو پیسے دے رہے ہیں پھر گھر چلے گئے مجھے بلایا اور اپنے پاس بیٹھایا فرمایا: ابھی تک افطار نہیں کیا میں نے عرض کیا نہیں کھانا منگوایا اور غلام سے فرمایا::

اس کے ساتھ کھانا کھاؤ کھانا کھانے کے بعد فرمایا: اس بستر کو اٹھاؤ میں نے اٹھایا تو فرمایا: جو کچھ اس کے نیچے ہے اٹھاؤ میں نے دینار اٹھائے امام علیہ السلام نے چار آدمی میرے ساتھ بھیجے کہ مجھے گھر چھوڑ آئیں میں نے عرض کیا میں اکیلا چلا جاؤں گا کہ ابن مسیب کے غلام رات کو کہیں دیکھ نہ لیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: سچ کہا ہے۔ غلام سے فرمایا: کہ جب یہ کہے تو اسے چھوڑ کر واپس آجانا میں ان کے ساتھ گھر آیا جب قریب آیا تو کہا تم چلے جاؤ میرا گھر آ گیا ہے میں گھر میں داخل ہوا چراغ اٹھا کر دینار گنے تو ۵۰ رتھے چھبیس طبس کے قرض کے دیئے اور چوبیس بچ گئے ایک خوبصورت دینار دیکھا کہ جس پر لکھا تھا کہ ۲۶ ر انہیں دے دو بقیہ اپنے عیال پر خرچ کرو اور خدا کی قسم میں نے امام علیہ السلام کو نہیں بتایا تھا کہ میرے اوپر ۲۶ ر دینار قرض کے ہیں امام علیہ السلام خود ولی خدا تھے کہ جنہوں نے میری مشکل حل کی قرض بھی ادا ہو گیا اور دینار بھی خرچ کے لئے بچ گئے۔

۱۴. خرائج میں محمد بن عیسیٰ حسن بن علی بن یحیٰی سے کہ وہ کہتا ہے کہ میرے پاس دو کپڑے تھے کہ جو احرام میں پہنے دل میں خیال آیا کہ کیا یہ احرام میں پہن سکتا ہوں یا نہیں ان کو اتار کر دوسرے پہنے جب مکہ پہنچا تو میں نے خط امام علیہ السلام کو بھیجا اور پھر بھول گیا کہ ان کپڑوں کے بارے میں پوچھتا جب امام علیہ السلام کا جوابی خط ملا تو آخر خط میں لکھا تھا کہ وہ دو کپڑے کہ جن کے بارے میں تم شک میں ہو پہن سکتے ہو ان کو احرام میں پہنا جا سکتا ہے۔

۱۵. عیون میں حسن بن علی وشا کہتا ہے کہ میں نے عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث سے سوال کیا کہ امام رضا علیہ السلام سے پوچھوں کہ اس کے خطوط کو کیوں جلا دیتے ہو؟

پڑھنے کے بعد وشا کہتا ہے جب امام علیہ السلام کے پاس یہ پوچھنے گیا تو قبل اس کے کہ سوال کروں تو امام علیہ السلام نے پہلے فرما دیا کہ تا کہ کوئی غیر اس سے مطلع نہ ہو۔

۱۶. عیون میں احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتا ہے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ جب امام رضا علیہ السلام کے پاس جاؤں گا تو اپنے سن کے بارے میں پوچھوں گا جب امام علیہ السلام کے پاس بیٹھا تو قبل اس کے سوال کروں امام علیہ السلام نے میرے چہرے کی طرف نگاہ کی پھر فرمایا: کتنے سال کے ہو میں نے عرض کیا آپ پر قربان میں آپ سے سن میں بڑا ہوں میری عمر ۴۲ بیالیس سال ہے میں نے عرض کیا آپ پر قربان میں نے یہی سوال کرنے کا ارادہ کیا تھا امام علیہ السلام نے فرمایا: تم کو میں نے خبر دی۔

۱۷۔ عیون میں فیض بن مالک مدائنی ذروان مدائنی سے نقل کرتا ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا تو ارادہ کیا کہ عبداللہ بن جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں پوچھونگا امام علیہ السلام نے مجھے میرے سوال کرنے سے پہلے فرمایا: اے محمد بن آدم عبداللہ امام نہیں تھے بلکہ امام صادق علیہ السلام کے فقط بیٹے یہ فرما کر مجھے شک سے نکال دیا۔

۱۸۔ عیون میں عمر بن یزید سے منقول ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس تھا دو آدمی امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز قصر کے بارے میں سوال کیا آپ نے ان میں ایک کے جواب میں فرمایا: تیرے اوپر واجب ہے کہ نماز کو قصر پڑھے کیونکہ تو مجھ سے ملنے کی نیت سے آیا ہے اور دوسرے سے فرمایا: تیرے اوپر واجب ہے کہ تو پوری نماز پڑھے کیونکہ تو نے سلطان (بادشاہ ظالم) سے ملنے کا قصد کیا ہے تیرا سفر حرام ہے اس لئے پوری نماز پڑھنا واجب ہے۔

۱۹۔ عیون میں محمد بن عیسیٰ یقطینی کہتا ہے کہ میں نے ہشام عباسی سے سنا کہ وہ کہتا ہے ہشام عباسی اس لئے کہا کہ ایک دن مامون نے ہشام کی گود میں اپنے بیٹے کو بیٹھایا اور کہنے لگا اس کو ادب سکھاؤ تو ہشام امام علیہ السلام کے صحابی تھے لیکن اسی وجہ سے ہشام عباسی معروف ہوگئے۔

کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ (صداع) بیماری مجھے اذیت کررہی ہے کہ وہ مجھے دو کپڑے دیں کہ جن سے احرام باندھا ہو جب میں امام علیہ السلام کے پاس آیا اپنے مسائل کے جواب امام علیہ السلام نے دیئے تو میں وہ بات عرض کرنا بھول گیا جب کھڑا ہوا اور ان کا ارادہ کیا تو امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا امام علیہ السلام نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھی۔ میری بیماری دور ہوگئی اور مجھے دو احرام کے کپڑے عنایت کیے اور فرمایا: اس میں میں نے احرام باندھا ہے۔ عیسیٰ یقطینی کہتا ہے کہ میں نے جس قدر امام علیہ السلام سے سوالات کیے اور امام علیہ السلام نے مجھے ان کے جواب دیئے ان سب کو جمع کیا تو پندرہ (۱۵) ہزار مسائل تھے ایک اور روایت کے مطابق اٹھارہ (۱۸) ہزار مسائل پوچھے علامہ طبرسی ابوصلت ہروی سے نقل کرتے ہیں کہ ابوصلت نے کہا۔

قد رائیت اعلم من علی بن موسیٰ الرضا والاراده عالم الا شهد بمثل شهادتی:

کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عالم تر کسی کو نہیں دیکھا اور کسی عالم و دانشور نے دیکھا جب ان کو مگر میری طرح ان کے علم کی گواہی دی ہے۔

۲۰۔ عیون میں حسن بن علی وشا کہتا ہے کہ میں نے بہت سے لکھے ہوئے خطوط امام رضا علیہ السلام کی طرف جانے سے پہلے اٹھائے اور سواری پر رکھے جب خراسان پہنچا تو امام علیہ السلام کی طرف سے ایک آدمی آیا کہ وہ سواری امام علیہ السلام فرماتے

ہیں میری طرف بھیج دو کہ جو ہمارے لئے ہے میرے ذہن میں نہیں تھا میں نے عذر خواہی کی کہ میں آپ کا سامان نہیں لایا خادم چلا گیا پھر واپس آیا اور کہنے لگا البتہ تلاش کرو۔

میں اٹھا اور اپنے غلاموں کے ساتھ تلاش کرنے لگا لیکن پیدا نہ کرسکا خادم سے کہا مجھے یاد نہیں اور نہ میرے مال میں ان کا سامان ہے اگر ہوتا تو جس قدر تلاش کیا ہے پیدا کر لیتا خادم امام علیہ السلام واپس چلا گیا پھر واپس تیسری بار آیا اور کہنے لگا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ وہ صندوق کہ جو تو نے چوری کیا ہے اس میں تلاش کرو جب جستجو کی تو سامان پیدا کر لیا امام علیہ السلام کے پاس خود لے کر حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی اطاعت واجب ہے اور آپ کی امامت کا اقرار کرتا ہوں اسی طرح میں مذہب واقفیہ کو چھوڑ کر ہدایت پا گیا۔

۲۱. عیون میں حسن بن علی وشا کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے میری طرف غلام بھیجا کہ جس کے پاس میرے نام رقعہ تھا کہ جس میں لکھا تھا کہ میری طرف فلاں جگہ کے کپڑے بھیجو میں نے غلام کو رقعہ دیا کہ میرے پاس نہیں امام علیہ السلام نے پھر بھیجا کہ تو نے حسن کو پہنچانا چاہا کہ جس کا میں نے حکم دیا تو بھول گیا ہے تو اس وقت دیکھا وہ تھے۔

۲۲. کشی اپنی رجال میں خلف بن حامد سے وہ ابوسعید خدری سے وہ حسین بن بشار سے نقل کرتا ہے کہ جب امام موسیٰ علیہ السلام دنیا سے رحلت فرما گئے تو میں علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے پاس آیا اور میرے عقیدے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی موت واقع نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی امام رضا علیہ السلام کی امامت کا اقرار کرتا تھا مگر دل میں خیال آیا کہ ان سے کچھ سوال کروں اگر جواب دیں تو پھر ان کی تصدیق کروں۔

جب میں مدینہ روانہ ہوا اور امراء کے مقام پر پہنچا اور امام علیہ السلام سے طلب اجازت طلب کی اور ارادہ کیا کہ ان سے بزرگوار کے بارے سوال کروں تو امام علیہ السلام نے مجھ سے پہلے گفتگو شروع کی اور فرمایا: اے حسین اگر تو خدا کو بغیر حجاب کے دیکھے تو دیکھ سکتا ہے، لیکن خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔

یعنی خدا کو تو نہیں دیکھ سکتا پس آل محمد کو ولایت دی ہے کہ وہ ولی امر جو ان میں سے ہے اسے دیکھے میں خدا کو دیکھ سکتا ہوں۔ اس کی طرف سے ولی ہوں حسین نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے والد کی موت اور آپ کی امامت کے بارے پوچھوں امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اگر تو شدت امر سے ہے تو میں تجھے بتاؤں کہ تو مجھ سے کیا پوچھنا چاہتا ہے پھر تھوڑے سے خاموش ہوئے اور فرمایا: تیرے امر کی خبر دوں میں نے عرض کیا ہاں تو امام علیہ السلام نے میرے دل کی بات بتا دی میں نے واقفیہ مذہب چھوڑ کر حق کو قبول کر لیا۔

۲۳. قطب راوندی خرائج میں محمد بن زید رازی کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ جب مامون نے امام علیہ السلام کو ولی عہدی کے لئے بلایا تو ایک آدمی خوارج سے اپنے ہاتھ زہر آلودہ آیا امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے

فرمایا: اس سے ان کی حجت کے بارے میں سوال کرو اگر بتادے تو اجازت دیں ورنہ نہیں پھر اس سے پوچھا نہ بتاسکا امام علیہ السلام نے کہا میں پوچھتا ہوں اگر وہ مجھے درست جواب دے تو ٹھیک ورنہ وہ مامون کا سپاہی ایک بُرا نقشہ بنا کر آیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے خارجی اگر تجھے درست جواب دوں تو جو چیز تیرے ہاتھ میں ہے اور آستین میں رکھ کر آیا ہے توڑ دے گا تو وہ خارجی متحیر ہوا اور اس نے آستین سے نکال کر پھینک دی اور کہنے لگا آپ ابن رسول ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا نہیں پہچانتے کہ یوسف نبی کا بیٹا نبی تھا اور عزیز مصر کا فرتھا رجعتی علی خزائن الارض انہ علیم تو میں رسول کی اولاد سے ہوں تو وہ امام علیہ السلام پر ایمان لایا اور کہنے لگا آپ صادق ہیں۔

۲۴. خرائج میں اسماعیل بن مہران کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس ایک دن آیا اور حریا کے مقام پر احمد بزنطی سے عمرو بن کے بارے میں بحث کرنے لگے احمد نے کہا ہم امام علیہ السلام کے پاس چلتے ہیں کہ وہ بتائیں گے ہم امام علیہ السلام کے پاس آئے سلام کیا بیٹھ گئے دوسری باتیں یہ پوچھنا بھول گئے امام علیہ السلام نے احمد سے فرمایا: اے احمد تمہاری عمر کتنی ہے۔ اس نے کہا ۳۹ سال امام علیہ السلام نے فرمایا: لیکن میری عمر ۴۳ سال ہے۔

۲۵. کشف الغمہ میں ہے کہ دلائل حمیری میں سلیمان بن جعفر جعفری کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کہ میرے لئے کنیز خریدو کہ جو فلاں فلاں خصوصیات کی حامل ہو میں نے کنیز خریدی اور امام علیہ السلام کے پاس لے آیا ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ صاحب کنیز نے مجھے دیکھا اور کہنے لگا کہ میں کنیز کے فراق وجدائی میں بے آرام ہوں میں اس کی دوری سے تحمل نہیں کر سکتا اس حال میں دیکھا کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے مجھ سے کہا کہ امام رضا علیہ السلام سے کہو کہ وہ کنیز مجھے واپس کردیں پیسے واپس لے لیں۔

سلیمان جعفری کہتا ہے کہ میں نے اس سے کہا تو دیوانہ ہے کہ کس طرح میں امام علیہ السلام سے یہ کہوں وہ خود امام علیہ السلام کے پاس میرے ساتھ آیا امام علیہ السلام نے قبل اس کے کہ وہ کہے فرمایا: سلیمان صاحب کنیز کنیز کو واپس لینا چاہتا ہے اس سے پیسے لے لو اور کنیز لوٹادو میں نے عرض کیا ہاں ایسے ہی عرض کیا میں شرم کر رہا تھا کہ کیسے آپ سے عرض کروں اسی طرح کنیز واپس دے دی کچھ دنوں کے بعد صاحب کنیز واپس پھر سلیمان کے پاس آیا اور کہا کہ ہم کنیز سے استفادہ نہیں کر سکتے پھر امام علیہ السلام کے پاس آیا قبل اس کے کہ کہے امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ وہ چاہتا ہے کہ کنیز دے اور پیسے لے تو ہاں کوئی مانع نہیں کنیز لے لو اور پیسے دے دو میں نے ایسے ہی کیا۔

۲۶. حسن بن علی وشا کہتا ہے کہ حجر ے سے میں نے سنا کہ امام صادق علیہ السلام قبل از جماع وضو کرتے تھے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس کا جواب ارشاد فرمائیں حسن وشا کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا امام علیہ السلام نے قبل اس کے کہ مسئلہ عرض کروں فرمایا: ہاں میرے جد امام صادق علیہ السلام کا یہی طریقہ تھا کہ جب جماع کا ارادہ کرتے تو پہلے وضو کرتے

تکرار کی صورت میں وضو کا بھی تکرار کرتے راوی کہتا ہے۔ کہ میں فلان بن محرز کے پاس واپس آیا اور جواب دیا کہ امام علیہ السلام نے اسی طرح فرمایا: ہے قبل اس کے کہ سوال کروں جواب دیا ہے۔

۲۷. بحار میں عیون المعجزات سے روایت حسن بن علی وشا نقل کرتا ہے کہ ایک آدمی خراسان کے ارادہ سے نکلا اسے اس کی لڑکی نے ایک حلہ دیا کہ اسے فروخت کر کے فیروزہ لے آنا وہ کہتا ہے کہ جب میں مقام مرو میں پہنچا تو امام رضا علیہ السلام کے ایک خادم نے مجھ سے کہا کہ ایک دوست دار اہلبیت کا انتقال ہو گیا ہے کہ ایک کفن کی ضرورت ہے تو اپنا حلہ میرے ہاتھ فروخت کر دو تا کہ اسے اس کے ساتھ کفن کے لئے استعمال کروں اس مرد کوفی نے کہا کہ میرے پاس کوئی حلہ برائے فروخت نہیں ہے۔

خادم نے امام رضا علیہ السلام سے واقعہ بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: کہ اسے جا کر میرا سلام کہہ دے اور اسے میرا یہ پیغام پہنچا کہ تیری لڑکی نے جو حلہ فروخت کرنے کے لئے دیا ہے کہ وہ فیروزہ اس کے بدلے خریدے تو وہ فیروزہ وہ خرید کر لے یہ سن کر بڑا تعجب کرنے لگا اور حلہ نکال کر اس کے ہاتھ فروخت کر ڈالا اس کوفی کا بیان ہے کہ میں نے یہ سوچ کر وہ بڑے باکمال ہیں۔ان سے چند سوالات کرنا چاہا اور اسی ارادہ سے ان کے مکان پر گیا۔

لیکن اتنا اژدہام تھا کہ ان تک نہ پہنچ سکا دور کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ ایک غلام نے ایک پرچہ لا کر دیا اور کہا امام رضا علیہ السلام نے یہ پرچہ عنایت فرماتے ہوئے کہا ہے کہ تیرے سوالات کے جواب اس میں مرقوم ہیں چوں نگاہ کرد: جواب مسئلہ من بود جب میں نے اسے دیکھا تو واقعاً میرے سوالات کے جوابات تھے میں نے کہا اشہد اللہ ورسولہ امام علی علیہ السلام میں گواہی دیتا ہوں خدا اور اس کے رسول کی اور آپ حجت خدا ہیں اور خدا سے بخشش چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں پھر میں کھڑا ہوا اور اپنے دوست سے کہا کہ کیسے تیری طرف جلدی کروں میں نے کہا میری حاجت وضرورت پوری ہو گئی ہے اس وقت میں لوٹ گیا کہ ان کی زیارت کروں۔

پھر میں نے اس کے بعد ان کی زیارت کی۔

۲۸. بحار میں مناقب سے نقل ہے کہ سلیمان جعفری کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس تھا ان کا گھر لوگوں سے پر تھا لوگ ان سے سوالات کر رہے تھے اور امام علیہ السلام ان کو جواب دے رہے تھے میں نے خود سے کہا کہ یہ انبیاء سے ہیں جب لوگ چلے گئے تو امام علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے سلیمان آئمہ معصومین علماء ہیں (پڑھے لکھے ہیں) جاہل ان کو انبیاء خیال کرتے ہیں حالانکہ وہ انبیاء نہیں ہیں۔

۲۹. اسی طرح بحار میں ہے کہ ایک آدمی اولاد انصار سے آیا اس کے پاس صندوقچہ تھا کہ اسکی مثل میں نے نہیں دیکھا تھا اس نے اسے کھولا اور سات بال نکالے اور کہا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال ہیں

امام رضا علیہ السلام نے ان میں سے چار کو جدا کیا اور چومنے لگے پھر امام علیہ السلام نے باقی تین اٹھا کر آگ میں جلا دیے پھر چار بالوں کو ہاتھوں میں لیا تو وہ سونے کی طرح چمکنے لگے۔

۳۰۔ اصول کافی میں غفاری سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ رسول خدا کے آزاد کردہ ابورافع کی آل اولاد میں سے ایک آدمی نے مجھ سے کچھ لینا تھا اس نے مجھ سے بڑے مبالغہ واصرار کے ساتھ اپنی چیز کے متعلق مطالبہ کیا جب میں نے یہ کیفیت دیکھی تو نماز صبح کے وقت مسجد نبوی میں نماز ادا کی اور امام رضا علیہ السلام کی طرف چلا گیا اور اس زمانہ میں امام علیہ السلام مقام عریض میں رہتے تھے پھر جس وقت آپ کے گھر کے دروازے کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا امام علیہ السلام گھر سے باہر نکل چکے ہیں اور گدھے پر سوار ہیں۔

آپ کے بدن پر قمیص اور رداء ہے جب میری طرف نگاہ کی مجھے شرم آئی کہ امام علیہ السلام سے کچھ کہوں جب امام علیہ السلام میرے قریب آئے تو کھڑے ہو گئے اور مجھ پر نگاہ کی میں نے امام علیہ السلام کو سلام کیا اور وہ ماہ رمضان کا زمانہ تھا پھر میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ پر قربان جاؤں آپ کے فلاں غلام نے مجھ سے کچھ لینا ہے اور خدا کی قسم اس نے مجھے رسوا کر دیا ہے میں نے دل میں کہا کہ امام علیہ السلام اس سے فرمائیں گے کہ وہ مجھ سے مطالبہ نہ کرے۔

خدا کی قسم میں نے امام علیہ السلام کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ مجھ سے کتنا طلب کار ہے اور میں نے اس کے قرض یا کسی چیز کا نام بھی نہیں لیا پھر مجھے امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ میرے واپس آنے تک بیٹھے رہو میں وہاں شام تک بیٹھا رہا نماز مغرب وہیں پڑھی۔

امام علیہ السلام نہ آئے اور میں روزے سے تھا میرا سینہ تنگ ہوا اور میں نے چاہا کہ واپس چلا جاؤں کہ اچانک میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام آرہے ہیں اور امام علیہ السلام کے ارد گرد لوگوں کی ایک جماعت تھی اور سائل و فقراء امام علیہ السلام کے راستے پر بیٹھے تھے آپ نے انہیں صدقہ دیا اور گزر کر گھر چلے گئے پھر باہر آئے اور مجھے بلایا میں کھڑا ہو گیا امام علیہ السلام کے ساتھ مکان کے اندر گیا اور آپ بیٹھ گئے اور میں بھی بیٹھ گیا اور میں ابن مسیب امیر مدینہ کی باتیں کرنے لگا اور اکثر امام علیہ السلام کے ساتھ ابن مسیب کے متعلق گفتگو کرتا رہتا تھا جب میں باتوں سے فارغ ہوا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ میں گمان نہیں کرتا کہ تو نے افطار کیا ہو میں نے عرض کیا کہ نہیں پھر حکم دیا میرے لئے کھانا لایا گیا اور میرے سامنے رکھا گیا اور امام علیہ السلام نے ایک غلام کو حکم دیا کہ میرے ساتھ کھانا کھائے میں نے اور اس غلام نے مل کر کھانا کھایا جب ہم فارغ ہوئے تو فرمایا: کہ اس تکیہ کو اٹھاؤ اور جو کچھ اس کے نیچے ہے وہ لے لو۔

میں نے تکیہ اٹھایا اور اس کے نیچے چند دینار تھے میں نے وہ دینار اٹھا کر تھیلی میں رکھ لیے اور آپ نے اپنے غلاموں میں سے چار افراد سے کہا کہ وہ مجھے گھر تک چھوڑ آئیں۔

۳۱. بحار میں روضۃ سے عبداللہ بن ابراھیم غفاری ایک طولانی حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے مجھے گریہ کرتے ہوئے کہا کہ میں بہت مقروض ہوں اور مجھے قرض لینے والا اذیت دے رہا ہے۔

جب میں اسے امام رضا علیہ السلام کے پاس لے گیا اور جب ہم امام علیہ السلام کے پاس آئے تو ان کے سامنے دستر خوان بچھا ہوتھا مجھ سے فرمایا: کھانا کھاؤ میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا جب دستر خوان اٹھالیا گیا پھر میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اس مصلے کو اٹھاؤ میں نے اٹھایا تو تین دینار تھے پھر ان میں اور دیناروں کا اضافہ کر کے دیا کہ جن پر لکھا تھا **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** دوسری جانب لکھا تھا ہم تجھے یہ دینار مسکوک دیتے ہیں تو تیرا قرض ان سے پورا ادا ہو جائے گا باقی ان دیناروں کو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔

میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں ایک پہرا دار رات کو ابن مسیب کی طرف سے گردش کرتا ہے میں پسند نہیں کرتا کہ مجھے آپ کے غلاموں کے ساتھ دیکھے فرمایا: ٹھیک کہتے ہو اصحاب اللہ لک الارشاد خدا تجھے شر سے ہدایت تک پہنچائے اُن سے فرمایا: کہ اس جگہ تک وہ میرا ساتھ دیں جب تک میں نہ کہوں کہ وہ واپس چلے جائیں۔

پھر وہ میرے ساتھ آئے یہاں تک کہ میں اپنے مکان کے قریب پہنچ گیا اور مانوس ہوا تو میں نے انہیں واپس کر دیا میں نے چراغ منگوایا اور اس رقم کو دیکھنے لگا تو وہ ۴۸ دینار زر سرخ تھے اور اس آدمی نے مجھ سے ۴۸ دینار لینے تھے اور ان دیناروں کے درمیان ایک دینار تھا جسے میں نے دیکھا کہ وہ چمک رہا ہے اس کا حسن مجھے بھلا لگا اسے لے کر میں نے چراغ کے قریب کیا تو میں نے دیکھا کہ واضح خط میں اس آدمی کا حق تیرے ذمہ ۴۸ دینار ہے اور باقی تیرے لئے ہیں لکھا خدا کی قسم میں نے آدمی کی طلب کو جو میرے ذمہ تھی معین نہیں کیا تھا۔

لیکن امام علیہ السلام نے میرے بتائے بغیر مجھے اس دینار کے ذریعہ بتایا۔

۳۲. علی بن ابراھیم اپنے باپ سے اور وہ بعض اصحاب سے نقل کرتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام حج کے ارادہ سے مدینہ سے روانہ ہوئے جس سال ہارون حج کے لئے گیا تھا جب امام علیہ السلام اس پہاڑ کے قریب پہنچے جو راستہ کی بائیں طرف ہے اور اس کا نام فارع ہے۔ امام علیہ السلام نے اس کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: فارع کا بنانے والا اور اس کا خراب کرنے والا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے راوی کہتا ہے کہ ہم امام علیہ السلام کے کلام کا مفہوم نہ سمجھ سکے یہاں تک کہ ہارون اسی جگہ پہنچا تو وہاں اترا اور جعفر بن یحییٰ برمکی اس پہاڑ کے اوپر گیا اور حکم دیا کہ اس پر ہارون کے لئے ایک بیٹھنے کی جگہ درست کریں پھر جب مکہ سے واپس آیا تو اس پہاڑ کے اوپر چڑھا اور حکم دیا کہ اس بنی ہوئی جگہ کو خراب کر دیں پھر جب ہارون عراق میں پہنچا تو جعفر بن یحییٰ برمکی قتل ہوا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔

۳۳. رجال کشی میں نصر بن صباح سے وہ اسحاق بن محمد سے وہ محمد بن عبداللہ مہران سے وہ احمد بن محمد بن مطر اور

زکریالولوئی سے کہ ابراہیم بن شعب کہتا ہے کہ میں مسجد رسول اللہ میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی اہل مدینہ کا میرے ایک جانب آکر بیٹھا اور گفتگو کرنے لگا میں نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو تو کیا میں اہل عراق سے ہوں میں نے پوچھا تو کون ہے؟ کہنے لگا میں امام رضا علیہ السلام کا غلام ہوں مجھ سے کہا میں تیرے پاس ایک کام کے لئے آیا ہوں پوچھا کیا کام ہے کہا یہ رقعہ امام علیہ السلام نے دیا کہ تمہیں دوں میں نے کہا ہاں جب وہ جانے لگا تو میں نے ایک خط لکھ کر دیا کہ امام علیہ السلام کو دینا اس طرح لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ کی طرف سے مجھے خط ملا اور مجھے ان چیزوں کے بارے میں دلائل و براھین کی خبر معلوم ہوئی اب مجھے میرے نام میرے باپ اور بیٹے کا نام بتاؤ راوی کہتا ہے پھر میں نے خط اسے دیا تو دوسرے دن مجھے خط امام علیہ السلام کا لکھا ہوا جب میں نے کھول کر پڑھا تو اس میں میرا نام اور باپ کا نام اس طرح لکھا تھا۔

بسم االلہ الرحمن الرحیم

ان من ابائک شیعبا وصالحا .

کہ آپ کے باپ کا نام شعیب اور صالح اور تیرے آباءواجداد و محمد اور فلاں فلاں ہیں اس میں اور نام بھی تھے کہ جن سے میں ناواقف تھا بعض اہل مجلس نے اس سے کہا کہ جان لے کہ جس طرح لکھا ہے امام علیہ السلام نے لکھا وہ سب کچھ سچ ہے۔

بحار میں مناقب سے اسی طرح لکھا ہے اور اس آخر میں لکھا ہے لوگوں نے کہا ہے تیرا خبیث نام ہے یعنی تو ولدزنا ہے کہ تو نہیں جانتا امام علیہ السلام نے تجھے تیرا تعارف کرایا ہے۔

۳۴۔ مرحوم صدوق عیون میں محمد بن داود کہتا ہے کہ میرا بھائی امام رضا علیہ السلام کے پاس تھا اس نے آکر بتایا کہ محمد بن جعفر موت کی کشمکش میں تھا امام رضا علیہ السلام اور ہم ان کے ساتھ اس کے پاس گئے اس کے پاس اسحاق بن جعفر اس کا بھائی اور ان کو دیکھ کر مسکرائے اہل مجلس نے برا محسوس کیا بعض نے کہا کہ امام علیہ السلام دشمنی کی وجہ سے مسکرائے اپنے عم (چچا پر) راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو میں نے عرض کیا آپ پر قربان کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ کا مسکرانا ان کو برا لگا ہے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اسحاق کے رونے سے تعجب کیا اور مسکرایا کہ وہ مرجائے گا خدا کی قسم محمد بن جعفر زندہ رہے گا راوی کہتا ہے کہ ایسے ہی ہوا کہ محمد بن جعفر ٹھیک ہوگیا اور اسحاق پر موت آگئی۔

۳۵۔ رجال کشی میں حمدویہ۔ حسن بن موسیٰ سے وہ حسین بن قاسم سے کہ کہتا ہے بعض اولاد جعفر علیہ السلام پر موت کا وقت آگیا امام رضا علیہ السلام دیر سے آئے میں غمگین ہوا کہ امام علیہ السلام اپنے چچا کے پاس آنے سے کیوں دیر کر رہے ہیں۔ پھر جب آئے تو تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھے اور اٹھ کھڑے ہوئے تو حسین کہتا ہے میں بھی کھڑا ہوگیا اور عرض کیا آپ پر قربان

آپ کا چچا اس حال میں ہے اور آپ جانا چاہتے ہیں؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: میرا چچا فلاں دن دفن ہوگا راوی کہتا ہے خدا کی قسم جس طرح امام علیہ السلام نے فرمایا: اسی طرح ان کو اسی دن دفن کیا کہ جس دن کا فرمایا: تھا حسن بن خطاب کہتا ہے کہ حسین بن قاسم نے اس کے بعد امام علیہ السلام کی امامت اور حق کا اعتراف کیا۔

۳۶. عیون میں حسین بن موسیٰ بن محمد بن جعفر بن محمد علوی کہتا ہے کہ ہم امام رضا علیہ السلام کے پاس تھے اور ہم سب قبیلہ شعبان بن ہاشم سے تھے تو جعفر بن عمر علوی کا ہم سے گزر ہوا تو وہ پرانے کپڑے پہنے ہوئے غریب و نادار قسم کی حالت میں تھا۔ ہم میں سے بعض بعض اس کو دیکھ کر مسکرانے لگے جعفر بن عمر کی حالت پر تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: عنقریب اسے ثروتمند دیکھو گے کہ وہ کثیر المال و اولاد ہوگا۔

چند ماہ گزرے تھے کہ وہ والی مدینہ بن گیا اور ان کے حالات بہتر ہو گئے۔

۳۷. عیون میں اسحاق بن موسیٰ کہتا ہے کہ میرے چچا محمد بن جعفر مکہ کی طرف گئے اور لوگوں سے اپنی بیعت لی اور وہاں کے گورنر کو اپنی بیعت کی دعوت دی پھر امام رضا علیہ السلام کے پاس ہم کو لے کر چلے اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے چچا اپنے باپ و بھائی پر جھوٹ نہ بولو یہ امر تمام نہیں ہوگا پھر وہ مدینہ گیا تو میں بھی ساتھ تھا کہ تھوڑے سے عرصہ میں عیسیٰ جالودی آیا اور اس نے اس کو شکست دی اور منبر پر جا کر کہا کہ اس امر خلافت کے حق دار مامون ہیں اس میں مجھے بھی حق نہیں پھر وہ خراسان کی طرف گیا تو جرجان کے مقام پر ان پر موت واقع ہوئی یعنی محمد بن جعفر جرجان جا کر فوت ہو گئے۔

۳۸. عیون میں محمد بن اثرم سے منقول ہے کہ جو محمد بن سلیمان علوی مدینہ کا سپاہی ہے کہ ابوسرایا کے زمانہ میں اس نے سب کو جمع کیا کہ جو قریش سے تھے ان سب نے اس کی بیعت کی تو ان سے کہا ہم جب امام رضا علیہ السلام کے پاس جائیں تو سب ساتھ چلنا پھر ہم کو حکم دیا محمد بن سلیمان نے کہ امام رضا علیہ السلام کے پاس جاؤ میرا سلام کہو اور ان سے کہو کہ آپ کے اہل بیت نے اجتماع کیا اور سب نے آپ کی بیعت پر اتفاق کیا ہے۔

اگر مجھے وہاں دیکھو گے کہ میں حمراء کے مقام پر آ جاؤں گا میرا سلام کہنا امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کہ جب بیس دن گزریں گے تو میں تمہارے پاس آ جاؤں گا ہم وہاں حمراء کے مقام پر چند دن ٹھہرے جب اٹھارہ دن گزرے تو ہمارے پاس امام علیہ السلام کی طرف سے قاصد آیا اور کہا امام علیہ السلام نے پیغام دیا ہے۔ عیسیٰ جالودی ہمارے پاس آ کر ہم سے جنگ کی اور ہم کو شکست دی ہے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ہے کہ بیس دن ہو گئے یا نہیں۔

۳۹. عیون میں حسین بن بشار سے منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کہ عبداللہ مامون محمد امین کو قتل کر دے گا میں نے عرض کیا عبداللہ ہارون کا بیٹا محمد ہارون کے بیٹے کو قتل کرے گا تو مجھ سے امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں عبداللہ مامون

خراسان میں محمد بن زبیدہ کو کہ جو بغداد میں ہے قتل کرادے گا۔

بحار میں مناقب سے حسین نے اسی طرح اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اس شعر کو بھی نقل کیا ہے۔

وان الصفن بعدا لصفن يفشوه عليک ويخرج الدار والذفينا .

عیون میں عبداللہ الرحمٰن بن ابی مجران اور صفوان بن یحییٰ دونوں کہتے ہیں کہ حسین بن قیاماہ کہ واقفیون کا رئیس تھا ہم سے پوچھا کہ ہم امام رضا علیہ السلام کے پاس جا کر اجازت لیں اور ہم چلے تو ان کے سامنے جب گئے تو اس نے کہا کیا تم امام علیہ السلام ہو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم امام علیہ السلام نہیں ہو راوی کہتا ہے کہ ہم سے امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ امام صادق علیہ السلام امام علیہ السلام تھے اور امام علیہ السلام لاولد نہیں ہوتا تو اس نے کہا امام علیہ السلام کی زیادہ عمر تھی ان کے ہاں کوئی بیٹا نہیں تھا امام علیہ السلام نے سر نیچے کیا تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا:

خدا کی گواہی دیتا ہوں کہ کچھ زمانے تک اولاد نہیں تھی پھر خدا نے انہیں ایک بیٹا عطا کیا عبدالرحمٰن بن ابی مجران کہتا ہے کہ ہم نے کچھ ماہ گزر گئے ابھی پورا سال نہیں ہوا تھا کہ خدا نے امام صادق علیہ السلام کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بیٹا عطا کیا اور حسین بن قیاما اس وقت طواف میں کھڑا تھا تو امام موسی کاظم علیہ السلام کی طرف دیکھا اور امام علیہ السلام نے فرمایا:

کیا بات ہے کہ اس دعوت کے بعد بھی تو واقف ہے یعنی واقفی مذہب پر ہے عیون میں موسیٰ بن مھران کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے ہرثمہ کو مدینہ میں دیکھا کہ جو امام علیہ السلام کو ہارون کے پاس لے گیا کہ وہ قتل کردے جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۴۱. احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی علی بن ابراہیم بن ہاشم سے وہ محمد بن عیسیٰ بن حبیب نیامی سے کہ محمد بن عیسیٰ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے شہر کی مسجد میں تشریف فرمائیں اور میں نے ان کی خدمت میں حاضری دی تو ان کے سامنے خرمہ کا ایک طشت رکھا تھا میں نے خرما طلب کیا تو آپ نے ایک مٹھی خرمے دے دیئے جن کی تعداد اٹھارہ تھی میں سمجھا کہ اب میری زندگی میں ۱۸ سال باقی ہیں چند دن بعد خبر ملی کہ امام رضا علیہ السلام تشریف لائے ہیں میں اشتیاق ملاقات میں وارد مسجد ہوا تو بعینہ ایسا ہی منظر دیکھا اور امام علیہ السلام سے خرمہ کا مطالبہ کیا آپ نے ایک مٹھی خرمے دیئے جن کی تعداد اٹھارہ تھی تو مجھے سخت حیرت ہوئی اور میں نے امام علیہ السلام سے عرض کی مولا! کچھ اور لطف فرمایئے تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اگر میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ دیئے ہوتے تو میں بھی کچھ اور عنایت کر دیتا جس کو دیکھ اور سن کر ابن عیسیٰ اور حیرت زدہ رہ گئے اور نبوت اور امامت کے اتحاد عمل کردار منظر عام پر آ گیا۔

مولف فرماتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام کا واقعہ بھی اسی طرح کا ہے کہ جسے معجزات میں ذکر کیا ہے۔

۴۲۔ عیون میں یحییٰ بن یسار کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات ہو چکی تھی تو میں نے بعض کلمات سمجھنے کی غرض سے عرض کیا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے خط لکھا (اس میں بھی ہے) تو مجھ کو دیکھ کر امام علیہ السلام مسکرائے۔

۴۳۔ حسن بن موسیٰ بن عمر بن بزیع کہتا ہے کہ میری دو کنیزیں حاملہ تھیں میں نے امام رضا علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرے لئے خدا سے دعا کریں کہ خدا مجھے ان دو سے بیٹے عطا فرمائے امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا انشاء اللہ پھر خط میں لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ ہم کو عافیت دنیا وآخرت عطا فرمائے۔

اور خدا کے فیصلے پر راضی رہو خدا تم کو ایک کنیز سے بیٹا دے گا اس کا نام محمد رکھنا۔ اور ایک سے بیٹی دے گا جس کا نام فاطمہ رکھنا خدا تجھے برکت دے گا جس طرح امام علیہ السلام نے لکھا ایسے ہی ہوا ایک سے بیٹا اور ایک سے بیٹی ہوئی۔

۴۴۔ حسن بن موسیٰ کہتا ہے کہ ہم امام رضا علیہ السلام کے ساتھ بعض املاک کی طرف ایک دن نکلے اس وقت کوئی بادل نہیں تھے پھر ہم پر ظاہر ہوئے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا کوئی بادل برسنے والے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں ہمیں بارش کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کوئی بادل ہے نہ بارش کا خوف ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: لیکن عنقریب بارش ہوگی ہم تھوڑی دیر ہی چلے تھے کہ اوپر بادل آیا اور ہم پر برسنے لگا یہاں تک کہ ہم بھیگ گئے۔

۴۵۔ محمد بن عیسیٰ، موسیٰ بن مہران سے منقول ہے کہ امام علیہ السلام کو خط لکھا کہ خدا سے دعا کریں کہ خدا اسے بیٹا دے امام علیہ السلام نے اس کی طرف جواب میں تحریر فرمایا: اللہ تجھے ایک بیٹا دے گا خدا نے اسے بیٹا دے دیا جب وہ مرا تو اس کا ایک نیک بیٹا تھا۔

ہشم بن ابی مسروق ہندی محمد بن فضل سے نقل کرتا ہے کہ محمد بن فضل کہتا ہے کہ میں بطن مر میں اترا تو مجھے پہلو اور پاؤں میں عرق مدنی نکل آئی اور اس کو علت رشتہ کہتے ہیں جو اس کی طرح جن پر ظاہر ہوتی ہے وہ غالباً پاؤں پر نکلتی ہے پھر مدینہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں گیا امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تجھے تکلیف میں دیکھ رہا ہوں عرض کیا کہ بطن مر پہنچا تو عرق مدنی پہلو اور پاؤں میں نکل آئی ہے امام علیہ السلام نے اس کی طرف اشارہ کیا جو پہلو میں بغل کے نیچے تھی اور کچھ پڑھا اور اپنا لعاب دہن اس پر لگایا۔

اس کے بعد فرمایا: تیرے لئے اس سے کوئی وجہ نہیں اور اس کی طرف دیکھا کہ جو پاؤں میں تھی پھر فرمانے لگے ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: ہے کہ ہمارے شیعہ میں جو کسی بلاء ومصیبت میں مبتلا ہو اور صبر کرے تو خدا اس کے لئے ہزار شہید کا اجر لکھ دیتا ہے میں نے دل میں سوچا کہ خدا کی قسم میں اس بیماری سے نجات نہیں پاؤں گا ہاشم کہتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس کے

پاؤں میں نکلتا تھا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

۴۷۔ عیون میں ابن محمد مشری کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ مولانا مجھے اجازت ہے کہ میں مصر تجارت کرنے کے لئے چلا جاؤں امام علیہ السلام فرمایا: اور لکھ دیا کہ تم وہاں دو سال قیام کرو پھر قیام کیا تیسرے سال اجازت کے لئے لکھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: وہاں سے نکلنا تمہارے لئے مبارک و برکت کا باعث ہے اور اب وہاں رہنا درست نہیں تو میں وہاں سے خیر و سلامتی کے ساتھ نکلا اور بغداد کے حالات بھی خراب ہو گئے میں الحمد للہ فتنہ و فساد سے بچ گیا۔

۴۸۔ عیون میں احمد بن محمد بن یحییٰ عطار اپنے باپ سے وہ محمد بن اسحاق کوفی سے کہ احمد بن عبد اللہ بن کرخی کہتا ہے کہ میرے بچے پیدا ہوتے ہی مر جاتے تھے تقریباً دس بیٹے پیدا ہو کر مر گئے میں وہاں سے نکلا اور ارادہ کیا کہ امام علیہ السلام سے کچھ مسائل پوچھوں گا اور بچوں کی قلت و بقا کی دعا کرواؤں گا میں نے لمبا راستہ طے کیا امام علیہ السلام کے پاس پہنچا مرنے والوں کا جواب دریافت کیا اور پھر امام علیہ السلام نے میرے لئے دعا کی کہ خدا تجھے اولاد دے گا جب تو لوٹے گا تو ایک بیٹا پیدا ہو گا پھر مسلسل بچے کے بعد بچہ پیدا ہو گا تم اپنی زندگی میں ان سے فائدہ اٹھاؤ گے خدا نے امام علیہ السلام کے صدقہ میں دعا قبول کی میں نے اپنی زندگی میں ان سے فائدہ حاصل کیا حج کے بعد جب واپس آیا تو ایک پیدا ہوا اس کا نام ابراہیم رکھا پھر دوسرے کا نام محمد۔

۴۹۔ مرحوم کلینی اصول کافی میں حسین بن محمد سے وہ علی بن جعفر سے وہ مسافر سے وہ وشا سے مسافر کہتا ہے کہ جب ہارون بن مسیب نے چاہا کہ وہ محمد بن جعفر سے جنگ کرے تو امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم اس کی طرف جاؤ اور اسے کہو کہ کل جنگ کے لئے نہ نکلے اگر کل نکلے گا تو شکست کھائے گا اور اس کے ساتھی قتل ہو جائیں گے اگر تجھ سے سوال کرے کہ تم کہاں سے جانتے ہو تو اس کو کہنا میں خواب میں دیکھا ہے مسافر کہتا ہے کہ میں اس کے پاس گیا اور اسے کہا آپ پر قربان جاؤں کل جنگ کے لئے نہ نکلنا اگر نکلو گے تو شکست سے روبرو ہو گے اور تیرے اصحاب مارے جائیں گے۔

انہوں نے مجھ سے کہا تم کہاں سے جانتے ہو میں نے کہا خواب میں دیکھا ہے تو محمد بن جعفر نے کہا غلام کا خواب اور وہ بھی غسل کے بغیر مذاق کر کے کہا پھر جب اس کے مقابلے میں نکلا تو اسے شکست اور اس کے اصحاب قتل ہو گئے۔

۵۰۔ مسافر کہتا کہ میں امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھا امام علیہ السلام منیٰ میں تھے پھر یحییٰ بن خالد وہاں سے گزرا جب کہ اس نے اپنی ناک غبار کی وجہ سے پکڑی ہوئی تھی امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: بیچاروں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس سال ان پر کیا وارد ہونے والا ہے فرمایا: اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں اور ہارون ان دو انگلیوں کی طرح ہیں اور اپنی دو انگلیوں کو ملا دیا (مراد امام علیہ السلام کی قبر ہارون کی قبر کے نزدیک ہے) مسافر کہتا ہے کہ خدا کی قسم اس حدیث کا مطلب نہ سمجھ سکا یہاں تک کہ امام علیہ السلام کو ہارون کے پاس دفن کیا گیا۔

۵۱۔ حمیری قرب الاسناد میں محمد بن عبد الحمید سے وہ حسن بن علی بن فضال سے وہ حسن بن جہم سے وہ کہتا ہے کہ امام

رضا علیہ السلام نے میرے مکہ سے واپس ہونے کے بعد خط لکھا کہ چار ماہ تم سے پہلے محمد بن ابراہیم اور اہل بغداد کی جنگ میں اصحاب مارے گئے اور ان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا امام علیہ السلام نے پہلے بتایا اسی طرح ہوا جیسے خبر میں لکھا تھا۔

۵۲. ابراہیم بن ابی اسرائیل کہتا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے مجھ سے کہا گیا کہ تجھے چالیس سال تک اولاد نہیں ہوگی یہاں تک کہ چالیس سال بعد میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا جو خوبصورت اور موٹا تازہ تھا۔

۵۳. عیون میں سعد بن سعد کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے ایک آدمی کو دیکھ کر فرمایا: اے عبداللہ اسے وصیت کرو جس چیز کی چاہے کیونکہ اس کو موت کے لئے تیار رہنا چاہیے راوی کہتا ہے ٹھیک تین دن بعد وہ مر گیا۔

۵۴. عیون میں صفوان بن یحییٰ سے منقول ہے کہ میں ابوالحسن رضا علیہ السلام کے پاس تھا تو امام علیہ السلام کے پاس حسین بن خالد صیرفی آیا کہنے لگا آپ پر قربان میں (جگہ کا نام ہے) عوض جانے کا ارادہ رکھتا ہوں امام علیہ السلام نے فرمایا: تم عافیت سے رہو گے تمہارا سفر کامیابی کے ساتھ ہے جاؤ اس پر قناعت نہیں کرنا یعنی وہاں زیادہ دیر نہ رہنا وہ عوض مقام کی طرف نکلا تو راستہ طے کیا اپنا سارا مال لے گیا اور کامیاب رہا۔

۵۵. خرائج و جرائج میں علی بن حسن بن یحییٰ سے منقول ہے کہ ہمارا ایک بھائی مرجئہ مذہب رکھتا تھا اس کا نام عبداللہ تھا وہ مجھے طعن و تشنیع کرتا رہتا میں نے امام علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں اس کی شکایت اور دعا کرنے کا سوال کیا تو امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا عنقریب اس کی حالت وہی ہو جائے گی جو تم چاہتے ہو وہ ہرگز نہیں مرے گا۔

مگر اللہ کے دین پر عنقریب ام ولد سے ایک بچہ پیدا ہوگا علی بن حسین بن یحییٰ کہتا ہے کہ ایک سال سے کم عرصہ میں وہ میرا بھائی حق کی طرف لوٹ آیا آج وہ میرے اہلبیت سے بہترین ہے پھر امام رضا علیہ السلام امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعد ام ولد سے پیدا ہوئے ان کی امامت کا اس نے اقرار کیا۔

۵۶. خرائج میں ابو محمد مصیر سے وہ ابو محمد رقی سے نقل کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا ان کو سلام کیا ان سے جب سوال کیا تو مجھے فرمایا: اے ابو محمد خدا جب کسی مومن کو کسی بلاء و مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو خدا اسے ایک شہید کی مثل اجر عطا کرتا ہے راوی کہتا ہے کہ اس سے پہلے کبھی مرض و درد کا ذکر نہیں کیا۔

میں نے اس سے انکار کیا جو فرمایا: میں نے کہا کہ کتنے شرم کی بات ہے کہ میرے اور اس آدمی کے درمیان کہ جو میرے ساتھ ساتھ تھا پھر میں اس سے غیب رہا جب مجھے درد والم نے آلیا میں گھر سے نکلا اور اپنے دوست کے ساتھ جا ملا اس رات مجھے پاؤں میں درد تھا میں نے درد کی شکایت کی کہ پہلے نہیں تھا صبح اٹھا تو سوجن دیکھی اور میں نے امام علیہ السلام کے اس قول کا ذکر کیا جب میں مدینہ پہنچا تو زخم بڑھ چکا تھا کہ جس کی وجہ سے نیند نہیں آتی تھی میں نے جان لیا کہ یہ درد اس حدیث

کے انکار کی وجہ سے ہے میں اس مہینے بستر پر رہا راوی کہتا ہے پھر جب کچھ افاقہ ہوا تو وہ مر گیا۔

۵۷. خرائج میں روایت ہے کہ دعبل خزاعی نے امام علیہ السلام کا قصیدہ پڑھا اس کی طرف رضوی درہم بھیجے تو وہ واپس لوٹانے لگا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: لے لو تجھے ان کی ضرورت پڑے گی

۵۸. بصائر میں معاویہ بن حکیم سلیمان بن جعفر جعفری سے نقل کرتا ہے کہ میں حمیراء کے مقام پر امام رضا علیہ السلام کے پاس تھا دستر خوان بچھا ہوا تو سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک آدمی جلدی سے آیا اور امام علیہ السلام کے سامنے ہاتھ بڑھا کر کھانا اٹھایا اور چلا گیا۔ امام علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ پر قربان زبیری مر گیا ہے اور زمین چھوڑ گیا اس کا رنگ متغیر تھا اور چہرہ سبز تھا پھر سر اٹھا کر دیکھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کو قیدی کرو آج کا گناہ اس فعل سے بڑا نہیں خدا کی قسم اس نے خطا کی ہے پھر امام علیہ السلام کا غلام آیا اور امام علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا زبیری مر گیا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کی موت کا کیا سبب ہے کہنے لگا شراب ہے۔

۵۹. خرائج میں احمد بن عمر کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا اس وقت میری بیوی حاملہ تھی امام علیہ السلام سے عرض کیا کہ دعا کریں خدا مجھے بیٹا دے امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کا نام عمر رکھنا میں نے عرض کی کہ مولا میں نے دل میں اس کا نام امام علی علیہ السلام رکھا ہے اور اپنے گھر کہہ کر آیا ہوں امام علیہ السلام نے پھر فرمایا: عمر رکھنا جب میں کوفہ میں وارد ہوا تو میرا بیٹا پیدا ہو چکا تھا اس کا نام امام علی علیہ السلام رکھا گیا میں نے اس کا نام عمر رکھا مجھے میرے پڑوسی نے کہا اس کے بعد اب کو تیری تصدیق نہیں کرتے کہ تو شیعہ ہے میں نے جان لیا کہ واقعہ کیا ہے۔

۶۰. خرائج میں بکر بن صالح کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور عرض کی کہ میری بیوی باردار ہے (یعنی حاملہ) میرے لئے دعا کریں کہ خدا مجھے بیٹا دے امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا تجھے دو فرزند دے گا ایک کا نام امام علی علیہ السلام اور ایک کا نام ام عمر رکھنا میں نے عرض کیا کہ میرا ارادہ تھا کہ ایک کا نام محمد ایک کا نام علی رکھوں گا۔ پھر مجھے فرمایا: ایک کا نام محمود اور ایک کا نام ام عمر رکھنا جب کوفہ پہنچا تو پتہ چلا کہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی خدا نے امام علیہ السلام کے دعا کے صدقہ دی ہے اور میں نے اس ماں سے پوچھا کہ امام علیہ السلام نے ام عمر کیوں فرمایا: تو کیا میں نہیں جانتا تو کہنے لگی کہ میری ماں ام عمر کے نام سے تھی۔

۶۱. خرائج میں وشا مسافر سے نقل کرتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ خرابر میں ایک زمین پر پنجرہ دیکھا کہ جس میں چالیس انڈے تھے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: سچ کہتا ہے کہ میری اولاد سے ایک آدمی چالیس دن زندگی کرے گا جب محمد بن ابراہیم طباطبائی نے جنگ کی تو چالیس دن بعد قتل ہو گیا۔

۶۲. خرائج میں حسن بن علی وشا کہتا ہے کہ ہمارے ساتھ ایک مرو میں آدمی تھا کہ جو واقفی مذہب رکھتا تھا میں نے اس سے کہا کہ خدا سے ڈرو میں تیری مثل تھا پھر نور نے میرے دل کو نور سے منور کیا کہ میں نے بدھ، جمعرات، جمعہ کو غسل کیا

روزہ رکھتا رہا اور دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے دعا کی کہ مجھے امر امامت کی رہنمائی فرمائے تو میری دعا قبول ہوئی میرے پاس امام رضا علیہ السلام کا خط آیا اور لکھا تھا کہ خدا نے تیرے دل کو نور ایمان سے منور کیا ہے اور تیرے روزے اور نماز و دعا سب دعا قبول ہوئی ہے میں ہفتے کو صبح کے وقت امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی اطاعت واجب ہے کہنے لگا کیسے یہ ہوا تو میں نے کہا میرے پاس امام رضا علیہ السلام خواب میں آئے اور فرمایا: اے ابراہیم خدا کی قسم خدا نے تجھے حق کی طرف ہدایت کی اور اس پر میرے علاوہ اور خدا کے کوئی مطلع نہ تھا۔

۶۳. خرائج میں حسن بن سعید فضل بن یونس سے نقل کرتا ہے کہ ہم مکہ کے ارادہ سے نکلے اور جب مدینہ پہنچے تو وہاں سے دیکھا کہ ہارون رشید نے بھی حج کا ارادہ کیا ہوا ہے میرے ساتھ اور ساتھی بھی تھے ہارون کے پاس بیٹھے تھے کہ غلام آیا اور ہارون سے کہا کہ ایک آدمی دروازے پر ہے کہ جن کی شکل ابوالحسن کی طرح ہے وہ آپ سے اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو میں نے غلام سے کہا اگر تم نے سچ کہا ہے تو تو آزاد ہے میں باہر نکلا تو دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام ہیں میں نے اندر آنے کو عرض کیا امام علیہ السلام اندر آئے کھانے کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: اے فضل امیر المومنین نے حسین بن زید کے لئے دس ہزار دینار لکھے ہیں ان کو دو۔

ایک واقفی کا انجام

۶۴۔ بحار میں مناقب سے منقول ہے کہ حسن بن علی وشا کہتا ہے کہ ایک دن مرو میں امام رضا علیہ السلام نے مجھے بلایا اور مجھ سے فرمایا: آج علی بن حمزہ بطائنی کہ جو واقفیوں کا رئیس تھا مر گیا ہے اور آج ہی اسے قبر میں دفن کیا گیا اور دو فرشتے (منکر و نکیر) اس کے پاس آئے اور سوال پوچھے کہ تیرا پروردگار کون ہے تو کہا خدا پیغمبر کون ہے تو کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا ولی کون ہے تو کہا امام علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام پوچھا اس کے بعد کہا حسن پھر حسین ان کے بعد علی بن الحسین پوچھا اس کے بعد کہا محمد بن علی پھر پوچھا کہا جعفر بن محمد اس کے بعد کون؟ کہا موسیٰ بن جعفر اس کے بعد کون امام علیہ السلام ہے تو اس کی زبان بند ہوگئی ان دو فرشتوں نے سختی سے کہا موسیٰ بن جعفر کے بعد کون امام علیہ السلام ہے تو وہ چپ رہا تو انھوں نے کہا کیا موسیٰ بن جعفر نے چپ کرنے کا حکم دیا پھر اس کو آگ کے گرز مارے ان کی قبر میں آگ کے شعلے بلند ہوئے اسی طرح قیامت تک آگ کے شعلے اسے جلاتے رہیں گے۔

وشا کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے رخصت ہوا باہر گیا اس دن کی تاریخ اور وقت کو یادداشت کر لیا کچھ دنوں میں کوفہ کے ایک دیہات سے خط آیا کہ علی بن حمزہ بطائنی اس دن اور اسی وقت فوت ہوا ہے کہ جو امام رضا علیہ السلام نے بتایا تھا۔

۶۵. مرحوم کلینی روضۃ الکافی میں محمد بن سنان سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا ہارون

کے زمانہ میں کہ اپنے والد بزرگوار کے بعد اپنے امر امامت کو لوگوں پر ظاہر کر دیا ہے جبکہ ہارون کی تلوار سے خوف رہتا تھا۔
امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول نے مجھے یہ جرأت دی ہے کہ جب فرمایا: اگر ابوجہل میرے سر کا ایک بال بیکا کرے تو میں رسول نہیں ہوں۔

انا اقول لکم ان اخذھارون من رأسی شعرة فا شھد انی لیست بامام

اگر ہارون میرے سر کے ایک بال کو بھی لے تو گواہی دینا کہ میں امام علیہ السلام نہیں ہوں۔

٦٦. روضۃ الکافی میں حسین بن احمد بن جلال سے وہ یاسر سے نقل کرتا ہے کہ یاسر غلام نے کہا کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں ایک پنجرہ دیکھا ہے کہ جس میں سترہ (١٧) انڈے تھے جب پنجرہ گرا تو وہ سب ٹوٹ گئے امام علیہ السلام نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے کہ میری اہلبیت علیہ السلام سے ایک آدمی سترہ دن بعد خروج کرے گا پھر قتل ہو جائے گا تو محمد بن ابراہیم نے کوفہ میں ابی سرایا سے جنگ کی تو سترہ دن جنگ لڑی آخر میں قتل ہو گیا۔

٦٧. رجال کشی میں حمدویہ حسن بن موسیٰ سے وہ علی بن عمر زیاد سے وہ ابن ابی سعید مکاری سے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا تو ان سے کہا کہ اپنا دروازہ کھول کر لوگوں کے لئے بیٹھ جائے اور انہیں فتویٰ دیا کرو۔ تیرا باپ تو اس طرح نہیں کرتا تھا؟

پھر فرمایا: مجھے ہارون سے کوئی خوف نہیں اور اس سے کہا خدا تیرے دل کے نور کو بجھا دے اور تیرے گھر فقر داخل کرے تم پر ویل وہلاکت ہو کیا تو جانتا ہے کہ اللہ نے مریم کو وحی کی کہ تیرے شکم میں بیٹا ہے پھر عیسیٰ پیدا ہوئے پس مریم عیسیٰ سے اور عیسیٰ مریم سے ہیں میں اپنے باپ سے اور میرا باپ مجھ سے ہے پھر اس سے فرمایا: کہ جو سوال پوچھنا چاہتا ہے پوچھ اس نے کہا کہ ایک آدمی پر موت آ گئی اور اس کا پہلے جو غلام ہے وہ آزاد ہے یا غلام امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر پہلے سے ہے تو آزاد وہ ورنہ غلام کیا تو نے اس آیت کو نہیں پڑھا۔

والذین.......

راوی کہتا ہے کہ جب وہ وہاں سے نکلا تو اس پر مصیبت نازل ہوئی اور فقر و تنگدستی نے اس کے گھر ڈیرہ جما لیا۔
مولف فرماتے ہیں کہ یہی حدیث داود بن محمد نہدی کے بارے بعض اصحاب سے روایت علی بن عمر زیات نے تھوڑے سے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ذکر کیا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

ان من ابی وابی منی یا انا وابی لی واحد

میں اور میرا باپ ایک چیز ہیں۔

رجال کشی میں حمدیہ بن نصیر علی بن حسین بن عبداللہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوالات کیے اور اپنی عمر کے بارے میں سوال کرنا بھول گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ تو خدا سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ تجھے وہ بخش دے گا اور امام علیہ السلام نے جو وقت بتایا اسی مدت میں فوت ہوا کہ ۲۲۹ ہجری تھی۔

۶۸. مرحوم کلینی اصول کافی میں محمد بن یحییٰ حسین بن عمر بن یزید سے نقل کرتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا اس وقت میں واقفی تھا میرے باپ نے ان کے باپ سے جو سوال کیا میں نے وہی سوال امام رضا علیہ السلام سے کیا انہوں نے وہی جواب دیا جو میرے باپ کو امام علیہ السلام کے والد بزرگوار نے دیا کہ میں واویلا کا اضافہ نہیں تھا تو میں نے امام علیہ السلام سے کہا کہ میں گمان کرتا تھا کہ آپ اللہ کے عبادت گزار بندے ہیں نہ امام علیہ السلام پھر اپنا ہاتھ گردن پر رکھا اور کہا مجھ پر اللہ کے ہاں آپ احتجاج کر سکتے ہیں میں گناہ کار ہوں جب میں نے خدا حافظی کی تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعوں پر کوئی مصیبت نہیں آتی مگر یہ کہ وہ صبر کرے تو خدا اسے ایک ہزار شہید کا ثواب دے گا۔

میں نے خود سے کہا کہ خدا کی قسم ان سے اپنی اس مشکل کا ذکر کرتا کہ میرے پہلو میں جو بیماری ہے کہ جو پاؤں سے یہاں تک پھیل گئی جب مدینہ میں امام علیہ السلام کے پاس حج ادا کرنے کے بعد آیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا ہے کہ تجھے درد میں مبتلا دیکھ رہا ہوں عرض کیا کہ میری بغل میں ایک پھوڑا ہے امام علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن اس پر لگا کر فرمایا: اب تجھے کوئی درد نہیں ہوگا۔

۶۹. اصول کافی میں احمد بن معمران سے وہ ابن قیاما واسطی کہ جو واقفی تھا کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا اور کہا کیا دو امام ایک وقت ہو سکتے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ ایک ساکت رہے میں نے کہا پھر آپ امام علیہ السلام نہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابھی ہیں تو مجھ سے فرمایا: خدا کی قسم خدا نے مجھے اس امر حق پر ثابت رکھا ہے اور باطل و اہل باطل کو ختم کیا ہے۔ پھر امام تقی علیہ السلام پیدا ہوئے اور ابن قیاما سے فرمایا: کیا یہ آیت تیرے لئے کافی نہیں تو اس نے کہا خدا کی قسم یہ آیت بڑی ہے لیکن کیا کروں جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ہے۔

اصول کافی میں حکیمہ بنت موسیٰ علیہا السلام کہتی ہیں کہ میں امام رضا علیہ السلام کو بیت الحطب کے دروازہ پر دیکھا کہ وہ کسی کو بلا رہے ہیں میں نے کسی کو نہیں دیکھا تو عرض کیا امام علیہ السلام نے فرمایا: عامر زہرائی کو کہ وہ آئے گا مجھ سے سوال کرے گا میں نے کہا میں ان کی گفتگو سنا چاہتی ہوں امام علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اگر تو اس کی گفتگو سنے گی تو ایک سال بیمار رہے گی میں نے

کہا میں سننا چاہتی ہوں مجھ سے فرمایا: سنو جب میں نے سنا تو اس کی آواز ایک سیٹی کی طرح تھی تو میں ایک سال تک بخار میں مبتلا رہی۔

۷۔ غیبت طوسی میں محمد بن عبداللہ بن حسن افطس کہتا ہے کہ ایک دن مامون کے پاس تھا اور وہ شراب پی رہے تھے۔ پھر پس پردہ کسی نے خطاب کیا یعنی اے گانے والی کنیز و مرثیہ کہو ہمارے لئے کہ جو طوس میں ہے یعنی امام رضا علیہ السلام کہ طوس میں دفن کیا جائے گا نے والی عورت نے مرثیہ یوں شروع کیا۔

سقیاطوس ومن افحی بھا قطنا

من عشرۃ املصطفی ایقبی لنا حزنا

اعنی ابا الحسن ائماموں ان لہ

حقا امام علی کل من اضحی بھا شجنا

یعنی باران رحمت طوس پر اور جو طوس میں ہے (امام رضا علیہ السلام) سیراب کرے وہ اولاد مصطفیؐ کہ جو چلے گئے اور ہم کو غم اندوہ میں چھوڑ گئے۔

ہاشمی کہتا ہے کہ پھر مامون گریہ کرنے لگا اور مجھ سے کہا اے عبداللہ کیا میرے اہل بیت اور تیرے اہل بیت تجھے اس پر ملامت کریں گے کہ امام رضا علیہ السلام کو نصب کیا یعنی خدا نے عالمین کے لئے امام علیہ السلام بنایا خدا کی قسم تجھے حدیث بتاتا ہوں کہ تم تعجب کرو گے کہ ایک دن ان کے پاس آیا۔

بصرہ وکوفہ میں ورود، مختلف مذاہب کے علما سے مناظرہ، ہر زبان میں کلام کرنا اور توریت، انجیل، زبور کی تلاوت

شیخ الامام قطب الدین سعید بن ہبیت اللہ راوندی اپنی کتاب خرائج میں محمد بن فضل ہاشمی سے نقل کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام شہید ہو گئے تو میں مدینہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا سلام کیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: میں بصرہ جا رہا ہوں وہاں لوگوں میں امام علیہ السلام

کے بارے میں کافی اختلاف ہے عنقریب لوگ مجھ سے امام علیہ السلام کے دلائل پوچھیں گے اگر تم آنا چاہو تو آؤ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھ پر کوئی خوف نہیں کہ میں اپنے دوستوں تک بصرہ میں پہنچوں پھر امام علیہ السلام اپنے تمام وہ وسائل

کہ رسول ﷺ سے ان تک پہنچے تھے جیسے تلوار، عبا وغیرہ ساتھ لیے تو میں نے عرض کیا بصرہ کب پہنچو گے امام علیہ السلام نے فرمایا: تین دن میں تیرے پاس بصرہ پہنچ جاؤنگا۔

میں نے عرض کیا مولا آیا تھا کہ آپ کے بارے میں پوچھوں؟ میں امام کاظم علیہ السلام کی شہادت سے ایک دن پہلے ان سے ملا تو انہوں نے فرمایا: میں اس دنیا سے جانے والا ہوں جب تم مجھے قبر میں دیکھو تو مدینہ چلے جانا میری امانتیں واسرار امامت میرے بیٹے امام علی رضا علیہ السلام کے پاس ہیں میں نے پہنچادیں وہ میری طرف سے وصی اور میرے بعد صاحب الامر ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام ٹھیک تین دن بعد میرے پاس بصرہ تشریف لائے اور فرمایا: لوگوں سے کہو جو چاہیں پوچھیں تو پہلے عمرو بن ہذاب نے قوم کی طرف ابتداء کی کہ جو ناصبی تھا جیسے زیدی و معتزلہ ہیں کہنے لگا اے محمد حسن بن محمد اہل بیت کے فاضل آدمیوں میں سے ہے ورع وزہد وعلم میں سب سے افضل ہے اور وہ مثل علی بن موسیٰ الرضا جھوٹا نہیں اگر اس سے سوالات کریں تو وہ سب کے جواب دے گا حسن بن محمد نے کہا میں اس کی مجلس میں حاضر تھا تو اس نے کہا اے عمر کچھ نہ کہو علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام فاضل ہیں اور یہ محمد بن فضل کہتا ہے کہ امام علیہ السلام تین دن تک جائیں گے ان کی دلیل تمہارے لئے کافی ہے لوگ چلے گئے۔

محمد بن فضل ہاشمی کہتا ہے کہ جب تین دن مجھے بصرہ میں آئے ہوئے گزرے تو امام علیہ السلام بصرہ وارد ہوئے اور حسن بن محمد کے گھر آئے اس نے بھی اپنا گھر امام علیہ السلام کی خدمت میں دے دیا اور حسن بن محمد خود امام علیہ السلام کی خدمت میں تھا اور امام علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں رہا امام علیہ السلام نے فرمایا: اے حسن بن محمد کہ جو محمد بن فضل کے پاس جمع ہوئے تھے ان سے کہوں جو چاہو پوچھو حسن بن محمد نے سب کو بلایا زیدیہ اور معتزلہ کو دعوت دی لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ کس لئے حسن بن محمد نے ہم کو دعوت دی ہے۔

جب سب جمع ہو گئے تو امام علیہ السلام تکیہ کو ڈبل کر کے اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا: تم پر خدا کی برکات نازل ہوں کیا جانتے ہو کہ میں نے کس لیے درود سے آغاز گفتگو کیا کہنے لگے نہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: تا کہ تمہارے دل آرام وسکون حاصل کریں کہنے لگے خدا آپ پر رحمت کرے بتاؤ آپ کون ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: میں علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ہوں فرزند رسول ہوں آج نماز صبح والی مدینہ کے ساتھ میں رسول اللہ ﷺ میں پڑھی نماز کے بعد خلیفہ نے مجھ سے کچھ اراء لیں میں نے ان کو سفارش کی کہ اور ان سے شام کو ملاقات کرنے کا وعدہ کیا تا کہ خلیفہ کے سوالات کا جواب دوں میرے سامنے لکھا کہ میں نے جو کیا عمل کرونگا۔

ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم .

حاضرین نے کہا اے فرزند رسول ہم ان دلائل کے باوجود کوئی اور نہیں چاہتے ہم آپ کو صادق جانتے ہیں پھر سب اٹھ کھڑے ہوئے مجلس برخاست ہوئی لیکن امام علیہ السلام نے فرمایا: پراگندہ اور منتشر نہ ہوں کیونکہ میں نے تم کو بلایا ہے کہ تمہارے سوالات کا جواب دوں۔

آثار نبوت و امامت کی علامات میرے علاوہ کسی میں نہیں پاسکو گے پوچھو عمر بن ھذاب کہ جو زیدیہ مذھب رکھتا تھا آغاز گفتگو کی اور کہنے لگا محمد بن فضل ہاشمی تم سے مسائل نقل کرتا ہے کہ جن پر یقین نہیں کر سکتے امام علیہ السلام نے فرمایا: کونسے مسائل؟

ہذاب نے کہا کہتا ہے کہ تم ہر چیز کہ جس کو خدا نے نازل کیا جانتے ہو اور سب زبانوں سے آگاہ ہو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: محمد بن فضل سچ کہتا ہے میں نے خود اس سے کہا ہے تم سوال پوچھو ھذاب نے کہا پہلے آپ کو مختلف زبانوں میں آزماتا ہوں یہ آدمی رومی وہ ھندی وہ فارسی وہ ترکی ہیں

ان کو اکٹھا کیا امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر زبان میں پوچھیں میں بھی باذن اللہ سب زبانوں میں جواب دونگا ہر ایک نے اپنی زبان میں سوال کیا امام علیہ السلام نے کہا میں نے بھی ہر ایک کو اس زبان میں جواب سے نوازا حاضرین تعجب کرنے لگے سب نے اقرار کیا کہ امام علیہ السلام ہر زبان میں فصیح تر ہے پھر امام علیہ السلام نے ہذاب کی طرف توجہ کی اور فرمایا: اگر تم سے کہوں کہ ان ایام میں تجھ سے اپنا ایک رشتہ دار قتل ہوگا میری تصدیق کرو گے؟

ہذاب نے کہا نہیں کیونکہ تنہا خدا ہے کہ جو غیب جانتا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا خدا نے نہیں فرمایا:

عالم الغیب اللہ یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول ؟

رسول خدا خدا کے نزدیک برگزیدہ رسول ہے ہم ان کے وارث ہیں میں وہ ہوں کہ خدا نے غیب کا ارادہ کیا ہے کہ آگاہ کرے خدا نے مجھ میں قیامت تک کے حالات کا علم رکھا کیا تجھے آگاہ کریں۔؟

اے ہذاب میں تجھے خبر دے رہا ہوں کہ تجھ سے یہ کام پانچ دن کے اندر واقع ہوگا میں جھوٹا ہونگا اگر میری پیش بینی اس مدت میں تحقیق پذیر نہ ہو لیکن اگر درست کہا ہے تو جان لے خدا و رسول کا انکار تو نے کیا دوسری پیش بینی یہ کہ کچھ دنوں میں آنکھ کی بیماری میں مبتلا ہوگا اور اندھا ہو جائے گا پھر کبھی پہاڑ و بیابان اور سر سبز اشیاء کو نہ دیکھ سکے گا ایک اور بات بتاؤں تم جلدی جھوٹی قسم کھاؤ گے اس سبب سے ایک اور مرض میں مبتلا ہو گے۔

محمد بن فضل کہتا ہے کہ خدا کی قسم جو کچھ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: تھا ہذاب پر نازل ہوا ہذاب سے لوگوں نے کہا کیا امام

رضا علیہ السلام نے سچ کہا تھا یا جھوٹ؟ اس نے کہا خدا کی قسم اس وقت میں جانتا تھا کہ امام علیہ السلام کی کلام سچ ہو کر رہے گی لیکن ۔ضد وہٹ دھرمی سے قبول نہیں کیا۔

پھر امام علیہ السلام نے جاثلیق سے فرمایا: کیا انجیل میں نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اشارہ نہیں کیا اس نے کہا اگر کوئی اشارہ کیا ہوتا تو ہم انکار نہ کرتے امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر ثابت کردوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر کیا اور انکا اقرار کیا اور بنی اسرائیل کو ان کے ظہور کی بشارت دی تو تو اقرار کرے گا اور اپنے انکار کو چھوڑ دے گا۔ جاثلیق نے کہا اگر طاقت ہے تو ثابت کر کے دیں آپ کی گفتگو کو قبول کرلونگا۔

کیونکہ میں انجیل کا انکار نہیں کرسکتا امام علیہ السلام نے فرمایا: تیسری سفر انجیل میں عیسیٰ نے محمد۔ کے ظہور کی بشارت دی ہے جاثلیق نے کتاب امام علیہ السلام کو دی امام علیہ السلام نے وہاں سے تلاوت شروع کی جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر پہنچے تو فرمایا: اے جاثلیق یہ کون ہے۔

جاثلیق نے کہا ان کی خصوصیات کو میرے لئے بیان فرمائیں امام علیہ السلام نے فرمایا: میں ان کی خصوصیات نہیں بیان کر رہا خدا نے ان کی توصیف بیان فرمائی وہ صاحب ناقہ، عصا، قباء اور نبی امی ہے کہ جس کا نام توریت، انجیل میں آیا ہے۔

وہ نبی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے رزق وروزی حلال کو حلال اور اموال ناپاک کو حرام قرار دیتا ہے وہ لوگوں کو میانہ روی اور راہ

راست پر دعوت کرتا ہے اے جاثلیق تجھے عیسیٰ علیہ السلام کے حق کی قسم دیتا ہوں کیا یہ خصوصیات انجیل میں نہیں ہیں؟ جاثلیق نے آنکھوں کو زمین کی طرف گاڑ دیا اور وہ جانتا تھا کہ اگر انجیل کو رد کرے تو کافر ہوگا لہٰذا اسی طرح جواب دیا ہاں یہ صفات انجیل میں ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں اس پیامبر کی توصیف بتائی ہے۔ لیکن عیسائی لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارا پیغمبر نہیں جانتے امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر انجیل کا انکار نہیں کرتا تو پھر رسول خدا کی صفات کا انکار نہیں کرسکتا اب میں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات اور ان کے جانشین اور ان کی بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام اور حسن وحسین علیہ السلام کو دوسرے سفر انجیل سے تمہارے لئے پڑھتا ہوں جب جاثلیق اور راس الجالوت نے یہ گفتگو سنی تو جان لیا کہ امام علیہ السلام توریت وانجیل سے کاملاً آگاہ ہیں لہٰذا کہنے لگے خدا کی قسم ایسے دلائل پیش کیے کہ جن کا انکار کرنا توریت وانجیل کے انکار کے مترادف ہے۔

موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کے بارے میں ایسی بشارت دی ہے لیکن ہم پر ثابت نہیں ہوسکا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ جو تمہارے رسول ہیں لہٰذا ہم اقرار نہیں کرتے ہمیں شک ہے یہ وہ وہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: اب شک وشبہ کررہے ہو کیا خدا نے قبل از عیسیٰ علیہ السلام یا اس کے بعد اب تک کوئی نبی بھیجا ہے کہ جو بنام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یا ایسا نام دوسرے پیامبروں کے لئے نازل ہوا ہے کہیں تم نے دیکھا ہے؟

سب جواب دینے سے عاجز آ گئے اور کہنے لگے ہم اقرار نہیں کر سکتے کہ محمد ﷺ وہی محمد ﷺ ہیں کیونکہ اگر اقرار کریں اس کے مطابق جو آپ نے فرمایا: ہے تو پھر ان کے جانشین ان کی بیٹی اور حسن وحسین علیہ السلام کا بھی اقرار کریں اس توریت سے پھر اسلام لے آئیں امام علیہ السلام نے فرمایا: اے جاثلیق تم خدا اور رسول کی امان میں ہو جس چیز سے تم ڈر رہے ہو پرہیز کرو ہم سے کوئی ضرر تم کو نہیں پہنچے گا جاثلیق نے کہا حالانکہ ہم کو امان دی ہے تو میں کہتا ہوں کہ نام محمد ﷺ ان کے جانشین امام علی علیہ السلام ان کی بیٹی فاطمہ علیہا السلام ان کے نواسے حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام توریت وانجیل وزبور میں موجود ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا انکا نام ان کتب میں عدالت وسچ پر مبنی ہے یا دروغ وناحق ہے؟ جاثلیق نے کہا خدا کی عدالت وسچ اور حق پر ہے خدا حق کے سواء کچھ نہیں کہتا جب امام علیہ السلام نے جاثلیق سے اقرار لے لیا تو راس الجالوت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے راس الجالوت ابھی تیرے لئے زبور سے تلاوت کرتا ہوں کہ نام محمد ﷺ وعلی علیہ السلام وفاطمہ علیہا السلام وحسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام ہیں امام علیہ السلام نے زبور کی پہلی سفر سے تلاوت کیا اور فرمایا: کیا یہ زبور میں ہے یا نہیں تم بھی جاثلیق کی طرح امان میں ہم راس الجالوت نے کہا ہاں یہ نام زبور میں ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: تم کو ان دس فرامین کہ جو خدا نے موسیٰ بن عمران پر نازل کیے قسم دیتا ہوں کہ کیا محمد ﷺ امام علی علیہ السلام وفاطمہ علیہا السلام وحسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام کو توریت میں عدل وفضیلت کی طرف منسوب جانتا ہے؟

راس الجالوت نے کہا ہاں اگر کوئی انکا انکار کرے تو خدا اور رسول سے کفر کیا امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اب فلاں سفر کو توریت سے سنو امام علیہ السلام نے تلاوت شروع کی راس الجالوت امام علیہ السلام کی فصاحت وبلاغت پر حیرت میں ڈوب گیا جب امام علیہ السلام نام محمد ﷺ پر پہنچے تو اس الجالوت سے کہا ہاں احماد السما، دختر احماد، شبر وشبیر ہے کہ جن کی عربی میں تفسیر وہی محمد ﷺ، امام علی علیہ السلام، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام ہیں امام علیہ السلام نے آخر تک تلاوت فرمائی جب فارغ ہوئے تو راس الجالوت نے اس طرح کہا اے فرزند محمد ﷺ۔

خدا کی قسم اگر سب یہودیوں کا رئیس نہ ہوتا تو محمد ﷺ پر ایمان لے آتا اور تیرا پیروکار ہوتا خدا کی قسم توریت کو موسیٰ علیہ السلام پر زبور کو داؤد پر خدا نے نازل کیا لیکن ان کو آپ نے ایسی فصاحت وبلاغت میں پڑھا ان سے پہلے کبھی کسی نے نہیں پڑھا اور نہ ایسی شفاف وصاف تفسیر کرے گا۔ امام علیہ السلام اسی طرح مشغول گفتگو کہ ایک نماز ظہر کا وقت ہو گیا امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نماز پڑھتا ہوں پھر میں مدینہ چلا جاؤں گا تا کہ اپنا وعدہ والی مدینہ سے پورا کروں کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ خلیفے کا جواب میرے حضور میں لکھے انشاء اللہ کل واپس آ جاؤں گا راوی کہتا ہے کہ عبداللہ بن سلیمان نے اذان واقامہ کہی امام علیہ السلام نے نماز پڑھی اور امام علیہ السلام راہی مدینہ ہوئے دوسرے دن امام علیہ السلام اسی جگہ میں تشریف لائے ایک کنیز کو امام علیہ السلام کے پاس حاضر کیا کہ جو رومی زبان میں گفتگو کرتی تھی امام علیہ السلام نے بھی رومی زبان میں اس سے گفتگو کی جاثلیق نے امام علیہ السلام کی گفتگو سنی امام علیہ السلام نے رومی عورت سے پوچھا کون سا ایک نبی تمہارے نزدیک محبوب تر ہے محمد ﷺ یا عیسیٰ علیہ السلام؟

اس کنیز نے کہا جب محمد ﷺ کو نہیں جانتی تھی تو عیسیٰ کو زیادہ دوست رکھتی تھی لیکن اب محمد ﷺ کو پہچان لیا اسی وقت جاثلیق نے کہا اگر دین محمد ﷺ پر ہو اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لے تو کیا متنفر ہو گی کنیز نے کہا خدا کی پناہ چاہتی ہوں میں عیسیٰ کو بھی دوست رکھتی ہوں اس پر میرا ایمان ہے لیکن محمد ﷺ کو زیادہ دوست رکھتی ہو امام علیہ السلام نے جاثلیق سے فرمایا: اس کنیز کے سوال وجواب کو لوگوں کے سامنے ترجمہ کرو۔

جب امام علیہ السلام کی گفتگو لوگوں سے پوری ہوگئی تو اس طرح فرمایا: کیا جو کچھ محمد بن فضل نے میری طرف سے تم کو نقل کیا تھا درست تھا کہنے لگے ہاں خدا کی قسم جو کچھ اس نے کہا اس سے زیادہ ہم پر ثابت ہو گیا آپ کو خراسان لے جا رہے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے لیکن مجھے تکریم وعزت سے لے جا رہے ہیں محمد بن فضل کہتا ہے کہ سب نے امام علیہ السلام کی امامت کا اقرار کیا امام علیہ السلام رات میرے پاس رہے حاضرین سے خدا حافظی کی اور صبح تک امام علیہ السلام نے بہت سی سفارشات مجھے کیں۔

پھر صبح جب امام علیہ السلام چلے تو پہلے چار رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا: اے محمد تم واپس چلے جاؤ خدا حافظ امام علیہ السلام نے فرمایا: آنکھیں بند کرو بند کیں تو پھر فرمایا: کھولو کھولیں تو بصرہ کے دروازے پر تھا اور میں نے امام علیہ السلام کو نہیں دیکھا)

قطب راوندی کہتا ہے کہ محمد بن فضل نے کہا کہ امام رضا علیہ السلام جب بصرہ سے واپس جانے لگے تو مجھ سے فرمایا: تم کوفہ جاؤ اور وہاں کے شیعوں کو اکٹھا کرو۔ اور بتاؤ کہ میں آرہا ہوں اور مجھے حکم دیا کہ میں حفص بن رمیر تکبیری کے گھر آؤنگا میں کوفہ گیا شیعوں میں اعلان کیا کہ امام رضا علیہ السلام آرہے ہیں میں اس دن نصر بن مزاحم کے پاس تھا کہ مجھے امام رضا علیہ السلام کے خادم نے سلام کیا اور بتایا کہ امام علیہ السلام آچکے ہیں میں جلدی بعض بن عمیر کے گھر آیا تو امام علیہ السلام ان کے گھر میں تھے۔

میں نے سلام عرض کیا پھر فرمایا: شیعہ کے لئے کھانے کا بندوبست کرو میں نے پروگرام کیا جب فارغ ہوا تو فرمایا: الحمد للہ علیٰ توفیقک خدایا تیری توفیق پر حمد وشکر ہے پھر ہم شیعوں کے کھانے کے بعد جمع ہوئے۔

تو فرمایا: اے محمد دیکھو کوفہ سے متکلمین اور علماء کو حاضر کرو ہم نے ان کو حاضر کیا تو امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ میں جس طرح بصرہ والوں سے ملا اور بتایا کہ خدا نے مجھے ہر کتاب کا علم دیا ہے یہاں بھی یہی کچھ کہہ رہا ہوں پھر امام علیہ السلام جاثلیق نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوئے کہ جو عالم جدل وانجیل کا عالم معروف تھا فرمایا: اے جاثلیق کیا تو عیسیٰ علیہ السلام کے صحیفہ سے جانتا ہے کہ جس میں پانچ نام ہیں۔

اگر ان کو اپنی گردن میں ڈال لے تو جب مغرب کی طرف ہو اور مشرق کا ارادہ کرے تو مشرق پہنچ جائے اور اللہ کو اگر ان میں سے ایک نام کی قسم دے تو طی الارض ہو جائے مغرب سے مشرق پہنچ جائے مشرق سے مغرب کی طرف چند لحظوں میں پہنچ جائے جاثلیق نے کہا میں نہیں جانتا امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ پانچ نام ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ خدا سے سوال کرکے یا

ان میں سے ایک کو پکارے تو اللہ اس کے صدقہ میں ان سب سوالوں کا علم دے کہنے لگا اللہ اکبر جب تو ان کا انکار نہ کرے صحیفہ عیسیٰ تجھے کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا اگر ان کا اقرار کرے یا انکار اس کی قول گواہی دو پھر فرمایا: اے لوگو! کیا انصاف نہیں کرتے کہ جو اپنے مخالف سے آپ کی ملت، کتاب، نبی اور شریعت کے ساتھ مناظرہ کرے؟ سب نے کہا ہاں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: پس جان لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی امام علیہ السلام نہیں مگر یہ کہ انکا قائم مقام ہے سب امور اسے تفویض کیے گئے ہیں امام علیہ السلام صلاحیت نہیں رکھتا مگر امتوں کے مناظرہ پر براھین و دلائل امامت کے دفاع کے لئے رکھتا ہے راس الجالوت نے کہا امام علیہ السلام ہونے پر کیا دلیل ہے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اگر توریت، انجیل، زبور و قرآن کا عالم کوئی مناظرہ کرے تو میں توریت والے کو توریت سے انجیل والے کو انجیل سے زبور والے کو زبور سے اور اہل قرآن کو قرآن سے ایسا جواب دوں کہ وہ عالم و کتاب میری تصدیق کرے یہاں تک کہ امام علیہ السلام پر کوئی زبان مخفی نہیں ہر قوم اپنی زبان میں مجھ سے پوچھے میں جواب دوں یہ صفات تقوی ہر پلیدی کی صفائی پر مشتمل ہیں امام علیہ السلام ہر عیب سے پاک ہوتا ہے عادل۔

منصف حکیم، رؤف، رحیم، غفور، عفیف، صادق، مشفق

نیک، امین مامون ہوتا ہے امام علیہ السلام کی طرف نصر بن مزاحم اٹھا اور کہنے لگا کہ آپ جعفر بن محمد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں فرمایا: میں کہتا ہوں امام علیہ السلام کے حق میں امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی قطعی ہے کہ وہ اعلم زمان تھے پھر کہا آپ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں فرمایا: وہ بھی ان کی مثل تھے راوی کہتا ہے لوگ یہ سن کر متحیر تھے کہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ایک زمانہ میں تھے پھر امام علیہ السلام نے ہر اہل زبان سے ان کی زبان میں کلام کی اہل خراسان سے خراسانی میں اہل روم سے رومی میں عجم سے عجمی زبان میں ایسے جواب دیے کہ پورے جہاں کے یہود و نصاریٰ کے علماء کو رد کر دیا اور ان کی کتب و زبان میں جواب دیے اور فرمایا: میرے باپ نے مجھے امامت کی وصیت کی۔

جب رسول خدا کی رحلت کا وقت آیا تو امام علی علیہ السلام کو بلایا وصی بنایا انہیں صحیفہ دیا کہ جس میں وہ اسماء تھے کہ جن کو خدا نے انبیاء و اوصیاء کے منصب سے خاص کیا ہے پھر فرمایا: اے امام علی علیہ السلام میرے قریب آؤ رسول خدا نے امام علی علیہ السلام کے سر پر عمامہ رکھا پھر ان کے لئے فرمایا: اپنی زبان نکال کر ان کو چوسائی اپنی انگوٹھی ان کی انگلی میں پہنائی پھر فرمایا: اے امام علی علیہ السلام اپنی زبان کو میرے منہ میں دے دو فرمایا: اب ابلاغ کرو ہر وہ چیز جو تیرے پاس موجود ہے امام علی علیہ السلام نے ایسے ہی کیا رسول خدا نے فرمایا:

تیرا فہم میرا فہم ہے تیری بصارت میری بصارت ہے جو تجھے علم عطا ہوا مجھے بھی وہی علم عطاء ہوا مگر تم نبی نہیں ہو لا نبی بعدی پھر امام علیہ السلام کے بعد اور امام علیہ السلام آئے اب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعد میں امام علیہ السلام ہوں اور ہر زبان و ہر کتاب کا علم میرے پاس ہے۔

عیون اخبار الرضاؑ میں ابو محمد جعفر بن علی بن احمد فقیہ قمی نے کہا کہ ہم کو ابو محمد الحسن بن محمد بن حسن علی بن صدقہ قمی نے خبر دی کہ ابو عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز انصاری کجی اس سے حسین بن محمد نوفلی ہاشمی نے روایت کی کہ جب امام رضاؑ مامون کے پاس تشریف لائے تو مامون نے فضل بن سہل کو حکم دیا کہ وہ اصحاب مقالات وگفتگو کو جمع کرے مثل جاثلیق کے جو نصاریٰ کا سردار ہے اور راس الجالوت کو جو یہودیوں کا بڑا عالم ہے اور رؤسا صائبین کو اور یہ وہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ وہ حضرت نوحؑ کے دین پر ہیں اور ہر بذا کبر کو جو کہ آتش پرستوں کا بزرگ ہے اور اصحاب زرتشت وسطاس رومی ومتکلمین کو تا کہ وہ امام رضاؑ اور ان لوگوں کی گفتگو سنیں فضل بن سہل نے ان سب کو جمع کیا اور مامون کو ان کے اجتماع کی خبر دی۔

مامون نے کہا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ اور جب وہ مامون کے ہاں اکٹھے ہوئے تو اس نے انہیں مرحبا کہا اور ان پر نوازش کی اور کہنے لگا کہ میں نے تمہیں خیر کے لئے جمع کیا ہے اور میں دوست رکھتا ہوں کہ تم میرے چچازاد بھائی کے ساتھ جو کہ مدینہ سے میرے پاس آئے ہوئے ہیں مناظرہ کرو پھر جب صبح ہو تم میرے پاس آنا اور تم میں سے کوئی خلاف ورزی نہ کرے وہ کہنے لگے سمعاً وطاعۃ امیر المومنین ہم کل صبح انشاء اللہ حاضر ہوں گے راوی حسن بن نوفل کہتا ہے کہ ہم امامؑ ابو الحسن رضاؑ کے پاس بیٹھے کسی حدیث کا ذکر ہو رہا تھا کہ اچانک یاسر جو کہ امام رضاؑ کے معاملات کا متولی تھا اندر آیا اور کہنے لگا اے میرے سید و آقا امیر المومنین آپ کی خدمت میں سلام کہہ رہا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کا بھائی آپ پر قربان ہو جائے اصحاب مناظرہ وگفتگو اور اہل ادیان ومتکلمین تمام فن کے میرے پاس جمع ہوئے ہیں اگر آپؑ ان سے گفتگو کرنے کی رغبت رکھتے ہوں تو کل صبح میرے پاس تشریف لے آئیں اور اگر ناپسند کرتے ہیں تو اپنے آپ کو زحمت نہ دیں اور اگر آپ کی خواہش ہو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں تو یہ بھی ہمارے لیے آسان ہے۔

امام رضاؑ نے اس سے فرمایا: کہ مامون سے کہنا کہ میں تمہارے ارادہ کو جانتا ہوں میں کل انشاء اللہ تمہاری مجلس میں آؤں گا راوی کہتا ہے کہ جب یاسر چلا گیا تو حضرت نے میری طرف رخ کیا اور فرمایا: اے نوفل تو عراق کا رہنے والا ہے اور اس وقت عراقی غلیظ وسخت نہیں ہے تیری نظر میں کیا ہے؟

امام رضاؑ اہواز میں

جب امام رضاؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اہواز پہنچے تو وہاں مریض ہو گئے طبیب کو بلایا گیا امام رضاؑ نے اس سے فرمایا: میرے لئے گنا لے آئیں تو طبیب نے کہا گنے کا موسم نہیں ہے ابھی تو گرمیوں کا موسم ہے۔

یہاں تک کہ ایک نادان بیابان کا رہنے والا کہنے لگا یہ تو عرب بیابانی ہے ان کو نہیں معلوم کہ گرمیوں میں گنا نہیں ہوتا امام رضاؑ نے فرمایا: تلاش کرو تو ضرور پیدا کر لو گے جستجو وتلاش کی تو آخر میں اسحاق بن محمد کے پاس گنا تھا لے آئے۔

منقول ہے کہ طبیب نے پوچھا کہ امام رضا علیہ السلام کن کا بیٹا ہے کہا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند ہے کہنے لگے یہ بھی پیغمبر ہے کہا نہیں یہ وصی پیغمبر ہے یہ سوال طبیب کیلئے پُرمعنی و مطلب تھا کہ جس سے وہ تعجب میں پڑ گیا طبیب کا تعجب عظمت امام رضا علیہ السلام کے لئے تھا جاء بن ابی ضحاک کو خبر دی وہ خطرہ محسوس کرنے لگا بغیر سوچے اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا فوراً اھواز کو ترک کریں اگر امام رضا علیہ السلام یہاں پر رہ گئے تو کئی لوگ ان کے گرویدہ ہو جائیں گے اس وقت اھواز سے حرکت کی کہتے ہیں کہ ابوالحسن صائغ امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھا نقل کرتا ہے کہ کچھ ماہ امام رضا علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی واجب نمازوں کی پہلی رکعت میں ہمیشہ وہ حمد کے بعد انا انزلناہ۔ پڑھا کرتے دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ قل ھو اللہ۔ پڑھتے تھے۔

عرض کیا آپ پر قربان تیرے آباء و اجداد کا علم آپ کے پاس ہے کہ مجھے آپ سے ایک حاجت درکار ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: بتاؤ میں نے عرض کیا کہ میں زہریہ صفیہ (جوان کی کنیز تھی) کو عورتوں میں سے زیادہ دوست رکھتا ہوں اور کسی کنیز کو اس پر اولیت نہیں دیتا کئی بار حاملہ ہوئی اور بچے سقط ہو گئے اب حاملہ ہے کیا میری رہنمائی فرمائیں کہ کیا کروں کہ حمل سالم رہ جائے فرمایا: نہ ڈرو یہ بچہ سالم رہے گا اور بیٹا ہوگا۔

اور اپنی ماں سے زیادہ مشابہ ہوگا اور اس کے دائیں ہاتھ کی ایک انگلی زیادہ ہوگی اس کے بائیں پاؤں میں بھی میں نے دل میں کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے پھر زہریہ سے بچہ پیدا ہوا کہ جو اس سے زیادہ مشابہ تھا جو اوصاف امام رضا علیہ السلام نے بتائے تھے وہ اس میں تھے۔

غیبت طوسی میں ہے راوی کہتا ہے کہ میں مامون کے پاس گیا سلام کیا پھر اس نے کہا کہ خدا امام رضا علیہ السلام پر رحم کرے کہ وہ اعلم ترین زمانہ تھے کہ ایک دن میں نے تعجب کیا کہ لوگوں نے اس کی معصیت کی کہ جب خراسان تشریف لائے تو مسکرا کر فرمایا: خراسان کے درجات بلند ہیں ہماری وجہ سے یہاں پر مجھے موت آئے گی اور یہاں سے محشور ہونگا۔

میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا آپ کو کہاں سے علم ہوا ہے تو فرمایا: میرا علم میرے مدفن کے بارے میں ایسے ہے کہ جیسے تجھے گھر کا پتہ ہے میں نے عرض کیا میرا مکان کہاں ہے فرمایا: میں مشرق میں رحلت کرونگا اور تم مغرب میں میں نے کہا آپ نے سچ فرمایا: ہے آپ عالم آل محمد ہیں تو اس وجہ سے میں نے خلافت میں طمع کیا اور انہیں زہر سے شہید کیا۔

صاحب کتاب ثاقب المناقب عیسیٰ بن موسیٰ عمانی سے نقل کرتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام جب مامون کے پاس آئے تو غمگین تھے تو اس نے کہا امام علیہ السلام آپ غمگین نظر آرہے ہیں تو مامون نے کہا ہاں سات بال اٹھا کر کہنے لگا کہ گمان ہے کہ یہ رسول خدا کی داڑھی کے بال ہیں اگر لانے والا سچا ہے تو اس کو انعام دونگا ورنہ جھوٹا قرار دونگا۔

امام علیہ السلام نے دیکھ کر سونگھا تو فرمایا: یہ چار رسول کی داڑھی کے بال ہیں اور یہ نہیں ہیں مامون نے کہا کیسے پتہ چلے امام علیہ السلام نے فرمایا: اگ میں ڈال کر دیکھو جب آگ میں ڈالے گئے تو تین جل گئے چار بال نہیں جلے مامون نے بدو سے کہا تجھے قتل

کرتا ہوں کہنے لگا میرا کیا گناہ ہے تین میری داڑھی کے ہیں۔

مرحوم صدوق عیون اور کتاب توحید میں حسن بن محمد نوفلی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ سلیمان مروزی متکلم خراسان مامون کے پاس آیا تو اس نے اس کا بڑا اکرام کیا اور پھر اس سے کہا کہ میرے ابن عم امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام حجاز سے میرے پاس تشریف فرما ہیں اور وہ اہل کلام اور اس کے اصحاب کو دوست رکھتے ہیں تو ترویہ کے دن ان سے آپ مناظرہ کریں سلیمان نے کہا اے امیر المومنین میں ناپسند کرتا ہوں کہ وہ آپ کی مجلس میں بنی ہاشم کی جماعت میں ان سے سوال کروں میں نہیں چاہتا کہ وہ اپنی قوم کے نزدیک رسوا ہو کہ جب وہ میرے سوال کا جواب نہ دے سکے مامون نے کہا میں چاہتا ہوں آپ کی قوت علم سے آگاہ ہو جاؤں ایک حجت ان پر قاطع ہو جائے سلیمان نے کہا پس ان سب کو جمع کرو اور ایک جگہ تنہا بیٹھ کر مناظرہ کریں۔

مامون امام رضا علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا کہا یہاں میرے پاس اہل مرو کا ایک عالم آیا ہے کہ جو علم کلام میں یگانہ ہے مجھے خوف ہے کہ وہ آپ پر غالب نہ آ جائے امام علیہ السلام اٹھے وضو کیا اور ہم سے فرمایا: کہ میں اور میرے پاس عمران صابی آیا ہے ہم آرہے ہیں پھر ہم چلے آگے یاسر اور خالد نے استقبال کیا اور مامون کے پاس پہنچے جب سلام کیا تو مامون نے کہا کہاں ہے میرا بھائی ابوالحسن اللہ ان کو ہمارے لئے باقی رکھے میں نے کہا امام علیہ السلام لباس پہن کر آرہے ہیں ہم کو حکم دیا ہے کہ آپ چلے جائیں۔

پھر میں نے کہا اے امیر المومنین عمران صابی اور مولا میرے ساتھ دروازے پر ہیں مامون نے کہا کون عمران میں نے کہا صابی کہ جو امام علیہ السلام کے ہاتھوں مسلمان ہوا ہے مامون نے کہا انہیں اندر بلالیں امام علیہ السلام داخل دربار ہوئے مامون نے استقبال کیا پھر کہا اے عمران تم نہیں مرے یہاں تک بنی ہاشم سے ہو گئے یعنی مسلمان اس نے کہا الحمد للہ الذی شرفنی بلکہ یا امیر المومنین خدا نے آپ کے ذریعے مجھے یہ شرف بخشا ہے۔

مامون نے تعارف کرایا کہ یہ سلیمان مروزی ہے اے عمران کہ جو خراسان کے اہل کلام سے جس کا تعلق ہے عمران نے کہا اے امیر المومنین تو خیال کرتا ہے کہ یہ ایک ہے کہ جو بداء کا منکر ہے اس نے کہا تجھ سے مناظرہ نہیں کرتا یہاں تک امام علیہ السلام داخل ہوئے اور فرمایا: تم کسی چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو عمران نے کہا یہ سلیمان مروزی ہے پھر مامون نے کہا سلیمان کیا تو راضی ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے ساتھ بداء پر گفتگو کرے عمران نے کہا میں نے بداء کے بارے میں ابوالحسن رضا علیہ السلام کا قول قبول کیا ہے انھوں نے مجھے اپنے نظریات سے شکست دی ہے۔

مامون نے کہا: یا اباالحسن آپ کیا فرماتے ہیں اس نظریہ میں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

اولم یر الانسان انا خلقنا من قبل ولم یک شیئاً او ھو الذی

الیٰ آخرہ ...

اللہ کے پاس دو علم ہیں ایک مکنون و مستور جس کو کوئی نہیں جانے مگر یہ کہ وہ بدا کرے ظاہر کرے اور ایک علم ملائکہ اور رسول کا علم ہے علماء اہل بیت اس کو جانتے ہیں۔

سلیمان نے کہا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میرے ساتھ قرآن سے مناظرہ کریں امام علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا:

فتولی عنہ فما انت بمعلوم

اس سے مراد اللہ کا ارادہ ہے کہ وہ ان کو ہلاک کرے پھر ظاہر کرے۔

وذکر فان الذکر تنفع المومنین

سلیمان نے کہا میرے لئے مزید وضاحت فرمایئے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

مجھے میرے آباء واجداد نے خبر دی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدا نے وحی نازل کی کہ انبیا میں سے ایک نبی کو خدا نے موت دینا چاہی تو جب وہ تخت پر سوئے تو کہا خدایا مجھے کچھ زندہ رہنے کی مہلت دیدے تو خدا نے اسے پندرہ سال زندہ رکھا اس نے خدا سے کہا: اے خدا لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے کہ میں نے ان کو موت کا بتایا تو اللہ نے فرمایا: تو فقط مبلغ اور ابلاغ کرنے والا ہے پھر امام رضا علیہ السلام سلیمان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ یہودی اس بارے میں کیا کہتے ہیں سلیمان نے کہا: میں خدا سے اس بارے میں پناہ چاہتا ہوں یہودی کہتے ہیں:

ید اللہ مغلولۃ

کہ خدا کہتا ہے:

غلت ایدیھم .....

میں نے سنا ہے کہ ایک قوم نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا بداء کے بارے میں تو فرمایا: لوگ بدا کا انکار کرتے ہیں پھر سلیمان نے کہا: اللہ کے اس قول،

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

کی خبر دو کہ اس رات کیا نازل ہوا۔ فرمایا: اے سلیمان لیلۃ القدر وہ رات ہے کہ جس میں خدا پورے سال کی زندگی وموت، خیر وشر، اور رزق کو مقدر کرتا ہے اور یہ محترم رات ہے امام رضا علیہ السلام نے کہا: مزید بیان فرمائیں: امام نے فرمایا: اے سلیمان یہ ایسے امور ہیں جو خدا کے پاس ہیں وہ خدا جو گذشتہ اور آئندہ کے حالات سے واقف ہے، اے سلیمان علی علیہ السلام نے فرمایا: ہے کہ علم دو ہیں کہ اللہ کا علم اور فرشتوں اور رسولوں کا علم جو خدا کے پاس ہے جس پر کوئی مطلع نہیں مگر یہ کہ جن کو عطا کرے، جس کو چاہے محو وختم کردے، جس کو چاہے ثابت رکھے، سلیمان نے مامون سے کہا: اب میں اس کے بعد بداء سے انکار نہیں کرسکتا اس کے بعد کچھ سوالات کیے امام علیہ السلام نے اس کا ایسا جواب دیا کہ سلیمان فوراً آپ کی امامت کا اقرار کرنے لگا پھر اس کے بعد مامون نے مناظرہ کیا۔

مامون کے سوالات امام رضا علیہ السلام کے جوابات

مامون نے فقہاء اور فلاسفہ مختلف فرقوں سے جمع کیے اور امام رضا علیہ السلام سے سوالات کیے خود مامون بھی اس مجلس میں تھا کہ ایک عالم نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ مقام امامت پر آپ کا دعویٰ ہے کس سے ثابت کرتے ہو امام علیہ السلام نے فرمایا: پیغمبر کی تصریح اور اپنی دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔

عالم: امامت کے صدق پر کون سی دلالت ہے؟

امام علیہ السلام: علم اور دعا کی استجابت میں۔

عالم: آپ کس طرح حوادث کی خبر دیتے ہیں۔

امام علیہ السلام: اس بنیاد وعہد پر کہ جو رسول خدا اور ہمارے درمیان ہے

عالم: آپ لوگوں کے دلوں سے کس طرح باخبر ہیں؟

امام علیہ السلام: کیا رسول خدا کا فرمانا تم تک نہیں پہنچا کہ فرماتے ہیں:

اتقوا فر آسته المومن فانه ینجز نور الله

کہ مومن سے بچو کہ وہ تیز نظر وہوش کا مالک ہے خدا کا نور اس کی مدد کرتا ہے

عالم: ہاں یہ بات تو ہم تک پہنچی ہے

امام علیہ السلام: کوئی مومن نہیں مگر یہ کہ عقلمند باہوش اور زود فہم ہوتا ہے خدا کے نور سے اپنے ایمان کے اندازے پر وہ چیزوں کی شناخت کرلیتا ہے آئمہ معصومین میں تمام مومنین کے درمیان کی صفات موجود ہوتی ہیں قرآن آیت ۷۵ سورہ حجر میں خدا فرماتا ہے۔

ان فی ذلک لایات للمتوسمین

عذاب قوم لوط میں عقلمند اور ہوشیار لوگوں کے لئے عبرت ہے سب سے پہلے ہوشیار پیغمبر خدا تھے پھر امام علی علیہ السلام پھر امام حسن پھر امام حسین علیہ السلام اور ان کے فرزندان تا قیامت ہوشیار ہیں اس وقت مامون نے امام رضا علیہ السلام کی طرف نگاہ کی اور کہا اے ابوالحسن مزید ہمارے لئے وضاحت فرمائیں اور ہمیں بہرہ مند کریں اور خصوصیات امام علیہ السلام کہ جو خدا نے عطا کیا بیان فرمائیں امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے ہم کو ایسی روح دی کہ جس کی اس نے تائید فرمائی روح پاک و معطر یہ روح فرشتوں سے نہیں ہے اور نہ گزشتہ لوگوں میں سے کسی کے پاس تھی فقط رسول خدا اور ہم آئمہ معصومین کے پاس ہے۔

مامون کا امام رضا علیہ السلام سے عدم عصمت انبیاء پر مناظرہ

مرحوم صدوق علیہ الرحمہ عیون اور امالی میں ابوصلت ہروی سے نقل کرتا ہے کہ مامون اہل اسلام و ادیان دیگر یہود، نصاریٰ، مجوسی، اور صائبین کو ایک مجلس میں حاضر کیا کہ امام رضا علیہ السلام سے مناظرہ کریں تو علی بن محمد بن جہم کھڑا ہو گیا اور کہا کیا آپ عصمت انبیاء کے قائل ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں تو کہنے لگا اسی آیت کے بارے آپ کیا جواب دیں گے۔

وعصی ام ربه ، وذالنون اذهب .... الیٰ آخره

امام رضا علیہ السلام نے جواب دیا کہ خداوند تبارک آدم سے فرمایا::

عصیٰ آدم ربه ففوی الله تعالیٰ

آدم علیہ السلام کو زمین کے لئے حجت بنا کر پیدا کیا کہ وہ زمین میں خلیفہ ہے جنت کے لئے خلق نہیں کیا۔ آدم کی معصیت جنت میں ہے نہ زمین پر اور عصمت کا تعلق زمین سے ہے تاکہ خدا کے امر و مقادیر پایہ تکمیل کو پہنچیں امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن جہم وائے ہو تم پر تو اللہ سے ڈرو اور انبیاء خدا کی طرف برائی کی نسبت نہ دو اور تم اللہ کی کتاب کو اپنی رائے سے تاویل مت کرو اللہ تعالیٰ اور راسخون فی العلم اس کی تاویل کو جانتے ہیں

وما یعلم تأویله الا لله والراسخون فی العلم (سورۂ آل عمران ۷)

جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر آئے تو حجت خدا اور معصوم بن کر آئے کہ خدا کا قول ہے

ان الله اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراهیم وآل عمران علیٰ العالمین

تیرا اس قول سے استدلال

وذالنون اذھب ....

یہاں ظن کا معنی یقین ہے اللہ تعالیٰ کسی پر رزق کو تنگ نہیں کرتا۔ کیا تو نے اللہ کا یہ قول سنا ہے

واما اذا مابتلاہ ربہ فقدر علیہ رزقہ

یعنی ضیق علیہ رزقہ

اگر ظن کے معنی میں ہوتو پھر العیاذ باللہ اللہ اس پر قدرت نہ رکھتا تو اس وقت تم کافر ہوتے۔

تیرا حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اس آیت کو پیش کرنا

ولقد ھمت بہ وھم بھا

یعنی معصیت کا ارادہ کیا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی

وکذلک لنصرف عنہ السوء

یعنی قتل وفحشاء یعنی زنا سے منصرف تھے۔

یہ انصراف ان کی عصمت کی دلیل ہے نہ معصیت پر تم داؤد علیہ السلام کو محراب میں کیا کہتے ہیں تو علی بن محمد بن جہم نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ داود محراب میں نماز پڑھ رہے تھے تو شیطان خوبصورت صورت میں بن کر آیا تو داود علیہ السلام نے نماز توڑ دی اور کھڑے ہوئے کہ اس پرندے کو پکڑیں تو پرندہ دروازے پر گرا داود علیہ السلام نے پکڑنا چاہا وہ چھت پر چلا گیا وہاں اوپر چڑھے کہ پکڑلیں تو وہ اوپر کسی کے گھر جا گرا داؤد علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اوریا کے گھر ہے تو اوریا کی بیوی غسل کر رہی تھی جب اس پر داود علیہ السلام کی نظر پڑی تو خواہش نے اکسایا اوریا کسی جنگ پر گیا ہوا تھا اس نے اپنے شوہر کو خط لکھا اوریا لشکر کا امیر تھا اس کو مشرکین پر فتح ہوئی تو اس نے داؤد پر سختی کی پھر دوسری دفعہ خط لکھا پھر وہ اوریا جنگ میں دوسری دفعہ گیا تو وہ قتل ہو گیا داود علیہ السلام نے اس کی بیوی سے شادی کی۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر مارا اور کہا:

انا للہ وانا الیہ راجعون

تم نے اللہ کے انبیاء کی طرف نماز میں سستی اور توڑنے کی نسبت دی کہ اس نے نماز کو چھوڑ کر پرندے کا پیچھا کیا پھر برائی نے اکسایا پھر قتل پر شیطان نے اکسایا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم پر ہلاکت ہو، داود علیہ السلام کو خدا نے خلق کیا وہ مخلوق میں اس وقت سب سے زیادہ عالم تھے اللہ نے ان کی طرف دو فرشتے بھیجے جو محراب میں آئے اور کہا:

خصمان بغی بعضنا علیٰ بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط واھدنا الیٰ سواء ... الصراط ص ۲۲

یعنی ان دو فرشتوں نے جھگڑے کی شکایت کی۔ تاکہ داؤد تا کہ ان کے درمیان فیصلہ کریں کیا تم نے اس آیت کو نہیں سنا اے ابن جہم۔

یاداود انا جعلناک .... الیٰ آخرہ

اس نے کہا: یا بن رسول اللہ اوریا کا قصہ سنائیے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: داود کے زمانہ میں اس کی عورت کا شوہر اوریا فوت ہو گیا تھا یا قتل ہو چکا تھا ان کے بعد لوگ بیوہ سے شادی نہیں کرتے تھے سب سے پہلے خدا نے مباح قرار دیا کہ جس کا شوہر قتل کیا گیا اس سے شادی کر و داود علیہ السلام نے اوریا کی بیوی سے شادی اس وقت کہ جب وہ قتل ہو چکا تھا اور اس کی عدت وفات پوری ہو چکی تھی رسول خدا کے بارے میں تیرا اس آیت کو پیش کرنا

تخفی فی نفسک مااللہ ....الیٰ آخرہ

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی ازواج کے نام کو دنیا اور آخرت میں پہنچاتا ہے کہ رسول کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں ان میں سے ایک کا نام زینب بنت جحش ہے اس وقت زید بن حارثہ کے ماتحت تھی اور اس کا نام مخفی رکھا تھا اور ظاہر نہیں کیا کہ منافقین میں سے کوئی ایک نہ رہے اور رسول کو منافقین کے قول سے خوف تھا تو اللہ نے فرمایا:

تخشی النا واللہ احق ان تخشاہ .

یعنی سب سے پہلے آدم کی حوا سے شادی ہوئی اور زینب کی زید کے فوت ہونے کے بعد شادی ہوئی۔

اور آیت: وزوجنھا

اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی امام علی علیہ السلام سے ہوئی تو یہ سن کر علی بن محمد بن جہم گریہ کرنے لگا اور کہنے لگا یا بن رسول اللہ میں توبہ کرتا ہوں کہ میں نے انبیاء سے جو نسبت دی ہے اس کے بعد کبھی ایسا نہیں کرونگا۔ بحار میں کتاب فرج المھموم بمعرفۃ منہج الحلال والحرام سے علم نجوم کے بارے میں علی بن طاوس سے نقل کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کتاب نوادر الحکمۃ تالیف محمد بن احمد بن یحیٰی بن عمران بن عبداللہ قمی میں یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام علیہ السلام نے حسن بن سہل کو

فرمایا: کیسے تم نجوم سے حساب کرتے ہو کہنے لگا کوئی نئی چیز نہیں وہی طریقہ کہ جو آپ نے تعلیم دیا ہے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: سورج کے نور کو چاند کے نور پر کتنے درجہ کی فضیلت ہے اس طرح چاند کو مشتری پر مشتری کو زہرہ پر تو اس نے کہا میں نہیں جانتا امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اس کے بارے میں جانتا ہوں یہ تو بہت آسان ہے۔

بحار میں ہے کہ میں نے کتاب مسائل الصباح بن نصر ہندی امام رضا علیہ السلام سے روایت کو دیکھا کہ جس کو ابو العباس بن نوح اور عبد اللہ محمد بن احمر صفوری اصل کتاب عتیق سے نقل کیا ہے ان دونوں نے اپنی زندگی میں لکھا اور برہان بن حلت سے نقل کیا کہ علماء مامون کے پاس بیٹھے تھے کہ امام علیہ السلام کا حجت ہونا سب علماء پر ظاہر ہو گیا اور صباح بن نصر بن ہندی نے امام رضا علیہ السلام سے بہت سے سوالات کیئے ان میں سے ایک علم نجوم کا سوال کہ امام علیہ السلام نے اس طرح فرمایا: اس کا درست اور صحیح علم سب سے پہلے ادریس کے پاس تھا اور پھر ذوالقرنین ماہر تھے اصل اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ستارے کو آدمی کی شکل میں بھیجا وہ مشتری ستارا تھا جو زمین پر آدمی کی صورت میں عجمی شہر میں آیا ایک آدمی کو تعلیم دی وہاں سے علم نجوم کا سلسلہ چل پڑا۔

ایک قوم کہتی ہے نجومی انبیاء کے علم سے زیادہ عالم ہیں کہ مختلف اشیاء کا علم رکھتے ہیں حالانکہ علم نجوم تو درست اور دقیق درک نہیں کر سکے حق کو جھوٹ کے ساتھ ملا دیا یہ آخر میں امام رضا علیہ السلام کے الفاظ تھے اس روایت جلیلہ میں امام علیہ السلام کا قول لوگوں پر حجت ہے اگر کہیں پر یقال امام علیہ السلام نے فرمایا: تو مخالفین سے تقیہ کرتے ہوئے فرمایا: اور کبھی امام علیہ السلام نے یقول ابی فرمایا: اور کبھی روی عن رسول اللہ

امام رضا علیہ السلام کا ایک منکر خدا سے مناظرہ

ایک منکر خدا امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا ایک گروہ پہلے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔

امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اگر حق تیرے ساتھ ہے اگر چہ ایسا نہیں اس صورت میں ہم اور تو برابر ہیں ہمارے نماز، روزے اور ایمان سے کوئی نقصان نہیں اگر حق ہمارے ساتھ ہو جیسا کہ ہے اس صورت میں ہم کامیاب تم ناکام و نقصان میں ہو اور ہلاک ہوں گے۔

منکر خدا: مجھے سمجھاؤ کہ خدا کیسے ہے اور کہاں ہے؟

امام علیہ السلام: تم پر وائے ہو تم غلط راستے پر جا رہے ہو خدا کے کیسے ہونے کو خدا نے کیسا کیا ہے بغیر اس کے کہ اسے کیسے سے متصف کیا جائے اس نے مکان کو مکان کیا بغیر اس کے کہ وہ مکان کا محتاج نہیں ہے اس بنا پر خدا کیسے اور کہاں ہے سے توصیف نہیں کیا جا سکتا اس کو مکان سے نہیں پہچانا جا سکتا وہ محسوسات سے درک نہیں ہوتا اور کسی سے تشبیہ نہیں دے سکتے۔

منکر خدا: اگر خدا کسی محسوس چیز سے درک نہیں ہوسکتا اس بنا پر وہ کچھ نہیں ہے۔

امام علیہ السلام: تم پروائی ہو تو تیری حس اس کو درک کرنے سے قاصر ہے جس کا تو نیا نکار کیا ہے ہمارے حواس اس کی ذات کو درک نہیں کر سکتے اس پر ایمان ہے اور یقین ہے کہ وہ ہمارا خدا ہے کسی چیز کے مشابہ نہیں۔

منکر خدا: مجھے بتاؤ خدا کس زمانے سے تھا۔

امام علیہ السلام: مجھے بتاؤ کہ خدا کس زمانے سے نہیں تھا تا کہ میں تم کو بتاؤں کہ کس زمانے میں تھا۔

منکر خدا: خدا کے وجود پر کیا دلیل ہے؟

امام علیہ السلام: میں جب اپنے وجود کو دیکھتا ہوں تو اس کے طول و عرض کو نہ کم کرسکتا ہوں نہ زیادہ اور نہ اس سے نقص وغیرہ کو دور کرسکتا ہوں اور نہ اس سے بڑھا سکتا ہوں اس موضوع سے یقین کرتا ہوں کہ یہ ڈھانچہ کسی بنانے والے نے بنایا ہے تو اس وجود سے اس صانع کے وجود کا اعتراف کیا اس کے علاوہ سیاروں کی گردش بادلوں کا پیدا کرنا۔ ہواؤں کو چلانا، سورج، چاند، ستارے یہ سب اسی کی تخلیق ہیں اور وہ پوری کائنات کو چلا رہا ہے تو یہ سن کر وہ مسلمان ہو گیا۔

امام رضا علیہ السلام اور شیر قالین

امام رضا علیہ السلام کی ولی عہدی کے زمانہ میں ایک دفعہ شدید ترین قحط پڑا مامون حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مولا کوئی تدبیر کیجئے اور کسی صورت سے دعا فرمایئے کہ خداوند زندوں پر باران نازل کرے اب ملک کی بری حالت ہوگئی بھوک و پیاس سے لوگ جان بحق ہونے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا: اے بادشاہ۔ گھبرا نہیں میں سوموار کے دن طلب باران کے لئے دعا کروں گا مجھے اپنے خدا سے بڑی توقع ہے انشاء اللہ نزول باران ہوگا خلق خدا کی پریشانی دور ہوگی غرض کہ وقت مقررہ آیا اور امام علیہ السلام صحرا کی طرف نکلے آپ نے مصلے کو بچھایا اور دست دعا بلند کیے دعا کی ابھی دعا کے جملے تمام نہ ہونے پائے تھے کہ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے چلنے لگے بادل چھائے بوندیں میں پڑنے لگیں اور اس قدر بارش ہوئی کہ جل تھل ہو گیا۔

بادشاہ بھی خوش ہوا پبلک بھی آسودہ ہوئی لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اس کرامت خاص اور استجابت دعا کی وجہ سے بہت سے حاسد جل کر خاکستر ہو گئے ایک دن جب دربار آراستہ تھا انہیں حاسدوں میں سے ایک نے کہا آپ کے بارے میں لوگ بہت سی صفات نشر کرتے ہیں اور آپ کو بڑا ماننے کی سعی میں منہمک ہیں۔

سب چاہتے ہیں کہ آپ کا پایہ بادشاہ کے پایہ سے بلند کردیں اور سنیئے سب سے بڑی کرامت جو آپ کی اس وقت مشہور ہے وہ یہ ہے کہ دعا کر کے بارش کرادی میں کہتا ہوں کہ جبکہ بارش عرصہ سے نہیں ہوئی تھی وہ آپ کی دعا کرنے سے

نہیں بلکہ بارش نے تو ہونا ہی تھا لہذا میری نظر میں آپ کی یہ کرامت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

ہاں کرامت اور معجزہ تو یہ ہے کہ پیش نظر قالین اور مسند پر جو شیر کی تصور بنی ہے اسے مجسم کر دیجئے اور حکم دیجئے کہ مجھے پھاڑ کھائے امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ دیکھ میں نے کسی سے نہیں کہا کہ میری کرامت بیان کرے اور نہ یہ کہا کہ مجھے بڑھانے کی کوشش کرے اب رہ گیا آب بارانی کا واقعہ وہ خدا کی مہربانی سے عمل میں آیا ہے اور اسے دنیا نے دیکھا ہے میں اس میں ہی اپنی کوئی تعریف نہیں چاہتا یہ سب خدا کی عنایت ہے البتہ جو تجھے یہ حوصلہ ہے کہ شیر قالین مجسم ہو جائے اور تجھے پھاڑ کھائے تو ابھی کئے دیتا ہوں یہ فرما کر آپ شیر کی تصویروں کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے فرمایا: اس فاسق وفاجر کو چیر پھاڑ کر اس طرح کھا جاؤ کہ اس کا نشان تک باقی نہ رہے امام علیہ السلام کا فرمانا تھا کہ دونوں شیر کی تصویریں مجسم ہو گئیں انھوں نے بڑھ کر کا فرازلی پر حملہ کر دیا جن کا نام حمید بن مہران تھا اسے پارا پارا کر کے کھا ڈالا اس ہنگامہ کو دیکھ کر مامون بے ہوش ہو گیا امام علیہ السلام نے اسے ہوش میں لا کر شیروں کو حکم دیا کہ اپنی اصلی حالت میں ہو جاؤ پھر قالین کی تصویر بن گئے۔

مامون رشید اور امام رضا علیہ السلام

امام رضا علیہ السلام کے والد ماجد امام موسی کاظم علیہ السلام کو ۱۸۳ھ میں ہارون رشید نے زہر سے شہید کروایا اور خود ۱۹۳ ہجری میں فوت ہو گیا اس کے مرنے کے بعد جمادی الثانی ۱۹۳ ہجری میں اس کا بیٹا امین خلیفہ ہوا چونکہ اپنے بیٹوں میں سلطنت تقسیم کر چکا تھا اور اس کے اصول معین کر چکا تھا۔

اس لیئے ایک کی بجائے دو حکمران رشیدی حدود سلطنت پر حکمرانی کرنے لگے۔

امین چونکہ عیاش آدمی تھا اس لئے وہ اپنی وسعت اختیار کی وجہ سے مامون پر جبر کرنے لگا بالآخر دونوں بھائیوں میں جنگ ہوئی اور امین چار سال آٹھ ماہ سلطنت کرنے کے بعد ۲۳ محرم ۱۹۸ ہجری میں قتل کر دیا گیا امین کے قتل کے بعد بھی مامون چار سال تک مرو میں رہا سلطنت کا کاروبار تو فضل بن سہل کے سپرد کر رکھا تھا اور خود عالموں، فاضلوں سے جو اس کے دربار میں بھرے رہتے تھے فلسفی مباحثوں میں مصروف رہتا تھا عراق میں فضل کا بھائی حسن بن سہل گورنر تھا الجزیرہ میں نصر بن شبث عقیلی نے بغاوت کی اور وہ پانچ سال تک شاہی فوجوں کا مقابلہ کرتا رہا عراق میں بدوؤں، لچوں بدمعاشوں کو بلا کر حسن بن سہل کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا یہ حالت دیکھ کر حضرت امام علی علیہ السلام اور حضرت جعفر طیار کے بعض بلند نظر نونہالوں نے شاید یہ خیال کیا کہ ان کے حقوق واپس ملنے کا وقت آ گیا ہے چنانچہ جمادی الثانی ۱۹۹ ہجری مطابق ۸۱۴ع میں ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم المعروف بہ طباطبا بن حسن بن علی بن ابی طالب علوی نے جو مذہب زیدیہ رکھتے تھے کوفہ میں خروج کیا اور لوگوں کو آل رسول کی بیعت کی دعوت دی۔

بنی شیبان کا سردار ابو السرایا سری بن منصور شیبانی جو ہرثمہ کے فوجی سرداروں میں سے تھا اٹھ کھڑا ہوا انھوں نے اپنی متفقہ افواج سے حسن کی فوج کو کوفہ سے باہر شکست دے کر تمام جنوبی عراق پر قبضہ کر لیا فتح کے دوسرے دن محمد بن ابراہیم مرگ مفاجات سے فوت ہو گئے ابو سرایا نے ان کی جگہ محمد بن زید سعید کو امیر بنالیا حسن نے پھر فوج بھیجی اور جا بجا شہروں میں پھیل گئے۔

ابو سرایا نے اسے بھی وار کر کے گرفتار کر دیا اس دوران علوی ہر چار جانب سے ابو السرایا کی مدد کو جمع ہو گئے جا بجا شہروں میں پھیل گئے اور ابو السرایا نے کوفہ میں امام رضا علیہ السلام کے نام کے درہم و دینار مسکوک کرائے اور بصرہ و واسطہ مدائن کی طرف فوج روانہ کی اور عراق کے بہت سے شہر فتح کر لیئے علویوں کی قوت و شوکت بہت بڑھ گئی انھوں نے عباسیوں کے گھر جو کوفہ میں تھے پھونک دیئے اور جو عباسی ملا اسے قتل کر ڈالا اس کے بعد موسم حج آیا تو ابو السرایا نے حسین بن حسن بن امام علیہ السلام زین العابدین کو جنھیں افطس کہتے ہیں مکہ کا گورنر مقرر کیا اور ابراہیم بن موسیٰ کاظم علیہ السلام کو یمن کا عامل بنایا اور فارس پر اسماعیل بن موسیٰ کاظم علیہ السلام کو گورنر کیا اور مدائن کی طرف محمد بن سلمان بن حسن مثنیٰ کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ جانب شرقی سے بغداد پر حملہ کرے۔

اس طرح ابو السرایا نہروان کے قریب شکست کھا کر مارا گیا اور محمد بن محمد بن زید مامون کے پاس مرو بھیج دیئے گئے ابو سرایا کا دور دورہ کل دس ماہ رہا ابو السرایا کے قتل ہو جانے کے بعد حجاز میں لوگوں نے محمد بن جعفر کو امیر المومنین بنایا افطس نے بھی ان کی بیعت کر لی اور یمن میں ابراہیم بن موسیٰ کاظم علیہ السلام نے سر اٹھایا اسی طرح ایران کی سرحد سے یمن تک تمام ملک میں خانہ جنگی پھیل گئی ابو السرایا کے قتل کے بعد ہرثمہ مغرب کے حالات بیان کرنے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا کیونکہ وزیران تمام حالات کو بادشاہ سے مخفی رکھتا تھا کہ حالات بیان کرے وہ بادشاہ کے پاس سے واپس آرہا تھا کہ وزیر نے راستے میں اسے قتل کرا دیا۔

یہ واقعہ ۲۰۰ھ کا ہے ہرثمہ کے قتل کی خبر سن کر بغداد کے سپاہیوں نے جو اسے دوست رکھتے تھے بغاوت کر کے خود سہل کو نکال دیا اور منصور بن مھدی کو اپنا گورنر بنالیا مامون کو جب باغیوں کی کثرت اور علویوں کے طلب خلافت میں اٹھنے کی خبر پہنچی تو گھبرا گیا اور اس نے یہی مصلحت دیکھی کہ امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنا لے چنانچہ مدینہ سے بلا کر ۲ رمضان ۲۰۱ ہجری کو باوجود ان کے سخت انکار کے اپنا ولی عہد بنالیا ان سے اپنی بیٹی ام حبیب کی شادی کر دی اور اور ان کا نام درہم و دینار میں مسکوک کر کے بادشاہی وردی سے عباسیوں کا سیاہ رنگ دور کر کے بنی فاطمہ کا سبز رنگ اختیار کیا۔

ابن جریر بن رستم طبری احمد بن علی طوسی سے وہ اپنے اساتذہ سے نقل کرتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے ایک قوم نے مامون کے پاس مناظرہ کیا اس میں یحییٰ بن ضحاک سمرقندی کو نمائندہ بنایا امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے یحییٰ سوال کرو یحییٰ نے

کہا بلکہ آپ سوال کریں امام رضاؑ نے فرمایا: اے یحییٰ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو کہ جو اپنے سچے ہونے کا ادعا کرے اور سچوں کو جھوٹا کہے؟ کیا وہ اپنے دین حق پر سچا ہے یا جھوٹا تو اس نے کافی دیر تک جواب نہ دیا مامون نے کہا اے یحییٰ جواب دو یحییٰ نے کہا اے امیر المومنین میں جواب سے قاصر ہوں تو پھر مامون امام رضاؑ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا آپ اس مسئلہ کو بیان فرمائیں۔

تو امامؑ نے فرمایا: یحییٰ کا خیال ہے سچوں کی تصدیق کی جائے ہیں یعنی وہ اس امامت کے لائق نہیں ہے کہ جو اپنے نفس میں عاجزی کی گواہی دے اور پھر منبر رسول ﷺ پر جا کر کہے تم نے مجھے موی بنایا میں تم میں بہتر نہیں ہوں امیر رعایا سے بہتر ہوتا ہے اور اگر یحییٰ کا گمان ہے کہ صاقین سچے ہیں تو پھر وہ آدمی امامت کا حقدار نہیں کہ جو منبر رسول پر اقرار کرے کہ مجھ پر شیطان سوار ہوتا ہے اس میں شیطان کو کوئی راہ نہیں ہے کہ یحییٰ نے کہا ابو بکر کی امامت اچانک تھی خدا اس کے شر سے بچائے۔

پس وہ امامت کا حقدار نہیں ہے کہ اس طرح اقرار کرے اور کہے کہ جو میں نے اقرار کیا ہے۔ اگر کوئی اس کا اعادہ کرے اس کو قتل کر دو مامون ان پر برس پڑا وہ متفرق ہو گئے پھر وہ بنی ہاشم کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا میں نے تم سے نہیں کہا تھا تم اس حجت خدا سے فتح نہیں پا سکو گے اور تم اس پر اجتماع نہ کرو کیونکہ ان کا علم رسول کے علم سے ہے۔

عیون میں علی بن حسین بن شاذویہ المودب سے وہ جعفر بن محمد بن مسرور سے ان دونوں نے کہا: ہم سے محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری نے نقل کیا وہ اپنے باپ سے وہ ریان بن صلت سے کہ وہ کہتا ہے کہ امام رضاؑ مامون کی مجلس میں مرو کے مقام میں حاضر تھے تو علماء عراق اور خراسان بھی تھے مامون نے کہا آپ مجھے اس آیت کے معنی بتائیں،

ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا

آپ علماء نے کہا اس سے اللہ کی مراد یہی پوری امت ہے مامون نے کہا: اے ابوالحسن آپ کیا فرماتے ہیں:

امامؑ نے فرمایا::

میں اس طرح نہیں کہتا جیسے وہ قائل ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اللہ کا ارادہ اس آیت سے عترت اطہار ہے۔

مامون نے کہا کیسے اس آیت سے عترت مراد ہے امام رضاؑ نے اسے فرمایا: ۔اگر امت مراد ہو تو پوری امت جنت میں جائے اللہ کے اس قول کی بنا پر:

فمنهم ظالم لنفسه ومنهم ..... الىٰ آخره

حالانکہ امت کے تین گروہ اس آیت کی رو سے ہیں کچھ ظالم وغیرہ پھر سب کے سب لوگ جنتی ہوں حالانکہ خدا فرماتا ہے۔

جنات عدن یدخلونها یحلون فیها من أساور من ذهب

پس اس کتاب کے وارث فقط عترت اہل بیت ہیں کہ ان کے علاوہ نہیں مامون نے کہا عترت طاہرہ سے آپ کی کیا مراد ہے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ ان کی صفات کا تذکرہ اپنی کتاب میں اس طرح فرماتا ہے:

انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا

روایت ابی جارود میں کہ جو ابو جعفر سے اس آیت کے بارے میں ہے اس کی تفسیر رسول اللہ نے فرمائی کہ اس آیت کے مصداق امام علی علیہ السلام، فاطمہ علیہا السلام، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ جب رسول خدا نے ام سلمہ کے گھر میں تھے تو امام علی علیہ السلام، فاطمہ علیہا السلام، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام کو بلایا اور کساء کے نیچے جب یہ جمع ہو گئے تو کہا:

اللهم هولاءِ اهلبیتی

خدایا یہ میرے اہلبیت ہیں اور تیرا وعدہ ہے کہ کہ،

اللهم اذهب عنهم الرجس وطهر هم تطهیرا

خدایا ان سے رجس کو دور رکھ تو یہ آیت نازل ہوئی ام سلمہ نے کہا میں بھی آسکتی ہوں فرمایا: تم خیر پر ہو ابو جارود کہتا ہے کہ نہ علی بن حسین علیہ السلام نے کہا کہ بعض جاہل لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس آیت سے اللہ کی مراد ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں وہ جھوٹے ہیں اگر ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے تو۔

عنکم الرجس ویطهر

کی ضمیر مونث ہوتی اس آیت سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جن کے بارے میں رسول خدا نے فرمایا::

انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اهل بیتی

......الیٰ آخره

اے لوگ میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کتاب اور اہلبیت ۔۔۔۔

تم ان کو نہیں جانتے میں ان کو تم سے بہتر جانتا ہوں علماء نے کہا اے ابوالحسن ہمیں بتائیں عترۃ سے مراد آل ہے یا آل کے علاوہ امام علیہ السلام نے فرمایا: آل سے مراد ہے علماء نے کہا آل سے تو رسول متاثر تھے ایک عالم نے کہا رسول نے فرمایا: آلی امتی وھولاء اصحابہ یعنی آل سے مراد امت ہے۔

روایات میں آیا ہے مقالہ ایک ہے اس کو رد کرنا ممکن نہیں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: مجھے بتاؤ کہ آل پر صدقہ حرام ہے

کہنے لگا ہاں فرمایا: امت پر حرام کہا نہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: یہی فرق ہے آل اور امت میں تم پر وائی ہو تم اس ذکر سے منہ موڑ کر (اعراض) کر رہے ہو بلکہ تم قوم مسرفین ہو۔

کیا تم جانتے ہو یہ وراثت وطہارت ان ہادیان منتخب کے لئے ہے کہ جن کو خدا نے انتخاب کیا نہ ان کے علاوہ انھوں نے کہا یہ مطلب کہاں سے بیان کر رہے ہو؟ اے ابوالحسن امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

ولقد ارسلنا نوحا وابراهيم وجعلنا في ذريتهما النبوة والكتاب فمنهم مهتد وكثير منهم فاسقون

ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی ذریت واولاد میں نبوت رکھ دی اور صاحب کتاب قرار دیا ان میں سے کچھ ہدایت پر ہیں اور اکثر ان میں سے فاسق ہیں۔

پس اس آیت کی رو سے وراثت نبوت اور کتاب مہتدین کے لئے ہے نہ فاسقین کیلئے کیا تم جانتے ہو کہ نوح نے جب اللہ سے سوال کیا:

فقال رب ان ابنى من اهلى وان وعدک الحق وانت احكم الحاكمين (سورۂ ہود ۴۵)

اے میرے رب یہ میرا بیٹا میری اہل سے ہے اور تیرا وعدہ حق ہے پس تو احکم الحاکمین ہے پس اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ نجات دے کہ نوح کا بیٹا اس کی اہل سے ہے تو اللہ نے فرمایا:۔

يا نوح انه ليس من اهلک انه عمل غير صالح . فلا تسئلن ماليس لک به علم . انى اعظک ان تكون من الجاهلين .

(ہود ۴۵)

اے نوح یہ تیری اہل سے نہیں ہے پس تم سوال نہ کرو اس چیز کا کہ جس کا علم نہیں ہے میں پناہ دیتا ہوں کہ تم جاہلوں سے نہ ہو جاؤ۔

مامون: کیا اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کو سب لوگوں پر فضیلت دی ہے؟

امام رضا علیہ السلام: اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کی فضیلت کو سب لوگوں پر ظاہر فرمایا: قرآن میں ہے کہاں قرآن میں ہے۔

امام رضا علیہ السلام:

ان الـلـه اصطفى آدم ونوحاو آل ابراهيم وآل عمران على

العالمين ذرية بعضهامن بعض

ایک اور مقام پر ہے۔

ام يحسدون الناس علىٰ ما اتاهم الله من فضله فقد اتينا آل

ابراهيم الكتاب والحكمة واتيناهم ملك عظيما

پھر خدانے سب مومنین پر فضیلت دی ہے خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے

يايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا لرسول واولى الامر

منكم

یعنی خدانے جن کو حکمت اور کتاب دی اور لوگ ان پر حسد کرتے ہیں

ام يحسدون الناس على ما اتاهم الله ...

یعنی اطاعت فقط ان کی ہے کہ جن کو خدانے انتخاب فرمایا: اور ملک بھی ان کوان کی اطاعت کے لئے دیا گیا ہے علماء نے کہا ہمیں بتائیں کہ اللہ نے اصطفاء کی تفسیر قرآن کہاں کی ہے۔

امام رضاؑ: نے فرمایا: کہ خدانے اصطفاء کی تفسیر ظاہری قرآن میں بارہ مقامات پر کی ہے۔

(۱) خدانے اس آیہ میں فرمایا: ہے:

وانذر عشيرتک الاقربين .... الیٰ آخره

یہ آیت ابی بن کعب کی قرات میں اس کے مصحف میں عبداللہ بن مسعود کے صحف میں اس کی تفسیر میں موجود ہے اور یہ بڑی منزلت اور بڑی فضیلت ہے اور یہ بلند شرف خدا سے آل کو دیا کہ وہ انذار کریں پس خدانے پہلا مقام رسول کے لئے یہ ذکر کیا کہ وہ منذر ہیں۔

انمايريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا

(۲) اس فضیلت سے کوئی بھی جاہل نہیں مگر یہ کہ عناد و دشمنی سے اس کو قبول نہ کرے کیونکہ طہارت جیسی فضیلت کسی کوان کے سواء حاصل نہیں ہے۔

(۳) جب خدا نے اہل بیت علیہم السلام اطہار کو دوسری مخلوق سے ممتاز فرمایا: تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا مباحلہ کا کہ جو آیت ابتہال میں فرماتا ہے:

فمن حاجک فیه من بعد ما جاء ک من العلم فقل تعالو ا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علیٰ الکاذبین.

تو نصاریٰ سے مبارزہ کے لئے امام علی علیہ السلام ، فاطمہ علیہا السلام، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام کو ساتھ لے گئے امام علی علیہ السلام کو اپنا نفس قرار دیا کیا جانتے ہو اس کا معنی کیا ہے انفسنا وانفسکم علماء نے کہا اس سے انکا اپنا مراد ہے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: تم غلطی پر ہو اس سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔ اس پر رسول خدا کا یہ قول دلالت کرتا ہے کہ جب بنو یہود سے فرمایا: کہ خدایا میرے پاس اس کو بھیج کہ میرے نفس کی طرح ہو یعنی علی بن ابی طالب علیہ السلام ابناء سے مراد حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں نساء سے مراد فاطمہ علیہا السلام ہیں یہ خصوصیت کسی ایک کو بھی نصیب نہیں ہے اور اس فضیلت میں کوئی بشران کے ساتھ شریک نہیں ہے ایسا شرف ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو سبقت نہیں ہے جبکہ اس میں نفس امام علی علیہ السلام نفس رسول ہے۔

۴۔ مسجد سے سب کو نکالنا سوائے عترت کے یہاں تک کہ لوگوں نے باتیں کیں عباس نے کہا یا رسول اللہ امام علی علیہ السلام کو چھوڑ کر ہم سب کو نکال دیا۔

رسول خدا نے فرمایا::

میں نے امام علی علیہ السلام نہ چھوڑا نہ تم کو نکالا ہے بلکہ خدا نے ان کو چھوڑا اور تم کو نکال دیا ہے رسول خدا کے اس بیان سے بھی ان کی فضیلت اور واضح ہوتی ہے کہ فرمایا:

انت منی بمنزلةهارون من موسیٰ

علماء نے کہا یہ کہاں ہے قرآن میں امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے قرآن میں کیا پڑھا نہیں ہے۔

انہوں نے کہا لاؤ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کا یہ قول قرآن میں ہے کہ

واوحینا الیٰ موسیٰ واخیه ان بنوء لقومکما مصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلة

اس آیت میں ہارون کی منزلت موسیٰ سے بیان ہوئی اور اس میں امام علی علیہ السلام کی منزلت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس دلیل کے ساتھ ظاہر ہے قول خدا کے اس قول میں کہ تب فرمایا: کہ مسجد میں کسی مجنب کے لئے جائز نہیں کہ وہ رہے سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واس کی آل کے۔

علماء نے کہا یا ابوالحسن یہ تشریح وبیان فقط تم اہل بیت علیہم السلام رسول کرتے ہو امام علیہ السلام نے فرمایا: جو ہمارے اس مقام کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار کرے تو پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے

انا مدینة العلم وعلی بابها فمن ارادالعلم فلیاتها من باب

اس میں ہم نے وضاحت وتشریح کردی فضل وشرف اور تقدم واصطفاء اور طہارت کی کہ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا مگر معاند ودشمن خدا اور رسول ہو۔

۵. وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ یہ خصوصیت خدا عزیز وجبار نے فقط اہلبیت کو دی اور ان کو چن لیا اور فضیلت دی امت پر جب یہ آیت نازل ہوئی رسول پر تو فرمایا: فاطمہ علیہا السلام کو بلاؤ جب بلایا گیا تو فرمایا::

فاطمہ علیہا السلام فاطمہ علیہا السلام

کہا: لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یہ فدک کی سرزمین تیرے لئے ہے جو جنگ کے ذریعہ لی گئی نہ فدیہ سے یہ فقط ہمارے لئے نہ مسلمانوں کے لئے جب ہمارا حق ہے تو خدا نے حکم دیا ہے کہ مجھے واپس کردو کہ جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہے۔

اے فاطمہ علیہا السلام خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہ تیرے لئے قرار دوں اور یہ تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے ہے یہ پانچویں فضیلت ہے۔

٦. قل لا اسئلکم علیه اجرا ان اجری الا علی الذی فطرنی افلا تعقلون) دوسری آیت . قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ .

خدا نے ان کی مودت کو سب پر واجب کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ان سے مودت نہ کرے وہ دین سے مرتد ہے اور پھر یہ حکم بھی اسی لئے کہ لوگ ضلالت وگمراہی سے بچ جائیں دوسرا یہ کہ ایک آدمی دوسرے سے مودت کرے لیکن ان

کے اہلبیت سے دشمنی رکھے اور دل سے ان کو قبول نہ کرے اس لئے خدا نے فرمایا: کہ رسول ﷺ کے دل میں مومنین پر کوئی چیز نہیں اللہ نے ان کی مودت فرض کی جو ان سے مودت کرے تو رسول ﷺ سے مودت کی خدا کا حکم اہلبیت کی مودت کے لئے اس لئے کہ رسول ﷺ کسی سے بغض نہیں رکھتا مگر جو اہل بیت سے بغض رکھے اور اللہ کے اس فریضے کو ترک کرے۔ پس کونسا فریضہ اور شرف اس سے مقدم اور دین کے قریب ہے۔

پس اللہ اس آیت کو نبی ﷺ پر نازل فرمایا:

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی .

پس رسول خدا ﷺ نے اپنے اصحاب کو خطبہ دیا حمد پروردگار کے بعد فرمایا: **ایھا الناس** ۔ اے لوگو! اللہ نے میرا فرض تم پر فرض کیا ہے۔

کیا تم ان سے مودت کرو گے تو کسی ایک نے جواب نہیں دیا پھر فرمایا: ۔ اے لوگو! میں تم سے نہ سونا چاہتا ہوں نہ چاندی نہ کھانے پینے کی چیز انہوں نے کہا پھر کیا چاہتے ہیں تو رسول خدا ﷺ نے اس آیت کو ان پر تلاوت کیا انہوں نے کہا یہ ہے تو پھر نعمت ہے پس اکثر نے اس پر وفا نہ کی۔

خدا نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر وحی کی کہ اپنی قوم سے اجر کا سوال نہ کرنا کیونکہ انبیاء کو اجر خدا نے دیا کہ تم محمد ﷺ کی اطاعت کرو اور ان کی قرابت ومحبت کو ان کی امت پر فرض کیا اور حکم دیا کہ ان کا اجر ان سے مودت ان کی معرفت اور ان کی فضیلت کو ماننا ہے اور اللہ نے مودت کو فضیلت قرار دی ان کی معرفت کے لئے کہ جو جس قدر رسول خدا ﷺ کی معرفت رکھے گا وہ نبی اسی قدر فضیلت پائے گا اللہ نے جب میثاق لیا تو اس میثاق کو انبیاء نے پورا کیا اہل نفاق وبدقت لوگوں نے دشمنی کی اور ملحد ہو گئے اور اللہ کی حدود سے تجاوز کیا انھوں نے کہا قرابت رسول سب عرب سے ہے اور اہل دعوت ہیں۔

پس دو حالتیں تھیں ہم نے جان لیا کہ مودت قرابت سے مراد ہے کہ جو نبی ﷺ سے زیادہ قرابت اولاد پیغمبر ﷺ کی ہے اور جو قرابت سے زیادہ قریب ہوگا اس کی مودت اسی مقدار ہوگی۔

اور نبی ﷺ نے انصاف کیا اللہ نے امت پر احسان کیا کہ جو اس کے شکر سے عاجز ہے ذریت واولاد رسول ﷺ کو اذیت نہ دیں ان کی منزلت رسول سے ایسے ہے جیسے سر کی جسم سے یا آنکھ کی سر سے۔

رسول خدا ﷺ کے مقام کی حفاظت کرتے ہوئے۔ ان سے محبت کریں پس کیسے قرآن وروایات سے ان کی مودت ثابت ہوتی ہے اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی مودت کو خدا نے فرض کیا ہے۔

اور اس پر جزا کا وعدہ کیا ہے اور کوئی مومن مخلص اس مودت کو پورے طور پر انجام نہیں دے سکتا مگر یہ کہ اس کا مستحق

قرار پائے گا اللہ کے اس فرمان کی رو سے:

والذین امنوا وعملوا الصالحات فی روضات والجنان لهم مایشائوون عند ربهم ذلک هو الفضل الکبیر

اور یہی خدا کی طرف سے اپنے شیعوں کے لئے بشارت ہے کہ جو مومن اور عمل صالح کرنے والے ہیں:

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی

کی تفسیر اور بیان ہے:

پھر امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: میرے باپ میرے جد سے وہ اپنے آباء و اجداد سے وہ امام علیہ السلام حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کہ فرمایا: کہ انصار و مہاجرین رسول کے پاس جمع ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا خرچ آپ کے نفقہ سے اور جو آپ کے پاس وفود (وفد کی جمع) آتے ہیں یہ سب خرچ ہمارے اموال سے اپنی جانوں کے ساتھ حاضر ہے آپ اس میں نیکی اور اجر لیں اور جس کو چاہیں عطا کریں اور جس کو چاہیں نہ دے آپ کی مرضی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح الامین نازل ہوا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ

یعنی وہ ادا کرے میرے قرابت داروں کو میرے بعد تو منافق اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا پہلے ہم رسول کے مدیون تھے اور ہم کو چھوڑ رکھا تھا اب اپنے قرابتداروں کو ہم پر اپنے بعد مسلط کر کے جا رہا ہے یہ نہیں مگر افتراء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مجلس میں یعنی رسول نے خود پہلے سے یہ پروگرام بنایا ہے یہ ان کا قول بڑا عظیم تھا کہ خدا نے اس آیت کو نازل فرمایا:

ام یقولون افتراه قل ان افترایته فلا تملکون لی من الله شیئا هوا علم بما تفیضون فیه کفیٰ به شهیدا بینی وبینکم وهو الغفور الرحیم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان منافقین کے پاس ایک آدمی بھیج کر بلایا اور ایک منافق نے کہا کیا کوئی پیغام آیا ہے؟ پھر منافقین نے کہا رسول اللہ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم ایک ایسی بڑی بات کی ہے کہ جس کو ہم ناپسند کرتے ہیں۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر آیت مذکور کو تلاوت فرمایا: تو وہ رونے لگے اور ان کا گریہ بہت بلند تھا تو اللہ یہ آیت نازل فرمائی:

وهو الذی یقبل التوبة من عباده ویعفو عن السیئات ویعلم ماتفعلون .

یعنی خدا وہ ذات ہے کہ توبہ کو اپنے بندوں سے قبول کرتا ہے اور ان کی برائیوں سے درگزر کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو تم انجام دیتے ہو۔

۷. ان اللہ وملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیماً .

معاندین جانتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ پر سلام کو جان لیا پس کیسے آپ پر درود بھیجیں تو فرمایا: ہے

اللهم صل علیٰ محمد وآل محمد کما صلیت علیٰ ابراهیم وآل ابراهیم انک حمید مجید

کیا تم میں سے کوئی ہے کہ جو اس میں اختلاف رکھتا ہو تو سب علماء نے امام رضاؑ سے کہا نہیں مامون نے کہا میں تو اصلاً اختلاف نہیں بلکہ اس پر امت کا اجماع ہے۔

کیا آپ کے پاس اس سے زیادہ واضح چیز قرآن میں ہے؟

امام رضاؑ نے فرمایا: ہاں مجھے اللہ کے اس قول کی خبر کا علم ہے۔

یٰسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علیٰ صراط المستقیم .

یسین سے مراد کون ہے؟

علماء نے کہا لیسین سے مراد محمد ﷺ ہیں اس میں کسی کو شک نہیں ہے تو امام رضاؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے محمد وآل محمد کو یہ فضل عطا کیا جو کسی ایک کو بھی نہیں ملا اللہ تعالیٰ نے کسی پر سلام نہیں کیا سوائے انبیاء کے۔

اسلام علیٰ نوح فی العالمین . سلام علیٰ ابراهیم وقال سلام علیٰ موسیٰ وهارون .

اللہ نے یہ نہیں فرمایا: کہ سلام علیٰ آل نوح یا آل ابراہیم اور نہیں فرمایا: سلام امام علی علیہ السلام آل موسیٰ وہارون بلکہ فرمایا:

ہے سلام علیٰ آل یٰسین یعنی آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

مامون نے کہا میں نے جان لیا کہ آپ ہی معدن نبوت (نبوت کی کان) ہیں

٨. واعلموا انما غنتم من شی فان لله خمسه وللرسول ولذی القربیٰ

خدا نے اپنے حصے کے ساتھ رسول وآل رسول کے حصے کا ذکر ساتھ ساتھ کیا یہی فضیلت ہے کہ جو فرق بیان کرتی ہے امت اور آل میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے ساتھ قرار دیا اور لوگوں کو ہمارے علاوہ اللہ آل پر راضی ہوا اور آل اس سے راضی ہے۔

پس اللہ نے ان کو اس مقام کے لئے چن لیا ہے پہلے نمبر پر خدا کا ذکر پھر رسول کا ذکر دوسرے نمبر پر پھر ذی القربیٰ کا ذکر تیسرے نمبر پر کہ ان کا ذکر کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے فئی اور غنیمت میں سے ہے سنو فرمایا: وہی آل کے لئے علاوہ کسی کے لئے یہ حق نہیں ہے۔ جس چیز کو خدا نے اپنے لیئے پسند فرمایا: وہی آل کے لئے پسند کیا پس قول خدا حق ہے۔

واعلموا انما غنتم ....

یہ آیت تاکید پر تاکید ہے اور اس کا اثر قیامت پر اللہ کی کتاب میں قائم ہے اور رہے گا ایسی کتاب جس کی توصیف اس طرح ہے۔

الذی لایاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خطبه تنزیل من حکیم حمید .

البتہ یتامیٰ ومساکین کا ذکر کہ یتیم غنیمت کے حق سے خارج ہے اس کا کوئی حصہ غنیمت میں نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لئے جائز ہے کہ خمس کا مال لے ذی القربیٰ کا حصہ قیامت تک سب امیر وغریب پر واجب ہے کہ وہ ان کا حق دیں کیونکہ کوئی بھی اللہ ورسول سے بے نیاز نہیں ہے اللہ نے اپنے حصے کے ساتھ رسول وآل رسول کا حصہ ذکر فرمایا: وہ رسول وآل رسول پر راضی ہے۔ جس طرح آل کا اجر غنیمت میں ہے خدا نے پہلے اپنا ذکر کیا پھر رسول وآل رسول کا اس طرح اطاعت کے باب میں بھی فرمایا:

یاایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

پہلے اللہ کی اطاعت پھر رسول کی پھر اولی الامر کی اطاعت اسی طرح یہ ولایت میں بعینہ یہی ذکر ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلاۃ

اللہ نے ان کی اطاعت کو رسول کی اطاعت کے ساتھ اور اپنی اطاعت کے ساتھ ذکر کر کیا ہے کہ جس طرح خمس وغنیمت میں اپنے ساتھ ذکر فرمایا:۔

خدا تعالیٰ نے کس قدر عظمت اہلبیت کا اہتمام فرمایا: ہے کاش لوگ بھی خدا کی طرح ان کی عظمت کو مان لیتے اور خدا کے فرمان کی اطاعت کرتے) پھر صدقات میں خدا نے اپنے آپ کو منزہ فرمایا: رسول اور آل رسول کو بھی فرمایا:

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین والمؤلفة قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ فریضة من اللہ .

کیا زکات کے مستحقین میں خدا اور رسول وآل رسول کا ذکر ہے؟ خدا ورسول وآل رسول کا اس میں ذکر نہیں اور خدا نے حرام کیا صدقہ وخیرات کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وال محمد پر کیونکہ زکات لوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل ہے ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ طاہر و پاک ہیں ہر پلیدی سے جب اللہ نے ان کو طاہر واصطفا قرار دیا اور ان پر راضی ہوا اور ان کے لئے ناپسند کیا کہ جو اپنے لئے ناپسند کیا۔

۹. امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ہم اہل بیت ذکر ہیں کہ جن کے بارے میں خدا کا کلام ہے۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون

ہم اہل ذکر ہیں ہم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے علماء نے کہا اس سے مراد تو یہود ونصاریٰ ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ کیا ان کے لئے جائز ہے کہ وہ ہم کو اپنے دین کی طرف دعوت دیں اور وہ ہمیں کہ یہ دین اسلام سے افضل ہیں۔

مامون نے کہا۔ اے ابوالحسن کیا علماء کے قول کے خلاف کوئی دلیل ہے کہ جس کی آپ وضاحت فرمائیں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ذکر سے مراد رسول خدا ہیں اور ہم اس کی آل ہیں وہ ذکر اور ہم اہل ذکر ہیں اس سے واضح ایت اور طلاق میں ہے۔

فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین امنوا قد انزل اللہ الیکم

ذکر رسول یتلوا علیکم آیات الله بینات .

پس ذکر رسول ہے اور ہم اہل ذکر ہیں یہ

۱۰. حرمت علیکم امھاتکم وبناتکم واخواتکم

کیا میری بیٹی میری بیٹی کی بیٹی اور میرے صلب کی اولاد سے رسول خدا کے لئے جائز ہے کہ وہ ازدواج کریں اگر وہ زندہ ہوتے؟

سب علماء نے کہا نہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے بتاؤ کہ کیا تم میں سے کسی ایک کی بیٹی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شادی کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو سب نے کہا ہاں امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بیان میں رسول کی آل سے ہم ہیں تم رسول کی آل سے نہیں ہو اگر تم رسول کی آل سے ہوتے تو رسول پر تمہاری بیٹیاں حرام ہوتیں جیسا کہ ان پر میری بیٹیاں حرام ہیں پس میں ان کی آل سے ہوں اور تم ان کی امت سے یہ فرق ہے آل اور امت میں کہ آل رسول سے ہے امت رسول سے نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قول سورہ مومن میں اس آدمی کے واقعہ میں کہ جو مومن آل فرعون ہے۔

(۱۱)قال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانه اتقتلون رجلاً ان یقول ربی لله وقد جاء کم بالبینات من ربکم ۔(مومن ۲۸)

فرعون کے آدمی کو یعنی اس کے ماموں کا بیٹا، فرعون کی طرف سے نسبت دی گئی کہ اس کے دین کی طرف اس طرح ہمارا اختصاص کہ ہم آل رسول ہیں ہماری ولادت کا سلسلہ رسول سے ہے اور دوسرے لوگوں کا سلسلہ رسول کے دین سے ہے یہیں فرق ہے آل اور امت میں۔

اس آیت میں خدا فرماتا ہے

(۱۲) وأمر اهلک با الصلاة واصطرب علیها .

خدا نے ہم کو اس خصوصیت کے ساتھ خاص فرمایا: کہ ہم امت کو نماز کا حکم دیں کہ امت کا خاصہ ہے کہ وہ آل کو نماز کا حکم دیں رسول خدا امام علی علیہ السلام اور فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر آتے ہیں اس آیت کے نزول کے بعد نو ماہ تک ہر روز ہر نماز پنجگانہ کے وقت اور فرماتے ہیں۔ الصلاۃ رحمکم الله خدا نے انبیاء کی ذریت میں سے کسی کو یہ عظمت ومقام نہیں دیا کہ جو ہم کو رسول خدا کے ذریعہ دیا ہم خاص ہیں تم عام ہو۔

مامون اور علماء کہنے لگے جزاکم اللہ اہلبیت علیہم السلام نبی ناعن الامۃ خیر) خدا ہمارے نبی کی اہلبیت علیہم السلام کو اچھی جزا دے ہم

نے اس بیان میں کوئی اشتباہ وخطا نہیں پائی ہم پر آپ نے حق واضح کر دیا ہے۔

بحار میں باب الشمس وقمر، لیل ونہار اور ان دونوں کے حالات کتاب السماء والعام میں کتاب نجوم سید بن طاوس سے ان اسناد کے ساتھ منقول ہے محمد بن ابراہیم نعمانی کتاب دلائل میں محمد بن ہمام سے کہ ابن ذوالریاسین نے کہا کہ میں خراسان میں مامون کی مجلس میں تھا کہ امام رضا علیہ السلام تشریف لائے تو اس وقت بلاتعارف دن رات میں سے کس کو پہلے خلق کیا گیا ہے بحث ہوری تھی سب اختلاف کرتے ہیں پھر ذوالریاسین نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ان کے نزدیک کس کو پہلے خلق کیا امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کیا دوست رکھتا ہے قرآن سے جواب دوں یا حساب سے؟ ذوالریاستین نے کہا پہلے حساب سے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نہیں کہتے کہ سرطان دنیا کا ستارہ ہے اور دوسرے ستارے اس کے شرف میں ہیں کہنے لگا ہاں امام علیہ السلام نے فرمایا: پس زحل میزان میں مشتری سرطان میں مریخ جدی میں زہرہ حوت میں قمر ثور میں شمس آسمان کے وسط میں حمل میں اور یہ دن کے ستارے نہیں کہنے لگا ہاں پھر امام علیہ السلام نے کتاب سے فرمایا: اللہ کا قول ہے۔

لاالشمس ینبغی لها ان تدرک القمر ولا الیل سابق النهار

کہ دن پہلے خلق ہوا۔

راوی کہتا ہے:

سید نے کہا یہ روایت یعنی ابن جمہور عمی سے ہے کہ جو کتاب سواحدۃ میں ذکر کرتا ہے ذوالریاستین کے مسائل کہ جو امام رضا علیہ السلام سے مامون کے سامنے کیے گئے بعض نے کہا دن کو خدا نے رات سے پہلے خلق کیا بعض نے کہا رات کو دن سے پہلے خلق کیا۔

آخر میں امام رضا علیہ السلام سے سوال ہوا تو فرمایا: خدا نے دن کو رات سے پہلے خلق کیا روشنی کو تاریکی سے پہلے خلق کیا اگر تم چاہو تو قرآن سے جواب دوں اگر چاہو تو نجوم سے خبر دوں ذوالریاستین نے کہا دو جہات سے امام علیہ السلام نے فرمایا: نجوم سے تم جانتے ہو کہ اس دنیا کا ستارا سرطان ہے اور سورج اس کے شرف میں ہوتا ہے کہ جب دن نصف النھار میں ہو۔ اور قرآن ان سے کیا تم نے نہیں ان کہ خدا فرماتا ہے۔

لا الشمس ینبغی لها ان تدرک القمر

کتاب فصول میں سید مرتضیٰ اپنے استاد شیخ مفید سے نقل کرتا ہے کہ روایت میں ہے کہ مامون جب خراسان کی طرف چلا اور اس کے ساتھ امام رضا علیہ السلام تھے۔ اور راستہ چلتے ہوئے مامون نے کہا اے ابوالحسن میں فکر کرتا ہوں تو میری فکر

درست ہوتی ہے میں اپنے اور تمہارے امور اور منصب میں فکر کیا تو میں نے تنہا آپ کو اپنے سے فضیلت والا پایا اور ہمارے شیعوں میں اختلاف فقط سوءِ ظن اور تعصب کی بنا پر ہے امام رضاؑ نے جواب میں فرمایا: اگر چاہے تو اس کی وجہ بتاؤں اگر نہ چاہے تو نہ بتاؤں مامون نے کہا میں کچھ نہیں کہتا اور میں نہیں جانتا کہ آپ کے پاس کیا علم ہے؟ امام رضاؑ نے فرمایا:۔ اے امیر خدا تم کو ہدایت کرے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو نبوت کے لئے مبعوث فرمایا: تو ہم ان کی آستین میں تھے یعنی ان کے صلب میں تھے تو فرمایا:

تیرے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کروں؟ مامون نے کہا سبحان اللہ کون رسول سے نہیں چاہے گا امامؑ نے اسے فرمایا:

کیا رسول پر اس طرح کا افترا و بہتان باندھتا ہے۔

مامون چپ ہو گیا کہنے لگا تم خدا کی قسم رسول خدا کے رشتہ دار ہو شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں۔ اس کلام میں مطلب یہ ہے کہ اولاد امیر المومنین امام علیؑ اور فاطمہؑ سے ہے۔ اور حضرت زینبؑ رسول کی بیٹی ہے وہ مامون پر حرام ہے کیونکہ حقیقت اولاد رسول ہے کہ باپ کے ساتھ ملحق ہے زیادہ قرابت رسول سے امامؑ کی ہے بہ نسبت عباس بن عبدالمطلب بغیر کسی شک کے ہیں کیسے درست ہے کہ فضل و قرابت میں رسول سے زیادہ مامون قریب ہو۔

امام رضاؑ نے اس مطلب کی وضاحت فرمائی ہے سید مرتضیٰ فرماتے ہیں میرے استاد شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ مامون نے اس دن کہا مجھے بتائیں کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی بڑی فضیلت قرآن میں کونسی ہے؟ امام رضاؑ نے فرمایا: مباہلہ میں امام علیؑ کا نفس رسول بن کر جانا کہ قرآن میں ہے

فمن حاجک من بعدجاء ک من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علىٰ الكاذبين . (ال عمران ۶۱)

رسول خدا نے امامؑ حسن، امام حسین کو اپنے بیٹے فرمایا: اور حضرت فاطمہؑ کو عورتوں کی جگہ لے گئے اور حضرت امام علیؑ کو اپنا نفس۔ پس یہ فضیلت سوائے امام علیؑ کے کسی کے لئے نہیں ہے کہ وہ نفس رسول ہیں جب رسول سب سے افضل ہیں امام علیؑ بھی سب سے افضل ہیں۔

مامون نے کہا کیا ابناء نا جمع کا صیغہ نہیں ہے کہ رسول نے خاص ان دو کو بلایا۔

اور نساء کا لفظ جمع کا ہے رسول نے اپنی بیٹی کو بلایا اور کیسے جائز ہے کہ اپنے نفس کے لئے امام علیؑ کو بلایا کہ جب وہ خود بنفس نفیس مباہلہ میں تشریف لے گئے۔ پس امام علیؑ کی فضیلت کا اس میں ذکر ہی نہیں ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کیسے امام علی علیہ السلام کا ذکر اس میں درست نہیں جب رسول نے امام علی علیہ السلام کو بلایا کیونکہ یہ درست نہیں کہ اپنے آپ کو دعوت دینا اور انفسنا جمع کا صیغہ ہے ہے رسول تنہا تھے اپنے علاوہ کوئی مردوں کی جگہ اگر گیا تو امام علی علیہ السلام تھے پس ثابت ہے کہ وہ نفس رسول ہیں اور ان کی حکمت تنزیل قرآن میں یہی ہے مامون نے کہا جب جواب آ گیا تو اب سوال ساقط ہے مرحوم مؤلف فرماتے ہیں یہ روایت شریف اہل سنت میں زیادہ مشہور ہے۔ اور ہم نے تفحص کے بعد اس سے زیادہ دلالت کے تمام ہونے کے علاوہ کوئی سند میں یا کتب معتبر سے کہ جو ہمارے پاس ہیں قطع نظر اس کے کہ اگر کوئی وجدان و عقل نہیں رکھتی تو وہ اس کے عدم امکان پر کہہ سکتا ہے۔

مرحوم صدوق عیون میں ابو العباس بن محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی سے وہ ابو احمد طاہر بن محمد بن علی ہادی سے وہ ابو حامد عمران بن موسیٰ بن ابراہیم سے وہ حسن بن قاسم رقام سے وہ قاسم بن مسلم سے وہ اپنے بھائی عبد العزیز بن مسلم سے کہ ہم امام رضا علیہ السلام کے ساتھ مرو کی مسجد جامع میں جمعہ کے دن آئے اور لوگوں نے امامت کے بارے میں اختلاف کیا امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: میں جانتا ہوں لوگوں میں سے کون زیادہ امامت کا مستحق ہے پھر مسکرائے پھر فرمایا: اے عبد العزیز جاہل قوم نے لوگوں کو ان کے ادیان سے دھوکہ میں رکھا ہے اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کو قبض نہیں کیا یہاں تک دین کو اکمل نہیں کیا اور ان پر قرآن کو پورا نازل فرمایا: اس میں دین تفصیل سے ہے کہ حلال و حرام اور حدود احکام اور ہر اس چیز کا ذکر ہے کہ جس کی طرف لوگ محتاج ہیں۔

مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون میں ابو العباس محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی سے وہ ابو احمد قاسم بن محمد بن امام علی ہادی سے وہ ابو حامد عمران بن موسیٰ بن ابراہیم بن حسن بن قاسم رقام سے وہ قاسم بن مسلم سے وہ اپنے بھائی عبد العزیز بن مسلم سے نقل کرتے ہیں کہ عبد العزیز بن مسلم کہتے ہیں کہ ہم لوگ مرو میں امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھے ایک دن شہر کی جامع مسجد میں ہم لوگ جمع ہوئے تو لوگ امام علیہ السلام کے بارے میں محو گفتگو تھے اور ان تمام اختلافاتی نظریات کو بیان کر رہے تھے جو ان کے درمیان موجود اس حال میں میں اپنے مولا و سردار امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس موضوع کے بارے میں کہ جس میں لوگ بری طرح الجھے ہوئے تھے ان سے عرض کیا امام رضا علیہ السلام نے بہت معنی خیز انداز میں مسکرائے اور فرمایا: اے عبد العزیز! لوگ دین کے معاملے میں دھوکہ میں ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک اپنے پیغمبر کی روح کو قبض کرنے کا حکم نہیں دیا جب تک کہ دین کو کامل نہ کر لیں قرآن کو ان پر نازل فرمایا: جس کے اندر ہر چیز کا بیان موجود ہے حلال، حرام اور تمام وہ احکام جن کے لوگ محتاج ہیں اللہ نے واضح طور پر بیان کر دیا ہے اور فرمایا: ہے ہم لوگوں نے قرآن کے اندر کسی چیز کو فروگزار نہیں کیا ہے اور آخری حج کے موقع پر جب رسول خدا اپنی زندگی کے آخری مرحلے میں تھے خدا نے اس آیت کو ان پر نازل فرمایا:۔

الیوم اکملت لکم دینکم ۔ اس دن (علیؑ کو خلیفہ معرفی کرنے کے بعد) میں نے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کیں تمہارے دین کو پسند کیا اور راضی ہوا کہ اسلام (علیؑ کی ولایت کے ساتھ) تمہارا دین ہو امامت سے دین کامل ہوتا ہے۔

پیغمبر نے اس وقت تک دنیا کو ترک نہیں کیا جب تک انھوں نے دین کی نشانیوں کو اپنی امت پر واضح نہیں کر دیا اور اس راہ کی نشاندہی نہیں کی جس پر اس کی امت گامزن ہو ان کو صحیح راستے پر لگایا اور امام علیؑ کو سرور و امامؑ بنایا جن چیزوں کی امت کو ضرورت تھی ان کو فروگزار نہیں بلکہ ان کو صاف صاف بیان فرمادیا پس جو یہ سوچتا ہے کہ خدا کو رد کرے وہ واقعاً کافر ہے جو لوگ امامؑ کے بارے میں اپنی رائی کا اظہار کرتے ہیں یا جو لوگ اپنی طرف سے امامؑ تعیین کرتے ہیں کیا وہ مقام امامت اور امامؑ کے وظائف سے واقف ہیں کہ ان کا یہ انتخاب درست اور جائز ہو بے شک امامت ایک ایسا مقام ہے جس کو خدا نے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کو اس وقت عطا کیا جب وہ نبوت و خلق خدا کی دوستی کے مقام پر پہنچے اور یہ مقام ان کے لئے تیسرا رتبہ تھا ایک ایسی فضیلت جس کو خدا نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بخشی اور ان کے نام کو دنیا میں مشہور کیا اس مناسبت سے خدا نے فرمایا ہے۔

یاد کرو اس وقت جب خدا نے ابراہیمؑ کو چند کلمات کے ذریعہ فرمایا: اور انھوں نے سب احکام بجالائے اور اپنی لیاقت کو ثابت کر دیا پھر خدا نے فرمایا: میں نے تم کو لوگوں کا امامؑ اور راہبر بنایا۔ ابراہیمؑ نے خوش ہو کر کہا اور میری اولاد میں سے بھی اللہ نے فرمایا: میرا عہد مقام امامت ہرگز ظالموں تک نہیں پہنچے گا۔

انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عهد الظالمین

اس آیت نے قیامت تک مقام امامت کو ظالموں پر باطل کر دیا اور اس کو مخصوص برگزیدگان کیا اس کے بعد خدا نے ان کی عزت افزائی فرمائی کہ اس کی اولاد کو امامت کے لئے انتخاب کیا جو برگزیدہ و پاکیزہ ہیں اور خدا نے فرمایا: اور اس کو ابراہیمؑ اسحاق اور یعقوب اس کے پوتے عطا کیے اور سب کو صالح بنایا اور ان لوگوں کو امامؑ مقرر کیا تاکہ میرے حکم کے مطابق لوگوں کو ہدایت کریں اور نیک کام کرنے، نماز پڑھنے، زکات دینے، کے بارے میں ان پر وحی نازل کی کہ اس کی اور وہ میری عبادت کرنے والے تھے۔

پس ان کی نسل سب پر درود ہو یکے بعد دیگرے سال بہ سال امامت کی وارث ہوئی یہاں تک کہ امامت پیغمبر اسلام تک پہنچی خدا کا اس بارے میں فرمان ہے بے شک لائق ترین افراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے ابراہیم کی پیروی کی اور اس پیغمبر کی اور جن لوگوں نے ایمان لایا لہٰذا امامت ان لوگوں کے لئے مخصوص تھی اور یہاں تک کہ پیغمبر تک آئی اور انھوں نے

امام علیؑ کے سپرد کی اور پھر ان کی برگزیدہ اولاد کے درمیان آئی بے شک اللہ نے ان لوگوں کو علم اور ایمان عطا کیا اور یہ خدا کا فرمان ہے کہ جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا (بدکاروں سے) کہتے ہیں کتاب خدا کے مطابق تم لوگوں کو قیامت تک فضیلت ملی ہے اور وہ قیامت آج کا دن ہے لیکن تم لوگ جہالت کی وجہ سے نہیں جانتے تھے۔

امامت کو اسی طرح خدا نے اس کی اولاد کے درمیان قیامت تک مقرر کر دیا کیونکہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

پس یہ جاہل لوگ امامت کو کس طرح اپنی رائے سے انتخاب کرتے ہیں۔

بے شک مقام امامت پیامبروں اور ان کے وارثوں کا حق ہے حقیقت میں یہ مقام امامت اور خلافت خدا اور سول ﷺ کی طرف سے ہے اور یہ مقام امیر المومنین امام علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کا ہے بے شک امامؑ نہ امامؑ دار دینی اور مسلمانوں کے نظام، دنیا کی بھلائی، مومنوں کی عزت کا باعث ہے امامؑ اسلام کے تناور درخت کی بنیاد اور اس کی اہم شاخ ہے کمال نماز، زکات، روزہ، حج، جہاد، افزایش امدنی، صدقات اور اجرای حدود، احکام، سرحدوں کی حفاظت اور اسلامی ملک پر حملہ کرنے والوں سے حفاظت صرف امامؑ کی ذات سے وابستہ ہے۔

یہ امامؑ جو خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال رکھتا ہے اور حرام کو حرام، احکام الٰہی کی پابندی کرواتا ہے خدا کے دین کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی حکیمانہ باتوں، بہترین نصیحتوں اور روشن دلیلوں سے لوگوں کو خدا کی راہ پر لگا ہے اور راہنمائی کرتا ہے امامؑ لوگوں اور زمین کے درمیان خدا کا امین ہے بندوں پر اس کی حجت ہے اور شہروں میں اس کا جانشین ہے خدا کی طرف سے ہدایت اور حرمت کی حفاظت کرنے والا ہے۔

امامؑ گناہوں سے پاک اور عیوب سے دور ہے صحیح علم صرف اس کو حاصل ہے وہ صبر و شکیبائی کا مکمل نمونہ ہے نظام و آراستگی دین، سرفرازی مسلمین ختم منافقین اور نابودی کفار ہے۔

امامؑ اپنے زمانہ کا یگانہ ہے کوئی بھی اس کا ہم پلہ نہیں ہے کوئی عالم اس کی برابری نہیں کر سکتا اس کا کوئی بدل، مانند اور نظیر نہیں مل سکتا تمام فضل اس کو دیا گیا ہے بغیر کسی طلب یا کوشش کے بلکہ خداوند بخشندہ مہربان نے بطور مخصوص یہ مقام ان کو عطا ہے لہذا کون ہے؟ جو امامؑ کی صحیح پہچان وشناخت اور اس کی صفت و وصف بیان کر سکے اور ان کی ان صفات کی تہہ تک پہنچ سکے؟

اور کس طرح امامؑ انتخاب کر سکتے ہیں امامؑ ایسا عاقل ہے جو جہالت سے دور ہے ایسا سرپرست ہے جو نیرنگ اور دھوکہ نہیں جانتا نبوت کا خزانہ ہے اس کے سبب کو کوئی طعنہ اور آلودگی نہیں پہنچ سکتی وہ شان و شوکت والا ہے اور اچھے خاندان والا بھی اس کے مقام کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اس کا خاندان قریش بنی ہاشم خاندان کی سربلندی حاصل ہے اور رسول خدا

کے خاندان اور قریبی رشتہ داروں میں سے ہے وہ اشرافوں کے لئے شرف اور تمدن اور سردار عبد مناف ہے۔ اس کا علم بے پناہ اور حلم کامل ہے اپنے عمل میں طاقتور اور سیاست پر حکمرانی میں عاقل ہے۔

ریاست و سرداری کے لئے شائستہ سزاوار ہے اس کی اطاعت واجب قرار دی گئی ہے وہ خدا کے بندوں کے امور اس کی خیر خواہی کے لئے انقلاب کرنے والا ہے بے شک خدا پیغمبروں اور اس کے جانشینوں کو جن پر خدا کی رحمت ہو توفیق عنایت کرتا ہے اور مدد فرماتا ہے اپنے علم و حکمت سے خزانہ سے ان کو مالا مال کرتا ہے جو کسی اور کو نہیں دیتا لہٰذا اس کا علم اس کے ہم عصر لوگوں سے بالاتر ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کیا وہ آدمی جو لوگوں کو ہدایت کرتا ہے پیروی کرنے کے لائق ہے یا وہ جو حق کی راہ سے گمراہ ہو گیا ہے کس طرح تم فیصلہ کرتے ہو۔ پھر خدا نے طالوت کے قصہ کے دوران فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے لئے منتخب کیا اور اس کے علم و جسمانی طاقت میں اضافہ کیا اور خدا جس کو چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے پھر خدا داؤدؑ کی داستان میں فرماتا ہے داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا اور خدا نے اس کو بادشاہی اور فضیلت عطا کی اور کچھ چاہا اس کو تعلیم دیا۔

پھر اپنے پیغمبر ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا: خدا نے کتاب قرآن اور حکمت کو تم پر نازل کیا اور جو تم نہیں جانتے تھے تم کو سکھایا اور خدا کا فضل پر بہت زیادہ ہے اور مامون کے بارے جو رسول کے خاندان اور اس کے سب قریشی رشتہ داروں میں سے ہیں فرمایا: لوگ پیغمبر اور اس کے خاندان کے افراد نسبت جو ان کو فضیلت عطا کی ہے حسد کرتے ہیں ہم نے بھی آل ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت دی،

اور بہت بڑی سلطنت جب خدا بندہ کو دنیاوی امور کے ادارہ کے لئے منتخب کرتا ہے تو اس کے دل کو اس کام کو انجام دینے کے لئے وسعت عطا کرتا ہے اور حکمت کے چشمہ کو اس کے دل میں ڈالتا ہے اور قوت گویائی عطا کرتا ہے اور وہ پھر جو اب دینے میں قاصر نہیں ہوتا اور سوائے سچ و حقیقت کے کوئی اور بات اس کی زبان سے اور دل سے نہیں نکلتی میں وہ کامیاب سچا، قوی، خطا و لغزش سے محفوظ ہے خدا اس کو فضیلت عطا کرتا ہے خدا کا فضل ہے بے حساب کیا وہ لوگ جو امامؑ کے بارے میں اظہار نظر کرتے ہیں اس طرح کا آدمی انتخاب کر سکتے ہیں۔

تاکہ ان کو اپنا امامؑ بنائیں اور ان کا منتخب امامؑ اس خصوصیت کا مالک ہو۔ لوگوں نے اللہ کے حق میں تجاوز کیا اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا گویا وہ اس سے کچھ نہیں جانتے۔ اللہ کی کتاب ہدایت و شفا ہے لوگوں نے اسے چھوڑ کر خواہشات کو اپنایا اللہ نے ان کی مذمت کی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے کہ قرآن میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومن اضل ممن تبع هواه بغير هدى من الله الله لا يهدى

القوم الظالمین ...... الیٰ آخرہ

سید احمد بن علی بن ابی طالب طبری نے احتجاج میں روایت میں قاسم بن حلیم سے وہ اپنے بھائی عبدالعزیز بن مسلم سے مذکورہ روایت کو تھوڑے سے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مرحوم صدوق ؒ کتاب توحید میں محمد بن ہارون سے وہ عبداللہ بن جعفر حمیری سے وہ اپنے باپ سے وہ ابراہیم بن ہاشم سے وہ علی بن سعید سے وہ حسن بن خالد سے وہ ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا ؑ نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یابن رسول اللہ لوگ ہماری طرف تشبیہ اور جبر کی نسبت دیتے ہیں اور آپ کے آباء و اجداد سے روایات نقل کرتے ہیں؟

امام ؑ نے فرمایا::

اے ابن خالد کیا تو نے نبی ﷺ کی روایات میں اکثر اس کو دیکھا ہے؟ تو کہنے لگا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول خدا تشبیہ و جبر کے قائل ہیں اور کچھ لوگ اس کے قائل ہیں کہ رسول خدا جبر و تشبیہ کے قائل نہیں امام رضا ؑ نے فرمایا: لوگ میرے آباء و اجداد اور رسول خدا کی طرف تشبیہ و جبر کی نسبت دیتے ہیں ان پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔

پھر امام ؑ نے فرمایا: جو تشبیہ و جبر کا قائل ہے وہ کافر و مشرک ہے اور ہم اس سے دنیا و آخرت میں بری ہیں اے ابن خالد جبر و تشبیہ کی روایات غالیوں نے گھڑی ہیں اللہ ان کو ذلیل و رسوا کرے جو ان کو دوست رکھے ہم اس کے دشمن ہیں اور جو ان کو دشمن رکھے ہم اس کے دوست ہیں جو ان سے محبت کرے ہم اس سے دشمنی کرتے ہیں جو ان سے عناد و دشمنی رکھتے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ جو ان سے صلہ رحمی کرے ہم سے وہ قطع رحمی کرتا ہے جو ان کا احترام کرے وہ ہماری توہین کرتا ہے جو ان کی توہین کرے وہ ہمارا احترام کرتا ہے جو ان کو قبول کرے وہ ہم کو رد کرتا ہے جو ان کو رد کرے وہ ہم کو قبول کرتا ہے جو ان کو اچھا سمجھے وہ ہم کو برا سمجھتا ہے جو ان سے برا ہے وہ ہم سے اچھائی کرتا ہے جو ان کی تصدیق کرے وہ ہماری تکذیب کرتا ہے جو ان کی تکذیب کرے وہ ہماری تصدیق کرتا ہے جو ان کو عطا کرے وہ ہم کو محروم رکھتا ہے جو ان کو محروم رکھے وہ ہم کو عطا کرتا ہے اے ابن خالد ہمارا ماننے والا ان کو اپنا دوست و مددگار نہ پائے۔

اے ابن خالد ہمارا شیعہ ان سے دوستی نہیں کرتا اور نہ ان سے مدد لیتا ہے۔

مرحوم طبری ؒ احتجاج میں خالد بن ابو ہثیم فارسی سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں نے امام رضا ؑ سے عرض کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ زمین میں ابدال ہیں وہ ابدال کیا ہیں؟ امام ؑ نے فرمایا: لوگ سچ کہتے ہیں ابدال وہ اوصیاء ہیں کہ جن کو خدا نے زمین میں انبیاء کے بدلے میں قرار دیا ہے آخری ابدال رسول خدا کے ہم ہیں۔

طبری ؒ فرماتے ہیں کہ ابوالحسن رضا سے غالیوں کی مذمت اور ان کے کفر و رسوائی اور ان سے برأت پر روایت ہے

کہ جوان کو دوست رکھتا ہے وہ عقیدہ باطل وفاسد رکھتا ہے کہ جس کا ذکر پہلے کتاب میں ہو چکا ہے اسی طرح روایت امام رضا -کے آباء واجداد سے غالیوں پر لعنت وبرائت پر ہے تا کہ شیعہ لوگ ان کے کمزور عقائد اوران کے فریب سے بچے رہیں اور شیعوں کے عقائد کمزور نہ ہوں جو لوگ ان کے عقائد سے بچے ہوئے ہیں وہ شیعہ ہیں خدا ہم کو ان کے برے عقائد سے اپنی پناہ میں رکھے۔

(۱) امام رضا علیہ السلام کا نیشاپور میں ورود

رجب ۲۰۰ھ میں حضرت رضا علیہ السلام مدینہ منورہ سے مرو خراسان کی جانب روانہ ہوئے اہل وعیال اور متعلقین سب کو مدینہ منورہ ہی میں چھوڑا اس وقت امام محمد تقی علیہ السلام کی عمر پانچ سال تھی آپ مدینہ سے روانگی کے وقت کوفہ اور قم کی سیدھی راہ چھوڑ کر بصرہ اور اھواز کا غیر متعارف راستہ اس خطرہ کے پیش نظر اختیار کیا کہ کہیں عقیدت مندان امام علیہ السلام مزاحمت نہ کریں غرض قطع مراحل اور طے منازل کرتے ہوئے یہ لوگ نیشاپور کے قریب جا پہنچے مورخین لکھتے ہیں کہ جب آپ کی مقدس سواری نیشاپور کے قریب پہنچی تو جملہ علماء وفضلاء شہر نے بیرون شہر حاضر ہو کر آپ کی رسم استقبال ادا کی داخل شہر ہوئے تو تمام خورد و بزرگ شوق زیارت میں امڈ آئے مرکب عالی جب مربعہ شہر (چوک) میں پہنچا تو ہجوم خلائق سے زمین پر تل رکھنے کی جگہ نہ تھی اس وقت امام المحدثین حافظ ابوزرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی آگے آگے اور ان کے پیچھے اہل علم وحدیث کی ایک عظیم جماعت حاضر خدمت ہوئی اور ان کلمات سے امام علیہ السلام کو مخاطب کیا۔

اے جمیع سادات کے سردار اے تمام اماموں کے امام علیہ السلام اور اے مرکز پاکیزگی آپ کو رسول اکرم کا واسطہ آپ اپنے اجداد کے صدقہ میں کہیں اپنے دیدار کا موقع دیں اور کوئی حدیث اپنے جد نامدار کی بیان فرمائیں یہ کہہ کر محمد بن احمد بن حارث، یحییٰ بن یحییٰ اور اسحاق بن راہو نے آپ کے خچر کی باگ تھام لی ان کی استدعا سن کر آپ نے سواری روک دیئے جانے کے لئے اشارہ فرمایا: اشارہ کیا کہ حجاب اٹھا دیئے جائیں فوراً تعمیل کی گئی حاضرین نے جونہی وہ نورانی چہرہ اپنے پیارے رسول کے جگر گوشہ کا دیکھا سینوں میں دل بے تاب ہوا دو زلفیں روئے انور پر مانند گیسوئے مشک بوئے جناب رسول خدا چھوٹی ہوئی تھیں کسی کو یارائے ضبط باقی نہ رہا وہ سب بے اختیار دھاڑیں مار کر رونے لگے بہتوں نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے کچھ زمین پر گر کر لوٹنے لگے بعض سواری کے گرد وپیش گھومنے لگے آخر مرکب عالی کی لگام چومنے لگے عماری کا بوسہ دینے لگے غرض عجیب طرح کا ولولہ تھا کہ جمال، کمال کو دیکھنے سے کسی کو سیری نہیں ہوئی تھی ٹکٹکی لگائے رخ نور کی طرف نگران تھے یہاں تک کہ دو پہر ہوگئی اور ان کے موجودہ تمنا کی پر جوشیوں میں کوئی کمی نہیں آئی اس وقت علماء وفضلاء کی جماعت نے باواز بلند پکار کر کہا اے مسلمانو ذرا خاموش ہو جاؤ اور فرزند رسول کے لئے آزار نہ بنو ان کی استدعا پر

قدرے شور وغل تھما تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:۔

حدثني ابي موسىٰ الكاظم عليه السلام عن ابيه جعفر الصادق عليه السلام عن ابيه محمد الباقر عن ابيه زين العابدين عن ابيه الحسين الشهيد بكربلا عن ابيه علي المرتضىٰ قال حدثني حبيبي وقرة عيني رسول الله قال حدثني جبرائيل قال حدثني رب العزت سبحانه قال لا اله الا الله حصني فمن قالها حصني ومن قالها حصني ومن دخل حصني امن من عذابي

یہ فرما کر پردہ کھنچوا دیا اور چند قدم بڑھنے کے بعد فرمایا:۔ **بشرطها وشروطها وانا من شروطها** ۔علماء نے مرحوم طبرسی سابقہ اسناد سے ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ مامون نے حضرت رضا علیہ السلام سے کہا اے ابوالحسن مجھے خبر ملی ہے کہ ایک ایسا گروہ ہے کہ جو آپ کو اپنے مقام سے بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے اور افراط سے کام لیتا ہے امام رضا علیہ السلام جواب میں فرمایا: میرے والد نے امام کاظم علیہ السلام اپنے آباء واجداد اور وہ سب حضرت امام علی علیہ السلام سے نقل قول کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: کہ رسول خدا کا ارشاد ہے کہ مجھ کو میرے جائز مقام اور رتبہ سے بڑھا کر نہ مانو کیونکہ قبل اس کے کہ خدا مجھے پیغمبری کے لئے منتخب کرے اس نے مجھے اپنی بندگی کے لئے قبول فرمایا: ہے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا: کسی ایسے آدمی کے لئے روا نہیں کہ خدا اس کو کتاب احکام اور نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کے بدلے میری عبادت کرو اور نبوت کا شایستہ وظیفہ یہ ہے کہ اس کو کہنا چاہیئے کہ خدا پرست بنو اس طرح جس طرح تم کتاب خدا کے ذریعہ دوسروں کو سکھاتے ہو اور جو مجھ پر اس سے خود پڑھتے ہو۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: دو گروہ جو میری نسبت زیادہ روی سے کام لیں گے ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں حد سے زیادہ ماننے والے اور حد سے زیادہ دشمنی کرنے والے ہیں ان لوگوں سے بیزار ہو اور دور ہوں جو مجھے میرے رتبہ کی حد سے زیادہ بڑھاتے ہیں جیسا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نصرانیوں سے بیزاری کی خدا فرماتا ہے کہ یاد کرو اس وقت کہ جب خدا قیامت کے دن فرمائے گا اے عیسیٰ علیہ السلام کیا تم نے لوگوں سے کہا کہ خدا کی بجائے مجھے اور میری ماں کو دو خدا مانو؟ عیسیٰ کہیں گے اے خدا تو شرک وتمثیل سے پاک ہے مجھے ہرگز زیب نہیں دیتا کہ میں ایسی بات کہو جو میرے لائق ومطابق نہیں اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو تو خود جاننے والا ہے کیونکہ میرے دل اور ضمیر سے آگاہ ہے مگر میں

تیری ذات سے بے خبر ہوں بے شک تو ہر پوشیدہ چیز کو خوب جاننے والا ہے میں نے ان لوگوں سے ہرگز کوئی ایسی بات نہیں کی جس کا تو نے مجھے حکم نہیں دیا تھا میں نے ان لوگوں سے کہا خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تم لوگوں کا پروردگار ہے میں ان لوگوں کے عمل پر گواہ ہوں جب تو نے مجھے اٹھالیا تو پھر تو خود نگہبان اور ان لوگوں کو دیکھنے والا ہے۔

کشف الغمہ میں عیسیٰ اربلی کہتے ہیں کہ جب امام رضا علیہ السلام خراسان تشریف لائے تو صوفیوں نے امام علیہ السلام سے کہا امیر المومنین مامون کہتا ہے کہ اللہ نے آپ اہلبیت علیہم السلام کو سب لوگوں سے اولیٰ قرار دیا اور آپ لوگوں کے امام علیہ السلام ہیں آپ کی نظر اپنے اہل بیت کے بارے میں کیا ہے؟ جب کہ لوگوں کے کھانے، پینے کا طریقہ عادی ہے امام رضا علیہ السلام تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھے پھر فرمایا: یوسف علیہ السلام نبی تھے اور ان کا لباس سونے کی تاروں کا ریشمی تھا اور وہاں فرعون کے تکیہ ٹیک کر فیصلے کرتے وہ امام عادل تھے جب کہتے تو سچ کہتے حکم عدل سے کرتے وعدہ پورا نبھاتے اللہ نے ان پر لباس و کھانا حرام نہیں کیا اور پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

قل من حرم زینة الله اللتی اخرج لعباده والطیبات من الرزق

پس اہلبیت بھی اسی طرح ہیں کہ جیسے مامون کہتا ہے۔

مرحوم صدوق رحمہ اللہ نے علل الشرائع میں علی بن حسن بن علی بن فضال سے وہ اپنے باپ سے وہ امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو مختلف انواع واقسام میں کیوں پیدا کیا ایک قسم میں کیوں پیدا نہیں کیا؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: تاکہ لوگوں کے وہم وخیال میں نہ آئے کہ خدا عاجز ہے اور کسی ملحد کے وہم میں یہ صورت واقع نہ ہو کہ خدا نے ایک صورت میں کیوں پیدا کیا ہے کہنے والے نے کہا کیا اللہ اس پر قادر ہے کہ وہ ایک صورت میں پیدا کرے امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب مخلوق کی انواع واقسام کا علم رکھتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

بحار میں مناقب سے عنا صفوانی کے حوالے سے ابو اسحاق موصلی نقل کرتا ہے کہ ماوراء النھر سے کچھ لوگ آئے اور امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم آپ سے کچھ سوال کرتے ہیں اگر صحیح جواب دیا تو ہم آپ کو عالم مانیں گے سوال کیا کہ حور العین کو کس سے پیدا کیا؟ جنت میں جب لوگ داخل ہونگے تو کیا کھائیں گے اور خدا کیا تھا؟ کیسا اور کس طرح تھا؟ کس چیز کے اوپر تکیہ کیا ہوئے ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: حور العین زعفران سے اور تراب (مٹی سے) خلق ہوئی کہ جو فنا نہیں ہونگی مگر باذن خدا جنت میں داخل ہونے والے سے پہلے مچھلی کا جگر کھائیں گے اللہ نے چیزوں کی کیفیت کو پیدا کیا اور خود بغیر کسی کیفیت کے ہے۔ ہر

چیز کی جگہ معلوم ہے لیکن وہ خود کسی مکان میں نہیں ہے وہ اپنی قدرت پر تکیہ کئے ہوئے ہے جواب سن کر کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ عالم ہیں۔

تفسیر امامؑ میں ہے کہ جب امام رضاؑ ولی عہد بنے تو ایک قوم دروازے پر آئی اور کہا ہم امام علیؑ کے شیعہ ہیں اجازت طلب کی امام رضاؑ نے فرمایا: میں مشغول و مصروف ہوں۔ وہ چلے گئے دوسرے دن آئے اسی طرح کہا امامؑ نے وہی جواب دیا چلے گئے دو ماہ تک مایوس رہے کہ امامؑ کے پاس کیسے پہنچیں انہوں نے دربان سے کہا امامؑ سے کہیں کہ ہم آپ کے باپ امام علیؑ کے شیعہ ہیں اب دشمن ہم کو طعنہ دیتے ہیں کہ تم کو اجازت نہیں دی اب ہم اپنے شہر میں رہنے کے قابل نہیں رہے اپنے شہر کو چھوڑ رہے ہیں لوگوں کے اعتراض سے عاجز آگئے ہیں اور ان کی دشمنی بڑھتی جارہی ہے۔ امام رضاؑ نے ان کو اجازت دی وہ اندر آئے سلام کیا امامؑ نے ان کو جواب نہیں دیا اور نہ ہی بیٹھنے کی اجازت دی وہ کھڑے ہو کر رونے لگے اور کہا یا ابن رسول اللہ ہم پر ظلم عظیم کیوں کیا ہے ہمیں بڑی مشکل سے اجازت دینے کے بعد ہم کو حقارت سے کیوں ہم نے کیا گناہ کیا ہے امام رضاؑ نے فرمایا: اس آیت کو پڑھو۔

وما اصابکم من مصیبة فیما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر . (شوریٰ ۳۰)

خدا کی قسم میں نے اپنے رب کی اقتداء کی اور رسول اللہ اور امیر المومنین اور ان کے بعد کے آئمہ کی پیروی کی ہے انہوں نے کہا کیسے یا ابن رسول اللہ؟

امام رضاؑ نے ان سے فرمایا: تمہارا دعویٰ ہے کہ امام علیؑ کے شیعہ ہیں اور یہ فیصلہ مسلم ہے کہ ان کے شیعہ تو حسنؑ حسینؑ، سلمان، ابوذر، مقداد، عمار، اور محمد بن ابی بکر ہیں کہ جنہوں نے کسی امر میں ان کی مخالفت نہیں کی اور کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا اور کہتے ہو کہ شیعہ ہیں تم تو اکثر اعمال میں مخالف، مقصر ہو اور اکثر فرائض کے تارک ہو ایسے بھائیوں کے بڑے حقوق سے کوتاہی کی وغیرہ تو انھوں نے کہا ہم استغفار کرتے ہیں اور اپنے قول سے توبہ کرتے ہیں جبکہ ہم کہتے ہیں کہ آپ کے محبین ہیں اور آپ کے دوست کے دوست ہیں آپ کے دشمنوں کے دشمن ہیں امام رضاؑ نے فرمایا: شاباش مرحبا اے بھائیو پھر دربان سے فرمایا: کتنے باران کو روکا ہے کہا ساٹھ بار امامؑ نے دربان سے فرمایا: ان میں ساٹھ مرتبہ جبکہ خلاف ہوا ان پر سلام کرو اور ان کو میرا سلام دو اب ان کے گناہ معاف ہیں انہوں نے توبہ کرلی ہے اب کرامت کے مستحق ہیں ہم سے محبت کرتے ہیں یہ ہمارے محبّ ہیں ان کو کھانا دو ان کے عیال کا نفقہ خرچ دو۔

عیون اور تفسیر امامؑ میں ہے کہ ہم امام رضاؑ کے پاس تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا یا ابن رسول اللہ آج میں نے ایک عجیب آدمی کو دیکھا ہے کہ جو ہمارے ساتھ تھا اور کہتا تھا کہ میں آل محمد ﷺ کے موالی محبین سے ہوں اور ان کے دشمن سے

برائت کرتا ہوں اس کے بعد کل دیکھا تو اس نے یہ لباس اتار دیا تھا یعنی وہ بغداد میں تھا ایک منادی سے سنا کہ جو کہہ رہا تھا اے لوگو! سنو اس رافضی کی توبہ پھر لوگوں سے اس نے کہا رسول کے بعد بہترین آدمی ابو بکر تھے جب اس نے یہ کہا تو لوگوں نے مارا اور کہا کہ اس نے توبہ کر لی ہے کہ ابو بکر امام علیؑ پر افضل ہے۔

امام رضاؑ نے فرمایا: جب تو تنہا ہو تو اس حدیث کو مجھے بتانا جب خلوت ہوئی تو اس نے اس حدیث یعنی بات کو امامؑ سے اعادہ کیا دوبارہ سنایا امام رضاؑ نے اس سے فرمایا: پس کلام کی تفسیر اس آدمی سے پوچھیں کہ جو مخلوق کے برعکس ہے ان سے نقل کرو کہ وہ پہنچائیں اور اذیت کریں امامؑ نے فرمایا: اس نے یہ نہیں کہا کہ رسول کے بعد بہترین آدمی ابو بکر ہے رسول کے بعد ابو بکر امام علیؑ پر فضیلت رکھے بلکہ کہا ہے کہ خیر الناس بعد

رسول الله ابابكر فجعله نداء لا لبی بكر

اس نے اس کلام میں ابو بکر کو نداء کی جو اس کے آگے چلے تو راضی ہو اس کلام سے اس نے جاہلوں سے توریہ کیا ہے کہ ان کے شر سے بچ جائے اللہ تعالیٰ نے اس توریہ کو ہمارے شیعوں اور محبین کی حفاظت کے لئے قرار دیا ہے۔

قرب الاسناد میں احمد بن محمد بن محمد بن عیسیٰ سے وہ احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کیا کہ اہل مصر گمان کرتے ہیں کہ شہر مقدس ہیں امامؑ نے فرمایا: وہ کیسے کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ جب وہ محشور ہونگے ایک پہاڑ سے تو وہ ستر ہزار ہونگے کہ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے۔

امامؑ نے فرمایا: مجھے اپنی عمر کی قسم ایسے نہیں ہے اللہ نے بنی اسرائیل پر غضب نہیں کیا مگر ان کو مصر میں داخل کیا اور نہ ان سے راضی ہوا مگر ان کو مصر سے نکالا اللہ نے موسیٰؑ کو وحی کی پھر سفر کے حج کو وہاں سے نکالے اور موسیٰؑ کی رہنمائی اس قبر پر ایک اندھی عورت نے کی۔

موسیٰؑ نے اس سے سوال کیا تو اس نے جواب میں دو علامتیں بتائیں کہ اللہ سے پکارو کہ اس کی بصارت آ جائے اور جنت میں اسے داخل کرے ان کے درجہ میں اس سے بڑی بات یہ کہ خدا نے وحی کی کہ اس کا سوال عظیم ہے کہ تو اسے عطا کرے پھر چاند سے وعدہ کیا کہ اللہ نے چاند کو وہاں روک دیا یہاں تک موسیٰؑ وہاں پہنچے اور یوسف کو نیل سے نکالا وہ ایک مرمر کے پتھروں کے تابوت میں تھے موسیٰؑ نے اٹھایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے سروں کو اس مٹی سے نہ دھوؤ اور نہ اس کو لکھاؤ کہ ذات۔ اس کی وارث بن جائے کہ جو نیل و مصر کی مٹی استعمال کرے غیرت چلی جائے گی سچ کہا رسول اللہ نے ایسے فرمایا: امامؑ نے فرمایا: ہاں۔

عیون میں حسن بن خالد میرفی سے منقول ہے کہ امام رضاؑ نے فرمایا: کہ جو تنخ کا قائل ہو وہ کافر ہے پھر فرمایا: اللہ

غالیوں پر لعنت کرے کہ وہ یہودی ہیں پس یا مجوسی یا نصاریٰ یا قدریہ یا مرجیہ یا مرویہ پھر فرمایا: ان کے ساتھ نہ بیٹھو نہ ان کی تصدیق کرو۔ ان سے برائت کرو کہ خدا ان سے بری ہے۔

عیون میں ہے کہ یاسر خادم کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا تفویض کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا: اللہ نے نبی کو امور دین تفویض کئے اور فرمایا:

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھو .

رسول جو دے لے لو جس سے روکے رک جاؤ۔ لیکن تخلیق ورزق نہیں تفویض کیا پھر فرمایا: اللہ فرماتا ہے۔

ان اللہ خالق کل شیء اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکائکم من یفعل من ذلکم من شیء سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون .

اللہ نے پیدا کیا، رزق، زندگی، موت خدا دیتا ہے جو تم شریک ٹھہراتے ہو اللہ اس سے منزہ ہے کہ جو تم شرک کرتے ہو۔

عیون میں محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی سعید کوفی سے وہ علی بن حسین بن فضال وہ اپنے باپ سے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ رسول خدا کی کنیت ابوالقاسم کیوں ہے تو فرمایا: کہ ان کا ایک بیٹا قاسم ہے اس لئے کنیت ابوالقاسم ہے۔ میں نے عرض کیا یابن رسول اللہ کیا اس سے زیادہ وضاحت ہوسکتی ہے؟

فرمایا: ہاں کیا تو جانتا ہے کہ رسول خدا اس امت کے باپ ہیں امام علی علیہ السلام بھی باپ ہیں میں نے کہا ہاں فرمایا: کیا جانتا ہے کہ علی قاسم الجنۃ والنار ہے میں نے کہا ہاں فرمایا: پس وہ جب ابوالقاسم ہے تو ابوالقاسم جنت ونار ہے میں نے عرض کیا اس کا کیا معنی ہے فرمایا: باپ کی شفقت سے افضل ہیں ان کی شفقت بعد میں ہے کہ وہ امام علیہ السلام و نبی کے وصی ہیں۔

پس نبی کی شفقت زیادہ ہے امت پر اس لئے رسول خدا نے فرمایا: **انا وعلی ابواہ ھذہ الامۃ** میں اور امام علی علیہ السلام اس امت کے باپ ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: جو میں دنیا چھوڑ رہا ہوں مال امام علی علیہ السلام اس کے ولی ہیں پس امام علی علیہ السلام وارث ہیں پس وہ اپنے آباء واجداد سے زیادہ اولویت رکھتے ہیں اسی طرح امام علی علیہ السلام اسی طرح رسول خدا اور ہم سب امام علیہ السلام۔

اصول کافی میں چند اصحاب سے مروان بن عبید نے محمد بن زید طبری سے کہ وہ کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس خراسان میں کھڑا تھا چند بنی ہاشم تھے ان میں سے اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ عباسی تھا امام علیہ السلام نے فرمایا: اے عیسیٰ میری طرف

سے لوگوں کو پیغام پہنچادو کہ جو کہتے ہیں کہ ہم گمان کرتے ہیں کہ لوگ ہمارے غلام نہیں اور میری قرابت رسول سے نہیں میں نے کبھی نہیں کہانہ میں نے اپنے آباءواجداد میں سے کسی سے سنا ہے نہ میرے آباءواجداد سے یہ بات مجھ تک پہنچی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ لوگ ہمارے غلام ہیں اطاعت میں دین میں ہمارے موالی ہیں حاضر غائب کو یہ پیغام پہنچادے۔

حروف تہجی اور امام رضا علیہ السلام

امام رضا علیہ السلام اپنے باپ سے وہ اپنے جد سے اور امیر المومنین علی سے حروف تہجی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حروف تہجی سے قرآن مجید جیسی اعجازی کتاب کو مرتب کیا گیا کہ جس پر کائنات کے افہام وتفہیم کا دارومدار ہے یہ حروف اپنے دامن میں لاتعداد صفات رکھتے ہیں خداتعالیٰ نے اپنی ہے حروف کو اپنی معرفت کا وسیلہ قرار دیا ہے امام رضا علیہ السلام سے ان حروف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے علی باب العلم کے حوالہ سے ارشاد فرمایا: کہ الف اللہ کی نعمتیں ب سے بہاء اللہ خدا کی خوبیاں بہجۃ اللہ خدا کا مومنین سے خوش ہونا۔

ت: سے تمام الامر بقائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کا اختتام امام مہدی علیہ السلام کے دور میں ہوگا۔

ث: سے ثواب المومنین امام علی علیہ السلام اعمال صالحہ مومنین کو اپنے اچھے اعمال کا بھرپور ثواب ملے گا۔

ج: سے جمال اللہ۔ اللہ کا جمال وجلال سے حلم اللہ عن المذنبین گناہ کاروں سے اللہ کا حلم۔

خ: سے خمول ذکر اہل المعاصی عبداللہ خدا کا گناہکاروں کے گناہوں سے تکوار دینار سے دین اللہ۔ اللہ کا دین

ذ: سے ذوالجلال اللہ کا صاحب جلال ہونا۔

ر: سے الرؤف الرحیم اللہ کا مہربان ورحیم ہوناز سے زلال القیامۃ قیامت کے دن کے عظیم زلزلے

س: سے سناء اللہ اللہ کی اچھائیاں ش۔ سے شاء اللہ ماشاء اللہ جو خدا چاہے وہی ہوگا

ص: سے صادق الوعد اللہ وعدے کا سچا ہے اور لوگوں کو سچ بولنا چاہیئے

ض: سے ضل من خالف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آدمی گمراہ ہے جو آل محمد کا مخالف ہے

ط: سے طوبی للمومنین مومنین کے لئے جنت کی خوش خبری ہے

ظ: سے ظن المومنین خیرا مومنین کا خدا پر اچھا ظن وگمان ہونا چاہئے

ع: سے علم خدا اور علم انسان کے لئے بہترین زیور ہے

غ: سے غنی خدا سب سے بے نیاز ہے ثروت مند کا فقراء پر خرچ کرنا

ف: سے فوج من افواج النار لوگ اگر گناہ کریں گے تو فوج در فوج جہنم میں جائیں گے

ق: سے قرآن اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے جو ہدایت کا سرچشمہ ہے

ک: سے الکافی خدا بندوں کے لئے کافی ہے۔

ل: سے

لغو اللکافرین فی افترائهم علیٰ الله الکذب

خدا پر جھوٹ کا الزام کافروں کا کام ہے جو نہایت لغو ہے۔

م: سے ملک اللہ الیوم الملک غیرہ لا ملک غیرہ ایک دن صرف اللہ کی حکومت ہوگی اور کوئی بھی زندہ نہ ہوگا اور نہ اس کے سواہ کوئی مالک ہوگا اس دن خدا فرمائے گا لمن الملک الیوم آج کے دن کس کی حکومت ہے تو ارواح ائمہ حدئی جواب دیں گے للہ للواحد القھار آج صرف خدائے واحد وقھار کی حکومت ہے۔

نون: سے نوال اللہ للمومنین ونکالہ بالکافرین مومنین پر خدا کا کرم اور کافروں پر خدا کا عذاب محیط ہوگا۔

و: سے ویل لمن عصی اللہ ویل وہلاکت ہے اس کے لئے کہ جو اس کی نافرمانی کرتا ہے

ہ: سے ہان علی اللہ من عصا پر خدا کا گناہ کرتا ہے وہ اس کی توہین کرتا ہے لا سے لا الہ اللہ وہ کلمہ اخلاص ہے کہ جو اسے خلوص واعتقاد کے ساتھ زبان پر جاری کرے وہ ضرور جنت میں جائے گا ی سے ید اللہ اللہ کا ہاتھ جو مخلوقات کو روزی عطا کرتا ہے پھر فرمایا: کہ انہیں حروف پر مشتمل قرآن مجید نازل ہوا ہے اور نزول چونکہ خدا کی طرف سے ہے اسی لئے دعویٰ کر دیا گیا کہ کہ کتاب ہم نے حروف والفاظ میں نازل کی اس کا جواب جن وانس مل کر بھی نہیں دے سکتے

ولو بعضهم لبعض ظهیرا

مرحوم صدوق ؒ عیون میں محمد بن حسن بن احمد بن ولید سے نقل کرتے ہیں کہ محمد بن عمرو کاتب نے نقل کیا کہ محمد بن زیاد قلونی سے وہ محمد بن ابی زیاد جدری سے کہ کتاب صاحب الصلاۃ جدہ میں لکھا کہ محمد بن یحییٰ بن عمر بن علی بن ابی طالب سے کہ میں نے ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے کہ جب الٰہی کلام کو مامون کے نزدیک توحید کے بارے میں فرمایا: ابن ابی زیاد مجھے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن علوی اپنے باپ وہ قاسم بن ایوب علوی مامون سے کہ جب خاندان عباسی مامون کے جواب میں کہنے لگے کہ تو ایسے آدمی کو ولایت وخلافت دے رہا ہے کہ جو علم وآگاہی اس امر کی نہیں رکھتا ان کو دعوت دو کہ جو کچھ تجھے کہا ہے روشن ہو جائے گا مامون نے امام رضا علیہ السلام کے پاس کسی کو بھیجا کہ وہ مجلس میں تشریف لے آئیں جب امام علیہ السلام مجلس میں آئے تو انہیں بنو ہاشم نے کہا اے ابوالحسن منبر پر بیٹھیں اور اپنی گفتگو میں ایسی نشانیاں بیان کریں کہ جن سے ہم خداوند متعال کی عبادت کر سکیں۔ امام رضا علیہ السلام منبر پر رونق افروز ہوئے خدا کی حمد وثنا کے بعد درود وسلام نبی اور آل پر بھیجا پھر فرمایا:

اللہ کی عبادت سے پہلے اس کی معرفت ہے اس کی اہل معرفت توحید اس کی توحید اس کا نظام ہے نظام توحید اس سے نفی صفات ہے کہ جس واسطہ سے عقل کی گواہی ہے کہ ہر صفت وموصوف مخلوق خدا ہر مخلوق گواہی پر کہ اس کا خالق ہے کہ جس کی نہ صفت ہے نہ موصوف۔

نیز ہر صفت وموصوف کی گواہی ہے کہ وہ ازلی نہ ہو پس جس نے خدا کو تشبیہ دی اور معرفت حاصل کی وہ اس کی معرفت کی نسبت کو پیدا نہ کرسکا اور جو چاہے کہ ذات کی معرفت حاصل کرے اس کو وحدہ لاشریک قرار نہیں دیا اور جو خدا کے جسم کا قائل ہے اس نے خدا کو جز سے مرکب مانا اس نے خضوع نہیں کیا اس نے کا تصور کیا اور جس نے اس کا تصور کیا اس نے اس کا ارادہ نہیں کیا جس نے ارادہ نہیں کیا اس نے اس کی حقیقۃ کو نہیں پہنچانا نہ اس نے اس کی تصدیق اس چیز کی کہ جس سے اس نے منع کیا نہ اس کی حمد کی ثنا سے بے نیاز مانا جس نے اس کی طرف اشارہ کیا اسے جسم مانا حالانکہ اس کا نہ جسم ہے نہ مکان اور نہ کسی کے وھم وخیال میں آیا ہے۔

امام رضاؑ کے بیان نے تمام حاضرین ومامون کو مغلوب کیا نبی عباس کی دلیل وبرھان غلط ثابت ہوئی اس وقت مامون نے کہا آپ کے مراتب علمی فضل، علم زھد وعبادت سے ہم آگاہ ہوئے خلافت کے لئے ہم آپ کو اپنے سے شائستہ تر دیکھ رہے ہیں حضرت نے فرمایا: اگر خلافت تیرا لباس قرار دیا تو دوسرے کو کیوں دیتا ہے اگر کسی اور کا ہے تو تو کیوں پہنتا ہے۔

امام رضاؑ سے خدا کی زیارت کے متعلق سوال

عبدالسلام بن صالح مروی کہتا ہے کہ میں نے علی بن موسیٰ رضاؑ سے عرض کیا یا بن رسول اللہ آپ اس حدیث کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ جو اہل حدیث روایت کرتے ہیں کہ مومنین اپنے رب کی جنت میں زیارت کریں گے۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابوصلت اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد ﷺ کو تمام مخلوق آنبیاء اور ملائکہ پر فضیلت دی ہے ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت ان کی اتباع کو اپنی اتباع قرار دیا ان کی زیارت کو اپنی زیارت قرار دیا قرآن میں ہے۔

من یطع الرسول اللہ فقط اطاع اللہ ۔ دوسری جگہ . ان الذین یبا یعونک انما یبایعون اللہ ید للہ فوق ایدیھم ۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا: جس نے زندگی میں میری زیارت کی یا میری موت کے بعد اس نے اللہ کی زیارت کی اور وہ جنت میں نبی ﷺ کے درجہ ومقام میں ہوگا تو جو ان کی زیارت کرے گویا خدا کی زیارت کی ہے میں نے عرض کیا یا بن

رسول اس روایت کا کیا مطلب ہے کہ روایت کرتے ہیں کہ لا الہ اللہ کا ثواب خدا کے چہرے کی طرف دیکھنے کے برابر ہے فرمایا: اے ابوصلت جو خدا کو چہرے سے تعبیر کرے وہ کافر ہے لیکن اللہ کا چہرہ اس کے انبیاء ورسول اور حجج اللہ ہیں کہ جو خدا کی طرف اپنے دین ومعرفت میں متوجہ ہوتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے۔

کل من علیها فان یبقیٰ وجه ربک ذو الجلال و الاکرام .

دوسری جگہ کل شی هالک الا وجهه (رحمٰن ۲۷)

پس انبیاء کی طرف دیکھا اس طرح کہ حج خدا کو دیکھا اور ان کے درجات انبیاء ورسل کے ساتھ جنت میں ہونا قیامت کے دن مومنین کے لئے بڑا اجر وثواب ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا: جو میرے اہلبیت سے بغض رکھے وہ مجھے نہیں دیکھے گا اور میں قیامت کے دن ان کی طرف نہیں دیکھونگا اور امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوصلت مجھ سے جدا ہونے کے بعد پھر مجھے زندہ نہیں دیکھے گا اے ابوصلت خدا کو کسی مکان سے متصف نہ کرو

لا تدر که الابصار

خدا ان آنکھوں سے درک نہیں ہوتا

میں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ مجھے جنۃ وجہنم کے بارے میں بتائیں کہ کیا یہ مخلوق ہیں فرمایا: ہاں رسول خدا جب جنت میں گئے اور جہنم کو دیکھا کہ آسمان کی طرف بلند ہو رہی تھی۔

میں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ ایک قوم کہتی ہے کہ جنت وجہنم آج کل مقدر ہیں نہ مخلوق امام علیہ السلام نے فرمایا: نہ ایسا نہیں نہ ہم سے ہیں نہ ہم ان سے ہیں جو جنت وجہنم کے مخلوق ہونے کا انکار کرے اس نے نبی ﷺ کو جھٹلایا اور ہماری اس نے تکذیب کی ہماری ولایت اس پر نہیں ہے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هذاه جهنم التی یکذب بها المجرمون یطوفون بینها وبین حمیم آن . (رحمٰن ۴۳،۴۴)

نبی ﷺ نے فرمایا: کہ جب مجھے جنت میں لے جایا گیا میں نے اس سے کھجوریں تناول کیں میرے صلب میں نور فاطمہ آیا جب زمین پہ آیا اور حضرت خدیجہ علیہا السلام سے نزدیکی کی تو فاطمہ علیہا السلام کے وجود سے خدیجہ علیہا السلام حاملہ ہوئیں فاطمہ علیہا السلام حور آنسیہ ہے جب میں جنت کی خوشبو کے لئے مشتاق ہوتا ہوں تو اپنی بیٹی فاطمہ کو سونگھ لیتا ہوں۔

کتاب توحید میں یہ اسناد ابراہیم بن محمد خزاز اور محمد بن حسین کی طرف دونوں کہتے ہیں کہ ہم علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام

کے پاس آئے اور ہم نے وہ واقعہ بیان کیا کہ روایت ہے کہ محمد ﷺ نے اللہ کو جوانی کی حالت میں موفق دیکھا کہ تیس سال کا سن تھا ان کے پاؤں سبزی وشادابی میں ہیں اور ہم نے کہا کہ ہشام بن سالم، سالم طاق، میثم اور احمد بن حسن کہتے ہیں کہ وہ اس طرح ہیں یعنی صفات جسمانی بیان کرتے ہیں تو امام -سجدے میں چلے گئے۔

فرمایا: سبحانک اے اللہ تو پاک وپاکیزہ تجھے نہیں جانتے اور نہ تیری کوئی حد بیان کرسکتے ہیں اسی وجہ سے تیری وصف سبحانک ہے اگر تجھے پہنچانتے تو تیرے اوصاف بیان کرکے تیری صفت تیری ذات ہے یعنی تیری صفات تیری ذات ہیں سبحانک کیف طاعتھم پاک ہے تو اگر یہ جانتے تو تجھے بھی تیرے غیر کے ساتھ تشبیہ دیتے۔

اے اللہ میں تیری وصف بیان نہیں کرتا مگر یہ تیری ذات مع صفات ہے اور نہ تجھے تیری مخلوق سے تشبیہ دیتا ہوں اور ہر چیز کے اہل ہے اور مجھے ظالمین کی قول سے قرار نہ دینا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا:۔ جو تم تو ہم کسی چیز کا رکھتے ہو تو تم نے اللہ کو غیر خیال کیا پھر فرمایا: ہم آل محمد درمیانی راہ پر چلتے ہیں (نہ تجاوز نہ حق سے پیچھے) نہ ہمیں غالی درک کرسکتا ہے اور نہ کوئی وہابی ہم سے سبقت کرسکتا ہے اے محمد رسول خدا جب اپنے آپ کی عظمت دیکھتے ہیں کہ وہ ایک جوان موفق کی شکل میں ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ نے اطاعت کا حکم دیا ہے تو مجبور نہیں کیا اور نہ اطاعت سے منع کیا ہے اگر تم معصیت کرو تمہاری مرضی اگر اطاعت کرو تمہاری مرضی اور نہ کسی کے فعل میں وہ شریک ہوتا ہے پھر فرمایا: اس کلام کی حدود کو اگر یاد کرلو تو اپنے مخالف پر غالب رہوگے۔

کتاب توحید میں ابو ہاشم جعفری سے وہ امام رضاؑ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے اللہ کی وصف کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: کیا تو نے قرآن پڑھا ہے، میں نے عرض کیا ہاں فرمایا: کیا اس آیت کی قرأت کی ہے -لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار۔

میں نے کہا ہاں فرمایا: تم ابصار کو پہنچانتے ہو میں نے عرض کیا ہاں فرمایا: کیا ہے عرض کیا آنکھوں کی بصارت فرمایا: عقول کے اوھام (وھم کی جمع ہے) آنکھوں کی بصارت سے زیادہ ہیں تم اپنے اوھام سے اس کو درک نہیں کرسکتے وہ تمہارے اوہام کو درک کرتا ہے۔

کتاب توحید میں علی بن اسباط سے منقول ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے استطاعت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: بندہ چار صفات سے استطاعت رکھتا ہے مکلف ہو، صحیح وسالم جسم رکھتا ہو، اعضاء وجوارح سالم ہوں خدا کی طرف سے کوئی سبب انجام دینے کا ہو۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں میرے لئے اس کے راز کی وضاحت فرمائیں فرمایا: بندہ

قدرت رکھتا ہو جسم سالم اعضاء و جوارح سالم ہوں جیسے کوئی زنا ارادہ کرے اور عورت موجود نہ ہو تو نہیں کر سکے گا اگر موجود ہو یا تو وہ معصوم ہے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت مانع تھی کہ ان کے ارادہ اور یوسف علیہ السلام کے درمیان خلوت تھی کہ وہ زنا کرے اگر اسے ہو تو وہ زانی ہے اللہ نے اس کو اپنی اطاعت پر مجبور نہیں کیا اور معصیت کا غلبہ بھی نہیں ہے خود انجام نہیں دیا۔

اصول کافی میں ابن سنان سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کیا خدا اپنے نفس کا عارف تھا مخلوق کی تخلیق سے پہلے؟ فرمایا: ہاں میں نے عرض کیا وہ دیکھتا اور سنتا تھا فرمایا: وہ کبھی بھی محتاج نہیں رہا نہ ہے نہ ہوگا یہ سوال نہیں کیا جاتا یہ کہ وہ اپنے نفس کو طلب کرتا یہ یا اس کا نفس وہ خود ہے اس کی قدرت کاملہ ہے وہ محتاج نہیں کسی نفس کا لیکن وہ اپنے نفس پر اختیار رکھتا ہے کہ اس کے صفات سے اسے پکارا جائے نہ اس کے نام سے پکارا جائے کہ جس سے وہ معروف نہیں ہے۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ جو ایک جوان تیس سالہ لڑکے کی طرح ہے اے محمد میرا رب اس سے بلند و بالا اور پاکیزہ ہے اس سے کہ مخلوق کی صفت میں اس کو دیکھا جا سکے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا:

رجلا فی حضرة

کا کیا مطلب ہے تو فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے دل سے رب کی طرف دیکھتے تو ان کا دل نور سے منور ہوتا جیسے حجاب کا نور یہاں تک کہ ان کے لئے حجاب و پردے ہٹ جاتے کہ اللہ کا نور اس سے زیادہ سبز ہے اور اس سے زیادہ سرخ ہے کہ جو سبز و سرخ تمہارے یہاں ہے اور سفید سے زیادہ سفید ہے اور اس سے زیادہ سفید ہے اے محمد کتاب خدا اور سنت رسولؐ میں ہم نے نہیں دیکھا کہ ہم اس کے قائل ہوں۔

عیون میں ابراہیم بن ابو محمد سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ اس حدیث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جو کہتے ہیں رسول کا قول ہے کہ اللہ ہر جمعہ کی رات کو دنیا کے آسمان پر نازل ہوتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے کہ جو رسول کی احادیث میں تحریف کرتے ہیں خدا کی قسم رسولؐ خدا نے ایسا نہیں فرمایا: بلکہ فرمایا: ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو دنیا کے آسمان کی طرف نازل کرتا ہے ہر رات کے آخری حصہ میں اور جمعہ کی رات کے پہلے حصہ میں اور اسے حکم دیتا ہے کہ وہ ندا دے کہ کوئی سائل ہے کہ جو سوال کرے خدا اسے عطا کرے کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کرے تو استغفار کرنے والا ہے کہ خدا اسے بخش دے اے طالب خیر آگے

بدعوائے طالب شر پیچھے دفع ہو جاؤ ہمیشہ رات کو طلوع فجر تک یہ ندا کرتا ہے جب طلوع فجر (صبح) ہوتی ہے تو اپنے احکام لے کر لوٹ جاتا ہے یہ حدیث میرے باپ نے میرے جد سے اور وہ رسول خدا سے نقل کی ہے۔

توحید وعیون میں سلیمان بن جعفر جعفری سے وہ امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتا ہے جب جبر وتفویض کا ذکر امام علیہ السلام کے پاس ہوا تو فرمایا: تم اس میں اختلاف نہ کرو میں تمہیں بتاتا ہوں اور کسی سے اس بارے میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم افراط وتفریط کے شکار ہو جاؤ گے ہم نے عرض کیا آپ فرمائیں تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی کو اطاعت پر مجبور نہیں کرتا اور نہ معصیت نہ کرنے سے وہ غلبہ کرتا ہے اور نہ اپنے ملک میں کسی بندہ کو آزاد چھوڑا ہے وہ ہر مالک کا مالک اور ہر قادر پر قادر ہے۔

اس نے اپنی ذات کے لئے سب سے پہلے العلی العظیم کو اختیار کیا کیونکہ وہ سب انبیاء سے اعلیٰ وارفع ہے ان کا معنی اللہ ہے اس کا نام العلی العظیم ہے یہ اس کا سب سے پہلا نام ہے ہر چیز پر اعلیٰ وارفع ہے۔

کافی میں علی بن محمد حدیث مرسل امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: تم جان لو کہ خدا ہر شی کا عالم ہے اور اللہ قدیم ہے قدیم اس کی صفت ہے عاقل آدمی کی رھنمائی کرتا ہے کہ اس کی ذات سے پہلے کچھ نہیں تھا اور نہ اس کے ساتھ کوئی چیز دائمی ہے پس ہمارے لئے واضح ہے کہ ہم اس کی اس صفت عام کا اقرار کریں کہ اللہ سے پہلے کچھ نہیں تھا نہ خدا کے ساتھ کوئی چیز باقی رہے گی خالق کسی چیز کی جز نہیں نہ اس کے ساتھ کوئی چیز ہے اگر کوئی چیز نہیں تھی اور نہ ساتھ کوئی چیز ہے تو کیسے خالق ہے فرمایا: اگر اس سے پہلے کوئی ہوتو وہ پہلے ہوگی نہ خدا نہ اس کے بعد کوئی چیز ہوگی ورنہ وہ قدیم نہیں رہے کا وہ پہلوں سے پہلے ہے جب مخلوق کو پیدا کیا تو اس کے ناموں میں سے پہلے خالق ہے جب مخلوق نے اس کی عبادت کی تو وہ سمیع وبصیر، قادر، قائم، ناطق، ظاہر وباطنا خیراقویا عزیزاحکیما علیما اور جو اس کے مشابہ آسماء ونام ہیں۔

جب غالیوں نے اللہ کے ان آسماء کو دیکھا تو تکذیب کرنے لگے انھوں نے ہم سے سنا کہ اللہ کے بارے میں ہم نے کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور نہ مخلوق سے کسی چیز میں شباھت رکھتا ہے انھوں نے کہا ہمیں بتائیں کہ جو آپ خیال کرتے ہیں کہ کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے اور کسی کے ساتھ شباھت رکھتا ہے تو کیسے تم ان کے آسماء حسنیٰ میں شریک ہو اور سب نام گنتے ہو۔ پس یہ دلیل ہے کہ تم اس کی مثل ہو تمام حالات میں یا بعض حالات میں جبکہ تمہارے سب کے نام طیب و پاک ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لازم قرار دیا کہ اس کے آسماء ونام مختلف معانی رکھتے ہیں اور تمام اسماء ایک نام محمد ہیں اس پر دلیل لوگوں کا قول کہ جو ان کے نزدیک مشہور ہے کہ اس کو خطاب کرتے ہیں کہ اللہ خالق ہے اور اس دلیل کو جس سے ان کے دلائل رد ہوتے ہیں کہ ایک آدمی کو کہا ہے کہ گدھا ہے، مگر وہ بیل ہے۔ میں پہلے اور شیر ہے یہ سب معانی ایک آدمی پر نہیں بولے جاسکتے کیونکہ انسان شیر ہے نہ کہ کتا ہے۔

توحید کے بارے میں امام علیہ السلام کی گفتگو

ابن عباس کہتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فرزندان عبدالمطلب میں نے تم کو خدا کیلئے چاہا ہے کہ تمہارے نادان و جاہل کو عطا کروں اور جو تم میں سے حقوق خدا پر قیام کرے وہ ثابت قدم ہے اور تمہارے گمراہ کو ہدایت کرے تم دلیر و سخی ہو تم دلسوز و مہربان ہو ہاں خدا کی قسم آدمی اس رکن و مقام کے درمیان نماز بہت نماز ادا کرے لیکن اہلبیت خدا سے دشمنی کرے تو تم میں سے جہنم میں داخل ہوگا۔

محمد بن زید طبری کہتا ہے کہ خراسان میں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا ایک گروہ بنی ہاشم از جملہ اسحاق بن عباس بن موسیٰ امام کے پاس تھا حضرت نے اسحاق سے فرمایا اے اسحاق مجھے گزارش ملی ہے کہ تم کہتے ہو کہ ہم معتقد ہیں کہ لوگ ہمارے غلام ہیں؟ نہیں ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہیں خدا کی قسم میں نے ہرگز یہ نہیں کہا اور ہمارے آباء و اجداد میں سے کسی نے نہیں کہا ہے نہ میں نے ان سے سنا ہے اور ان میں سے کسی نے نہ خبر دی ہے کہ اس طرح فرمایا ہو لیکن ہم کہتے ہیں کہ لوگ ہمارے بندے و غلام ہیں اطاعت میں اور ہمارے مددگار ہیں دین میں اس مطلب کو ہر سننے والا غائب کو پہنچا دے۔

محمد بن زید طبری کہتا ہے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ توحید کے بارے میں فرمایا پرستش خدا کا آغاز اسکی معرفت ہے اور معرفت، خدا کی بنیاد اسکی توحید کی شناخت ہے اور نظام توحید یہ ہے کہ اس سے ہر حد و مرز کی نفی کرنا کیونکہ عقل گواہ ہے کہ ہر محدود مخلوق ہے اور ہر مخلوق گواہ ہے کہ اسکا خالق ہے کہ جو مخلوق نہیں ہے۔

وہ ذات کہ جس میں حدوث کو گنجائش نہیں وہ وہی ذات ہے کہ جو ازل سے تھی اور اسکے لئے نابودی و سابقہ عدم متصور نہیں پس خدا کی اس نے پرستش نہیں کی کہ جو اسکی ذات کو متصف کرے کہ مخلوق سے تشبیہ دے اسکو یگانہ و واحد نہیں پہچانا جو حقیقت ذات میں جستجو کرے اور اسکی حقیقت کو درک نہیں کیا اسکو تشبیہ دی ہے اسکی تصدیق نہیں کی اور جو اسکے لئے حد و مرز جانے اسکی ذات کی طرف توجہ نہیں کی ہے اور وہ جو اپنے حواس سے اسکی طرف اشارہ کرے (کیونکہ اس کیلئے کوئی خاص جگہ نہیں ہر طرف اسکے جمال کے نظارے ہیں) اسکا اس نے قصد نہیں کیا اور جو کسی چیز سے تشبیہ دے اسکو نہیں پہچانا اسکو بعض اور جز جانا اور مرکب از اجزا پہچانا اس کو درک نہیں کیا اور جو اسکو اپنے ذہن و خیال میں تصور کرے ہر چیز کی شناخت کو جو مصنوع و مخلوق ہے اور ہر چیز کہ جس کا وجود غیر سے وابستہ ہے وہ معلول ہے کہ اسکی ایک علت ہے خدا کی طرف اشارہ اسکی رہنمائی کرتے ہیں اور عقل کے ساتھ خدا کی شناخت حاصل ہوتی ہے۔

اور توحید کی محبت و دلیل اس پر ثابت ہے خدا کی تخلیق مخلوق اور اسکے درمیان پردہ ہے میزان جدائی خدا ان سے جدا

ہے اور عدم مناسبت اس ذات کی مخلوق ہے آغاز خلقت اس کی توحید وخالق ہونے پر دلیل ہے کہ اسکا کوئی آغاز نہیں ہے کیونکہ وجود کی تخلیق اسکی ابتداء اور مخلوق اسکی مثل تخلیق سے ناتوانی ہے پس اسکے کاموں کی ایک نوع کی تعبیر ہے اسکی ذات سے اسکے افعال وآثار وتفہیم کی جہت سے اسکے وجود کے اثبات پر دلیل ہیں با تحقیق کہ خدا کو نہیں پہنچا تا کہ جس نے اسے محدود جانا اور اسکی حد شناسائی سے باہر نکل گیا ہے۔

اسکو اپنے وہم کے احاط میں فکر کیا ہے اسکے بارے میں خطا کی ہے جو حقیقت ذات کو پہنچانے اور جو کہے کہ وہ کیسے ہے اس نے مخلوق سے اسکو تشبیہ دی ہے اور جو کہے کہ کس لیئے وہ تھا اس نے اسکے معلول کو پہنچایا نہ علت کو اور جو کہے کب سے تھا اس نے اسے زمانہ کی حد میں محدود کیا اور جو کہے کب تک رہے گا اس نے اسکی انتہا کو قبول کیا اس کے ساتھ ایک چیز کا اضافہ کیا ہے جو کہے وہ کیا ہے

اس نے اسکی حدو مرز بنادی اور جو اس کو غایب جانے اس نے محدود جانا جس نے محدود جانا اس نے الحاد کا ارتکاب کیا ملحد بن گیا ذات حق کی شناخت کے جادہ سے گر گیا خداوند مخلوق کی دگرگونی سے دگرگون نہیں ہوتا مخلوق کی حد سے وہ حدود محدود کو قبول نہیں کرتا وہ تنہا و یگانہ ہے نہ یگانہ عدد سے آشکار ہے نہ معاشرت و خودنمائی کرتا ہے نہ اسکو ایک کے ظہور سے دیکھا جاتا ہے وہ باطن ہے نہ بطور جدا کسی چیز سے وہ دور ہے نہ مسافت کے ساتھ نزدیک ہے نہ نزدیکی و مکانیت کے ساتھ متصف ہے

وہ لطیف ہے نہ وہ لطافت جسمانی رکھتا ہے موجود ہے نہ موجود کے ساتھ سابقہ رکھتا ہے فاعل ہے نہ از راہ جبر واختیار کے ساتھ اندازہ گیر ہے نہ کسی اندیشہ کے ساتھ تدبیر کرنے والا ہے نہ حرکت کے ساتھ مرید ہے نہ عزم وارادہ کے ساتھ وہ سمیع ہے نہ کان کے ساتھ بصیر ہے نہ انکھ کے ساتھ زمانہ اسکے ساتھ نہیں ہے (وہ تھا ایک زمانہ پھر نہیں) مکان اسکا احاطہ نہیں کر سکتے اسکو نیند نہیں آتی اوصاف مخلوق سے اسکو محدود نہیں کر سکتے آلات واوزار اسکو نفع نہیں پہنچاتے۔

اسکا وجود ہر زمانہ سے پہلے ہے اسکا وجود عدم سے پہلے ہے اسکی ازلیت اسکی ابتداء سے پہلے ہے کہ اسے کسی مخلوق سے تشبیہ دی ہے خود وہ کسی کی شبیہ ونظیر نہیں رکھتا یہ کہ چیزوں کے درمیان اضداد ہیں خود وہ ضد نہیں رکھتا یہ کہ امور میں مقارنت ہے اسکا کوئی قرین وساتھی نہیں ہے روشنی کو تاریکی کے ساتھ گرمی کو سردی کے ساتھ ضد قرار دیا ہے اشیاء کے درمیان الفت و دوری قرار دی اشیاء ایک دوسرے کے نزدیک دور و پراگندہ ہیں اسکی جدائی خود دلالت کرتی ہے وہ ہر چیز کے ساتھ ہے۔

لیکن نہ اشیاء کی طرح ہر چیز میں ہماہنگی قرار دی ہے اسکی مخلوق کی ہماہنگی پر دال ہے نہ مخلوق کی طرح خدا فرماتا ہے چیز کو جوڑا جوڑا خلق کیا شاید وہ یاد کریں (سورہ ذاریات آیت ۳۹) خدا کا مفہوم ومعنی ربوبیت اس میں تھا کہ جب کوئی مربوب وتربیت ہونے والا ہی نہ تھا حقیقت معبود رکھتا تھا اگرچہ کوئی عبد نہ تھا عالمیت کے معنی رکھتا تھا۔

جب کہ کوئی معلوم نہ تھا خالقیت کا معنی رکھتا تھا کہ جب کوئی مخلوق نہ تھی (بلکہ سب سے مربوب معلوم مخلوق حادث سے پہلے اس پر حدث صدق کرتی تھی وہ واجب الوجود ہے صفت کمال بذاتہ رکھتا ہے نہ کسی غیر کے واسطہ سے حاصل ہو) زمانہ اس کی تخلیق سے پنہاں نہیں (اسکی تخلیق میں زمانہ کو کوئی دخالت نہیں ہے) کوئی زمانے بھی اسکے فعل کو نزدیک نہیں کرتا (یعنی وہ کسی کام کے انجام دینے کیلئے زمان ومکان کا محتاج نہیں) کیونکہ سب زمانہ اسکے فعل میں مساوی ہیں زمانہ ماضی، حال، آیندہ اسکی ذات میں کوئی فعلیت نہیں رکھتے کسی کام کے انجام دینے کی امید اسکو عمل وفعل سے روک نہیں سکتی (بلکہ ہر ایجاد اسکے فرمان کا محتاج ہے)۔

اسکے افعال کسی زمانہ سے محدود نہیں (کب جانتا تھا کب قدرت رکھتا تھا کب مالک بنا کوئی زمان بھی اسکی ذات وصفت وفعل کو نہیں لے سکتا اور محدود نہیں کرسکتا (کیونکہ وہ خود زمانہ کا خالق وفاعل ہے) کوئی چیز اسکی قرین وساتھی نہیں ہر خصوصیت واثر کہ جو مخلوق میں دیکھا جاتا ہے خالق میں موجود نہیں ہے ہر چیز کہ جو مخلوق میں امکان پذیر ہے۔

خالق سے ممتنع ہے حرکت وسکون اس پر جاری نہیں ہوتے کسی طرح چیز اس میں راہ پیدا نہیں کرسکتی کہ وہ خود چیز کو جاری کیا ہے یا کس طرح بازگشت کرتی ہے اس میں کوئی چیز کہ جس کو اس نے پیدا کیا ہے؟ (حرکت وسکون کو اس نے خلق کیا اسکی مخلوق اسکی طرف بازگشت رکھتی ہے نہ اس معنی کے ساتھ کہ وہ اس کا محتاج یا وہ اس پر حاکم ہے؟

اس فرض کے علاوہ تفاوت وتغییر پیدا کرسکے (کبھی متحرک کبھی ساکن اور یہ مستلزم جسمانیت ہے) اس کے معنی ازلیت سے یہ دور ہیں ازلیت اسکی ذات پر صدق نہ کرتی تو پھر یہ مخلوق خالق کی جز ہوتی اور کوئی چیز باقی نہ رہتی کہ اسے مخلوق کہا جائے ہر چیز خالق ہو جاتی۔

اگر اسکی پشت فرض کریں تو آگے کا حصہ فرض کرنا پڑے گا اس طرح یہ ازلیت کے معنی سے سازگار نہیں وہ ذات کہ جس پر حدوث ممتنع ہے اور کس طرح اشیاء کو ایجاد کرتا ہے جبکہ ہر مخلوق سے یہ ممتنع ہے؟

اگر مخلوق کے معانی وصفات اس سے متعلق ہوں تو وہ خود کسی اور کے وجود پر موقوف ہوگا یہ محال وخلاف حق ہے اس پر کوئی دلیل حجت نہیں ہے ایسے سوال کا کوئی جواب نہیں رہے گا خدا کے سواہ کوئی معبود نہیں وہ بلند وبالا ہے اور درود خدا ہو محمد وآل محمد پر۔

اصول کافی علی بن محمد سے حدیث مرسل منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے توحید کے بارے میں فرمایا: جس کی حمد وتعریف کرنے والے اور وصف کرنے والے نہ بیان کرسکتے ہیں اور نہ ان تک پہنچ سکتے ہیں جس کی نعمتوں کو شمار کرنے والے شمار نہیں کرسکتے نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کرسکتے ہیں نہ بلند پرواز ہمتیں اسے پاسکتی ہیں نہ عقل وفہم کی گہرائیاں اس کی تہہ تک پہنچ سکتی ہیں۔ اس پروردگار کے کمال ذات کی کوئی حد معین نہیں نہ اس کے لئے توصیفی الفاظ ہیں نہ

اس کی ابتدا کے لئے کوئی وقت ہے جسے شمار کیا جا سکے۔

ان تمام مخلوق کو اپنی قدرت وتوانائی سے خلق کیا اپنی رحمت ولطف سے ہواؤں کو بلایا، تھرتھرائی ہوئی زمین پر پہاڑوں کی میخیں گاڑیں۔

آغاز دین جو اس کی معرفت ہے، کمال معرفت ونہایت اس کی تصدیق ہے کمال تصدیق توحید ہے کمال توحید کنندہ ہے واخلاص ہے کمال اخلاص یہ ہے کہ اس سے ان صفات کی نفی کی جائے کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کوئی چیز ہے۔

جب کوئی کسی چیز کی توصیف کرتا ہے تو درحقیقت اس ذات موصوف کے ساتھ ایک صفت، وصف مانتا ہے پس خدا کی توصیف بھی ایسی ہوگی کیونکہ جس نے اس کی ذات کی توصیف ایک الگ صفت سے کی تو گویا اس خدا کو دو چیز (صفت وموصوف) سے مرکب کیا اور اس کے لئے دو عنوان طے کر دیا جس نے اسے مرکب مانا اور دوئی پیدا کی اس نے اس کے لئے جزء وتقسیم کی بناء ڈالی خدائے بے نیاز وقدیم وازلی وواجب کے لئے جزء وتقسیم محال ہے جس نے خدا کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھا اور اس کے لئے اجزاء کا تصور کیا وہ خدائے واحد کے مرحلہ معرفت میں پہلے ہی سے دور ہو گیا۔

شخص جاہل ونادان ایسا خیال کرتا ہے کہ وہ دوسری موجودات کی طرح قابل اشارہ ہے اور اس کی جانب حس یا عقلی اشارہ کیا جا سکتا ہے لیکن وہ توجہ نہیں رکھتا کہ اشارہ کرنا مستلزم محدود ہے جب تک کوئی چیز معین ومحدود نہ ہو اس کی طرف اشارہ نہیں کیا جا سکتا اور جو شی محدود ہو جائے اور حدود واطراف کے سبب معین ہو جائے وہ قابل تجزیہ وتقسیم ہے۔

پس سمجھو خدا تم پر رحم کرے اور اس کو تمام اشیاء کا علم ہے اور اس کا علم حادث نہیں کہ جس سے وہ مستقبل کے امور کو یادداشت کرے اور سب مخلوق اس کے سامنے ہیں وہ سب کو دیکھ رہا ہے اگر اس کے پاس علم نہ ہو تو وہ جاہل وکمزور ہوگا جیسا کہ ہم نے دیکھا علماء کو کہ ان کا علم حادث ہے ان میں جہالت تھی بعد میں علم آیا اور پھر موت یا مرض سے وہ علم ان سے جدا ہو جاتا ہے اور اپنی جہالت کی طرف لوٹ جاتے ہیں اس لئے اللہ کو عالم کہتے ہیں کہ اس میں جہالت کو راہ نہیں وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے پس خالق ومخلوق کا جمع ہونا عالم کے نام کے ساتھ اس کا معنی مختلف ہے کہ جو تم دیکھ رہے ہو۔

ہمارا رب سمیع ہے ہر آواز کو سنتا ہے نہ اس طرح کہ جس طرح ہمارے کان میں سوراخ ہے کہ جس کے اندر آواز داخل ہوتی ہے اگر ہم سنیں تو ہم قادر نہیں کہ دیکھ رہے ہو وہ سن بھی رہا ہے اور دیکھ بھی رہا ہے لیکن وہ خبر دیتا ہے کوئی چیز اس پر مخفی نہیں آوازوں سے۔ کیا اس کی حد نہیں کہ ہم نام دیں۔ پس ہم نے جمع کیا نام کو سننے کے ساتھ اور معنی مختلف ہے اس طرح آنکھ کو وہ درک کرتا ہے آنکھ اسے درک نہیں کر سکتی۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ازل سے عالم، قادر، حی، قائم، سمیع، اور بصیر تھا اور ہے میں نے عرض کیا اے فرزند

رسول خدا کے بارے میں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا علم سے عالم، قدرت سے قادر، حیات سے حی، قدامت سے قدیم سمع سے سمیع بصر سے بصیر ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: جو آدمی کہے اور اس پر عقیدہ رکھے اس نے خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کیا ہے اور وہ ہم اہلبیت کی دوستی سے محروم ہے اس کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیشہ بالذات عالم، قادر، حی، قدیم، سمیع اور بصیر تھا اور ہے اللہ تعالیٰ ان باتوں سے کہ جو کافر اور خدا سے تشبیہ دینے والے کہتے ہیں بزرگ و برتر ہے متکلمین کے درمیان صفات الٰہی اور اس ذات مقدس سے انتساب کے بارے میں حضرت کا یہ کلام عمل میں آیا اس کی وضاحت یہ ہے کہ معتزلوں کا کہنا ہے کہ منفی صفات کو خدا کی ذات سے وابستہ نہیں کرنا چاہیئے اس ڈر سے کہ خدا کا عکس کی طرح تعدد کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔

لہٰذا خدا عالم ہے یعنی جاہل نہیں قادر ہے یعنی عاجز نہیں وغیرہ اشاعرہ اور صوفیوں کا قول ہے کہ خدا کی صفات یہ معنی قدیم ہے جو اس کی ذات کے علاوہ ہے لیکن اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے پس شیعہ حضرات اپنے آئمہ علیہم السلام کی تعلیمات کی رو سے معتقد ہیں کہ صفات خدا تعالیٰ عین ذات ہیں۔

یعنی خدا عالم بالذات ہے کسی زائد علم سے وہ عالم نہیں ہے یا خدا قادر بالذات ہے یعنی یہ قدرت اس کی ذات پر زائد نہیں اسی طرح کی دوسری احادیث کی معنوی ارزش کو وہ لوگ جانتے ہیں جو اس طرح گمراہ ہیں بحثوں میں الجھ چکے ہیں امام رضا علیہ السلام نے تفصیل سے فرمایا: کہ ہم نے اس کا خلاصہ ذکر کیا ہے۔

پس اگر خدا مورد موضع واشارہ میں آجائے تو وہ مرکب ومحدود صاحب جسم اور ممکن ہو جائے گا اس کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کسی معین محیط یا محدود محل ومقام میں ہے یا کسی معلوم سطح وجگہ پر ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ وہ کسی معین ومحیط حدود میں ہے اور دوسرے مکانات یا موارد پروردگار سے خالی ہیں۔

ذات خدا حادث نہیں ہے اس کے وجود پاک پر عدم وسبقی نہیں لازم آتی۔ وہ ہر چیز کے ساتھ ہے لیکن جسمانی اتصال کی طرح نہیں وہ تمام اشیاء سے جدا ہے لیکن جسمانی دوری کی مانند نہیں وہ صانع وفاعل ہے لیکن لوگوں کے مثل حرکات وآلات وفعالیت کا محتاج نہیں وہ دیکھنے والا ہے لیکن بصارت ومحسوسات کی احتیاج نہیں رکھتا کیونکہ وہ زمانہ پر محیط ہے اور اس کے احاطہ علم وبساط کے لحاظ سے گزشتہ وآئندہ میں فرق نہیں ہے وہ تنہا ویگانہ ہے کیونکہ اس کا ساتھی وشریک نہیں کہ جس سے وہ مانوس ہو پھر اس کے نہ ہونے سے پریشان ہو جائے اس خدا نے پہلے مخلوقات کو پیدا کیا اور اسی خلقت میں لوگوں کی طرح فکر ونقشہ وتجربہ زحمت وکوشش کا معمولی بھی محتاج نہیں تھا خدا نے دنیا اور اہل دنیا کی حقیقت کے بعد اس کے نظم وضبط کو مرکب کیا اور ہر امور حادثہ وہر موضوع کے لئے وقت معین ومقرر کیا مختلف اشیاء متفاوت موضوعات کے درمیان ربط پیدا کیا اور اپنے تمام موجودات ومخلوقات کو ایک دوسرے سے مرتبط کیا۔

موجودات میں سے ہے ایک کی خاطر ایک مخصوص طبیعت وفطرت اور ایک معین اور ایک معلوم اثر کا انتظام کیا اور ان خواص وآثار وطبائع کو ان اشیاء کا ایک ایسا سلسلہ تلازم رکھا کہ ہرگز ایک دوسرے سے جدائی نہیں پیدا کر سکتے پروردگا عالم ان تمام حوادث وامور کا ان کے حدوث ووقوع اور وجود کے پہلے ہی سے آگاہ تھا اور امور کے تمام احدود واطراف وآغاز وانجام سے مطلع تھا اور ہے ان کے تمام قرائن خصوصیات اور اثرات کو جانتا ہے۔

مرحوم صدوق عیون وکتاب توحید میں علی بن احمد بن ہمدان دقاق سے وہ محمد بن یعقوب کلینی سے وہ علی بن محمد معروف بھلانے سے وہ محمد بن عیسیٰ سے وہ حسین بن خالد سے وہ امام رضا علیہ السلام سے اسی حدیث کو تھوڑے الفاظ ومعنی کی تبدیلی کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

عیون میں حسین بن خالد سے منقول ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا یابن رسول اللہ لوگ رسول سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرمایا: اللہ نے آدم کو اپنی صورت میں پیدا فرمایا: امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا ان کو قتل کرے انھوں نے حدیث کے پہلے حصے کو حذف کر دیا اصل میں رسول اللہ دو آدمیوں کے پاس گزرے کہ ان میں سے ایک دوسرے کو کہہ رہا ہے کہ خدا نے تیری شکل تیرے چہرے کو بڑا بنایا تیری شکل کس کی شکل کی طرح ہے رسول خدا نے اس سے فرمایا: اے عبداللہ اپنے بھائی کو ایسا مت کہو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس صورت پر پیدا کیا۔

عیون میں ابراہیم بن ابو محمد سے منقول ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اللہ کے اس قول کے بارے میں سوال کی۔

وترکھم فی ظلمات لایبصرون

تو فرمایا: اللہ کے ترک کی صفت ایسے نہیں جیسے مخلوق کی صفت ہے لیکن جب اللہ جانتا ہے کہ وہ کفر وضلالت سے واپس نہیں لوٹیں گے تو لطف وتعاون کو ان پر ترک کیا اور ان کو ان کے اپنے اختیار پر چھوڑ دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی اس آیت کے بارے میں سوال کیا۔

ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم .

فرمایا: مہر ہے کہ جو کفار کے دلوں پر خدا نے ان کے کفر کی وجہ سے لگائی جیسا کہ اللہ اس آیت میں فرماتا ہے۔

بل طبع اللہ علیھا بکفرھم فلا یومنون الا قلیلاً .

راوی کہتا ہے کہ میں نے سوال کیا کہ کہ خدا اپنے بندوں کو معصیت پر مجبور کرتا ہے؟

فرمایا: نہیں بلکہ خدا ان کو اپنے حال پر اختیار کی وادی میں چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی معصیت سے توبہ کریں میں نے عرض کیا کیا خدا بندوں کو طاقت سے زیادہ تکلیف دیتا ہے فرمایا: کیسے وہ تکلیف دے خدا خود فرماتا ہے وما

ربک بظلام للعبید۔خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

راوی کہتا ہے امام رضاؑ نے فرمایا: میرے باپ امام صادقؑ سے نقل ہوا ہے۔فرماتے ہیں کہ جو یہ گمان کرے کہ خدا اپنے بندوں پر جبر کرتا ہے وہ معصیت پر ہیں یا ان کو تکلیف طاقت سے زیادہ دیتا ہے تو ان لوگوں کا ذبح شدہ جانور نہ کھائیں ان کی گواہی قبول نہ کریں ان کے پیچھے نماز کی اقتداء نہ کریں ان کو زکات نہ دیں۔

عیون میں یزید بن عمر بن معاویہ شامی سے منقول ہے کہ جب میں علی بن موسیٰ الرضاؑ کے پاس مرو میں گیا تو ان سے عرض کیا یابن رسول اللہ ﷺ ہم کو امام صادقؑ کی روایت ملی ہے کہ فرماتے ہیں:

لاجبر ولاتفویض بل امر بین امرین

اس کا کیا مطلب ہے تو فرمایا: جو یہ گمان کرے کہ خدا ہمارے افعال کو انجام دیتا ہے۔پھر ہم پر عذاب کرے گا وہ جبر کا قائل ہے اور جو یہ گمان کرے کہ خدا نے مخلوق کے سب امور ان کے سپرد کیئے رزق۔۔۔تو وہ تفویض کا قائل ہے جو جبر کا قائل ہے وہ کافر ہے اور تفویض کا قائل ہے وہ مشرک ہے۔

میں نے عرض کیا یابن رسول اللہ امر بین الامرین سے مراد کیا ہے۔

فرمایا: یہ ایسا راستہ ہے کہ خدا کے امر کو انجام دو اور اس کی نہی سے رکو۔میں نے عرض کیا کیا اللہ کا اس میں کوئی ارادہ ومشیت ہے۔

فرمایا: اطاعت اللہ کی ارادہ مشیت ہیں ان کا حکم دیا اور اطاعت سے راضی ہے اور اطاعت پر وہ مدد کرتا ہے معصیت میں وہ نہیں چاہتا کہ انسان پر بلکہ ناراض ہوتا ہے اور اسے رسوا اور ذلیل کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا کیا اللہ کے لئے امور میں قضا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی فعل نہیں جو لوگ خیر وشر سے انجام دیں مگر خدا کا اس میں ایک فیصلہ ہے میں عرض کیا اس قضا کا کیا معنی ہے فرمایا: اللہ کا حکم ہے کہ اچھے کاموں پر ثواب دینا اور آخرت میں اور برے فعل پر سزا وعذاب دنیا وآخرت میں دے گا۔

عیون میں علی بن حسن بن علی بن فضال اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ انھوں نے امام رضاؑ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا۔

کلا انھم عن ربھم یومئذ۔۔۔

فرمایا: اللہ کسی مکان میں اپنے بندوں سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن کسی کو دکھائی نہیں دیتا اور ان کے اچھے کاموں پر ثواب دیتا ہے اس قول خدا کے بارے میں پوچھا: وجاء ربک والملک صفاصفا۔تو فرمایا: اللہ تعالیٰ آنے جانے کی صفت سے متصف

نہیں کیا جا سکتا۔

اللہ نقل وانتقال سے مبرہ ومنزہ ہے بلکہ خدا کا امر اور فرشتے آتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ ان آیات کے بارے میں پوچھا۔

سخر اللہ ..... الیٰ آخرہ

تو فرمایا: اللہ نہ مذاق ومسخرہ کرتا ہے نہ مکرو دھوکہ لیکن اللہ ان کو مسخرے، استہزاء مکر اور دھوکے کی سزا دیتا ہے اللہ اس سے بلند وبالا ہے کہ جو ظالمین کہتے ہیں۔

عیون میں عبدالعزیز بن مہدی سے منقول ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے توحید کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: جو قل ھو اللہ احد پڑھے اور اللہ پر ایمان لے آئے گویا وہ توحید کی معرفت رکھتا ہے۔

عرض کیا کیسے پڑھے فرمایا::

جس طرح لوگ سورہ توحید پڑھتے ہیں اس میں کذلک اللہ ربی تین بار کا اضافہ کرے۔

مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون وکتاب توحید میں حمران بن سلیمان نیشاپوری سے نقل کرتے ہیں کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔

فمن یرد للہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام .

فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنے ایمان کی ہدایت دنیا میں کرتا ہے اور آخرت میں جنت وکرامت کی طرف اور اس کے دل کو مطمئن کرنے کے لئے کھول دیتا ہے اس کے دل میں اعتماد وسکون پیدا ہوتا ہے ثواب کے وعدے کا اور وہ مطمئن رہتا ہے اور جو گمراہ ہو خدا کی نافرمانی کرے خدا دنیا میں اس کے دل کو تنگ کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے دل میں کفر واضطراب محسوس کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اٹھا لیتا ہے اور اس وپلید دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا۔

مذکورہ دونوں کتابوں میں احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ہمارے بعض شیعہ جبر کے قائل ہیں اور بعض استطاعت وتفویض کے تو مجھ سے فرمایا: اللہ فرماتا ہے اے ابن آدم میں نے تجھے اپنی مشیت پر پیدا کیا جو چاہے انجام دے اور میں تجھے فرائض ادا کرنے کی قوت عطا کی اور تو میری نعمتوں کو لے کر میری معصیت پر خرچ کرتا ہے جبکہ سمع وبصر میں نے تیرے لئے قرار دیا۔

ما اصابک من حسنة فمن ربہ وما اصابک من سیئة فمن نفسک .

جو نیکی کرتا ہے خدا سے اور برائی تیرے نفس سے میں نیکی کے لئے اولیٰ ہو تو برائی کے لئے۔

وذلک انی الاسئال یحمل فعل وھم یسألون

وہ خدا جو کرے اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا وہ ہر ایک مخلوق سے سوال کرے گا۔ اللہ فرماتا ہے میں نے جہنم کو ایک نظر پر پیدا کیا۔

بحار باب **من یخلا فی النار ومن یخرجونھا** سے کتاب العدل سے کتاب تحریر شیخ خراسانی ابراہیم بن فرات کوفی سے وہ اسماعیل بن ابراہیم سے وہ میسرہ سے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے سنا کہ فرمایا:۔ خدا کی قسم تم سے کوئی جہنم میں ہمیشہ دو دفعہ نہیں جائے گا۔

بحار باب **السموات من کتاب السماء والعالم** میں کتاب منتخب البصائر سے عبداللہ بن عبداللہ کی سند کے ساتھ امام رضاؑ سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے سنا راوی نے کہا:

ان اللہ خلق ھذا نطاق زبر جدۃ خضرباء منھا اخضرت السماء

سے مراد کیا ہے۔

امامؑ نے فرمایا:

نطاق سے مراد حجاب (پردہ) ہے اللہ کے لئے اس کے علاوہ سات ہزار عالم ہیں جو جن وانس کی تعداد سے زیادہ ہیں۔

مرحوم صدوقؒ عیون میں ابراہیم بن ابی محمد کی جن کے ذیل میں روایت کی کہ ابی محمود نے کہا ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کیا یا بن رسول اللہ ہمارے پاس فضائل امیر المومنین امام علیؑ کی روایات ہیں اور وہ تمہارے اہلبیت کے فضائل تمہارے مخالفین سے منقول ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ ان کی مثل آپ کے پاس بھی ہیں کیا سچ ہے ان کو مانیں؟

امامؑ نے فرمایا: اے ابن ابی محمود مجھے میرے باپ نے اپنے اجداد سے انھوں نے رسول اللہ سے نقل کیا: کہ رسول خدا نے فرمایا: جو کہنے والے کی باتیں سنے اس کی عبادت گئی اور اگر وہ کہنے والا ابلیس سے ہے تو گویا اس نے ابلیس کی عبادت کی۔

پھر فرمایا: اے ابن ابی محمود ہمارے مخالفین نے ہمارے فضائل میں بہت سی روایات گھڑیں اور وہ تین قسموں پر ہیں ایک غالی دوسرے مقصر تیسرے جو ہمارے دشمنوں کے سامنے ہمارا نقص وعیب بیان کریں جب لوگ ہمارے فضائل میں غلو کو سنتے ہیں تو وہ ہمارے شیعہ ہونے سے انکار کرتے ہیں اور وہ اس قول سے ہمارے اہلبیت کی نسبت دیتے ہیں اور جب مقصر ہمارے عقیدہ رکھنے والے سے ایسی باتیں سنتے ہیں تو وہ ہمارے دشمن ہو جاتے ہیں اور جب ہمارے دشمن سامنے نقص بیان کو سنیں تو وہ ہمارے ناموں کو علم سے مطلب کرتے ہیں کہ اللہ کا فرمان ہے

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ

اے ابن ابی محمود جب لوگ دائیں بائیں کو جائیں تو تم ہمارے طریقے وسنت پر چلنا حق علم ہے تمسک کرے اسے اپنا بناتے ہیں جو ہم سے جدا ہو ہم بھی اس سے جدا رہتے ہیں اس گھڑی یاد کرو اسی پر دنیا و آخرت ہے۔

صاحب کتاب (مؤلف) فرماتے ہیں بعض مقامات کا ذکر معجزوں میں ہو چکا ہے کہ جب امام علیہ السلام بصرہ اور کوفہ وغیرہ میں طی الارض کراتے ہیں۔

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ عیون میں عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری سے ماہ شعبان میں ۳۵۲ ہجری علی بن محمد بن قتیبہ نیشاپوری سے وہ فضل بن شاذان سے نقل کرتا ہے کہ مامون نے فضل سھل ذوالریاستین کو امام رضا علیہ السلام کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ آپ حلال، حرام شرعی واجبات دوستوں کو میرے لئے مختصر اور یکجا بیان فرمائیں کیونکہ آپ ہی لوگوں پر حجت خدا ہیں اور آپ ہی علم کے معدن ہیں امام رضا علیہ السلام نے فضل سے فرمایا: کہ لکھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے لئے یہ گواہی دینا کافی ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا اور حاجتمندوں کا سہارا ہے اس کے بیوی اور بچے نہیں ہیں وہ ہمیشہ رہنے والا سننے والا، دیکھنے والا قدرت والا، ثابت اور جاوید ہے وہ نور ہے اور ایسا عالم ہے، جس کو جہل نہیں ایسی قدرت والا ہے، جس کو کبھی شکست نہیں ایسا بے نیاز جو کبھی نیازمند نہیں، ایسا انصاف والا جو کبھی ظلم نہیں کرتا اس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔

لیکن کوئی چیز بھی اسی جیسی نہیں، یا ضد یا مانند یا ہمتا نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے وہ تمام مخلوقات میں برتر ہے، تمام رسولوں کا سردار خاتم پیامبران ہے وہ تمام دنیا والوں سے افضل ہے اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں اور اس کے دین کو تبدیلی اور دگرگونی نہیں ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ لائے ہیں وہ کل حقیقت ہے، ہم اس کو مانتے ہیں اور ان تمام رسولوں اور پیغمبروں اور حجتوں کو جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کو بھی قبول کرتے ہیں ان کی سچی کتب کو بھی مانتے ہیں جس میں کسی طرح کی کوئی بیہودہ چیز کا اضافہ ممکن نہیں ہے۔

یہ کتاب خدا کی طرف سے برحق نازل ہوئی اور پسندیدہ ہے گواہ ہوں کہ وہ کتاب خدا کی جو خود بھی دوسری کتابوں کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے اول سے آخر تک درست اور برحق ہے، ہم اس کی محکم و متشابہ آیات پر ایمان رکھتے ہیں اور خاص و عام پر بھی اس کے وعدے اور تنبیہ پر ناسخ و منسوخ پر اور ان تمام خبروں پر جن کی طرف دنیا کا کوئی فرد بھی نہیں لاسکتا ایمان رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں۔

اس کے بعد امام علی علیہ السلام حجت اور دلیل اور مومنوں کا امیر ہے جو مسلمانوں کے امور کے سرپرست قرآنی سخن گو اور اس کے احکام جاننے والا اس کا بھائی، جانشین اور وصی تھا اس کا مقام اور رتبہ پیغمبر کی نسبت اس طرح ہے جس طرح ہارون کا مقام موسیٰ علیہ السلام کی نسبت علی بن ابی طالب علیہ السلام امیر المومنین امام۔ متقین مشہور بزرگوار کے پیشوا رئیس مومنین، افضل اوصیاء بعد از پیغمبران اس کے بعد حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام تھے کہ جو جنت کے جوانوں کے سردار ہیں پھر علی علیہ السلام بن حسین زین

العابدین علیہ السلام پھر محمد بن علی علیہ السلام باقر علم انبیاء پھر جعفر بن محمد الصادق اوصیاء کے علم کے وارث پھر موسیٰ بن جعفر کاظم علیہ السلام پھر علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام پھر محمد بن علی علیہ السلام پھر علی علیہ السلام بن محمد علیہ السلام پھر حسن بن علی علیہ السلام۔

پھر حجۃ قائم المنتظر صلوات اللہ علیھم اجمعین میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ امام اور وصی ہیں اور زمین اللہ کی کسی حجت سے کسی زمانہ میں خالی نہیں رہی ہے۔

خاندان رسول کتاب اور سنت کو سب سے زیادہ جاننے والے قضاوت میں سب سے زیادہ عادل امامت کے لئے سب سے زیادہ لائق، ہر دور اور ہر زمانے میں امام ایسی نجات کے محکم ذریعہ ہدایت کے پیشوا اور اہل دنیا پر قیامت تک حجت ہیں خدا ہر چیز کا وارث ہے اور وہ سب سے اچھا وارث ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ جو کوئی اس کا مخالف ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اور حق وصداقت کو چھوڑنے والا ہے اور یہ قرآن کے مفسر ہیں اور رسول کی طرف سے بہترین ناطق قرآن ہیں جو کوئی ان لوگوں کو ان کے آباء واجداد کے ناموں کے ساتھ پہچانے بغیر مر جائے۔

یعنی اسلام سے آشنائی کے بعد تو اس کا مرنا ایسا ہے جیسے جاہلیت کے زمانے میں مرا ہو اور گواہی دیتے ہیں کہ ان کا دین پارسائی، پاکدامنی، سچائی، بھلائی اور کوشش، نیکوں اور بدکاروں کو امامت واپس کرنا، زیادہ سجدہ کرنا، رات کو جاگنا حرام کاموں سے دور رہنا اور صبر کے ساتھ مطہر امام علیہ السلام زمان، خوش گفتاری، ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک، نیکی، بے آزاری، مومنوں کو خوش رفتاری خوش اخلاق، نصیحت خیر خواہی، اور مہربانی کا درس دیتے ہیں، خدا کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور اس کے دشمنوں سے بیزاری سکھاتے ہیں پھر وضو کا طریقہ خدا نے اپنی کتاب میں دیا چہرے اور ہاتھوں کو دھونا کہنیوں سمیت سر کا مسح اور پاؤں کا مسح کرنا وضو باطل نہیں ہوتا مگر پیشاب، پاخانہ سے اور ہوا خارج ہونے سے، نیند سے، جنابت سے کان اور آنکھ پر نیند کے غلبے سے۔

خلاف سنت خدا اور سول ہے اور فریضے وقرآن کو چھوڑنا یہ جمعہ کا غسل سنت ہے عیدین کا غسل، مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے کا غسل غسل زیارت، غسل احرام اول ماہ رمضان کا غسل سترہ ۱۷، ۱۹، ۲۱، ۲۳ ماہ رمضان کا غسل سنت ہیں غسل جنابت واجب ہے اور غسل حیض، نفاس واستحاضہ ومس میت وغسل میت واجب ہے۔

واجب نمازیں: ظہر چار رکعت، عصر چار رکعت، مغرب تین رکعت، عشاء چار رکعت، صبح دو رکعت یہ سترہ رکعت واجب ہیں۔

سنت نمازیں: چونتیس رکعت ان فرائض کے لئے آٹھ رکعت ظہر سے پہلے آٹھ رکعت عصر سے پہلے چار رکعت مغرب کے بعد دو رکعت بیٹھ کر کہ جو ایک رکعت کھڑے ہو کر حساب ہوتی ہے عشاء کے بعد اور آٹھ رکعت نماز شب شفع اور وتر تین رکعت کہ ہر دو رکعتوں کے بعد سلام اور دو رکعت سنت نماز صبح کے لئے نماز کو اول وقت میں انجام دینا افضل

ہے اور نماز با جماعت کی فضیلت ۲۴ رکعت کے برابر ثواب ملتا ہے فاجر و فاسق کے پیچھے نماز درست نہیں ہے اقتداء جائز نہیں مگر اہل ولایت کی نمازی کا لباس مردار کے چمڑے اور درندوں کے چمڑے میں جائز نہیں ہے کہ پہلے تشہد میں ''السلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصالحین'' کہنا کیونکہ نماز سے سلام کے ساتھ خارج ہوتا ہے جب سلام کرے تو پھر گفتگو کرنا جائز ہے۔

نماز قصر: آٹھ فرسخ میں یا اس سے زیادہ ہو تو نماز قصر روزہ بھی قصر ہوتا ہے سفر میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اس کی قضا واجب ہے کیونکہ سفر میں روزہ نہیں ہوتا اور قنوت سنت ہے نماز صبح کی دو رکعت واجبہ میں اور ظہر وعصر اور مغرب وعشاء میں نماز جنازہ میں یہ پانچ تکبیریں ہیں جو اس سے کم تکبیر کہے وہ سنت کا مخالف ہے میت کو قبر میں پاؤں کی طرف سے داخل کیا جائے اور تین دفعہ قبر سے پہلے رکھنا اور اٹھانا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو تمام نماز میں بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے۔

زکوٰۃ واجب: ہر دو سو درہم میں پانچ درہم اس سے کم پر واجب نہیں ہے مال پر زکات واجب نہیں یہاں تک ایک سال اس پر گزر جائے اور زکات غیر اہل ولایت کو دینا جائز نہیں ہے دسواں حصہ زکات گندم، جو، کشمش، کھجور میں ہے کہ جب پانچ اوسق کہ ہر وسق ساٹھ کلوگرام اور ہر کلوگرام چار مد کا ہے زکات فطرہ ہر صغیر و کبیر، آزاد، غلام، مرد و عورت گندم، جو اور کھجور و کشمش سے ایک صاع یعنی چار مد ساڑھے تین کلو اپنے مذہب کے آدمی کو دینا واجب ہے کہ جو مستحق ہو۔

حیض: حیض کی اکثر مدت دس اور کم مدت تین دن زن استحاضہ کثیرہ غسل کر کے نماز پڑھ سکتی ہے حیض والی نماز و روزہ کو ان ایام میں ترک کرے اور روزے کی قضا ہے نماز کی قضا نہیں ہے۔

ماہ رمضان کے روزے: ماہ رمضان کا چاند دیکھے تو روزہ واجب ہے اس کے بعد والے مہینے کے چاند کو دیکھے تو روزہ افطار کرنا واجب ہے نماز سنت کی جماعت جائز نہیں ہے بلکہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کا باعث ہے ہر ماہ کے تین روزے سنت ہیں کہ ہر دس دن میں بدھ اور جمعرات میں سے کسی ایک دن رکھے پورے ماہ رجب و ماہ شعبان کے روزے مستحب ہیں اگر ماہ رمضان کے روزے قضا ہوں تو پورے سال میں کسی ماہ بھی قضا کر سکتا ہے۔

حج: حج استطاعت رکھنے والے پر ایک دفعہ عمر میں واجب ہے کہ جب زاد راہ سفر اور خرچ اور صحت رکھتا ہو اور وہ بھی حج تمتع انجام دے جو کہ مکہ سے چالیس میل دور ہے مکہ میں یا اطراف میں اپنے والوں پر حج قرآن وافراد ہے احرام کو میقات سے باندھے کہ خدا فرماتا ہے۔

واتمو الحج والعمرۃ للہ . اور قربانی کا جانور ناقص وعیب دار نہ ہو۔

جہاد: جہاد امام علیہ السلام عادل کے حکم پر واجب ہے جو جہاد کرتے مر جائے شہید ہے کسی کافر و نصاریٰ کو قتل کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ وہ جنگ کی ابتداء کرے تقیہ اس وقت واجب ہے کہ جب عزت ناموس مال اور جان پر خطرہ ہو۔

طلاق دینا اس طریقے پر کہ جو خدا اور رسول کا طریقہ کتاب وقرآن میں ہے۔ مخالف کتاب کی طلاق نہیں ہوتی کہ جس

طرح نکاح ان کے ہاں نہیں لیکن اہل اسلام پر نکاح سنت رسول ہے جو نکاح کی مخالف کرتا ہو وہ مومن نہیں۔ (بشر وطہا)

چار آزاد عورتوں سے زیادہ نکاح کرنا جائز نہیں جب ان میں سے ایک کو طلاق دے تو اور ایک لے سکتا ہے طلاق کی عدت تین ماہ۔ اس مدت میں کسی اور سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

امیر المومنین امام علیؑ فرماتے ہیں کہ ایک جگہ تین طلاقیں دینے سے بچو درود پڑھنا نماز میں واجب ہے ہر جگہ اور چھینک کے وقت الحمد للہ کہنا سنت ہے اولیاء سے محبت واجب ہے اور ان کے دشمنوں سے بیزاری واجب ہے ماں باپ سے خوش رفتاری سے پیش آؤ خدا فرماتا ہے میری شکر گزاری کرو اور اپنے والدین کی بھی سب لوگ میرے پاس لوٹ کر آئیں گے اگر مجھے وہ لوگ مجبور کردیں کسی ایسی چیز پر کہ جس سے بے خبر ہو جس کی حقیقت نہیں جانتے ہو تو ان لوگوں کا کہنا مت مانو امام علیؑ فرماتے ہیں کافر اور ظالم لوگوں کے ماننے والوں نے ان کیلئے روزہ اور نماز انجام نہیں دیئے لیکن ان ظالموں اور کافروں نے اپنے ماننے والوں کو خدا کی نافرمانی کرنے پر مجبور کیا اور لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے۔

زکوٰۃ۔ جنین (بچے جو پیٹ میں ہو) اس کی زکات مال کی طرح ہے جب اس پر بال اگنا اور اون والا ہو۔ البتہ جانوروں میں کہ جس پر زکات ہے۔

اور دونوں جانور حلال حکم رکھتے ہیں کا ذکر خدا کو کتاب اور سنت رسول میں ہے اسی طرح عورتوں سے متعہ اور طواف النساء (جسے حصہ النساء کہتے ہیں) دونوں حلال اور جائز ہیں قرآن واحادیث کی رو سے۔

فرائض :۔ فرائض کہ جن کو خدا نے قرآنی صورت میں نازل فرمایا کوئی اور والدین کے ساتھ وارث نہیں مگر شوہر وبیوی اور صاحب حصہ زیادہ حق رکھتا ہے اس سے کہ جن کا کوئی وراثت میں حصہ نہیں ہے اور بچے کا نان ونفقہ ماں باپ پر واجب ہے اور اس کا عقیقہ بھی اسی طرح اس کا نام رکھنا ساتویں دن اس کے سر کے بال منڈوانا اور ان بالوں کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کرنا، ختنہ مردوں کے لئے واجب عورتوں کے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کسی مکلف کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے بندوں کے افعال خدا کی مخلوق ہیں نہ کہ تخلیق تکوینی اور اللہ ہر چیز کا خالق ہے ہم جبر وتفویض کے قائل نہیں ہیں خدا کسی صحیح کو مریض کے ساتھ مواخذہ نہیں کرتا اور بچوں کو ان کے ماں باپ کے گناہوں پر عذاب نہیں دیتا۔

ولا تزر وازرة وزر اخرى

کسی کا گناہ کسی دوسرے کی گردن نہیں ڈالتا۔

ان ليس للانسان الا ماسعىٰ

انسان کے لئے نہیں مگر کوشش کرنا اللہ معاف کرتا ہے اور اپنا فضل کرتا ہے کسی پر ظلم وجور نہیں کرتا اللہ تعالیٰ ظلم سے منزہ

ہے اور اللہ کسی گمراہ وسرکش کی اطاعت فرض نہیں کرتا اور نہ اسے اپنی رسالت کے لئے نمائندہ قرار دیتا ہے اور نہ ہی خدا کافروں اور شیطان وبتوں کی پوجا کرنے والوں کو چنتا ہے اسلام ایمان کے علاوہ ہے ہر مومن مسلمان ہے لیکن ہر مسلمان مومن نہیں چور چوری کرتے وقت اگر مومن ہے تو مومن ہی رہے گا۔ اصحاب حدود (جن پر حدود خدا لازم ہیں) مسلمان ہیں نہ مومن اور نہ کافر جہنم میں مومن نہیں جائے گا اس سے خدا نے جنت کا وعدہ کیا ہے کافر جہنم سے نہیں نکالا جائے گا بلکہ ہمیشہ اس میں رہے گا خدا شرک کرنے والے کو معاف نہیں کرے گا شرک سے کمتر جس کو چاہے بخش دے۔ (بعد مدت معینہ)

اہل توحید گناہ گار جہنم میں جائیں گے لیکن ان کو وہاں سے نکالا جائے گا۔

کہ جن کے لئے شفاعت ممکن ہے یہ دنیا تقیہ کا گھر ہے کہ جو دار اسلام ہے نہ کہ دار کفر نہ دار ایمان۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر دونوں واجب ہیں اس پر کہ جو قدرت رکھتا ہو اور اس کو خوف نفس نہ ہو ایمان امانت کے ادا کرنے کا نام ہے اور تمام گناہ کردہ سے اجتناب کرنا کہ وہ دل کی معرفت اور زبان سے اقرار ہے اور اعضاء سے عمل کرنا اور عیدین میں تکبیر واجب ہے عید فطر میں پانچوں فریضہ نمازوں کے بعد اور ابتدا نماز مغرب سے اور عید الاضحیٰ میں دس صلوات ابتداء نماز ظہر سے اور جو حکم میں ہے وہ پندرہ نمازوں کے بعد کہے۔

نفاس والی عورتیں (نفاس بچہ جننے کے بعد خون آئے وہ نفاس ہے) اٹھارہ دن سے زیادہ نماز کو ترک نہ کریں اگر اس سے پہلے پاک ہو جائیں تو نماز پڑھیں۔ اگر اٹھارہ دن کے بعد بھی خون دیکھیں تو غسل کرکے نماز بجالائیں۔

اور ان کا عمل استحاضہ والی عورتوں کی طرح ہے (یعنی پٹی بدلنا وغیرہ)

ہمارا قبر کے عذاب اور منکر ونکیر پر ایمان ہے موت کے بعد اٹھنا اور میزان، صراط، آل محمد کے ظالموں سے برائت کہ جنہوں نے ان کو گھروں سے نکالا ان پر ظلم کیا نبی کی سنت کو بدلا ناکثین (جو امام علی علیہ السلام سے بیعت توڑی ہے) قاسطین (جو جنگ امام علی علیہ السلام سے کرنے والے ہیں۔

مارقین (علی علیہ السلام کے ماننے کے بعد ان کے خلاف خروج کرنے والے) اور جنہوں نے رسول خدا کے حجاب کی توہین کی اماموں کی بیعت کرکے توڑ دی۔

ان سے برائت کرتے ہیں وہ جنہوں نے عورتوں کو گھروں سے نکالا اور امیر المومنین امام علی علیہ السلام سے جنگ کی اور شیعہ متقین کو قتل کیا ان سے برائت واجب ہے اور جنہوں نے نیک لوگوں کو چھوڑ دیا اور ان پر لعنت کی اور لوگوں کے مال غصب کیے اور بے وقوفوں کو دین کے خلاف اٹھایا جیسے امیر شام، عمرو عاص کہ جن پر رسول اللہ نے لعنت کی اور ان کے پیروکار سے برائت کی کہ جو امیر المومنین امام علی علیہ السلام سے جنگ کی اور انصار ومہاجرین اور اہل فضل وسابقین کو قتل کیا ہے اور استبداد کرنے والوں سے برائت۔

ابو موسیٰ اشعری سے برائت اور جنہوں نے دنیاوی زندگی میں ولی دنیا بنایا اور وہ گمان کرتے ہیں کہ اچھے ہیں اور وہ جو خدا کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ جیسے ولایت امیر المومنین اور خدا کے منکر اور امامت ورسالت کے منکرین سے برائت کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے اعمال حبط ہیں اور جن کے اعمال قیامت کے دن کوئی وزن نہیں رکھتے یہ جہنم کے کتے ہیں ناجیوں، خارجیوں اور گمراہ اماموں سے برائت اور ظالم حکمرانوں سب اولین وآخرین اور اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والوں سب اولین وآخرین بدبختوں سے بری ہیں اور ان سے دوستی رکھتے ہیں کہ جو ولایت امام علی علیہ السلام پر باقی رہے۔

جیسے سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود، عمار یاسر، حزیفہ بن یمانی ابو ہشیم بن تیہان، سھل بن حنیف، عبادہ بن صامت، ابو ایوب انصاری خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین، ابو سعید خدری اور ان جیسے رضی اللہ عنہم ولایت کی اتباع کرنے والے اور معتقدین ہدایت ودین کے راستے پر چلنے والے رضوان اللہ علیہم ورحمۃ اللہ علیہم۔

شراب کی حرمت:

شراب حرام ہے چاہے قلیل ہو یا کثیر اور یہ وہ شراب کہ جو نشہ آور ہے تھوڑی ہو یا زیادہ مضطر مجبور شراب نہیں پیئے گا مگر یہ کہ اس کے نفس کے قتل ہونے کا خطرہ ہو اور ہر درندہ جانور حرام ہے اور ہر حرام گوشت کھانے والا پرندہ حرام اور موچھوں والی مچھلی حرام ہے، مار ماھی اور سیمار وسوسمار اور ہر وہ مچھلی کہ جس کے چھلکے نہ ہوں حرام ہے۔

بڑے گناہ:

گناہ کبیرہ سے اجتناب واجب ہے جیسے نفس محترمہ کو قتل کرنا کہ جس کو خدا نے حرام قرار دیا۔ زنا، چوری، شراب، حقوق والدین (نافرمانی) یتیم کا مال کھانا، مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز کہ جو خدا کے نام کے بغیر ذبح ہو، سود، حرام چیزیں جوا، ناپ تول میں کم وزیادتی کرنا، پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت، لواطہ، جھوٹی گواہی، رحمت خدا سے مایوسی، اللہ کے حکم سے بے خوف ہونا، اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا، ظالمین کی مدد کرنا ان پر اعتماد وبھروسہ کرنا، اسراف، خیانت، حج نہ کرنا جبکہ استطاعت رکھتا ہو، اولیاء خدا سے جنگ کرنا، لہو لعب اور گناہوں پر اصرار یہ سب گناہ کبیرہ ہے ان سے بچنا واجب ہے۔

بحار اور کتاب علل الشرائع کتاب عدل سے مناقب سے ابن شہر آشوب نے ان جوابات کو کہ جو امام رضا علیہ السلام نے مامون کے سامنے صباح بن نصر ہندی اور عمران صابی کے سوالوں کے متعلق فرمائے عمران کیا آنکھ نور اور روح سے مرکب ہے کہ جو چیزوں کو دیکھتی ہے؟

امام رضا علیہ السلام: آنکھ ایک چربی سی ہے کہ سفیدی وسیاہی رکھتی ہے روح کی رہنمائی کرتی ہے اگر تم دیکھو تو اس میں تیری شکل ہے اس کے درمیان اور انسان اس کی صورت کو نہیں دیکھ سکتا مگر پانی یا شیشے میں یا اس کے مشابہ میں۔

صباح۔ جب آنکھ آندھی ہو نہ دیکھ سکے تو کیسے روح اس میں قائم ہوتی ہے اور نظر چلی جاتی ہے۔

امام علیہ السلام: آنکھ سورج کی مانند طلوع کرتی ہے اس کی غیبت تاریکی ہے۔

دونوں نے کہا۔ کیا روح چلی جاتی ہے؟ اور کہاں سے اس کی روشنی طلوع کرتی ہے جب پردہ آنکھ کا بند ہو ہمارے لئے وضاحت فرمائیں۔

امام رضا علیہ السلام: روح کی جگہ دماغ میں ہے اس کی شعاعیں جسم میں پھوٹتی ہیں مثل سورج کے کہ جو آسمان میں بھیجی ہوئی ہوتی ہیں اور پھر اس کی شعاعیں زمین میں پھیلی ہیں

جب سورج کی ٹکی غائب ہوتی ہے تو وہ سورج نہیں جب سر کاٹ دیں تو روح نہیں ہوتی دونوں نے کہا: مرد کی زینت عورت کے علاوہ کیا ہے؟

امام علیہ السلام: اللہ نے مرد کو طاقت سے زینت دی ہے اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے عمران نے کہا مرد کے نطفے سے کیسے مرد اور عورت سے مذکر وجود میں آتا ہے۔

امام علیہ السلام علت یہ ہے کہ جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو عورت کے رحم میں عورت کا نطفہ چلے تو مونث پر اگر عورت کے رحم میں مرد کا نطفہ چلے تو مذکر ہے اگر رحم میں دائیں طرف ہو تو لڑکا اگر بائیں طرف ہو تو لڑکی۔ بسا اوقات عورت دو بچے جنتی ہے جو ایک شکم سے ہے اگر عورت کے دونوں پستان بڑے ہوں تو دو سے حاملہ ہے اگر ایک دوسرے سے بڑا ہو تو ایک سے حاملہ ہے اگر دائیں طرف والا پستان بڑا ہے تو مولود لڑکا ہے اگر بائیں طرف کا بڑا ہو تو لڑکی ہے اگر عورت حاملہ کا دایاں پستان غائب ہو تو لڑکا سقط ہوگا اگر بایاں غائب ہو تو لڑکی سقط ہوگی اگر دونوں غائب ہوں تو حمل پورا سقط ہوگا دونوں نے کہا کونسی چیز انسان میں لمبی اور چھوٹی ہے۔

پہلے اگر آلہ تناسل سے دائرہ میں منی خارج ہو تو وہ چیز چھوٹی ہے اگر طول میں منی خارج ہو تو چیز بڑی ہے۔

صباح نے کہا پانی کی اصل کیا ہے۔

امام علیہ السلام: پانی کی اصل خوف خدا ہے یعنی جب خدا نظر کرتا ہے تو اس کے خوف سے آسمان سے پانی برستا ہے اور زمین میں بہتا ہے اور چیزیں اُگتی ہیں اور بعض پانی زمین سے نکلتے ہیں ان کی اصل شیرین اور ٹھنڈی ہے۔

عمران: کیسے ان چشموں سے پانی میٹھا اور نمکین یا اس کے مشابہ ہوتا ہے؟

امام علیہ السلام: یہ چشمے جوہر کے علاوہ ہیں ان میں موسم کے لحاظ سے تبدیلی اور انقلاب آتا ہے کہ جس طرح انگور کا پانی

شراب میں منقلب ہوتا شراب سرکہ میں بدل جاتی ہے اور جس طرح خون اور چربی سے ایک خالص دودھ بنتا ہے۔

عمران: کہاں سے ان جواہر کی انواع واقسام نکلتی ہیں۔

ان میں انقلاب آتا ہے کہ جس طرح انسان کے نطفہ میں تبدیلی اور انقلاب ہے کہ پہلے وہ ایک علقہ ہوتا ہے پھر خون کا لوتھڑا پھر ایک ایک ہڈیوں کا مجموعہ کہ جو عناصر اربعہ متضاد پر مشتمل ہوتا ہے۔

عمران:۔ جب زمین سے پانی نکلتا ہے اور پانی ٹھنڈا اور مرطوب ہوتا ہے تو زمین کیسے ٹھنڈی اور خشک ہوتی ہے۔

امامؑ:۔ جب ندیاں ختم ہوتی ہیں تو خشک ہو جاتی ہیں

عمران:۔ گرمی زیادہ نفع مند ہے یا سردی۔

امامؑ:۔ بلکہ گرمی زیادہ نفع مند ہے سردی کیونکہ گرمی زندگی کی گرمی ہے سردی موت کی ٹھنڈک ہے اس طرح زہر قاتل گرمی سے ہے کم ہو یا زیادہ وہ ٹھنڈی زہر سے زیادہ مضر و نقصان دہ ہے۔

عمران:۔ اور صباح دونوں نے نماز کی علت پوچھی امامؑ نے فرمایا: نماز اللہ کا حکم اور اس کی شریعت ہے کہ نماز میں عزت و توقیر ہے اور عبد کا معبود کے سامنے خضوع و خشوع کا نام ہے جب وہ سجدہ کرتا ہے اور اس کی بلندی و ربوبیت کا اقرار کرتا ہے تو اس کو سجدہ کرتا ہے۔

دونوں نے روزے کا فلسفہ پوچھا تو فرمایا: خدا اپنی اطاعت سے امتحان کرتا ہے تا کہ وہ اس روزے سے درجات کو پا سکے اور پہنچانے کہ خدا کا اس پر کتنا انعام و فضل ہے تشنگی کے بعد پانی کی لذت سے لطف اندوز ہوتا ہے اور بھوک کا احساس اسے اس قیامت کے منظر کو سامنے لاتا ہے تا کہ اس کی رغبت خدا کی طرف زیادہ ہو۔

ان دونوں نے زنا کی حرمت کا سوال کیا تو فرمایا: زنا میں فساد ہے اور وراثت کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے اور نسب کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور عورت نہیں جانتی کہ وہ کس سے حاملہ ہوئی ہے اور مولود کے باپ کا پتہ نہیں چلتا اور نہ رشتہ داری کا سلسلہ بڑھتا ہے اور نہ کسی قرابت کی پہنچان ہوتی ہے۔

برائے حصول علم: عدۃ الداعی میں مذکور ہے کہ اگر بچے کا دل علم کے حصول میں نہ لگتا ہو تو یہ درج ذیل آیات لکھ کر اس کے گلے میں ڈالیں اور پانی پر پڑھ پلائیں تو ذہن و عقل کی تیزی کیلئے بھی مجرب ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾

اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا اسی نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾ (سورۃ العلق: ۱ تا ۵)

پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی اسی نے انسان کو وہ باتیں بتائیں جن کو وہ جانتا ہی نہ تھا

مفید تتمہ

طب امام رضا علیہ السلام معروف رسالہ ذہبیہ

مرحوم فاضل مجلسی اپنی کتاب بحار میں فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب کہ جو خط شیخ علامہ کی الکامل فی فنون العلوم، ادب مروج الملۃ اور مذھب نور الدین علی بن عبد العالی کرکی کی پائی کہ جس کے الفاظ یہ ہیں الرسالۃ الذھبیہ فی الطب کہ جو امام رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کو بھیجا کہ جو صحت کے متعلق ہے کھانے پینے اور بیماری اور علاج کے بارے میں امام علیہ السلام نے اپنے ارشادات تحریر فرمائے۔

جو اسلام کے محافظ اور اسرار الٰہی کے بانی اور علم جفر کے کاشف کہ جو رسول کے بعد ان کے جانشین برحق کے فیصلے کرنے والے اور امام علی علیہ السلام کے بعد بہادر امام علیہ السلام جن وانس ابو الحسن امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے خط میں مامون کو لکھا اے امیر المومنین جان لے تا آخر یہ رسالہ طب لکھا کہ جو بعد میں ذکر کریں گے۔

مرحوم مجلسی فرماتے ہیں کہ میں نے دوستوں بعض فضلاء کی کتب میں پایا ہے موسیٰ بن علی بن جابر سلام کہتا ہے کہ مجھے شیخ سدید الدین یحییٰ بن محمد بن علی خان نے خبر دی ہے ان کو ابو محمد حسین بن محمد بن جمور نے ان کو ہارون بن موسیٰ تلعکبری نے ان کو محمد بن ہشام بن سہل نے ان کو حسن بن محمد بن جمور نے ان کو اس کے باپ نے کہ علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام اس علم کے عالم تھے ضروری ہے کہ اس فن میں ان کی اتباع کی جائے۔

جب وہ مدینہ سے خراسان تشریف لے آئے اور طوس میں شہادت ہوئی تو ان کی عمر شریف ۴۹ سال تھی مامون نے نیشاپور میں ایک مجلس ترتیب دی اور امام رضا علیہ السلام اور ایک علماء فلاسفہ کی جماعت کو دعوت دی از جملہ حنا بن ماسویہ، جبرائیل بن بختیشوع صالح بن سلویہ ھندی وغیرہ موجود تھے تا کہ طب کے بارے میں بحث کی جائے مامون اور دوسرے دانشوروں کے درمیان بڑی گرما گرم بحث شروع ہوئی نیز صدائیں اور آوازیں بلند ہوئیں۔

کیفیت ترکیب بدن

ایک شخص متضاد عناصر سے مرکب نفع وضرر کے لحاظ سے کونسے اسباب کی وجہ سے مرض میں مبتلا ہوتا ہے امام علیہ السلام اس بحث میں خاموش بیٹھے تھے کہ مامون نے پوچھا کہ اس مورد میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو آپ کی معلومات کی زیادہ ضرورت ہے یعنی ارشاد فرمائیں تا کہ بقدر ضرورت اس فن سے مطلع ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں میرے پاس بھی کچھ تجربات و معلومات ہیں کہ مرورِ زمان اور مختلف آزمائشوں سے یقین کیا اس کے علاوہ گزشتہ لوگوں سے جو معلومات حاصل ہوئیں یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن پر عمل کیا جائے لیکن ان معلومات کو کتاب کی صورت میں جمع آوری کر کے میں خود لکھوں گا۔

مامون کو کسی شہر بعید میں کام تھا وہ سفر پر چلا گیا اور امام علیہ السلام نیشاپور میں تھے مامون نے بلخ سے خط لکھا۔

امام رضا علیہ السلام نے مامون کے تقاضے کو قبول فرمایا: اور اس طرح تحریر فرمایا: کہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

خدا پر اعتماد اور بھروسہ ہے مجھے امیر المومنین کا خط ملا کہ جس میں مجھ سے تقاضا کیا کہ میں جو کھانے پینے، اور بیماری وعلاج، فصد کھولنا حاجت حمام،، نورہ صابن، قوت وغیرہ کے بارے میں کچھ تدابیر لکھوں میں نے ضرورت کے مطابق وضاحت اور تدابیر کو لکھا کہ جو کھانے پینے، بیماری وعلاج وغیرہ کے متعلق ہے۔

جس میں انسانی جسم کی ضروریات کامل موجود ہیں وباللہ التوفیق جان لے خداوند عالم نے جسم کو کسی بیماری میں مبتلا نہیں کیا مگر یہ کہ اس کا علاج ذکر فرمایا: فاضل وعلامہ مجلسی رحمہ اللہ اور شیخ ابوجعفر طوسی رحمہ اللہ اور کتاب فہرست ترجمہ محمد بن حسن جمہور بصری میں یہ رسالہ تحریر ہے۔ کتاب طلاحم اور کتاب واجدۃ اور کتاب صاحب الزمان اور رسالہ مذہب امام رضا علیہ السلام سے ہم نے سب روایات کو نقل کیا ہے۔

مگر یہ کہ جس میں کچھ لوگوں نے غلو اور مخلوط کیا ہے۔ ایک جماعت کہ جو محمد بن علی بن حسین سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے باپ سے وہ سعد بن عبداللہ سے وہ احمد بن حسین بن مفضل سے وہ محمد بن احمد علوی سے وہ عمر بن علی سے وہ محمد بن جمہور سے اس رسالہ طب کو نقل کیا ہے۔

نجاشی نے بھی اسی طریقہ سے اس کو نقل کیا ہم نے اس کو محمد بن علی کاتب سے وہ محمد بن عبداللہ سے وہ علی بن حسین ھندی مسعود سے وہ کہتا ہے کہ میں نے حسن بن محمد بن جمہور سے ملاقات کی تو مجھ سے اس نے کہا کہ میرے باپ سے ابی محمد بن جمہور سے کہ ایک سو دس سال کے تھے پھر ہم نے ابن شاذان سے وہ احمد بن محمد بن یحییٰ سے وہ سعد سے وہ احمد بن حسین بن سعید سے وہ محمد بن جمہور سے سب مذکورہ کتب میں یہ سند مذکور ہے محمد بن شہر اشوب نے کتاب معالم العلماء میں کہ جو ترجمہ ہے محمد بن حسن کا کہ جس نے رسالہ طب رضا علیہ السلام کو تحریر کیا۔

مرحوم مجلسی رحمہ اللہ اور شیخ منتخب الدین نے کتاب فہرست میں فرمایا: ہے کہ سید فضل بن علی راوندی نے اس کی شرح لکھی کہ جس کا نام ترجمہ علوی للطب الرضوی رکھا یہ رسالہ ہمارے علماء میں مشہورات سے شمار ہوتا ہے اس رسالہ کے مختلف

وطرق واسانید ہیں لیکن ان نسخوں میں اختلاف واضح ہے کہ میں نے بعض کی طرف اشارہ کیا ہے۔

یہ تھی اس رسالہ طب کی سند وطریقہ نقل آپ اصل رسالہ کو مؤلف فرماتے ہیں ہم مرحوم مجلسی کی کتاب سے نقل کر رہے ہیں کہ خدا ہم کو اس کے نور سے ہدایت فرمائے خدا سے اس نقل کرنے میں مدد چاہتا ہوں۔

اے امیر خداوند متعال نے بندے کو ان امراض سے دوچار نہیں فرمایا: مگر ان کی دواء کا علم دیا ہے ہر درد کی دواء موجود ہے انسان کا جسم ایک ملک کی مانند ہے اس کا بادشاہ دل ہے اس کی رعایا، رگیں، پاؤں، ناک، وغیرہ ہیں بادشاہ کا محل اور زمین اس کے ہاتھ، پاؤں، جبیں، کان اور زبان ومعدہ وپشت ہیں پردے کے پیچھے اس کا انسان ہے۔

ہاتھ بادشاہ کے فرمان پر اشیاء کو نزدیک ودور کرتے ہیں پاؤں ہر جدھر چاہے۔ چلے جاتے ہیں اس کو نقل وانتقال دیتے ہیں۔

آنکھیں بادشاہ سے جو کچھ پنہان ومخفی ہو اس کی طرف رہنمائی کرتی ہیں کیونکہ بادشاہ پردے کے اندر ہے اسی طرح دو آنکھوں کے لئے چراغ روشن ہیں کان دو محافظ اور اس کے ملک کے باڈر اور ہوتا آمادہ فرمان ہیں بادشاہ کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو نہ داخل کرتے ہیں نہ خارج حالانکہ بادشاہ کے فرمان پر خاموش ہیں تاکہ سن لیں اور جواب دیں زبان بادشاہ کے فرمان کی ترجمان ہے۔

جو بادشاہ چاہتا ہے اس کے مقصد کی ترجمانی کرتی ہے جیسے بادشاہ دل کی آواز ہے کہ جو دل سے زبان پر آتی ہے۔

معدے کا بخار اور لب ودانت سب بادشاہ کے مقصد پر برسر پیکار ہیں آواز کو ناک میں گھمانا، خوبصورت آواز اور دوسری گفتگو کی زیبائی کا کام ادا کرتے ہیں جیسا کہ آلات موسیقی میں آواز دلربا دخوش آتی ہے ناک کے سوراخ دو بادشاہ کے نقیب ہیں اچھی خوشبوں کو اندر جانے کی اجازت دیتے ہیں کہ بادشاہ تک پہنچے اور اگر بدبو ہو تو روک لیتے ہیں بادشاہ کو اس اس سے نفرت ہے فوراً ہاتھوں کو حکم دیں کہ اسے اندر جانے سے روک لے۔

بادشاہ کا اقتدار اور اس کی سلطنت ثواب وعذاب پر دنیا کے بادشاہوں سے زیادہ قرار دی ہے عذاب سے غمگین اور ثواب سے خوش ہوتا ہے غم واندوہ کا فشار قوت برداشت کو بڑھانا اور خوشی وسرور دوگردوں کو ملانا کہ ان سے غم وخوشی ظاہر ہوتی ہیں۔

رگیں کہ جو بدن انسان میں ہیں یہ اعضاء اور بادشاہ کو مربوط رکھتی ہیں جب دواء پیتے ہیں تو اس دواء کو رگوں کے ذریعہ اپنے مقام تک پہنچانا اور درد کو دور کرنے کا کام انجام دیتی ہیں۔

بدن انسان اور زمین: اے مامون ہاں انسان کا بدن ایک زمین کی مانند ہے کہ جو پاکیزہ ہے اگر آبادی اور آبادکاری کو باقاعدہ انجام دیا جائے اور اسے سیراب کیا جائے

اور افراط وتفریط سے اجتناب کیا جائے ورنہ بدبودار زمین پیاسی خشک ہو کر رہ جائے اگر پیاسی نہ رہے نہ خشک تو ہمیشہ آباد رہے اس کا محصول فراوان ہو اور اس کی زراعت پاکیزہ ہو اگر اس سے غفلت کی جائے تو فاسد وخراب و ویران ہو جائے گی اولاد آدم کا بدن اس زمین کی مانند ہے کہ اگر درست تدبیر ہے اور کھانے پینے کی اشیاء میں پاکیزگی کا خیال رکھا جائے تو بدن کی سلامتی برقرار رہے اس بنا پر فکر کرو جو بدن کے میزان اعتدال کو برقرار رکھے وہ غذا استعمال کرو جو ضرورت کے مطابق ہو اور زیادہ ہرگز نہ کھائے۔

جس نے بدن کی لازم وضروری غذا اسے نہیں پہنچائی بلکہ اس پر ضرر ونقصان ہے اس نے غلط کیا جو بدن کی ضرورت کے مطابق کھانا کھائے اس نے اپنے بدن کی درست خدمت کی ہے اس طرح پینا جب غذا کی چاہت ہو تو ہاتھ کھانے سے اٹھالو کہ یہ بدن کے لئے درست اور معدے کے لئے اچھا ہے عقل کو پاک جسم کو درست اور ہلکا رکھتا ہے ٹھنڈی اور سرد چیز کو گرمیوں میں اور گرم چیز کو سردیوں میں معتدل اشیاء کو بہار وموسم خزاں میں استعمال کرو البتہ ہمیشہ اس مقدار سے کہ جو ابتدائے غذا میں میل رکھتے ہو استعمال کرو ہلکی پھلکی غذا سے شروع کرو ایک غذا اور کھانے کا دوسرے کھانے سے آٹھ گھنٹے کا وقفہ ضرور رکھو صبح سے دوپہر تک آٹھ گھنٹے کا وقفہ ہو پھر دوپہر سے شام تک آٹھ گھنٹوں کا فاصلہ ہو پھر کھانے ضرر نہیں دیں گے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امام علی علیہ السلام کو کھانے کا دستور دینا

یہ دستور کھانے کی ترتیب کے لئے میرے جد بزرگوار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ نے امام علی علیہ السلام کے لئے فرمایا: کہ ایک دن میں ایک وقت کا کھانا دوسرے دن دو وقت اور کھانے حد اعتدال پر رکھو اور میانہ روی سے تجاوز نہ کرو حالانکہ غذا کے لئے دل چاہ رہا ہو تو غذا سے ہاتھ اٹھالو اور پانی کہ جو غذا کے درمیان استعمال کرو بقدر ضرورت ہو کہ جس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

دستور غذا، سال اور موسموں کا ذکر

فروردین، آزار، جنوری: فروردین ایرانی سال کا پہلا مہینہ آزار رومی سال کا پہلا مہینہ اور جنوری میلادی عیسوی سال کا پہلا کہ فروردین کے تیس (۳۰) دن ہوتے ہیں اس میں رات ودن پاکیزہ ہیں زمین آمادہ وتیار ہے بلغم کا غلبہ نہیں ہوتا خون اپنے معمول پر جاری رہتا ہے۔ اس ماہ کی غذا لطیف وسبک ہو غذا گوشت اور انڈے سے خالی نہ ہو پانی اور شربت کہ جس کا ذکر آگے آئے گا پانی مزاج کے مطابق استعمال ہو کثیف خون کو اس ماہ میں کم کرنا زیادہ بہتر ہے۔ یعنی خون پیدا کرنے والی اشیاء کو استعمال کرنا۔

نیسان، ارد بہشت، فروری: تیس دن کا مہینہ ہے اس میں ہوا صاف ہے اس میں کباب اور گوشت خصوصا

شکار کا گوشت استعمال کرنا مفید ہے عورتوں سے نزدیکی کرنا اس ماہ میں مناسب ہے حمام میں بدن کو تیل سے ملنا بھی مناسب ہے ناشتے میں پانی پینا اور پھولوں کی خوشبو سونگھنا بہتر ہے۔

ایار، خرداد، مارچ: یہ فصل بہار کا مہینہ ہے کہ جو اکتیس (۳۱) دن کا ہوتا ہے اس ماہ میں سنگین اور ثقیل اور گوشت والی غذا کھانا چاہیے۔ حیوانات کا سر اور پیر گائے کا گوشت اور زیادہ کھانے سے منع کیا گیا ہے صبح کے وقت حمام میں جانا زیادہ مفید ہے غذا سے پہلے چلنا بھی مفید ہے۔

حریزان، تیر، اپریل: تیس دن کا مہینہ ہے۔ اس میں بلغم اور خون فاسد ختم ہو جاتا ہے صفراء کی تلخی کا سامنا ہوتا ہے اس ماہ میں رنج زحمت والے کاموں سے منع کیا گیا ہے چربی اور گوشت خوری سے مشک و کستوری کی خوشبو سے منع کیا گیا ہے۔ ٹھنڈی سبزی جات جیسے کاسنی، کھیرا، بند گوبھی اور میوہ جات مرطوب اور چھ ماہ کا دنبہ ایک سالہ بکرے کا گوشت، گھر کی مرغی، گائے کا دودھ، تازہ مچھلی مفید ہیں۔

تموز، مرداد، مئی: اکتیس دن کا مہینہ ہے گرم ہوا اور زمین کا پانی کم ہوتا ہے ٹھنڈا پانی اور ٹھنڈی چیزیں استعمال کرنا مفید ہیں ٹھنڈی چیزوں سے گرم مزاج کا توڑ ہے ہاضمہ والی غذائیں اور خوشبو کا استعمال مفید صحت ہے۔

آب، شہریور، جون: تیس دن۔ زہر آلود ہوائیں چلتی ہیں رات کو نزلہ و زکام آتا ہے شمالی ہوا چلتی ہے اس ماہ میں مرطوب غذا سے جسم سالم رہتا ہے دہی کھانا مفید صحت ہے عورتوں سے نزدیکی زیادہ نہ کی جائے ٹھنڈی سبزیوں سے استفادہ کریں۔

ایلول، مہر، جولائی: تیس دن: اس ماہ میں ہوا صاف اور پاکیزہ ہوتی ہے مزاج سودا کو قوت ملتی ہے آسان و سبک ہلکی ہلکی غذائیں استعمال کرنا مفید ہے معتدل طور پر گوشت جیسے بکرے کا گوشت اور کباب و گائے کا گوشت استعمال کریں کھیرا اور پرخوری، خربوزہ اور جیسے میوے جات سے اجتناب کریں حمام میں زیادہ جانے سے پرہیز کریں اور معتدل خوشبو کا استعمال صحت کے لئے مفید ہے۔

تشریق اول، آبان، اگست: اکتیس دن۔ مختلف ہوائیں چلتی ہیں، خون نکالنا اور دوا استعمال کرنے سے اجتناب کریں عورتوں سے نزدیکی کرنا مفید ہے انار اور سیب استعمال بھی مفید ہے اسی طرح غذا کے بعد میوے اور فروٹ صحت کے لئے مفید ہیں روٹی کے ساتھ گوشت اور کم پانی استعمال کرنا اعضاء اور پٹھوں کے لئے مفید ہیں۔

تشریق دوم، آذر، ستمبر: تیس دن کا ہے اس ماہ میں بارش ہوتی ہے رات کو پانی پینے سے منع کیا گیا ہے حمام میں جانا اور عورتوں سے نزدیکی کرنا حد اعتدال کے ساتھ ہو صبح کے وقت نیم گرم پانی کا استعمال صحت کے لئے مفید ہے سبزیجات جیسے هندوانہ، خربوزہ اور دیگر فروٹوں سے پرہیز کریں۔

کانون اول، دی اکتوبر: یہ بھی تیس دن کا مہینہ ہے۔ تیز ہوائیں چلتی ہیں زیادہ تر ٹھنڈی ہوائیں جو گزشتہ ماہ میں کہا گیا ہے اس ماہ میں بھی مفید ہے ٹھنڈی غذائیں کھانے سے پرہیز کریں خون نکالنا اور فصد کھلوانا صحت کے لئے مضر ہے گرم غذاؤں کا استعمال کریں۔

کانون دوم، بہمن، نومبر: یہ اکتیس دن کا مہینہ ہے بلغم کو غلبہ ہوتا ہے ناشتے میں گرم پانی استعمال کریں عورتوں سے نزدیکی صحت کے لئے مفید ہے گرم سبزیجات جیسے کرفس، پیاز، لہسن وغیرہ صحت کے لئے مفید ہے۔ جن کے پہلے ٹائم میں حمام جانا اور مالش کرانا مفید ہے میٹھی چیزیں اور تازہ مچھلی کے گوشت سے پرہیز کریں۔

شباط، اسفند، دسمبر: یہ مہینہ اٹھائیس (۲۸ دن کا ہوتا ہے مختلف ہوائیں چلتی ہیں اور زیادہ بارشیں ہوتی ہیں، درختوں اور پھولوں کے پتے اور شاخیں اس ماہ میں پھوٹتی ہیں درختوں کی شاخوں میں پانی جاری ہوتا ہے، پرندوں اور شکار کا گوشت اور خشک میوے صحت کے لئے مفید ہیں۔ عورتوں سے نزدیکی اور کام کرنا جسم کے لئے بہت مفید ہے۔

کھانے کے بعد شراب کا استعمال اور اس کی صفت

اس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے ابتدائے سال کے موسم میں کہ جو حفظ صحت کے بارے میں امام نے فرمایا ہے۔ شراب کی صفت یہ ہے کہ وہ کشمش منقی سے دس رطل تقریباً ۳۳۰ گرام مویز کے دانے لئے جائیں کہ جن کو ایک برتن میں رکھ کر دھولیا جائے کہ چار انگلیوں کے برابر پانی ہو، سردیوں میں تین دن اور گرمیوں میں ایک شب و روز اسی برتن میں رکھیں۔

اس کے بعد اس سے نکال کر ایک ہانڈی میں ڈالیں اگر ہو سکے تو بارش کا پانی اس میں ڈالیں تو زیادہ بہتر ہے ورنہ یہی معمولی پانی کہ جو مشرق کی طرف بہنے والے چشمے سے لیا جائے کہ جو سبک و صاف شفاف پانی ہے ایسا پانی اس سے زیادہ قابلیت رکھتا ہے اس میں گرمی و سردی کا اثر ہو آگ پر رکھ کر اسے پکایا جائے پھر پانی سے نکال کر رکھ دیں کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے ان میں ایک چمچہ ڈال کر اس کا پانی معلوم کیا جائے کہ دو تہائی چلا گیا ہے۔

پھر ایک رطل کی مقدار شہد اس میں ملائیں پھر اس مویز سے وہ شہد اور باقی ماندہ پانی نکال لیا جائے اور اس کو آگ پر گرم کریں تا کہ شہد بخار بن کر پہلی حالت پر آجائے پھر اس میں ۵۰ گرام زنجبیل اور ایک درہم زعفران اور ادھا درہم درج ذیل چیزوں میں سے اس میں ڈالیں دال چینی، قرنفل، سنبل الطیب، مصطگی، ہر ایک کو کوٹ کر ایک کپڑے میں باندھ کر اس ہانڈی میں ڈالیں پھر تھوڑی آگ پر گرم کریں پھر تین ماہ تک ٹھنڈی جگہ پر رکھیں تا کہ اس خاص کیفیت کے ساتھ اس کے اجزاء مخلوط ہو جائیں پھر اس کو استعمال کریں۔

استعمال کرنے کا طریقہ اور فائدہ

ہر بار سات مثقال دو برابر پانی میں ڈال کر اس کو کھانے سے پہلے استعمال کریں۔

اس صورت میں خدا کے اذن سے بہت سی بیماریوں کا علاج ہے جیسے معدے کی بیماری، ہوا کا سینے کا درد اور دوسرے درد دماغی اور معدے کے درد وغیرہ کے لئے مفید ہے اور پیٹ سے بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے اس صورت میں کہ جب اس کے استعمال کے بعد پانی نہ پئیں یہ طریقہ کھانے پینے میں وہ دستور العمل ہے کہ جو بدن کو سالم اور قوت باہ کے لئے مفید ہے جس طرح کھانے پینے سے آدمی کے جسم کو قوت ملتی ہے اگر کھانے پینے میں میانہ روی سے کام لیا جائے تو بدن سالم رہتا ہے۔ اگر کھانے پینے میں افراط وتفریط سے کام لے تو جسم مریض خود پریشانی ہو مزاج وطبیعت۔ جان لے کہ نفوس کی قوت مزاج ابدان کے تابع ہے۔

بدن نیز ہواؤں کے تابع ہے تغیر ہوا کے ساتھ بدن کی حالت بدلتی رہتی ہے۔

لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ جب ٹھنڈی ہوا گرم ہوا میں تبدیل ہو یا گرم ہوا ٹھنڈی ہوا میں تبدیل ہو تو انسان کے جسم کا رنگ چمڑا اور چہرے کے نکھار میں تبدیلی آتی ہے۔

پس ہر زمان ومکان کی ہوا معتدل ہو مزاج انسان بھی معتدل رہے گا اور مزاج میں طبیعت کی حرکات اس مصلحت کے مطابق انجام پذیر ہوگی جیسے ہاضمہ، جماع، نیند اعضاء وجوارح کی حرکات اور دوسری حرکت۔

سونے کا طریقہ

طبیعت کی اقسام کو امام علیہ السلام نے ذکر کرنے کے بعد فرمایا: کہ جان لے نیند انسان پر اس کے اعصاب سر ودماغ پر مسلط ہوتی ہے اور جسم کو قوت بخشتی ہے جب سونے کا ارادہ کریں تو دائیں پہلو سوئیں پھر بائیں پہلو سوئیں اس طرح نیند سے اٹھتے وقت دائیں طرف سے شروع (کیونکہ دائیں پہلو سونے سے غذا ھضم ہوتی ہے بائیں پہلو میں بدلنے سے جگر معدہ کے اوپر آجاتا ہے جو سانس لینے میں آسانی کا باعث ہے) خود کو عادی بنائیں کہ سونے سے پہلے ضرور لیٹرین میں رفع حاجت کے لئے جائیں لیکن ضرورت کے مطابق ہو لیٹرین میں زیادہ دیر نہ ٹھہریں وہاں سے زیادہ امراض کا خدشہ ہے۔

دانتوں کو مسواک کرنے کا طریقہ

جان لے اے امیر المومنین بہترین مسواک کرنے کا وسیلہ جال کے درخت کی لکڑی ہے کہ جو دانتوں میں چمکاہٹ

پیدا کرتی ہے اور منہ کو خوشبو دار اور گوشت اور لبوں کو پختہ بناتی ہے البتہ مسواک دانتوں میں اعتدال کی حد میں ہو زیادہ کرنے سے دانتوں کے مسوڑھوں کو خراب کرنے کا باعث ہے درخت گز کی لکڑی کو جلا کر پھر سعد کوفی، گل سرخ، سنبل طیب اور جب ان میں سے ہر ایک کو برابر کوٹ کر مسواک کرے تو خراب ہونے سے حفاظت کا باعث ہے دانتوں کو سفید کرنے کے لئے تر کی نمک اور اس کی کے برابر کف دریا کی مٹی کو ملا کر لگانے سے دانت سفید ہو جاتے ہیں۔

انسانی طبیعت کے حالات عمر کے لحاظ سے

اے (مامون) اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس پر چار حالات اور مراحل زندگی گزارنے قرار دیئے ہیں۔ حالت اول۔ پندرہ سال تک جوانی اور خوشی وطراوت کا زمانہ پھر اس مدت میں خون کا مزاج پر غالب آنا اور تبدیلی لانے کا وقت وزمانہ ہے حالت دوم پچیس سے پینتیس سال تک صفراء کا مزاج پر غلبہ ہوتا ہے۔

حالت سوم پینتیس سے ساٹھ سال کی مدت میں سوداء کا مزاج پر غلبہ ہوتا ہے یہ زمانہ نصیحت ومعرفت اور امور زندگی اور صحت کے بارے میں محتاط رہنے کا ہے۔ اس مدت میں آدمی کی نظر درست اور متین دل محکم اور سرخ حوادث زمانہ اس کو دگرگون نہیں کر سکتے۔

حالت چہارم۔ ساٹھ سال کے بعد بلغم کا غلبہ شروع ہوتا ہے، بڑھاپہ، کمزوری، طاقت کا کم ہونا اور زندگی کی مشکلات سے روبرو ہونا پڑتا ہے جیسے فراموشی، نیند کا کم ہونا گزشتہ باتوں کو بھول جانا جسم کا پانی کم ہونا خوشی وشادمانی کا جاتے رہنا سر اور جبڑے کے بالوں کا گرنا اور کم رشد ونمو کرنا اس حالت کی نشانیاں ہیں پھر امامؑ نے مامون کو حجامت کرنے اور کثیف خون کو جسم سے نکالنے اور حجامت کے وقت وفوائد بیان فرمائے جیسے کہ ہر قمری ماہ کی بارہ سے پندرہ تک بدن کی صحت کا باعث ہے جب مہینے کے آخری ایام ہوں تو حجامت نہ کروائیں مگر یہ کہ مجبوری ہو کیونکہ مہینے کے آخر میں خون کم ہوتا ہے اور بیس سال والے آدمی کا حجامت کرانا ہر مہینے کے پہلے بیس دن اور مہینے کے تیس دن تک ایک دفعہ ضروری ہے جس کی عمر چالیس سال ہو وہ ہر چالیس دن میں ایک دفعہ ضرور حجامت کرائے۔

اے امیر المومنین جان لے کہ حجامت یہ ہے کہ اپنے جسم کی چھوٹی رگوں سے خون نکلوانا جو گوشت فاسد وخراب ہوتا ہے اس قدر نکلوائیں کہ جسم میں کمزوری نہ ہو گدی کی رگ سے حجامت وخون نکلوانا سر کے بوجھل پن سے نجات کا باعث ہے۔ نیز دونوں رخساروں سے سر، چہرے اور آنکھوں کو نفع ہوتا ہے اور دانتوں میں درد سے بھی نجات کا باعث ہے ٹھوڑی کے نیچے سے خون نکلوانا منہ کی بیماروں کے لئے مفید ہے اور مسوڑوں کے مضبوط ومحکم ہونے کا باعث ہے اس طرح دونوں کندھوں سے فصد کھلوانا خفقان اور گردوں اور مثانہ ورحم کے درد کے لئے مفید ہے۔

بعض بیماریوں کی علت

بکرے کے گردے اور مثانے کو پکا کر کھانے سے پیشاب کی عادت میں تبدیلی لاتے ہیں حمام میں کھانا کھا کر نہانا قولنج کی بیماری کا باعث ہے۔ مچھلی کا گوشت کھانے کے بعد حمام میں جانے سے فالج ہونے کا باعث ہے حیض والی عورت سے جماع کرنے سے جذام کی بیماری کا خطرہ ہے. جماع کے بعد دیر سے غسل کرنے سے بچے کے دیوانے ہونے کا باعث ہے۔ زیادہ انڈے استعمال کرنے سے معدے میں ہو داخل ہونے کا خطرہ ہے۔ زیادہ انڈے اور کباب استعمال کرنا تنگی نفس کا موجب ہے۔ بڑے گوشت کے استعمال سے معدے اور پیٹ میں کیڑے پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ انجیر کھانے سے قبض کھلتی ہے اور معدہ میں نرمی آتی ہے لیکن خراب ہوں تو بیماری معدہ کا باعث ہے۔ کھانے کے بعد ٹھنڈا پانی یا گرم کے بعد ٹھنڈی چیز اور ٹھنڈی چیز کے بعد گرم چیز استعمال کرنے سے دانتوں کے خراب ہونے کا باعث ہے۔ گائے اور جنگلی جانوروں کے زیادہ گوشت کھانے سے کند ذہنی اور عقل وفہم میں فراموشی کے پیدا ہونے کا موجب ہیں۔

جماع کے بعد حمام کرنے کا فائدہ

مجامعت کے بعد حمام میں جانا کافی بیماریوں سے بچنے کا فائدہ ہے کیونکہ جماع کے بعد انسانی اعصاب وعقل پر مختلف تشنج کے لاحق ہونے کا خطرہ ہے اس طرح تنگی نفس اور اضطراب قلب کو دور کرنے کے لئے جلدی حمام میں نہانا نظافت وپاکیزگی کا باعث ہے اگر آدمی جماع کے بعد حمام میں نہ جائے تو عورت کے حاملہ ہونے کی صورت میں بچے کے دیوانے ہونے کا خطرہ ہے آج کل بھی طب کی رو سے کافی فوائد ہیں دوسری کتب سے استفادہ کریں۔ امام علیہ السلام حمام میں جانے کے لئے فرماتے ہیں کہ آدمی کا مزاج حد اعتدال پر رہتا ہے اور پاکیزگی سے دوری چھوٹی، بڑی رگوں کو ملائم کرنا اور انسانی بدن کے فضول جراثیم دور ہو جاتے ہیں اور جو چاہتا ہے اس کا بدن ملائم رہے حمام میں پہلے گرم پانی اور روغن بنفشہ کو استعمال کرے۔

کشمش : کشمش کا کھانا اور استعمال انسانی اعضاء کے محکم ہونے کا باعث ہے اور کشمش مزاج کو نرم وملائم کرتی ہے خون کا تنقیہ کرتی ہے روح کو نشاط وخوشی عطا کرتی ہے اعصاب کو ہموار رکھتی ہے اس میں وٹامن بی ہوتا ہے جنون ودماغی کمزوری والے لوگوں کے لئے مفید ہے۔

شہد کے فائدے :شہد پاکیزہ ترین اور کامل ترین غذا ہے کہ جس میں بہت سے وٹامن ہیں اور بہت سی بیماریوں کا علاج ہے اور کم خونی دور ہوتی ہے اور دل کو تقویت پہنچاتا ہے اور بھی بہت سے فوائد ہیں آپ علم طب کی کتب کی طرف رجوع کریں۔

بهداشت مسافر از نظر امام علیہ السلام: اے مامون جان لے کہ مسافر سفر کے وقت کو اس وقت قرار دے کہ جب ہوا معتدل ہو اگر ہو تو مسافرت میں کھانا پیٹ بھر کر نہ کھائے نیز شکم خالی سے بھی مسافرت نہ کرے سوائے گرمی میں سرد و ٹھنڈی چیزیں استعمال کریں اور سردیوں کے سفر میں گرم چیزیں استعمال کرے سفر کے دوران جہاں بھی اترے وہاں کا پانی استعمال نہ کرے مگر پہلی جگہ کا پانی ملا کر پھر دوسری جگہ اس سے سابق جگہ کا پانی ملائے۔ مسافر سفر کرتے وقت اپنی جگہ کی مٹی ساتھ لے لے جب کہیں اترے اور پڑاؤ ڈالے تو اپنی اس مٹی کو کچھ پانی میں ملا کر استعمال کرے۔

بهترین پانی : بہترین پانی کا استعمال چاہے وطن میں ہو یا سفر میں اس چشمے کا ہے کہ جو مشرق کی جانب ہو نیز طلوع آفتاب کی جانب پانی لینا اور گرمیوں میں سالم ترین پانی اپنی صفات کا حامل مفید صحت ہے۔

بد ترین پانی : نمکین اور شور پانی کا استعمال نہ کریں کہ معدہ کے خراب ہونے کا باعث ہے برف کا پانی مزاج پر غلبہ اور اس کے لئے مضر ہے پانی زیادہ دیر بند پڑا رہے تو استعمال نہ کریں ٹھہرے ہوئے کنویں کا پانی استعمال نہ کریں ٹھہرا ہوں حوض میں پانی مضر صحت ہے۔

مجامعت کا دستور : سردیوں اور گرمیوں میں قمری مہینے کے پہلے دن اور رات کو مجامعت سے پرہیز کریں کیونکہ پہلی تاریخ میں انسانی رگیں پسینے سے پر ہیں اور اس حال میں جماع ممنوع ہے کھانا کھانے کے بعد بھی جماع نہ کریں کہ قولنج و فالج کا خطرہ ہے اور سنگ مثانہ و پیشاب کے کم ہونے کا بھی باعث ہے آنکھوں کی بینائی کے کمزور ہونے کا خطرہ ہے اگر جماع کا ارادہ کریں تو رات کے آخری حصے میں انجام دیں یہ وقت جسم کے لئے مفید ہے۔ اور تولید نسل کے لئے بیشتر امید اور نامولود کے عاقل و ذہین ہونے کی توقع ہے جماع سے پہلے شوخی مذاق اور ملاعبت انجام دیں اور عورت کے پستانوں کو مساس کرنا اسے بیشتر آمادگی کا بلاوا ہے کیونکہ خواہش عزیزی عورت کی مختلف رگوں میں ہوتی ہے کہ جو اس کے پستانوں سے وابستہ ہیں اس سے پورے جسم کی رگوں سے شہوت پستانوں میں جمع ہو جاتی ہے اور عورت کی خواہش کو پورا کیا جاتا ہے اور شہوت کے آثار اس صورت میں پیدا ہوتے ہیں عورت سے جماع کے وقت پاک وصاف ہوں فارغ ہونے کے وقت اور بعد دائیں طرف سوئیں۔ پیشاب کے ذریعہ سنگ مثانہ خارج ہوتا ہے اور انسانی اعضاء اپنی رفتار پر آجاتے ہیں پھر غسل کریں اس کے بعد شربت شہد استعمال کریں کہ جو جماع کے بعد انسانی جسم کی طاقت کو بحال کرتا ہے اور عورت سے نزدیکی کا وقت برج حمل اور دلو مجرب ہیں۔ اس سے بہتر ماہ برج ثور میں ہو کیونکہ ثور شرف ماہ ہے۔ اگر مذکورہ بالا قواعد پر عمل کرے تو صحت جسم کے لئے مفید ہے اللہ کے اذن سے قال اللہ تعالیٰ یعطی العافیہ لہٰذا ان مسائل کے ساتھ عافیت عطا کرتا ہے جس کو چاہے۔

والحمد للہ اولاً وآخراً و ظاهراً و باطناً۔

چوتھی فصل

امام سے تقرب کی خاطر مامون کا اہل سنت سے مناظرہ

مرحوم صدوق عیون میں تمیم بن عبداللہ بن تمیم قریشی سے وہ اپنے باپ سے وہ احمد بن علی انصاری سے وہ اسحاق بن حماد سے کہ وہ کہتا ہے مامون نے ایک مجلس مناظرہ منعقد کی کہ جس میں اہل بیتؑ کے مخالفین کو بلایا اور ان سے حضرت امیر المومنین امام علیؑ کی امامت کا اور سب صحابہ پر فضیلت کے بارے میں گفتگو اور دفاع کیا تا کہ امام رضاؑ سے قرب حاصل کرے اپنے اصحاب کو امام رضاؑ نے فرمایا: کہ جن پر امامؑ کو بہت اعتماد تھا کہ اس کے (مامون) کلام پر اعتماد نہ کرو اور اس کی باتوں میں نہ آؤ خدا کی قسم یہ میرا قاتل ہے۔

لیکن میں صبر کر رہا ہوں یہاں تک کہ خدا کی طرف سے جو وعدہ ہے وہ پہنچ جائے۔

اسی طرح روایت اسحاق اپنے باپ سے اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید یہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم نے محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس سے یہ سب محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے وہ ابو منیر صالح بن ابی حماد رازی سے وہ اسحاق بن حاکم سے کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے مامون نے اہل حدیث و اہل کلام کی ایک جماعت کو بلانے کا حکم دیا میں نے دونوں کو بلایا جو چالیس افراد برجستہ اور عالم میری نظر میں تھے ان کو ایک مکان میں بیٹھایا کہ مامون نے ان کو اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی وہ داخل ہوئے اور ان سے سلام کے بعد کافی مانوس ہو کر کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں تمہار یاور اللہ کے درمیان ہو گیا اپنی حجت بیان کروں کہ میرا موقف و مذھب و عقیدہ حق ہے جو دلیل رکھتا ہو وہ پیش کرے اگر درست ہوگی قبول کرونگا اگر درست نہیں تو میری بات کو قبول کرنا تا کہ حق بات پوشیدہ نہ رہے اس کے بعد والی حدیث و روایت میں بھی یہی تکرار ہے لہٰذا بعد والی روایت میں علماء اہل سنت سے مناظرہ اس طرح بیان ہوا ہے۔

مامون رشید کا اہل سنت سے مناظرہ

مرحوم صدوق عیون میں تمیم بن عبداللہ بن علی انصاری سے وہ اسحاق بن حماد سے نقل کرتا کہ اسحاق بن حماد کہتا ہے کہ یحییٰ بن اکثم قاضی نے ہم سب کو جمع کیا کہ مامون کا دستور ہے کہ اہل حدیث و کلام کو حاضر کروں اور تقریباً چالیس علماء ان دو گروہوں سے جمع ہوئے۔

انتظار کی جگہ بیٹھے تھے اور مامون کے درباری حاضر تھے یحییٰ بن اکثم کہتا ہے کہ مامون نے ان کو قبول کیا اور اپنی

خاص عنایت سے نوازا پھر مامون نے کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ آج تم پر اپنی حجت تمام کروں جو بھی حاجت یا خواہش رکھتا ہے وہ پوری کروں، لباس اور جوتے اپنے اتار کر سکون سے بیٹھو کیونکہ آج ہماری مجلس طولانی ہوگی۔

سب علماء نے مامون کی بات پر عمل کیا۔ مامون نے کہا خدا سے ڈرو میری ریاست وحکمرانی کا حق بیان کرنے کے لئے مانع نہ ہو مخلوق کے تقرب کے لئے خالق کی معصیت نہ کرو مگر یہ کہ خدا اس مخلوق کو غالب قرار دے سب لوگ مجھ سے مناظرہ کریں میری نظر میں رسول خدا کے بعد علی بن ابی طالب علیہ السلام بہترین فرد وافضل ہیں۔

یہ میرا عقیدہ ہے اس کی تصدیق کرو ورنہ کوئی اپنی دلیل پیش کرو میرے اس عقیدے کے خلاف تمہیں اختیار ہے اب تم چاہتے ہو کہ سوال کروں مجھ سے سوال کرو۔ علماء حدیث نے کہا ہم سوال کرتے ہیں؟ مامون نے کہا جو چاہو سوال کرو لیکن ایک آدمی کا انتخاب کرو اور خلل کے موارد میں اس کی مدد کرنا تاکہ مغالطہ نہ ہو اور حسن گفتگو کے درمیان مخل نہ رہے۔

سنی عالم۔ ہمارا عقیدہ اس کے خلاف ہے کہ جو تو نے ذکر کیا ہے ہمارے نزدیک رسول کے بعد بہترین فرد ابوبکر ہے۔ اس روایت کی دلیل ہے کہ جس کو سب نے اتفاق کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: ابوبکر اور عمر کی پیروی میری پیروی ہے یہ امت کے لئے رحمت اور خیر خواہ ہیں ہم کو ان دو بزرگوں کی پیروی کا حکم دیا ہے ہمیں یقین ہے کہ رسول نے اپنے بعد بہترین افراد کی پیروی کا حکم دیا ہے۔

مامون: روایات بہت ہیں یا سب باطل یا سب حق یا بعض حق اور بعض باطل پہلی قسم کہ سب باطل ہوں اس سے لازم آتا ہے کہ کوئی دین حق نہ رہے سب ختم ہوں اور شریعت کا وجود بھی نہ رہے گا دوسری قسم کہ سب حق ہے کہ تناقض گوئی کیونکہ اختلاف فرق کی دلیل ہے کہ سب حق نہیں باقی رہی تیسری قسم کہ بعض حق اور بعض باطل ہے تو حق کے لئے دلیل لائی جائے تاکہ اس کے خلاف جو چیز ہے وہ برطرف وختم ہو جائے۔

اگر منقول روایت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ جس میں بہترین مخلوق میرے بعد امام علی علیہ السلام ہے تو صحیح ہے ورنہ روایت اس کے علاوہ باطل ہے کیونکہ رسول خدا حکیم ترین اور صادق اور محال کا امر لوگوں کو کرنے سے دور ہے اور لوگوں کو دین سے روکے رکھنا درست نہیں ہے نتیجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں فرمانا چاہیے کہ ابوبکر وعمر خلیفہ ہیں کیونکہ دونوں رجعت سے یا متفق تھے یا اختلاف رکھتے تھے۔

اگر متفق تھے تو لازم ہے کہ دو نفر صورت وجسم میں ایک ہوں اور یہ خارج میں موجود نہیں ہوسکتا کہ دو چیزیں ایک ہوں ہر لحاظ سے لہٰذا ضروری ہے دونوں اختلاف رکھتے ہوں اس صورت میں کیسے ممکن ہے کہ دو آدمیوں کی کہ جو مختلف ہوں پیروی کی جائے اور اس سے تکلیف مالا یطاق لازم آتی ہے کیونکہ اگر ایک کی پیروی کریں دوسرے کی مخالفت لازم آتی ہے اور اس پر دلیل ہے کہ عمر، ابوبکر کے حکم میں اختلاف رکھتا تھا۔

ابوبکر نے مرتد لوگوں کو قید کیا عمر نے ان کو آزاد کردیا ابوبکر خالد کے قتل یا رہائی میں متردد تھا اس کی رائے عمر کے خلاف تھی۔ عمر دو متعے (نماز و طواف نساء اور عورتوں سے متعہ کرنا) حرام قرار دیئے حالانکہ ابوبکر حلال سمجھتا تھا عمر دیت اور عطیہ کو بیت المال سے دیتا ابوبکر اس کے خلاف نظریہ رکھتا تھا ابوبکر نے اپنے بعد کے خلیفے کا تعیین کیا عمر نے شوری پر چھوڑ دیا اور اپنے بعد کے خلیفہ کو معین نہ کیا دونوں کے اختلافات بہت سے موارد میں روشن و واضح ہیں۔

ایک اور عالم:۔ پیغمبر نے فرمایا:

لو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً

اگر میں چاہتا کہ کسی کو دوست بناؤں تو ابوبکر کو دوست بناتا،

ماموں:۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث کی طرح درست نہیں ہے کیونکہ محال لازم آتا ہے کہ تمہارے طریقے سے روایات نقل ہوئی ہیں کہ پیغمبر نے ہر ایک اصحاب میں ایک دوسرے کا بھائی بنایا مگر امام علیؑ کو کسی کا بھائی نہیں بنایا اور فرمایا: تیرے لئے اس کی تاخیر کی کہ تم میرے بھائی ہو فانت اخی فی الدنیا والاخرة ضروری ہے کہ ان دو میں سے ایک روایت صحیح اور دوسری باطل ہو۔ تیسرے عالم:۔ نے کہا امام علیؑ نے فرمایا: امت میں پیغمبر کے بعد بہترین امت ابوبکر و عمر ہیں۔

ماموں:۔ محال ہے نیز اس حدیث کو پیغمبر سے نقل کرنا تب درست ہے کہ جب یہ دونوں ابوبکر و عمر) پوری امت سے افضل ہوں پھر کس لئے عمرو بن عاص کو ایک مرتبہ دوسری مرتبہ اسامہ بن زید کو ان دو پر امیر بنایا پھر یہ کہ امام علیؑ نے فرمایا: کہ جب پیغمبر اسلامﷺ نے انتقال کیا اور میں ان کی جانشینی کے لئے اولیٰ بہتر ہوں لیکن مجھے ڈر تھا کہ لوگوں سے پھر جائیں گے اور کافر ہو جائیں گے اور (پیغمبر کی کئی سالہ زحمت برباد نہ ہو جائے) پھر وہ چیزیں کہ جو دلالت کرتی ہیں اس حدیث کو امام علیؑ سے جھوٹی نسبت دینا کہ فرماتے ہیں۔

انی یکونان افضل منی وقد عبدت الله تعالیٰ قبلهما وعبدته بعدهما .

کہاں ابوبکر و عمر مجھ سے بہتر ہیں میں نے خدا کی ان سے پہلے عبادت کی ان کے بعد بھی اس کی عبادت کرتا ہوں۔

چوتھا عالم: ابوبکر نے اپنے اوپر دروازہ بند کیا اور کہا کوئی ہے کہ جو مجھ سے خلافت طلب کرے اور میں اسے دے دوں امام علیؑ ان کے دروازہ پر گئے اور فرمایا: کہ رسول خدا نے تجھے مقدم کیا ہے کون ہے جو تجھے مؤخر اور پیچھے کرے۔

ماموں: یہ بات بھی باطل ہے تم نے روایت کی ہے کہ امام علیؑ نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور گھر میں گوشہ نشین رہے یہاں تک کہ حضرت فاطمہؑ نے رحلت فرمائی اور وصیت کی کہ رات کو میرا جنازہ اٹھانا اور دفن کر دو اور یہ دونوں (ابوبکر

وعمر) میرے جنازے پر حاضر نہ ہوں پھر یہ کہ اگر ابوبکر رسول کی طرف سے خلیفہ ہوتا اس کے لئے جائز نہیں تھا کہ دوسرے کو واگزار کرے حالانکہ انصار سے کہا کہ میں تم سے راضی ہوں کہ ان دو ابوعبیدہ اور عمر میں سے کسی کو خلیفہ بنالو۔

پانچواں عالم:۔ اصحاب حدیث سے کہا عمرو بن عاص نے رسول خدا سے عرض کیا کہ عورتوں میں سے کونسی آپ کو زیادہ محبوب ہے رسول خدا نے فرمایا: عائشہ عرض کیا مردوں میں سے؟ فرمایا: ابوبکر۔

مامون: نے جواب دیا یہ حدیث گزشتہ حدیث کی مانند ہے کہ جو تم نے روایت کی ہے کہ مرغ بریان رسول خدا کے پاس تھا فرمایا: خدایا اس کو بھیج کہ جو تمام مخلوق سے زیادہ دوست ہو مقصد امام علیؑ تھا امام علیؑ حاضر ہوں ان دو روایتوں میں سے کونسی درست ہے اور کونسی باطل ہے۔

چھٹا عالم:۔ میدان مناظرہ میں قدم رکھا اور اظہار کیا کہ امام علیؑ نے فرمایا: جو بھی مجھے ابوبکر وعمر پر فضیلت دے۔ اس پر افتراء وجھوٹ کی حد جاری کرونگا۔

مامون:۔ کس طرح ممکن ہے کہ علی نے فرمایا: ہو کہ میں اس پر حد جاری کرونگا۔ جس پر حد جائز نہیں کہ وہ حدود خدا سے تجاوز کرے اور خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرے چہ جائیکہ امام علیؑ پر ان دو کا افتراء نہیں ہے کہ علی نے نہیں فرمایا: تم نے حدیث گھڑلی تم نے اس طرح کی روایت کی ہر ایک سے ابوبکر نے کہا کہ میں تم پر صاحب اختیار رکھا۔ بہتر تم سے نہیں ہوں کون ایک علی وابوبکر سے سچ کہتا ہے حق امام علیؑ میں یا ابوبکر کے حق میں) اس کے باوجود خود حدیثوں میں تناقض ہے لہٰذا ابوبکر اپنے قول میں یا سچا ہے یا جھوٹا اگر سچا ہے کہاں سے جانتا تھا کیا وحی تھی وحی تو رسول خدا کے بعد منقطع ہوگئی۔ اگر اس کی اپنی فکر تھی تو فکر وگمان کو یہاں کوئی گنجائش نہیں ہے اگر جھوٹ کہا ہے تو محال ہے کہ جھوٹا آدمی خلیفہ مسلمین ہو اور احکام اور حدود کو دوسروں پر اجراء ونافذ کرے۔

ساتواں عالم:۔ رسول خدا سے روایت ہے کہ ابوبکر وعمر بوڑھوں کے سردار ہیں۔

مامون:۔ جنت میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا اور جنت میں رسول نے فرمایا: ہے کوئی بوڑھا داخل نہیں ہوگا کہ جب ایک عورت نے گریہ کیا کہ میں بوڑھی ہوں) جب اس کی گریہ کی آواز رسول نے سنی تو فرمایا: قرآن میں ہے۔

انا انشأناهن انشاء فجلنهن ابکارا عرباً اترابا (واقعہ ۳۵،۳۷)

اگر گمان کرتا ہے کہ ابوبکر جنت داخل ہوگا تو جوان ہو جائے گا تو دوسری روایت رسول خدا سے منقول ہے کہ جو حسنینؑ کے بارے میں ارشاد فرمائی۔

انهما سیدا شباب اهل الجنة من الاولین والاخرین وابو هما خیر منهما .

حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام جنت کے جوانوں کے سردار ہیں آیندہ وگزشتہ ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔

آٹھواں حال:۔ اصحاب حدیث سے اٹھا اور کہنے لگا رسول خدا نے فرمایا: اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث ہوتا۔

ماموں:۔ یہ حدیث محال ہے کہ رسول اللہ نے فرمائی ہو خدا تعالیٰ ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح والنبین من بعدہ

(سورہ نساء آیت ۳۶)

دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

واذاخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم

وموسیٰ وعیسیٰ بن مریم :

کیا ممکن ہے کہ رسول پیغمبری کے لئے مبعوث ہوا و عہد کسی سے نہ لیا ہو اگر عمر کے لئے ممکن تھا کہ وہ پیغمبر ہوتا کس لئے اس کی مانند دوسرے انبیاء سے اس کے لئے عہد نہ لیا تھا اگر عہد لیا گیا پھر پیغمبر کیوں نہیں بنا ممکن نہیں ایسی لیاقت عمر نبوت کے لئے رکھتا۔

نواں عالم:۔ عرفہ کے دن رسول خدا عمر کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: خداوند عالم فخر ومباحات کرتا ہے میری امت کے سب لوگوں پر خصوصا عمر پر ان کی عبادت کی بناء پر عمر کی عبادت افضل ہے جب سب لوگوں سے عبادت میں افضل ہے تو خلیفہ ہے۔

ماموں:۔ یہ فخر ومباہات جہل ہے جب کہ خدا سے بعید ہے کہ عمر پر فخر کرے اور اپنے سید الانبیاء کو چھوڑ دے اور اپنی خاص نظر وعنایت عمر پر کرے تعجب سے خالی نہیں یہ بات کہ تم سے اس طرح کی روایات مثل اس روایت کے ہے کہ تم کہتے ہو کہ رسول خدا نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا مجھے جانے کی آواز سنائی دی دیکھا تو بلال ابوبکر کا غلام ہے کہ جو مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہو رہا ہے یہ بات غلط ہے کہ تم نے ذکر نہیں کیا۔

مگر شیعوں کے مقابلے میں کہ جو کہتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام افضل مخلوق ہیں تم نے کہا ابوبکر امام علی علیہ السلام سے بہتر ہیں تم نے ہی کہا کہ ابوبکر کا غلام رسول سے بہتر ہے کیونکہ جنت میں رسول سے پہلے داخل ہو رہا ہے کیونکہ سابق (مقدم) مسبوق (جس پر مقدم ہو) افضل ہے اس طرح تم نے نقل کیا ہے کہ شیطان عمر کو دیکھ کر فرار کرتا ہے اور رسول جب تلاوت سورہ والنجم میں مشغول تھے تو شیطان ان کی زبان پر جاری ہو گیا۔

اضربتم اللات والعزی ومناۃ الثالثہ . تلک الفرانیق العلی

منها الشفاعة (۱)

ترجمہ:۔ کہ رسول نے اعتراف کیا کہ بتوں سے شفاعت کی امید ہے شیطان عمر کو دیکھ کر فرار کرے تمہارے عقیدے کے مطابق رسول اکرم ﷺ کی زبان پر سہو ونسیان جاری ہو تم کفار سے بدتر ہو۔

دسواں عالم:۔ رسول خدا نے فرمایا: اگر عذاب نازل ہوتو کوئی نجات نہیں پاسکتا سوائے عمر بن خطاب کے۔

مامون:۔ یہ قرآن کتاب خدا کے خلاف ہے کہ خدا فرماتا ہے۔

سنی علماء نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نماز میں تھے سورہ ۱۰ النجم پڑھ رہے تھے شیطان نے اس عبادت کو رسول کی زبان پر جاری کردیا۔

تلک الفرانیق العلی منها الشفاعة (ترجمہ) اس سے سہو نبی کے قائل اگر فرض کرتے ہوئے درست قرار دیں تو رسول پر اعتماد نہیں رہتا قرآن وشریعت کہاں سے لیں گے۔

وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم (۱)

اگر اللہ اس امت پر عذاب نازل نہیں کرتا کہ جب تم (نبی اکرم ﷺ) ان کے درمیان ہو۔ تم نے عمر کو رسول کے برابر قرار دیا ہے۔

گیارواں عالم:۔ عمر عشرہ مبشرہ میں داخل ہے یعنی ان دس آدمیوں میں ہے کہ جن کو رسول خدا نے جنت کی بشارت دی ہے۔ مامون:۔ تم خود نقل کرتے ہو کہ عمر نے حذیفہ سے کہا تمہیں خدا کی قسم کیا میں منافقین سے ہوں؟ اگر رسول نے عمر سے کہا کہ تم اہل بہشت سے ہو تو پیغمبر نے تصدیق نہیں کی جب کہ یہاں حذیفہ نے اس کو نفاق سے پاک مانا ہو اور کہا ہو کہ تم اہل جنت سے ہو کیونکہ رسول خدا نے تصدیق نہیں کی اگر تصدیق کرتے تو کس لئے حذیفہ سے اپنے نفاق کا سوال کرتا یہ خبریں تناقض پر مبنی ہیں۔

بارھواں عالم:۔ رسول خدا نے فرمایا:

کہ میں نے ایک ترازو میں رکھا میری تمام امت کو ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا میں پوری امت پر بھاری ہوا پھر ابوبکر کو ایک میں رکھا وہ بھی امت سے وزن میں زیادہ اس کے بعد عمر کو رکھا وہ بھی وزنی تھا پس یہ وزن ترازو میں کیا گیا۔

مامون نے جواب دیا:

....

سورہ انفال آیت ۳۳

یہ امر محال ہے کیونکہ اس امت سے ان دو کا وزنی ہونا یا تو جسم کے لحاظ سے ہے یا اعمال کے لحاظ سے اگر جسم کے اعتبار سے ہے تو یہ بات کسی عقل مند پر مخفی نہیں ہے کہ امت کے جسم سے ان کا جسم وزن میں زیادہ ہو اگر مراد اعمال ہیں تو اس زمانے میں انھوں نے اس قدر عمل نہیں کیا تو وزن کیسے زیادہ ہوسکتا ہے۔

مامون:۔ مجھے بتاؤ کہ ایک دوسرے کی فضیلت کیسے ہے؟

علماء اہل سنت:۔ فضیلت اعمال صالحہ سے ہوتی ہے۔

مامون:۔ اگر کوئی رسول خدا کے زمانہ میں اپنے صاحب پر فضیلت رکھتا ہو پھر رسول خدا کے بعد مفضول یعنی عمل اس کا کم تھا نیک عمل انجام دیئے اپنے صاحب سے بڑھ گیا یعنی رسول خدا کے عہد میں ان پر عمل میں مقدم تھا کیا یہ آدمی کہ جو عمل میں فضیلت رکھتا ہے رسول خدا کی وفات کے بعد اسے ان سے ملحق کر سکتے ہیں۔

اس سے کہ جو فاضل تھا رسول خدا کے عہد میں ان دونوں کو ایک ردیف میں قرار دیں اگر کہتے ہو کہ اس مفضول کو اس فاضل سے ملحق کر سکتے ہیں یا اس فاضل پر اس کو فضیلت دے سکتے ہیں تو پھر اس زمانہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ جو جہاد حج، روزہ، نماز اور صدقہ میں سب سے زیادہ۔ فضیلت رکھتا ہے اس ایک سے صحابہ میں سے رسول خدا کے زمانہ میں قبول کریں اس آدمی کو ملحق کریں صحابہ رسول سے۔

علماء: کہنے لگے کہ آپ سچ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کا فاضل رسول کے زمانہ کے فاضل سے ملحق نہیں ہوگا۔

مامون: نے پھر کہا فکر کرو اس میں کہ جو دین کے پیشواؤں نے تمہارے لیے روایت نقل کی ہے کیونکہ اپنے دین کو ان سے لیا ہے جو کچھ فضائل امام علیؑ میں وارد ہوا ہے مقایسہ کرو اس میں کہ جو تمام عشرہ مبشرہ کے بارے میں وارد ہوا ہے ان دس کے لئے جنت کی بشارت دی ہے پس اگر فضائل امام علیؑ کی روایات کے بہت سے موارد ہیں کہ جن میں سے بعض کو ذکر کیا ہے کمتر ہیں ان دس سے تو تمہارا قول درست ہے اور حق و فضائل امام علیؑ ان سے زیادہ روایات میں نقل ہوئے ہیں۔ پس اپنے پیشواؤں کی پیروی کرو اور حد سے تجاوز نہ کرو اور حق کو قبول کرو جب مامون یہاں تک پہنچا تو تمام علماء نے اپنے سر نیچے کر لیئے۔

مامون نے کہا کس لئے خاموش ہو جواب کیوں نہیں دیتے۔

علماء: ہمارے پاس کوئی دلیل باقی نہیں رہی کہ تمہیں جواب دیں۔

مامون: جب رسول خدا مبعوث ہوئے کونسے اعمال اس دن افضل تھے۔

علماء: اسلام کی طرف سبقت کرنا السابقون السابقون اولئک المقربون۔

مامون: کیا اسلام میں سبقت علی کے علاوہ کسی اور نے بھی کی کسی کو پہچانتے ہو؟

علماء: جب علی اسلام لایا تازہ جوان اور کمسن تھا حکم اور تکلیف اس پر نہیں تھی کہ اسلام کے لئے فضیلت قرار دیں بہ خلاف جب ابوبکر صدیق ایمان لایا بوڑھا تھا مکلف تھا فرق ہے ایمان بہ تکلیف اور ایمان بدون تکلیف میں۔

مامون: مجھے بتاؤ کہ علی کا ایمان لانا الہام ووحی الٰہی سے تھا یا رسول نے دعوت دی۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ الہام تھا تو فضیلت دی ہے علی علیہ السلام کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیونکہ ابھی رسول مبعوث بر سالت نہیں ہوئے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے وسیلے سے احکام اور آیات الٰہی نازل ہوئیں۔

اگر کہتے ہو کہ رسول کی دعوت سے ایمان لائے پھر یہ سوال سامنے آئے گا کہ رسول خدا کے حکم سے دعوت دے رہا تھا اگر خود اپنی طرف سے دعوت دے رہا تھا تو یہ صفت خود قرآن کے خلاف ہے کہ جو رسول کے لئے ثابت ہے۔

وانا من المتکلفین .(۱) وماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوھی (۲)

اگر دعوت خدا کی طرف سے تھی تو سب بچوں کو علی دعوت کرے اور اس کو سب اختیار کریں اور علی کو اسلام کی طرف بلائیں ان سے اطمینان ہو ہمیں علم ہے کہ خدا کا حکم تھا پس حق امام علی علیہ السلام کے ساتھ ہے۔

مامون: مجھے بتاؤ کہ خدائے حکیم کے لئے جائز ہے کہ وہ سب مخلوق کو تکلیف دے کہ جن کی وہ طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اگر جائز کہتے ہو تو کافر ہوں گے خدا کی قسم اور اگر کہو کہ تکلیف مالا یطاق دینا کسی حکیم کے لئے درست نہیں ہے پھر کس طرح رسول کو حکم دیا کہ دعوت کریں جب کسی کے لئے ممکن نہیں کہ اس کو قبول کرے کہ جس کا حکم ہوا ہے بچے اور کمسن ہونے کی دلیل لانا ضعیف ہے اور قبول نہیں ہے۔

مامون: نے گفتگو کو جاری رکھا پھر علی کے حق میں کہا رسول نے کسی اور بچے کو بھی دعوت دی تا کہ علی کی طرح وہ بھی افضل و برتر ہو کبھی نہیں بتا سکے کہ علی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کو یہ فضیلت ہو۔ پس علی کو سب بچوں اور لوگوں پر فضیلت ہے۔

مامون: مجھے بتاؤ کہ اسلام میں سبقت کن اعمال سے افضلیت رکھتی ہے؟

علماء: جہاد در راہ خدا اور اسلام میں ایمان سب سے پہلے قبول کرنا۔

مامون: کیا عشرہ مبشرہ میں سے کسی میں یہ فضیلت ہے کہ ان کو جنت کی بشارت دی گئی جیسے علی نے جہاد در راہ حق میں سبقت اور تمام جنگوں میں علی پیش پیش رہے یہاں تک کہ جنگ بدر میں تنہا علی نے ۳۶ مشرکین کو قتل کیا اور دوسرے سب مسلمانوں نے چالیس کو قتل کیا۔

---

۱. سورہ ص ۸۷

۲. سورہ نجم آیت ۳و۴

ایک عالم: اصحاب حدیث نے کہا ہے کہ جس طرح ابوبکر رسول کے ساتھ خیمہ میں تھے اور رسول جنگ کی تدابیر کے امور انجام دے رہے تھے۔

مامون: عجیب بات کہہ دی تم نے کیا ابوبکر تنہا امور جنگ کے لئے تدبیر کرتے یا رسول کو ابوبکر کی رائے کی ضرورت واحتیاج تھی کونسی تین باتوں میں سے تمہارے نزدیک درست ہے۔

عالم: خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ کہوں ابوبکر بغیر رسول کی تدبیر کے تنہا امور جنگ کو اپنے عہدے میں لئے ہوئے تھے یا رسول کو اس کی ضرورت تھی یا تدبیر میں شریک تھے۔

مامون: پس ابوبکر کا رسول کے خیمہ میں رہنا کیا فضیلت رکھتا ہے اگر فضیلت یہ ہے کہ ابوبکر نے جہاد میں شریک نہیں ہوا اور خیمہ میں بیٹھا رہا تو بیٹھنے والے جہاد والوں پر افضل ہوں حالانکہ قرآن بیٹھنے والوں پر مجاہدین کو فضیلت دے رہا ہے۔

لایستوی القاعدون ... وفضل الله المجاهدین علیٰ القاعدین (۱)

اسحاق بن حماد: ۔کہتا ہے کہ مامون نے مجھ سے کہا سورہ حل اتی علیٰ الانسان کو پڑھو میں نے پڑھا جب اس آیت پر پہنچا

ویطعمون الطعام علیٰ حبه مسکیناویتیما و اسیرا ...(۱)

مامون: ان آیات کا نزول کس کے حق میں ہے؟

اسحاق: امام علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئیں۔

مامون: کیا تجھے خبر ملی ہے کہ جب مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلایا تو فرمایا:

انما نطعمکم لوجه الله لانرید منکم جزاءً ولاشکورا .(۲)

کہ خدا نے تصدیق فرمائی۔ اسحاق: ایسا مطلب مجھے نہیں پہنچا کہ علی نے انفاق کے وقت اس طرح فرمایا:۔

مامون: ۔حق تعالیٰ علی کی نیت وعمل سے آگاہ تھا اور اس کا اپنی کتاب (قرآن) میں اظہار فرمایا: اس لئے کہ علی کو سب مخلوق پہچان لے پھر کہا کیا جانتے ہو کہ خداوند نے جنت کی توصیف سورہ میں اس طرح کی ہے۔قواریر من فضة

اسحاق: میں نے نہیں دیکھا کہ جنت سے سوا کسی کو اسی طرح کی صفات سے توصیف کی ہو۔

مامون: پھر یہ بھی ایک اور فضیلت ہے جب یہ سورہ علی کے بارے میں انتہائی اوصاف کے ساتھ بیان ہوئی ہے تو یہ فضیلت دوسروں سے اسے ممتاز کرتی ہے۔

مامون: ۔قواریر من فضة کس طرح ہے؟

....

ا۔ سورۂ

۲. سورہ دھر آیت ۹

اسحاق: مجھے نہیں معلوم کہ اس کی کیفیت میں نہیں جانتا۔

ماموں برتن اور لباس بہشتی اس طرح بلوری صورت میں ہونگے کہ جو کچھ اس کے اندر ہے باہر سے دیکھائی دیگا۔

ماموں: کیا تم ان سے نہیں ہو کہ جنہوں نے عشرہ مبشرہ کے بارے گواہی دی کہ وہ جنت میں ہونگے۔

اسحاق:۔ہاں میں نے گواہی دی ہے۔

ماموں: کیا کہے گا اسے کہ جو کہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں کیا یہ آدمی تمہاری نزدیک کافر ہے۔

اسحاق:۔کافر نہیں ہے۔

ماموں: کیا کہے گا اس آدمی کے بارے میں کہ جو کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ سورہ قرآن سے ہے یا نہیں کیا یہ آدمی بھی کافر ہے یا نہیں؟

اسحاق:۔ہاں جو سورہ کا انکار کرے وہ کافر ہے یہ مسلّم ہے کہ تمام سورتوں کا مجموعہ قرآن ہے۔

ماموں: میں اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ ایسے آدمی کی فضیلت کہ جو کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ حدیث صحیح ہے تحقیق کی جائے پھر مجھے بتاؤ کہ حدیث مرغ بریان کہ رسول نے فرمایا: پروردگار! دوست ترین اور محبوب ترین مخلوق میں سے اس کو بھیجے کہ جو زیادہ تجھے محبوب ہے تو علی آئے اور ساتھ کھانا کھانا کیا یہ حدیث درست ہے کہ نہیں۔

اسحاق: ہاں اس حدیث کی صحت پر اعتراف کرتا ہوں۔

ماموں: خدا کی قسم تیرا عناد و تعصب ظاہر ہوگیا یا دعائے رسول قبول ہوئی یا رد یا پہچان لے شناخت خدا افضل ہے لیکن تو مفضول کو درست رکھتا ہے یا چاہتا ہے کہ کہے کہ خدا نے فاضل کو مفضول سے پہچان نہ کروائی۔کونسی ان چار قسموں میں سے تیرے نزدیک بہتر اور تیرے دوست ایک گھنٹے سے اپنے سر نیچے کیے ہوئے ہیں اور فکر میں ڈوبے ہوئے چپ سادھ لی ہے۔اسحاق: سر کو بلند کر کے کہتا ہے کہ خدا نے ابوبکر کے حق میں فرمایا: ہے۔

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا (۱)

اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کی مصاحبت اور ہمراہی کو رسول کے ساتھ نسبت دی ہے۔

ماموں:۔سبحان اللہ کس قدر تمہاری اطلاع کم ہے کہ قرآن میں کافر و مومن کے مصاحب و ساتھی ہونے کا ذکر کیا تو کیا فضیلت ہے اس مصاحبت میں قرآن میں خدا کے اس قول کو تو نے نہیں سنا۔

صاحبهٗ وهو قال له یحاوره اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفة ثم سوّٰک رجلا(۲)

خدا نے فروس کافر کو یہودا مومن کا رفیق و ساتھی کہا ہے۔بہرحال یہ کہنا ان اللہ معنا فضیلت نہیں کہ خدا نیک اور بد کو ساتھ اس قول میں ذکر کیا ہے۔

۱. سورہ توبہ آیت ۴۰ ۲. سورہ کہف آیت ۳۷

یکون من نجوٰی ثلاثۃ الاھورا بعھم ولاخمسہ ...(۱)

البتہ یہ قول لاتحزن غمگین نہ ہو مجھے بتاؤ کہ ابوبکر کا رونا اور غمگین ہونا اطاعت تھا یا معصیت اگر کہے کہ معصیت تھا تو گناہ گار ہوا تو یہ کیا فضیلت اور اگر یہ اطاعت تھا کیوں رسول نے اسے روکا تو کیا اطاعت سے نہیں کر رہا تھا یہ صفت حکم کی شان کے خلاف ہے۔

مامون:۔ فانزل اللہ سکینتہ علیہ:۔ خدا نے آرام وسکون کو کس پر نازل فرمایا:

اسحاق:۔ خداوند آرام وسکون کو ابوبکر پر نازل کیا کیونکہ رسول تو اس سے بے نیاز تھا۔

مامون:۔ مجھے بتاؤ کہ خدا کا قول:

ویوم حنین اذاعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا

وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم

انزل اللہ سکینتہ علیٰ رسولہ وعلیٰ المومنین (۲)

کیا جانتا ہے کہ اس ایت میں مومنین کون ہیں کہ جن پر آرام وسکینہ نازل ہوا۔

اسحاق: میرے ذہن میں نہیں ہے کہ اس سے مراد کون ہیں۔

مامون: روز جنگ حنین لوگوں نے فرار کیا رسول کو چھوڑ گئے مگر سات نفر بنی ہاشم اور علی نے ذوالفقار حیدری سے جنگ کی اور عباس بھی رسول کے خچر کو پکڑے ہوئے تھا اس ڈر سے کہ کفار ان پر حملہ نہ کریں یہاں تک کہ خدا نے رسول کو فتح ونصرت عطا کی مومنین سے مراد یہاں علی اور وہ لوگ بنی ہاشم کے ہیں کہ جنہوں فرار پر قرار کو ترجیح دی۔

افضل کون ہے کہ رسول کے ساتھ تھا وقار وسکون رسول کے ساتھ ان کو عطا ہو (یا وہ ہے کہ جو نماز میں رسول کے ساتھ تھا اہلیت نہیں رکھتا تھا وقار وسکینہ کی کہ اس پر نازل ہو۔

مامون: نے گفتگو کو جاری رکھا اور کہا کہ مجھے بتاؤ اے اسحاق افضل وہ ہے کہ جو غار میں تھا یا وہ جو رسول کے بستر پر ہجرت کے وقت سویا جبکہ وہ بھی ہجرت کا ارادہ رکھتا تھا ہاں خدا نے حکم دیا رسول کو کہ علی کو اپنی جگہ سلاؤ رسول ﷺ نے علی کو اس چیز کا حکم دیا کہ علی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میری فداکاری سے آپ دشمنوں کے شر سے محفوظ وسالم ہو سکتے ہیں رسول خدا نے فرمایا: ہاں!

....

۱. سورہ مجادلہ آیت ۷ ۲. سورہ توبہ آیت ۲۵ و ۲۶

تو عرض کیا سمعاً وطاعۃً پھر رسول کے بعد ان کے بستر پر تلواروں کے سائے میں اس طرح سوئے کہ کافروں نے سمجھا رسول سو رہا ہے حالانکہ ہر قبیلے کا ایک فرد حاضر تھا کہ رسول پر حملہ کر کے کام تمام کر دیں کہ کسی کے ذمہ نہ لگے بخلاف ایک قبیلے کے علی نے خود سنا کہ اس قوم کی تدبیر فقط یہی ہے کہ رسول کے بستر پر پوری قوت سے حملہ اور ہوں کیا ابوبکر غار میں جزع وفزع کیا ہے۔

جبکہ رسول کے ساتھ تھا اور علی تنہا بستر پر صبر کی چادر اوڑھے ہوئے ایسے سو رہے تھے کہ جیسے کبھی نہیں سوئے ہیں اور خدا کے حکم پر سر تسلیم خم کیا خدا نے بھی اپنے ملائکہ کو اس کی حفاظت پر مامور فرمایا: تاکہ ان کو شر کفار سے بچائیں جب صبح ہوئی تو اٹھے قوم نے دیکھا کہا محمد ﷺ کہاں ہیں کہا میرے حوالے کر کے گئے تھے انھوں نے کہا ہم کو دھوکا دیا اس کے بعد رسول سے جا ملے علی کے ہر عمل نے روز بروز ان کی فضیلت میں اضافہ کیا یہاں تک کہ رحلت فرمائی

مامون:۔اے اسحاق کیا تو نے حدیث ولایت کو نقل نہیں کیا؟

اسحاق:۔ہاں میں نے روایت نقل کی ہے۔

مامون نے کہا کیا نہیں دیکھتے کہ خدا نے واجب کیا ہے علی کے حق کو ابوبکر وعمر پر نہ علی پر ان کا حق واجب ہے۔

مامون:۔رسول اکرم ﷺ نے کہاں فرمایا:

من كنت مولاه فهذا على مولا .

اسحاق:۔غدیر کے دن خم کے مقام پر حجۃ الوداع سے واپسی پر لیکن لوگ کہتے ہیں کہ یہ زید بن حارثہ کے بارے میں فرمایا ہے۔

مامون:۔زید بن حارثہ کس زمانے میں قتل ہوا۔

اسحاق: وہ تو جنگ موتہ میں قتل ہوا۔

مامون:۔کیا جنگ موتہ واقعہ غدیر خم سے پہلے نہیں تھی؟

اسحاق: ہاں پہلے جنگ موتہ ہوئی پس زید بن حارثہ غدیر میں نہیں تھا کہ اس کے متعلق کہا جائے۔

مامون: اے اسحاق جب تم پندرہ سالہ بیٹے ہو سب تم کو غلام کہ میرا غلام ہے تو ان سے قول کرنا کیا ناپسند نہیں کرے گا؟ یعنی یہ بات پست ہے کہ کوئی کہے کہ میرا غلام میرا مملوک وغلام ہے حالانکہ خدا نے اس کا اختیار میرے تابع کیا ہے۔

اسحاق:۔ہاں ناپسند کرتا ہوں۔

مامون:۔نے لوگوں سے کہا توجہ کرو اسحاق کیا کہہ رہا ہے اپنے فرزند کو منزہ کرتا ہے اس چیز سے کہ جو منزہ نہیں جانتا

رسول خدا کے لئے تم پروائی و ہلاکت ہو کیا اپنے خلفاء کو اپنا پروردگار قرار دیا ہے خدا نے نصاریٰ کی مذمت کی۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ (۱)

عیسائیوں نے اپنے علماء و دانشمندوں کو اپنے خدا قرار دیا خدا کی قسم عیسائیوں نے نہ ان کے لئے روزہ رکھا نہ نماز پڑھی لیکن ان کی باتوں اور ان کے احکام پر عمل کیا پھر تمہارے علماء جب عیسائیوں کے راہبروں کی طرح خدا واقع ہوئے۔

مامون:۔ کیا تم نے روایت نقل نہیں کی کہ رسول خدا نے امام علی ؑ سے فرمایا:

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ .

یعنی تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔

اسحاق:۔ ہاں روایت کی ہے۔ مامون:۔ کیا نہیں جانتے کہ ہارون موسیٰ کا بھائی تھا ماں باپ کے لحاظ سے۔

اسحاق:۔ اس نسبت کی میں تصدیق کرتا ہوں۔

مامون:۔ علی تو رسول جیسے ایسی نسبت نہیں رکھتا ہارون پیغمبر تھا اور علی پیغمبر نہیں یہ دو نسبتیں علی سے سلب ہوئیں باقی رہی فقط مقام خلافت اس پر یہ قول،

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ...

رسول خدا کا قول تھا کہ رسول نے تو علی کو مدینہ میں بچوں اور عورتوں کے لئے چھوڑا اور ان کو خلیفہ قرار دیا اور جہاد کے لئے نہ گئے۔ جبکہ علی ان کے پسر عم اور محافظ تھے ان کو اس خوف سے چھوڑ گئے کہ کہیں قتل نہ ہو جائے رسول نے چاہا تو رسول ان تو ہمات سے پاک ہے اس لئے یہ فرمایا: کہ میں تنہا نہیں (رہا بلکہ موسیٰ سے ہارون کی نسبت کی طرح مجھ سے ہو قرآن میں موسیٰ ؑ نے کہا۔

اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین (۱)

اسحاق۔ فرق ہے ان دو کے درمیان کہ موسیٰ ؑ نے خلیفہ قرار دیا ہارون کو اور رسول نے امام علی ؑ کو کیونکہ موسیٰ ؑ زندہ تھے ہارون کو خلیفہ قرار دیا بلکہ بعد وہ میقات پر گئے (کوہ طور پر) اور رسول نے اپنی زندگی سب کے لئے علی کو خلیفہ قرار نہیں دیا بلکہ ان کی قوم و امت ان کے ساتھ جہاد پر گئے علی کو عورتوں اور بچوں کی سرپرستی کے لئے چھوڑ گئے اگر سب پر قرار دیتے تو اپنی وفات کے بعد ہوتا نہ اپنی زندگی میں۔

۱۔ سورہ اعراف آیت ۱۴۲

مامون: جب موسیٰ علیہ السلام میقات پر گئے تو کسی کو ساتھ لے گئے یا نہیں؟

اسحاق: ہاں ایک گروہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میقات پر گیا۔

مامون: اس طرح ہے علی کا معاملہ کہ وہ بمنزلہ ہارون ہیں اور خلیفہ تھے یہاں تک کہ جو رسول کے ساتھ جہاد پر گئے اس حدیث یا تساوی خلافت سے کہ زندگی اور موت میں خلیفہ ہیں استفادہ ہوتا ہے خصوصاً اس حدیث کے تحت سے کہ جس میں استثناء فرمایا ہے۔

علی منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی

جو ہارون کے لئے ثابت ہے وہی علی کے لئے ثابت ہے چاہے زمانہ حیات ہو یا بعد از حیات مگر مقام نبوت نہیں رکھتے کہ فرمایا: میرے بعد نبی نہیں آئے گا۔

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ علی وزیر رسول تھے کہ جس طرح موسیٰ نے خدا سے عرض کی اس دعا میں۔

واجعل لی وزیراً من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشر کہ فی امری(۱)

پس علی وزیر رسول خدا ہیں اور رسول کے ناصر و مددگار جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون وزیر و ناصر مددگار تھے۔

ہارون موسیٰ کی طرف سے تمام جہات میں خلیفہ تھا اسی طرح علی رسول کے تمام جہات میں خلیفہ ہیں۔ اسحاق کہتا ہے کہ مامون اسی حال میں اہل کلام کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے بھی مناظرہ کیا۔

مامون کا مناظرہ اہل کلام سے

مامون: میں تم سے سوال کروں یا تم مجھ سے سوال کرتے ہو؟

علماء کلام: نے کہا ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں۔

علماء کلام: کیا علی کی امامت کو خدا کی جانب سے جنہوں نے نقل کیا ہے وہ واجبات کو نقل کیا ہے جیسے نماز ظہر چار رکعت ہے دو سو درہموں میں پانچ درہم زکات دینا واجب حج کو مکہ سے انجام دیں وغیرہ۔

مامون: ہاں اسی طرح کہا ہے۔

علماء کلام: پس کس طرح اگر یہ ناقل ہیں تو کوئی بھی واجبات میں اختلاف نہیں کیا اور فقط حکومت علی میں اختلاف کیا

۱۔ سورہ طہٰ آیت ۲۹ تا ۳۲

ہے حالانکہ دوسرے فرائض میں اختلاف کرتے۔

مامون: اختلاف کی علت وجہ روشن وواضح ہے کہ کسی واجبات الٰہی میں خلافت کی مقدار میں تنازع واختلاف نہیں لہذا خلافت، ریاست طلب افراد کی وجہ سے اختلاف کی موجب ہے ایک اور عالم: کیوں منکر ہوا ہے کہ رسول نے حکم دیا کہ اپنے درمیان کسی کو انتخاب کرلو خلافت کے لئے رافت ومہربانی رسول کی امت کی نیت تھی اور اس خوف سے کہ اگر رسول چاہتا کسی کو تنہا خلیفہ خود معین کرتا تو لوگ نافرمانی کرتے اور اس کی خلافت کو قبول نہ کرتے اور یہ خود سبب حلاکت وتنزل عذاب کا باعث ہے۔

مامون: تمہاری فرمائش سے اس جہت سے انکار کرتا ہوں کہ خدا رسول کی نسبت مخلوق پر زیادہ مہربان ہے حالانکہ رسول کو خود اپنی مخلوق پر مبعوث فرمایا: اور جانتا تھا کہ مخلوق میں عاصی ومطیع ہیں اور اس کا علم عاصی کے وجود سے رسولوں کو بھیجنے سے مانع نہیں بتائیں اگر نافرمانی مخلوق علت ہے تو یقین خلیفہ نہ کرنے کی تو بطریق اولی ممنوع ہے رسولوں کو بھیجنا ایک اور دلیل اگر رسول نے حکم دیا امت کو کہ وہ خلیفہ بنالیں تو لوگوں میں یہ بات اس حال سے خالی نہیں کہ یا تمام کو حکم کیا یا بعض کو اگر تمام کو حکم کیا پھر خلافت کا اختیار کسی کو ہے خواہ جس کو خلیفہ بنالیں یا کچھ مامورین کا وظیفہ وذمہ داری تھی کہ وہ تعین کریں تمہارے کہنے کی بنا پر وہ بعض کی کوئی علامت ہو اگر کہوں کہ فقہاء یقین کریں پھر ناچار فقہاء کی فقہ کو معین کریں کہ کس پایہ کی فقہ رکھتا ہو اور کوئی علامت قرار دی جائے۔

ایک اور عالم: رسول خدا سے روایت ہے کہ مسلمان اگر کسی چیز کو نیک خیال کریں خدا کے ہاں نیک ہوگی اگر برا خیال کریں تو بری وقبیح ہوگی۔

مامون: ہاں یا مراد معاد سب مسلمان ہیں یا بعض اگر تمام ہوں تو محال لازم آتا ہے ممکن نہیں کہ سب مسلمان ایک مطلب پر اجماع واتفاق کریں۔ اگر بعض مراد ہے تو طائفہ وگروہ کو دیکھتے ہیں کہ اپنے حق میں نیک اور اچھی روایت کرتا ہے۔ جیسے شیعہ مذہب کی روایات علی کے حق میں حشویہ کی غیر علی کے حق میں کہاں سے ثابت ہو کہ امامت حقیقی اس فرقہ میں ہے۔

چوتھا عالم: کیا تیرے لئے جائز ہے کہ تو گمان کرے کہ اصحاب پیغمبر سب نے خطا کی۔

مامون: کس طرح میں گمان کرسکتا ہوں کہ اصحاب پیغمبر نے خطا کی ہے اور گمراہی پر اجماع کیا ہے حالانکہ تیرے خیال میں امامت واجب نہیں سنت ہے جب تم امامت کو از جانب خدا نہیں مانتے اور نہ رسول کی طرف سے بلکہ لوگوں کو اس کے انتخاب کرنے کا حق ہے۔ پس کس طرح خطا ہوگی جو چیز نہ خدا سے نہ رسول کی طرف سے واجب ہے نہ سنت پس نتیجہ یہ ہوگا امر خلافت کو بدعت قرار دیا ہے۔ کہ جو خطا سے بالاتر ہے کیونکہ خطا میں عفو وبخشش کی گنجائش ہے لیکن بدعت میں مواخذہ

وعذاب ہے۔

پانچواں عالم:۔تم ادعا کرتے ہو کہ علی امام ہے ان کے علاوہ کوئی امام علیہ السلام نہیں ہے۔ پس گواہ لاؤ اپنے ادعا پر۔

مامون: میں ادعا نہیں کر رہا اور نہ ہی مدعی ہوں بلکہ میں امامت علی علیہ السلام کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے اقرار کرنے پر گواہ نہیں جو ادعا کرتا ہے کہ امامت اور عزل امام علیہ السلام اور امام علیہ السلام کے امور کا اختیار علی کے ہاتھ ہے یعنی خدا ہے یا خدا کی جانب سے ہے میرا یہ ادعا نہیں ہے۔

بلکہ میں اقرار کرتا ہوں علی کی امامت کا اس سے شاہد خالی نہیں کہ یا جو امامت وخلافت کے شرکاء ہیں ابوبکر، عمر، عثمان اور تابعین یہ تین آدمی یا ان کے علاوہ لیکن اگر ان کی مراد یہی ہے تو یہ دشمن ہیں ان کی گواہی کوئی ارزش مند نہیں ہے اگر علی علیہ السلام کے غیر کو مانیں تو ان کی شہادت وگواہی معدوم ونابود ہے یعنی ان کی گواہی ان کے مقابلے میں کوئی اثر نہیں رکھتی۔ پس کس طرح اس مطلب پر گواہ قائم ہو؟

چھٹا عالم: کونسا کام علی علیہ السلام پر رحلت رسول خدا کے بعد واجب تھا۔

مامون: جو کچھ واجب جانتے تھے انجام دیا ہے۔

عالم: کیا ان پر واجب نہیں تھا کہ لوگوں کو اپنی امامت کے لئے دعوت دے کر اعلان کرتے

مامون: امامت ایک آدمی کے فعل وقول سے نہیں ہوتی اور نہ یہ کہ لوگ اختیار کریں۔ یا فضیلت دیں یا اس کے علاوہ بلکہ امامت فعل خدا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے فرمایا:۔

انی جاعلک للناس اماما ...(۱)

اس طرح حضرت داود علیہ السلام کے لئے فرمایا:

یا داود انا جعلناک خلیفه فی الارض ...(۲)

یا ملائکہ سے حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں خدا نے فرمایا:۔

انی جاعل فی الارض خلیفه...(۳)

پس امام، امام علیہ السلام ہے خدا کی جانب سے اور خدا کا اختیار کرنا وجود کو جو نیک ہو، خلقت کے لحاظ سے شریف، نسب کے اعتبار سے طاہر ہو

....

۱. سورہ بقرہ آیت ۱۲۴   ۲. سورہ ص آیت ۲۶

۳. سورہ بقرہ آیت ۳۰

ولادت کے لحاظ سے معصوم ہو تمام عمر میں اگر امامت علی کا فعل ہوتا تو اپنے حق میں خود انجام دیتے خود مستحق امامت ہوتے جب اس کے خلاف کرتا عزل ہو جاتا لہٰذا خلافت اگر افعال بندگان سے ہو تو عزل ونصب خلیفہ بھی اعمال اختیاری سے ہو لہٰذا امامت اپنے فعل اختیاری سے نہیں بلکہ خدا کا فعل ہے۔

ساتواں عالم: پس کونسے سبب سے خدا نے امامت کو رسول کے بعد علی کے لئے واجب قرار دیا ہے۔

مامون: علی کے بچپنے میں ایمان کی وجہ سے جیسے پیغمبر اور پیغمبر کا اپنی قوم کی گواہی سے بے زاری کہ بغیر حجت کے اور دلیل کے راستہ کو طے کر رہے تھے اور دوسری وجہ شرک سے اجتناب کیونکہ شرک ظلم ہے اور ظالم امام نہیں ہوسکتا اور بت پرست امت کے اجماع کی رو سے امام نہیں ہوگا۔ جو خدا کا شریک قرار دے اس نے خدا کے دشمنوں کو خدا کی جگہ قرار دیا ہے امت کے اجماع سے وہ کافر ہے جب ایک دفعہ محکوم یہ کفر و شرک ہو حاکم وامیر نہیں ہوسکتا ورنہ لازم آئے گا حاکم محکوم ہو کبھی بھی عالم جاہل واقع نہیں ہوتا۔ آٹھواں عالم: پس کس لئے علی نے ابوبکر وعمر وعثمان سے جنگ نہیں کی جیسا کہ معاویہ سے کی۔

مامون: یہ سوال محال ہے:

لا ن لم اقتضاء ولم یفصل نفی والنفی لایکون له علة انما العلة للاثبات .

کیونکہ سوال علت سے اثبات میں ہوتا ہے اور سوال نہ کرنا نفی ہے اور نفی کی علت نہیں ہوتی معاویہ سے جنگ کا سوال ہوگا کہ امام سے جنگ کیوں کی لیکن جنگ نہ کرنے کا سوال نہیں ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ فکر کریں امر امام علی میں کہ کیا ان کی خلافت خدا کی طرف سے تھی یا غیر خدا سے اگر خدا سے اثبات ہو تو پھر جستجو وتدبیر خلافت امام علی میں کرنا کفر ہے جیسے خدا فرماتا ہے:

فلاو ربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینهم ثم لایجدوا فی...(۱)

آیت سے تمسک کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو بھی حکم خدا رسول سے اپنے نفس میں تنگی محسوس کرے وہ مومن نہیں ہے۔ کافر ہے کیونکہ حکم رسول حکم خدا ہے۔ شک در حکم رسول دراصل حکم خدا میں شک کرنا ہے فاعل کے افعال اصل میں اس کے تابع ہیں اگر امام علی خدا کی جانب سے قائم ہے افعال دراصل افعال خدا ہیں لوگوں کا راضی ہونا اور تسلیم کرنا ضروری ہے رسول خدا نے صلح حدیبیہ کے دن مشرکین کے منع کرنے پر اپنی قربانی خانہ کعبہ میں نہ کر سکے کہ یار و مددگار نہیں تھے تو جنگ نہ کی کہ خدا نے فرمایا:

---

۱. سورہ نساء آیت ۶۵

فاصفح الصفح الجمیل (۱)

جب ناصر و مددگار ملے تو خدا نے فرمایا:

فاقتلو المشرکین حیث وجدتموھم و خذوھم (۲)

غرض اس ایت کے شاہد لانے کی وجہ یہ ہے کہ جب رسول کے ناصر و مددگار نہ تھے رسول نے جنگ نہیں کی اس علی کا کوئی یار و مددگار نہ تھا عمر وابوبکر وعثمان سے جنگ نہیں کی لیکن معاویہ کے زمانہ میں لوگوں نے امامؑ کی بیعت کی اور یار و مددگار اپنے بیٹے، بھائی، شیعیان و دوست تھے تو جنگ کی۔

نواں عالم:۔ جب تمہارا یہ خیال ہے کہ علیؑ خدا کی جانب سے امامؑ تھے اور ان کی اطاعت واجب تھی۔ پس کس لیئے انبیاء کیلئے جائز و ممکن نہیں کہ احکام کی تبلیغ کو ترک کریں اور لوگوں کو خدا کی طرف دعوت نہ دیں لیکن امام علیؑ کے لئے ترک تبلیغ جائز نہ تھا۔

مامون:۔ اس مطلب کی علت یہ ہے کہ ہم یہ گمان نہیں کرتے کہ امام علیؑ تبلیغ پر مامور تھے اور ترک کیا تبلیغ کی صفت رسول خدا ﷺ سے مربوط ہے لیکن امام علیؑ لوگوں اور خدا کے درمیان علامت تھے ان کی ولایت حق و باطل کے درمیان جدائی کا نشان تھی۔

پس جس نے ان کی پیروی کی وہ مطیع جس نے مخالفت کی وہ عاصی و گناہ گار ہے۔ اگر اعوان و انصار نہیں تھے تو لازم نہیں کہ ان کو ملامت کریں بلکہ ملامت ولعنت لوگوں پر ہے کہ ان کی مدد نہیں کی ہے۔ کیونکہ لوگوں کو ان کی اطاعت کا حکم تھا۔ جب وہ مامور نہیں تھے کہ جنگ کریں مگر جب قوت و طاقت ہو اور انصار ہوں۔

پس وہ بمنزلہ خانہ خدا ہیں کہ لوگوں کو حج کا حکم ہے کہ اگر استطاعت ہے تو حج واجب ورنہ انجام نہ دیں اگر استطاعت کے ہوتے ہوئے کوئی حج خانہ خدا نہ کرے تو اس پر لعنت وملامت ہے نہ خانہ خدا پر اسی طرح امام علیؑ خانہ خدا کی طرح ہیں۔

دسواں عالم:۔ جب مجبور أو اجب الاطاعت ہے تو کہاں سے معلوم ہے کہ امام علیؑ اطاعت کے واجب تھے۔

مامون:۔ اس لحاظ سے کہ خدا کسی وقت بھی مجہول و مبہم کو واجب نہیں قرار دیتا۔ واجب ممتنع چیز نہیں ہوسکتی اگر واجب مجہول ہو تو ممتنع ہے۔ پس ضروری ہے کہ رسول خدا رہنمائی کریں اور واجب کا تعارف کرائیں تا کہ خدا اور بندوں کے درمیان عذر برطرف ہو گیا جنہیں دیکھ رہے کہ اگر خدا لوگوں پر ایک مہینے کے روزے واجب کردے اور یہ معلوم نہ ہو کہ بارہ مہینوں

---

۱. سورہ حجر ۸۵/ ۲. سورہ توبہ آیت ۵

میں سے کونسا مہینہ ہے کوئی علامت اس کیلئے قرار نہ دے اور لوگوں پر واجب ہو کہ اس ماہ کو اپنی عقل وفکر سے پیدا وتلاش کرو تا کہ خدا کے مقصد کو حاصل کرلو کیا وہ حکم واقعی تک پہنچ جائیں گے؟

پس اس وقت لوگ رسول خدا کے بیان سے بے نیاز ہو جائیں گے اور امام کی ضرورت کہ اس خبر کو رسول خدا سے بیان کرے ضرورت نہیں رہے گی پس حجت کا وجود اشیاء کی یقینی تشخیص کے لئے اس وقت خدا کی جانب سے ہے۔ پس خدا ورسول امام کو معین کریں اور امام علی کو مقام امامت کے لئے تعین کرنا ہے۔

گیارواں عالم:۔ کہاں سے واجب قرار دیا کہ امام علی رسول کی دعوت کے وقت بالغ تھے اور مکلف کیونکہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس وقت امام علی بچے اور غیر مکلف تھے۔ تکلیف نہیں رکھتے تھے کہ ان پر ایمان لایا جائے؟

مامون:۔ نے علمائے اہل کلام کے جواب میں جو کہا وہ اس طرح بیان ہے کہ یا اس وقت امام علی صلاحیت رکھتے تھے کہ رسول نے ان کو دعوت کی اور وہ اس تکلیف کی طاقت رکھتے تھے اور واجبات کو ادا کرنے کی قدرت بھی رکھتے تھے یا ان سے تھے کہ پیغمبر نے ان کو دعوت نہیں دی پھر اس آیت کے مصداق قرار پائیں گے۔

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا بالیمین ثم ....

اگر رسول خدا نے امام علی پر تکلیف قرار دی ہے حالانکہ وہ مکلف نہیں تھے۔ پس خدا پر انھوں نے العیاذ باللہ افتراء باندھا ہے کیونکہ خداوند کسی غیر مکلف کو تکلیف نہیں دیتا لہٰذا تمہارے کہنے کے مطابق عیاذ باللہ رسول خدا کو قتل کرنا چاہیے اس کے علاوہ یہ بھی لازم آئے گا کہ رسول خدا ﷺ نے خدا کی طرف سے بندوں پر تکلیف مالا یطاق کی اور یہ محال اور ممنوع ہے کہ حکیم ایسا حکم کرے کہ رسول خدا اس کی رسائی نہ کریں خدا اس کا مرتبہ اس سے بلند تر ہے کہ محال کا حکم اور رسول کی شان سے بعید ہے آج کل ہے اس سے کہ ممکن الوجود کے خلاف حکم دے حکیم حقیقی کی حکمت میں جب مامون کی گفتگو یہاں تک پہنچی تو اہل حدیث واہل کلام کے علماء نے چپ سادھ لی مامون نے کہا تم نے مجھ سے سوال کیا ہے اب میں سوال کرتا ہوں کیا اجازت ہے؟ سب نے کہا ہاں مامون:۔ کیا رسول خدا سے امت کا اجماع ہے۔

اس روایت سے پہلے فرمایا: ''جو بھی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹی نسبت دے قیامت کے دن اس کا پیٹ آتش جہنم سے پر کیا جائے گا؟''

علماء: ہاں یہ روایت رسول خدا ﷺ سے منقول ہے۔

مامون: اور ایک روایت علماء نے نقل کی ہے کہ جو بھی خدا کی معصیت کرے چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ اور اس معصیت کو اپنا دین سمجھے اور اس پر اصرار کرے تو جب مرے گا تو ہمیشہ ہمیشہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے؟

علماء: یہ مطلب درست ہے اور دین سے ہے۔

مامون: اب بتاؤ کہ لوگ اس کو خلافت کے لئے انتخاب کریں گے اور اسے اپنا خلیفہ قرار دیں گے اور اس کو کہا جائے خلیفہ رسول حالانکہ رسول خدا نے اسے خلیفہ قرار نہیں دیا اگر آپ کہیں کہ کوئی مانع نہیں حق میں مکابر اور زور گوئی ہے۔ اور تمہاری فرضی گفتگو میں مجادلہ جھگڑا ہے اور اگر کہو کہ جائز نہیں ہے کہ ابوبکر نہ رسول خدا کی طرف سے خلیفہ ہے نہ خدا کی جانب سے تم نے جھوٹ باندھا رسول خدا پر اور تم ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو مجھے بتاؤ کونسا قول درست ہے کہ رسول نے رحلت فرمائی اور کس کو معین نہیں کیا کہ اس کا خلیفہ ہو؟ یا یہ کہ کہو ابوبکر رسول کا خلیفہ ہے پس اگر دونوں باتوں میں سچے ہو یہ بات ممکن نہیں کیونکہ دو باتیں مختلف و متضاد ہیں اور اگر ایک کو درست مانو دوسری باطل و جھوٹ ہوگی پس خدا سے ڈرو اور حق میں غور کرو اور اندھی تقلید سے بچو خدا کی قسم کہ حق تعالیٰ قبول نہیں کرتا مگر یہ کہ عقل کی پیروی کرو کوئی آدمی کسی چیز میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ جان لے کہ یہ حق ہے شک پر باقی رہنا کفر ہے اور اس کے لئے جہنم ہے۔

مامون:۔ مجھے بتاؤ کہ کیا جائز ہے کوئی تم میں سے غلام خریدے اور وہ اس کا آقا اس کا بندہ غلام ہو جائے گا یعنی خریدنے والا اس کا غلام ہوگا یا آقا؟

علماء: جائز نہیں۔

مامون: پس کس طرح جائز ہے کہ تم ہوا و ہوس اور خواہش نفس پر اجماع کر لو اور اسے اپنا خلیفہ قرار دو اور وہ تمہارا خلیفہ بن جائے حالانکہ تم نے اسے ولی و سردار قرار دیا ہے تم خود کہتے ہو خلیفہ رسول خدا ہے جب اس پر غضب کرو اسے قتل کر دو جیسا کہ عثمان بن عفان کو قتل کیا ہے۔؟

علماء: امام مسلمانوں کا وکیل ہے اور جب عوام اس سے راضی ہوگی تو اس کو اپنا ولی قرار دیتے ہیں۔ جب مسلمان اس پر راضی نہ ہوں اس پر غضب کرتے ہیں اور اس مذھب سے عدول کر دیتے ہیں۔

مامون: مسلمان اور سب شہروں کے لوگ کس سے ہیں؟۔

علماء: خداوند متعال سے۔

مامون: پس خداوند متعال اپنے غیر سے زیادہ سزاوار ہے کہ اپنا وکیل خود قرار دے مسلمانوں اور سب شہروں کے لوگوں پر کیونکہ امت نے اجماع کیا ہے کہ اگر کسی کی ملکیت میں ضرر وارد کریں تو ضامن ہیں۔ پس ان کے لئے ملک میں تصرف کا حق نہیں ہے۔

اگر تصرف کریں تو گناہگار ہیں ضروری ہے کہ اس ضرر کا تاوان دیں۔

مامون:۔ مجھے بتاؤ کہ کیا رسول خدا نے رحلت کے وقت خلیفہ مقرر کیا ہے یا نہیں؟

علماء: رسول خدا نے خلیفہ کو مقرر و معین نہیں کیا۔

ماموں:۔ ترک تعیین خلیفہ امت کی ہدایت تھی یا گمراہی؟

علماء: ہدایت اور اصلاح امت ترک تعیین خلافت میں تھی۔

ماموں: پس لوگوں پر واجب ہے کہ اس ہدایت کی پیروی کریں اور گمراہی سے دور رہیں۔

علماء لوگوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

ماموں: پس کس لیئے خلیفہ کو تعیین کیا حالانکہ ہدایت ترک تعیین خلیفہ میں تھی۔ چاہے رسول کہے کہ تم چھوڑ دو تعیین خلیفہ کو پس کہو کہ یہ ترک ضلالت وگمراہی ہے محال ہے کہ گمراہی کہ جو ہدایت کے مخالف ہے ہدایت ہو اور اگر اس فعل کا ترک ہدایت ہے تو پھر کس لیئے ابوبکر نے ترک فعل کیا اور عمر کو اپنے بعد خلیفہ قرار دے دیا۔

پھر عمر نے مسلمانوں میں شوریٰ کی بنیاد رکھی ہے اور اس کام میں عمر نے ابوبکر کی پیروی نہیں کی ہے کس کو خلافت کے لئے معین نہیں کیا۔ اس بناء پر تم گمان کرتے ہو کہ خلیفہ قرار نہیں دیا اور ابوبکر نے اس کو خلیفہ قرار دیا عمر نے رسول کی طرح ترک نہیں کیا کسی کو خلیفہ قرار دے بلکہ اس نے رسول کے قول پر عمل نہیں کیا اب بتاؤ کہ ان تین باتوں میں سے کونسی درست ہے اگر عمل ابوبکر کو درست سمجھتے ہو عمل رسول خدا اور عمر کو خطا قرار دیتے ہو اگر عمل عمر درست ہے تو عمل رسول خدا و ابوبکر خطاء ہے اگر عمل رسول خدا درست ہے تو پھر عمل ابوبکر و عمر نادرست ہے۔

ماموں:۔ اب بتاؤ ان باتوں میں کونسی درست ہے؟ خلیفہ کی تعیین نہ کرنا۔ یا خلیفہ کی تعیین کرنا یا شوریٰ پر چھوڑ دینا کیا عمل امت رسول کے عمل سے افضل ہے؟

ماموں:۔ مجھے بتاؤ کہ کیا رسول کے بعد کوئی تمام اصحاب سے اب تک ولی و صاحب اختیار ہوا اگر نہیں ہوا تو لازم آتا ہے کہ سب لوگ رسول کے بعد گمراہی پر عمل کیا ہے اگر کہو کہ ہوا ہے تو امت کی تکذیب ہے کیونکہ پوری امت نے اب تک ایت پر اجماع نہیں کیا ہے لااقل امام علی ؑ، سلمان، ابوذر اور مقداد نے اس امر پر اتفاق نہیں کیا ہے۔

ماموں:۔ سورہ انعام ایت ۱۲۔ درست ہے یا نہیں

علماء:۔ درست ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

ماموں:۔ کیا خدا کے سواء خدا سے نہیں ہے؟ حالانکہ خدا نے اپنے علاوہ سب کو پیدا کیا ہے اور کیا خدا کے سواء مخلوق آپ کی مالک نہیں ہے۔

علماء:۔ ہاں ایسے ہی ہے۔

ماموں:۔ آخری ضرب ان پر لگاتے ہوئے کہا تمہارے اس اقرار سے اس چیز کا بطلان لازم آتا ہے کہ تم نے اپنے

اختیار سے خلیفے کو انتخاب کیا اور اس کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے وہ تمہارے اختیار میں ہے اس کو تم خلیفہ رسول خدا کہتے ہو حالانکہ تم نے اسے خلیفہ بنایا ہے جب اس پر غصے ہو تو اپنی خواہش کے خلاف سے معزول کر دیتے ہو یا قتل کراتے ہو یا ہلاک کرتے ہو تم خدا اور رسول پر جھوٹ بولتے ہو کل روز قیامت اس ہلاکت سے ملاقات کرو گے جب میزان عدل الٰہی کے پاس وارد ہوں گے حالانکہ اس پر جان بوجھ کر جھوٹ و افتراء باندھا ہے جبکہ رسول خدا نے فرمایا: جو بھی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹی نسبت دیتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

مامون:۔ اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کرتے ہوئے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے کہا۔

اللھم قد نصحت لھم اللھم قد ارشدتھم

خدایا میں نے ان کو نصیحت اور راہنمائی کی ہے۔

تیرا تقرب چاہتے ہوئے ان پر حجت تمام کر دی ہے خدایا جو کچھ مجھ پر واجب تھا ادا کر دیا ہے ان کو شک و ریب میں نہیں رکھا ہے پروردگارا! میں نے امام علیؑ کو رسول کے بعد سب مخلوق پر اپنے دین میں امامؑ مانا۔

جیسا کہ تو نے رسول سے حکم کیا تھا محمد بن احمد یحییٰ بن اشعری کہتا ہے مامون کی گفتگو کے بعد وہ چپ رہے ان سے مامون نے کہا چپ کیوں ہو انہوں نے کہا ہم کوئی چیز نہیں جانتے کہ بیان کریں مامون نے کہا یہ حجۃ تم پر کافی ہے حکم دیا ان کو نکال دو راوی کہتا ہے ہم مامون کو چھوڑ کر باہر چلے گئے اس حال میں ہم متحیر و حیران شرمندہ تھے پھر مامون نے فضل بن سہل سے کہا کہ اس قوم نے جو کچھ کہا ہے اپنی طرف سے تھا پس کوئی یہ گمان نہ کرے کہ میری جلالت و مقام ان کے لئے مانع تھا کہ میرے کلام کو رد کریں،

واللہ الموفق للخیرات

ہاں خدا ہی نیکی کی توفیق دیتا ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ سید ابوالقاسم علی بن طاؤس اپنی کتاب طرائف میں بیان فرماتے ہیں کہ مامون عباسی نے چالیس علماء مخالفین اہل بیت کو جمع کیا اور ان سے مناظرہ کیا اس کے بعد اس نے کہا انصاف یہ ہے کہ علی بن ابی طالبؑ وصی رسول خدا ہیں اور اس منصب خلافت کے مستحق ہیں اس پر کافی روایات مسلمانوں نے نقل کی کہ جن کو مناظرہ میں ذکر کیا ان چالیس علماء نے اعتراف کیا کہ امام علیؑ منصوص من اللہ امامؑ اور خلیفہ رسول ہیں اور مامون کے لئے بہت سے اشعار کہے گئے ان میں سے چند اشعار کہ جن کو صولی نے اپنی کتاب اوراق میں ذکر کیا ہے۔

جیسے یہ اشعار

الامام علی حب الوصی ابی الحسن

وذلک عندی من عجائب ذالذمن خلیفه .

خیر الناس والدول الذی

اعان رسول الله فی السروا لعلن

ولولاه قاعدت لهاسئم امرة

وکانت امام علی ﷺ الایام تقفی ومتقین .

فولی بنی العباس ما اختص غیرهم

ومن منه اولی بالکرامة والمنن .

کاوضع عبدالله الالبصرة العدس

وافاض عبیدالله حود امام علی ﷺ الیمین

وقسم اعمال الخلافة بینهم

فلا زلت مربوطاً بزالکم مرتهن .

یعنی لوگوں میں بہترین خلیفہ کہ جس نے رسول خدا کی مخفی واشکار امداد کی امام علیؑ ہیں۔

اگر یہ نہ ہوتے تو بنی ہاشم کا نام نہ ہوتا بنی عباس نے جو ولایت کی وہ ان کے غیر (اہلبیت) کی ہے کہ جو کرامت واحسان والے ہیں عبداللہ نے بصرہ والوں پر واضح کر دیا کہ جو فیض عبیداللہ نے یمن پر کیا خلافت کے اعمال کی ایک قسم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ شکر کے مرہون منت ہیں

پھر سید بن طاوس جب ایک مشہور مامون کے واقعہ تک پہنچا تو کہا خلیفہ مامون عباسی نے مدح امام علیؑ اور اہلبیتؑ کی مدح میں جو بیان کیا ہے اس کو ابن مسکویہ صاحب التاریخ کہ حوادث الاسلام کے ضمن میں کتاب ندیم الفرید میں ذکر کیا ہے کہ ایک خط بنی ہاشم نے سوال کرتے ہوئے مامون کو لکھا کہ جب اس نے اپنے بیٹے عباسی کے لئے بیعت لی اور امام علی بن موسیٰ رضاؑ پر طعن کرتے ہوئے مامون نے اس کا جواب لکھا کہ جو اس طرح ہے کہ جس کو ابن مسکویہ نے نقل

کیا ہے فقال المامون۔

بسم الله الرحمن الرحیم .

الحمد لله رب العالمين وصلى الله علي محمد وال محمد اما بعد:

کہ مامون نے آپ کے خط سے آگاہ ہوا اور آپ کے امور کی سے بھی آپ تمام چھوٹوں اور بڑوں کے قلوب پر شرافت و کرامت میں سب آنے اور گزشتہ لوگوں سے عارف ہیں اور میں نے آپ کی طرف خط لکھا اس حال میں کہ باطل کو چھوڑ کر صرف حق کے چہرے کو اس کے مقام سے پہچان گیا اور اللہ کی کتاب قرآن اور رسول خدا نے جو کچھ لایا اس پر ایمان رکھتے ہوئے کہ تم امت گزشتہ سے افضل ہو اور جس نے آپ کو نہیں مانا وہ غرق و تباہ ہو گیا۔

افلا يتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها

وہ ذات کہ جو مامون کی شاہ رگ سے زیادہ قریب ہے اگر کہنے والا یہ نہ کہتا کہ مامون جوان سے عاجز ہو گیا تو میں تم سے بداخلاق سے پیش آتا اور تم کو خاطر میں نہ لاتا۔ پس سننے والا اس کو سنے اور حاضر آدمی غائب تک میرا پیغام پہنچا دے

اما بعد۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش پر رسولوں میں سے رسول ہم پر مبعوث فرمایا:

کہ جوان کے نفوس و اموال کا زیادہ حق دار ہے کوئی بھی ان کے برابر نہیں ہے وہ ہمارے صادق و امین نبی ہیں کہ جو متوسط گھر، تھوڑے مال رکھنے والے اور جوان پر سب سے پہلے ایمان لایا وہ خدیجہ بنت خویلد ہیں انھوں نے اپنا سارا مال اس راہ پر قربان کر دیا پھر علی بن ابی طالب نے ان پر ایمان لایا کہ جب وہ سات سال کی عمر میں تھے۔

انہوں نے پلک جھپکنے کی مقدار کے ساتھ شرک نہیں کیا اور اس بت کی پوجا کی اور نہ سود کھایا اور نہ جاہلیت کی شکل جاہلوں کے ساتھ بنائی اور رسول کے چچاؤں میں یا تو مسلمان تھے یا سخت کافر سوائے حمزہ کے نہ انھوں نے اسلام سے منہ موڑا اور نہ اسلام نے ان سے رابطہ کو ممنوع قرار دیا نہ اپنے رب کے راستے پر زندگی گزار گئے۔ ہاں حضرت ابو طالب انہوں نے رسول کی کفالت و تربیت کی اور ہمیشہ ان کا دفاع کیا اور دشمنوں کو ان سے دور رکھا جب حضرت ابو طالب نے وفات پائی تو قوم نے رسول پر حملے کے، جنگیں لڑیں تو رسول نے ہجرت کی کہ کچھ لوگوں نے بھی ساتھ مہاجرت کی اور یہ لوگ اس کے مصداق تھے۔

لا یجدون فی صدورهم حاجة مما اوتو ویوثرون علیٰ انفسهم ولو کان بهم خصاصة .

اور کسی نے امام علیؑ کی طرح مہاجرین میں سے دفاع نہیں کیا انھوں نے اپنے نفس کو رسولؐ پر قربان کر دیا اور ان کے بستر پر سو گئے ان کے بعد تو ہمیشہ رسول کے لئے ڈھال بنے رہے اور ان کے دشمنوں کو ان کے اطراف سے ہٹاتے رہے مٹاتے رہے ایسے پہلوان تھے کہ ان کے سامنے بڑے سے بڑا پہلوان بھی نہ ٹکتا اور یہ سردار اور علم دار رسولؐ رہے سب کو حکم کرتے ان کو کسی نے آج تک حکم نہیں کیا اور وہ مشرکین پر سخت تھے اور اللہ کی راہ میں جہاد اعظم کیا اور اللہ کے دین میں افقہ تھے اور اللہ کی کتاب میں اقرأ (سب سے زیادہ قاری قرآن تھے) حلال وحرام میں سب سے زیادہ اعرف اور صاحب ولایۃ ہیں کہ حدیث غدیر میں ان کے لئے رسول کا فرمان ہے۔

انت منی بمنزلۃ هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی، من کنت مولاه فهذا علی مولاه

طائف کے دن صاحب اور مخلوق میں سب سے زیادہ خدا اور رسول کو محبوب ہیں وہ صاحب دروازہ ہیں کہ جن کا دروازہ مسجد کی طرف کھلا رہا اور دوسرے اصحاب کے دروازے بند کر دیئے گئے۔

وہ صاحب پرچم ہیں کہ جو خیبر کے دن ملا اور جنگ میں عمرو بن عبدود کو پچھاڑنے والے رسول کے بھائی ہیں کہ جب رسول نے سب اصحاب میں بھائی چارہ قائم فرمایا: اور امام علیؑ کو اپنا بھائی بنایا اور صاحب احسان ہیں اس آیت کے مصداق ہیں۔

ویطعمون الطعام علیٰ حبه مسکینا ویتیما واسیرا۔

وہ فاطمہ سیدۃ نساء العالمین کے شوہر وہ خدیجہؑ کے داماد رسول کے چچا زاد کہ جنھوں نے ان کی کفالت کی ابو طالبؑ کے بیٹے ہیں۔

عمرؓ وابوبکرؓ نے رسول کے کسی حکم کو اجرا نہیں کیا ان سے پوچھا جاتا اور امام علیؑ نے کوئی حکم چھوڑا نہیں کہ جس کو اپنے اوپر اجرا نہ کیا ہو وہ کہ جن کو شوریٰ میں شامل کیا گیا خدا کی قسم امام علیؑ نے اصحاب کا دفاع کیا جیسے عباس ہیں اور انھوں نے اپنی موجودگی امام علیؑ کا دفاع کیا البتہ تم پر حضرت عباسؓ کا مقدم ہونا اس ایت سے ہے۔

اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لایستوون عنداللہ

جو فضائل ومناقب امیر المومنین امام علیؑ کے ہیں وہی ان کے ہیں ایت کی تفسیر میں امام علیؑ خلافت کی اہلیت

رکھتے ہیں اور اصحاب پر وہ مقدم ہیں پھر ہمیشہ انھوں نے امور مسلمین کو ترقی دی اور بنی ہاشم میں سے کسی ایک نے مدد نہیں سوائے عبداللہ بن عباس کے وہ ان کی تعظیم کرتے تھے اور صلہ رحمی کی اور ان پر اعتماد کیا خدا ان کو بخش دے پھر ہم اور وہ ایک ہاتھ ہیں جیسا کہ تم گمان کرتے ہو یہاں تک کہ خدا نے ہم کو یہ امور سونپے ہم نے ان کو خوف دلایا اور ان کو قتل کیا کہ جو اکثر بنی امیہ سے ہیں اور ہم نے حکم دیا کہ بنی امیہ کو تلوار سے قتل کیا جائے اور ہم بنی عباس کے گروہ ہیں ان سے (بنی امیہ) پوچھا جائے گا کہ اہلبیت کو کس جرم میں قتل کیا ہے اور تمہارے اہل بیت کو دجلہ، فرات سے روکا گیا (یعنی پانی بند کیا گیا) اور تمہارے نفوس (اہل بیت) کو کوفہ و بغداد میں زندہ دفن کیا گیا۔

(هيهات) " فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يرّه ومن يعمل مثقال ذرة شراً يره . (۱)

جس نے رائی کے دانے کے برابر نیکی کی قیامت کے دن دیکھے گا جس نے رائی کے دانے کے برابر برائی کی وہ بھی دیکھے گا۔

البتہ آپؑ نے اس امر خلافت کو چھوڑا ہوا ہے حالانکہ تم اس کے زیادہ اہل ہو مجھے اپنی عمر کی قسم جو بھی اس امر کو تم سے چھینے اور تم کو دھوکہ دے وہ ذلیل و رسوا ہے۔

امام کا مرو میں ورود اور لوگوں کا عہد ولایت کے ساتھ بیعت کرنا

جب امام رضاؑ مرو تشریف لائے تو مامون نے آپ کی بڑی تعظیم کی اور اپنے خواص اولیاء اور اصحاب کو اکٹھا کیا اور کہنے لگا۔ اے لوگو میں نے آل عباس اور آل امام علیؑ میں غور و تامل کیا ہے کسی آدمی کو افضل و امر خلافت کا حق دار علی بن موسیٰ سے زیادہ نہیں دیکھا پھر اس نے امامؑ کی طرف رخ کیا اور کہنے لگا میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے آپ کو خلافت سے معزول کر کے آپ کے سپرد کروں۔

امامؑ نے فرمایا: خداوند عالم نے اگر خلافت تیرے لیے قرار دی تو پھر تمہیں اختیار نہیں کہ تم کسی دوسرے کو بخش دو اور خود کو اس سے معزول کرو اور اگر خلافت تمہاری نہیں تو پھر یہ اختیار بھی نہیں کہ کسی کو تفویض کرو مامون کہنے لگا۔ کہ البتہ لازم و ضروری ہے کہ اسے قبول کرو امامؑ نے فرمایا: میں اپنی رضا و رغبت سے اسے کبھی بھی قبول نہیں کرونگا

....

۱۔ سورہ زلزال آیت ۷،۸

اور دو ماہ تک یہ گفتگو ہوتی رہی جتنا اس نے زور دیا چونکہ امامؑ اس کی غرض کو سمجھتے تھے آپ انکار کرتے رہے جب مامون نے آپ کے خلافت قبول کرنے سے مایوس ہو گیا تو کہنے لگا اگر آپ خلافت کو قبول نہیں کرتے تو پھر ولی عہدی کو قبول کریں کہ میرے بعد آپ کی خلافت ہو امامؑ نے فرمایا:

میرے اباء و اجداد نے مجھے رسول کی طرف سے خبر دی ہے کہ میں تجھ سے پہلے دنیا سے جاؤں گا اور مجھے زہر ستم سے شہید کریں گے اور مجھ پر آسمان و زمین کے ملائکہ گریہ کریں گے اور غربت و مسافرت میں ہارون الرشید کے پہلو میں دفن ہونگا مامون یہ باتیں سن کر رونے لگا اور کہنے لگا جب تک میں زندہ ہوں کون آپ کو قتل کر سکتا ہے آپ سے برائی کرنے کا خیال دل میں لا سکتا ہے۔

حضرت نے فرمایا:

اگر میں چاہوں تو بتا سکتا ہوں کہ مجھے کون شہید کرے گا مامون کہنے لگا ان باتوں سے آپ کی غرض یہ ہے کہ میری ولی عہدی قبول نہ کریں تاکہ لوگ یہ کہیں کہ آپ نے دنیا کو چھوڑ دیا۔

امامؑ نے فرمایا:

خدا کی قسم جس دن سے میرے پروردگار نے مجھے پیدا کیا ہے اب تک میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور دنیا کے لئے دنیا کو ترک نہیں کیا اور تیری غرض کو بھی جانتا ہوں کہنے لگا میری غرض کیا ہے؟

فرمایا:

تیری غرض یہ ہے کہ لوگ کہیں کہ امام علی بن موسیٰ رضاؑ نے دنیا کو ترک نہیں کیا تھا بلکہ دنیا نے اسے چھوڑ رکھا تھا اب جس وقت دنیا اسے میسر آئی تو خلافت کے طمع میں ولی عہدی کو قبول کر لیا مامون آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہمیشہ نامناسب باتیں میرے سامنے کرتے ہیں اور میری موت سے مامون ہو گئے خدا کی قسم اگر میری ولی عہدی قبول نہ کی تو میں آپ کی گردن اڑا دونگا۔

امامؑ نے فرمایا:

خداوند نے یہ نہیں فرمایا: کہ میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالوں اگر مجبور کرتے ہو تو میں قبول کر لیتا ہوں بشرطیکہ کسی کو نصب و عزل نہیں کرونگا اور کسی رسم کو توڑونگا نہیں اور کوئی امر احداث نہیں کرونگا اور دور سے خلافت کو دیکھتا ہونگا مامون ان شرائط پر راضی ہو گیا۔

امام علیہ السلام کے جواب ایک اعتراض آمیز آدمی کے لئے

امام رضا علیہ السلام ہرگز ولی عہدی پر راضی نہیں تھے بلکہ مامون کی تہدید سے امام علیہ السلام نے مجبور ہو کر قبول فرمایا: امام علیہ السلام کی ناخشنودی اس حد تھی کہ فرمایا: خدایا اگر میری نجات اس سے موت کے ذریعہ ہی ممکن ہے تو ابھی مجھے موت دے دے امام علیہ السلام طوس میں ہمیشہ غمگین رہے یہاں تک کہ دنیا سے رخصت فرما گئے۔

ولی عہدی کے بعد کچھ لوگوں نے امام علیہ السلام سے سوال کیے بعض نے اعتراض کی صورت میں پوچھا کہ کس لئے آپ نے ولی عہدی کو قبول کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا: عزیز مصر مشرک تھا حضرت یوسف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے یوسف نے عزیز مصر سے درخواست کی کہ اسے اس ملک کا رئیس بنا دے جبکہ مامون مسلمان ہے اور میں بھی وصی پیغمبر ہوں نہ پیغمبر ایک دفعہ فرمایا: خدا جانتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ ولایت عہدی کے قبول اور قتل کیے جانے میں مجبور ہوں تو ولایت کو قتل پر ترجیح دی کیا یوسف علیہ السلام خدا کے نبی نہیں تھے انھوں نے ضرورت کے وقت مصر کی حکومت کو سنبھالا اضطرار و مجبوری نے قبول کرنے پر تیار کیا ہے،

ایک آدمی نے امام علیہ السلام سے عرض کی کہ کونسی چیز موجب بنی کہ ولایت عہدی مامون کو قبول کیا ہے امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: وہی چیز کہ جو میرے جد امیر المومنین امام علی -کے لئے موجب بنی کہ چھ آدمیوں کی شوریٰ میں ان کو لایا گیا۔

مامون کا امام رضا علیہ السلام کو نماز عید پڑھانے کا حکم دے کر پھر منع کرنا۔

ایک مرتبہ مامون نے ولی عہد مقرر کرنے کے بعد جب عید کا وقت آیا تو امام علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس سال آپ ہی لوگوں کے ساتھ عید کی نماز پڑھیں اور خطبہ ارشاد فرمائیں آپ نے کہلا بھیجا کہ میں نے پہلے ہی شرط کر لی تھی کہ میں کسی امر میں دخل نہیں دونگا مجھے معاف کریں مگر اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ لوگوں پر آپ کی فضیلت ظاہر ہو اور ان کے قلوب مطمئن ہوں۔ آپ علیہ السلام نے انکار کیا جب بار بار اصرار و خط و پیغام بھیجا تو امام علیہ السلام نے فرمایا::

خیر میں چاہتا تو ہوں۔ مگر اس طریقہ سے جس طریقہ سے رسول خدا اور امیر المومنین عید پڑھانے جایا کرتے تھے مامون راضی ہو گیا اور سب لوگوں کو اور اہل فوج کو حکم دیا گیا کہ صبح کو حضرت علیہ السلام کے دروازہ پر حاضر ہونا یہ خبر تمام دوسرے شہروں میں پھیل گئی لوگ راہوں میں اور چھتوں پر موجود عورتیں اور لڑکے سب منتظر تھے دوسرے دن لوگ اور اہل لشکر گھوڑوں پر سوار حاضر ہو گئے یہاں تک کہ آفتاب نکلا آپ نے غسل کیا کپڑے بدلے سفید عمامہ باندھا ایک کنارہ اس کا

سینہ کی طرف اور ایک کنارہ پشت کی جانب لٹکا دیا اور تمام بدن میں خوشبو لگائی ہاتھ میں عصا لے لیا غلاموں سے فرمایا:
تم سب اسی طرح سے نکلو اس کے بعد لباس نصف ساق تک اٹھا لیا ننگے پاؤں ہوئے اور اس حالت سے روانہ ہوئے جب تھوڑے دور گئے سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: اللہ اکبر یہ سن کر سب غلاموں نے کہا:
-اللہ اکبر جب دروازہ پر بشیر آئے تو سب لوگ اور اس حالت کو دیکھ کر زمین پر گر پڑے اور سب کی حالت بدل گئی جس کے پاس چھری تھی اس نے بند نعلین کو کاٹ کر پھینک دیا اور ننگے پاؤں ہو گیا اور دروازہ شہر پر بھی حضرت نے تکبیر کہی سب لوگوں نے ساتھ ہی تکبیر کہی ایسا خیال ہوتا تھا کہ آسمان اور زمین جواب دے رہے ہیں سارے مرو میں رونے کا غل پڑ گیا۔

جب لوگوں نے اس ہیئت سے امام -کو دیکھا اور تکبیر کی آواز سنی مامون کو خبر دی فضل بن سہل کے لئے لکھا اگر امام رضا علیہ السلام عیدگاہ تک پہنچ گئے تو سب لوگ ان کی طرف ہو جائیں گے ہمیں خوف ہے کہ ہم لوگوں کو ہلاک نہ کر ڈالیں یہ سن کر مامون نے کہلا بھیجا کہ میں نے آپ کو تکلیف دی۔

آپ کو لوگوں کے نماز پڑھانے میں تکلیف ہو گی آپ نہ پڑھائیں جو پہلے پڑھایا کرتا تھا وہی پڑھائے یہ سن کر امام علی رضا علیہ السلام نے موزے پہن لئے اور سوار ہو کر واپس آ گئے اس وقت کے لوگوں میں ایسی بے نظمی پھیل گئی کہ کوئی کہیں گیا کسی کی نماز عید قاعدہ سے نہیں ہوئی۔

مامون رشید کی مجلس مشاورت

صاحب التواریخ لحوادث الاسلام فی کتاب ندیم الفرید میں ابن مسکویہ ذکر کرتا ہے کہ مامون نے امام رضا علیہ السلام کو مدینہ سے مرو بلایا اور حالات سے متاثر ہو کر مامون رشید نے ایک مجلس مشاورت طلب کی جس میں علماء فضلاء زعماء اور امراء سب ہی کو دعوت دی جب سب جمع ہو گئے تو اصل راز دل میں رکھتے ہوئے ان سے کہا کہ چونکہ شہر خراسان میں ہماری طرف سے کوئی حاکم نہیں ہے اور امام رضا علیہ السلام سے زیادہ لائق کوئی نہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام کو بلا کر وہاں کی ذمہ داری ان کے سپرد کریں مامون کا مقصد تو یہ تھا کہ ان کو خلیفہ بنا کر علویوں کی بغاوت اور ان کی بلادستی کو روک دے۔

لیکن یہ بات اس نے مجلس مشاورت میں ظاہر نہیں کی بلکہ ملکی ضرورت کا حوالہ دے کر انہیں خراسان کا حاکم بنانا ظاہر کیا اور لوگوں نے تو اس پر جو بھی رائے دی ہو لیکن حسن بن سہل اور وزیر فضل بن سہل اس پر راضی ہوئے اور یہ کہا کہ اس طرح خلافت بنی عباس سے آل محمد کی طرف منتقل ہو جائے گی مامون نے کہا کہ میں نے جو کچھ سوچا ہے وہ ہی ہے اور اس پر

عمل کرونگا یہ سن کر وہ لوگ خاموش ہوگئے اتنے میں حضرت علی بن ابی طالبؑ کے ایک معزز صحابی سلمان بن ابراہیم بن محمد بن داؤن بن قاسم بن ھیبت بن عبداللہ بن حبیب بن شیخان بن ارقم کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے اے مامون رشید راست وسچ کہتا ہے۔

لیکن مجھے ڈر ہے کہ امام رضاؑ کے ساتھ تو ایسا سلوک کرے گا کہ جیسے کوفیوں نے حسینؑ کے ساتھ کیا ہے مامون نے کہا اے سلمان تم یہ کیا سوچ رہے ہو ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا میں ان کی عظمت سے واقف ہوں جو انھیں ستائے گا قیامت کے دن حضرت رسول اکرم ﷺ اور حضرت علیؑ کو کیونکر منہ دکھائے گا تم مطمئن رہو انشاء اللہ ان کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا۔

یہ کہہ کر ابومخنف کی روایت ہے مامون رشید نے قرآن پر ہاتھ رکھا اور قسم کھا کر کہا کہ میں ہرگز اولاد رسول پر کوئی ظلم نہ کرونگا اس کے بعد سلیمان نے تمام لوگوں کو قسم دے کر بیعت لے لی پھر انھوں نے ایک بیعت نامہ تیار ہونے کے بعد مامون رشید نے چالیس آدمی کے دستخط کرائے اور مدینہ بھیج دیا سلیمان قطع مراحل اور طے منازل کرتے ہوئے مدینہ پہنچے اور امام رضاؑ سے ملاقات کی ان کی خدمت میں بیعت نامہ پیش کیا امام نے جونہی اس کو کھولا اور اس کا سرنامہ دیکھا سر مبارک ہلاک کر فرمایا: کہ یہ میرے لئے کسی طرح مفید نہیں ہے الوقت آپ تھے پھر آپ نے فرمایا: کہ مجھے جد نامدار نے خواب میں اس کے نتائج وعواقب سے آگاہ فرمایا: کہ سلیمان نے کہا مولا!

یہ تو خوشی کا موقع ہے آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں فرمایا: اس دعوت میں اپنی موت دیکھ رہا ہوں انھوں نے کہا کہ مولا میں ان سے بیعت لی ہے کہ کہا درست ہے لیکن جد نامدار نے جو فرمایا: ہے وہ غلط نہیں ہوسکتا ہے مامون کے ہاتھوں شہید کیا جاؤنگا بالآخر آپ پر کچھ دباؤ پڑا کہ آپ مرو خراسان کے لئے عازم ہوگئے اور جب آپ کے عزیزوں کو آپ کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو بے پناہ روئے غرض آپ روانہ ہوئے راستے میں ایک چشمہ پر چند آدمیوں کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہیں جب ان کی نظر امام پر پڑی سب دوڑ پڑے اور باچشم تر کہنے لگے کہ امام آپ خراسان نہ جایئے کہ دشمنی بہ لباس دوستی آپ کی تاک میں ہے اور ملک الموت استقبال کے لئے تیار ہے امامؑ نے فرمایا: کہ اگر موت آنی ہے تو وہ ہر حال میں آئے گی۔

شہر خراسان میں نزول اجلال

ابوصلت ہروی ناقل ہے کہ اثنائے سفر میں جب آپ خراسان پہنچے تو دن ڈھل چکا تھا آپ فریضہ ظہر ادا کرنے کے لئے سواری سے اترے اور آپ نے تجدید وضو کے لئے پانی طلب فرمایا: عرض کیا گیا مولا اس وقت یہاں پانی نہیں ہے یہ سن کر آپ ایک زمین پر اترے ہوئے پتھر کے نیچے سے چشمہ جاری فرمایا: اور وضو کر کے نماز ادا فرمائی شیخ صدوقؒ فرماتے

ہیں کہ اس چشمہ کا ابھی تک اثر باقی ہے۔

شہر طوس میں آپ کا ورود

جب اس سفر میں چلتے چلتے شہر طوس پہنچے تو وہاں دیکھا کہ ایک پہاڑ سے لوگ پتھر تراش کر ہانڈی وغیرہ بناتے ہیں آپ اس سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے اور آپ نے اس کے نرم ہونے کی دعا کی وہاں کے باشندوں کا کہنا ہے کہ اس پہاڑ کا پتھر بالکل نرم ہوگیا اور بڑی آسانی سے برتن بننے لگے۔

قریہ سناباد میں امام کا نزول

شہر طوس سے روانہ ہو کر آپ قریہ سناباد پہنچے اور آپ نے محلہ نوخاں میں قیام فرمایا: اور لباس اتار کر دھلنے کے لئے دے دیا حمید بن قحطبہ کا بیان ہے کہ آپ کی جیب میں ایک دعا کنیز نے پائی اس نے مجھے دیا میں نے امام کو دیکھ کر پوچھا کہ اس دعا کا کیا فائدہ ہے تو فرمایا: یہ شریروں کے شر سے حفاظت کا حرز ہے پھر آپ قبر ہارون میں تشریف لائے اور آپ نے قبلہ کی طرف خط کھینچ کر فرمایا: کہ میں اس جگہ دفن کیا جاؤں گا۔ اور یہ جگہ میری زیارت گاہ ہوگی اس کے بعد آپ نے نماز ادا کی اور وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا۔

واقعہ: امام جب مامون کے پاس آئے تو مامون نے پردہ بنایا تا کہ جب امام مامون سے ملنے آئے تو تمام دربان وخدام آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے اور پردہ اٹھایا ایک دن سب نے مل کر طے کیا کہ کوئی پردہ نہ ہٹائے چنانچہ ایسا ہوا جب امام آئے تو حجاب نے پردہ نہ اٹھایا مطلب یہ نکلا کہ امام کی توہین ہوگی لیکن اللہ کے ولی کو کوئی ذلیل نہیں کرسکتا۔ جب ایسا موقع آیا اتنے میں ایک تند ہوا نے پردہ اٹھایا امام داخل دربار ہوئے اسی طرح کئی دن تک ہوتا رہا بالآخر سب کے سب شرمندہ ہوئے۔

امام رضا علیہ السلام کا ایک جنازہ کی مشایعت کرنا

موسیٰ بن خیار کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے ساتھ شہر طوس میں جا رہا تھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ کوئی جنازہ جا رہا ہے اتنے میں دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام نے بھی پاؤں رکاب سے نکالا اور پیادہ ہو کر جنازہ کے پاس گئے اور دوش مبارک پر اُٹھایا اور روتے جاتے تھے پھر مجھ سے فرمایا: اے موسیٰ جو آدمی میرے شیعہ کے جنازہ کی مشایعت کرے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے گویا اسی روز ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

جب جنازہ قبر کے پاس رکھا گیا تو امام پاس گئے لوگوں کو ہٹا کر اس میت کے سینہ پر ہاتھ رکھ کے فرمایا: اے فلاں

بن فلاں تجھے بشارت ہو جنت کی اب اس وقت سے تجھے کسی قسم کا خوف نہیں ہے موسیٰ نے کہا میں فدا ہوں آپ پر، آپ کبھی آج کے سوا اس شہر میں نہیں آئے تھے کیونکہ اس کو پہچانا فرمایا: اے موسیٰ تم نہیں جانتے کہ ہم لوگ جو روئے زمین پر حجت خدا اور امام ہیں ہر صبح اور شام کو ہمارے شیعوں کے اعمال ہم پر پیش کئے جاتے ہیں جو کوئی قصور ہم ان کا پاتے ہیں تو خدا سے عفو کے خواستگار ہوتے ہیں اور جو اچھی بات پاتے ہیں خدا سے اس کی جزا چاہتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام کا عاشورہ میں مجلس شہداء کا برپا کرنا

دعبل خزاعی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ عاشوراء میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؑ اصحاب کے حلقہ میں انتہائی غمگین و حزین بیٹھے ہوئے ہیں مجھے حاضر ہوتے دیکھ کر فرمایا: اے دعبل آؤ ہم تمہارا انتظار کر رہے تھے میں قریب گیا تو امام نے اپنے پہلو میں مجھے جگہ دی اور فرمایا: چونکہ آج عاشور کا دن ہے اور یہ دن ہمارے لئے انتہائی رنج و غم کا دن ہے لہٰذا تم میرے جد مظلوم امام حسینؑ کے مرثیہ کے متعلق کچھ اشعار پڑھو۔

اے دعبل جو آدمی ہماری مصیبت پر روئے یا رلائے اس کا اجر خدا پر واجب ہے اے دعبل جس آدمی کی آنکھ ہمارے غم میں غمگین ہو وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ محشور ہوگا۔ اے دعبل جو آدمی ہمارے جد نامدار سید الشہداءؑ کے غم میں روئے گا خدا اس کے گناہ بخش دے گا یہ فرما کر امامؑ اپنی جگہ سے اٹھے اور پردہ کھینچا اور مخدرات عصمت و طہارت کو بلا کر اس میں بٹھایا پھر آپ میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا: اے دعبل اب میرے جد امجد کا مرثیہ پڑھو دعبل کہتے ہیں میرا دل بھر آیا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آل محمد میں رونے کا کہرام عظیم برپا تھا۔

آب نیساں سے شفاء

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ (الانبیاء: ۳۰) اور ہم ہی نے ہر چیز کو پانی سے زندہ کیا تو کیا اس پر بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے

☆ بارش کا وہ پانی جو نوروز سے تیئیس (۲۳) دن کے بعد ماہ نیساں شروع ہونے پر تیس دن کے اندر برسے "آب نیساں" کہلاتا ہے۔

☆ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک بوڑھا آدمی حاضر ہوا اس نے عرض کی اے فرزند رسول ﷺ مجھے ایک مرض ہے کہ جس کے لئے اطباء نے شراب تجویز کی ہے تو آپ نے فرمایا تو اس کی جگہ پانی استعمال کیوں نہیں کرتا جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم نے برستے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا۔

☆ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی مریض آب نیساں پر سورۂ الحمد، آیت الکرسی، چاروں قل اور سورۂ قدر اور ستر مرتبہ اللّٰہُ اَکْبَرُ ستر مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور ستر مرتبہ صلوات پڑھ کر پئے گا تو وہ ہر قسم کی امراض سے شفایاب ہوگا۔

☆ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی مریض یہ پانی سات دن تک ہر روز صبح و شام پئے تو اس کو جسم میں رگوں اور ہڈیوں کے درد اور بیماریوں سے شفا نصیب ہوگی۔ ☆ جس عورت کے لڑکا نہ ہوتا ہو تو اگر وہ اس نیت سے پئے گی تو اللہ تعالیٰ اسے فرزند عطا فرمائیگا (تذکرۂ نیوائے صالحین)

پانچویں فصل شعرائے کرام کہ جنہوں نے امام علیہ السلام کی مدح میں اشعار کہے

۱) مرحوم صدوق ؒ عیون میں حارون بن عبداللہ مہلبی سے نقل کرتا ہے کہ جب ابراہیم بن عباسی اور دعبل خزاعی امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور ولی عہدی پر لوگوں نے امام کی بیعت کی دعبل نے یہ شعر پڑھا۔

مدارس آیات خلت من تلاوۃ
ومنزل وحی مقفر العرصات

یعنی افسوس کہ وہ مدرسے اور مکان جہاں آیات قرآن کی تعلیم وتلاوت ہوا کرتی تھی خالی پڑے ہیں اور وہ مکان جہاں وحی خدا نازل ہوا کرتی تھی خالی میدان بنا پڑا ہے۔

ابراہیم بن عباس نے یہ شعر پڑھا

ازال عزاء القلب بعد النجلا
مصارع اولاد النبی محمد .

امام رضا علیہ السلام نے دونوں کو بیس ہزار درہم دیئے کہ جن پر امام کا نام تھا اور مامون نے اس وقت ان سکوں پر امام کے نام لکھنے کا حکم دیا تھا راوی کہتا ہے کہ جب دعبل قم کی طرف چلا تو اس وقت اس کے پاس دس ہزار درہم تھے ان درہموں میں سے ہر ایک کو دس ہزار درہم میں فروخت کیا تو اسے ایک لاکھ درہم ملے اور ابراہیم کو جب امام نے دیئے تو کچھ درہم کو ھدیہ دے دیا اور کچھ کو اپنے اہل وعیال کے لیے جدا کر کے ان کو دیا جب فوت ہوا تو انہی درہموں میں سے اس کے کفن ودفن پر خرچ کیے گئے۔

۲) علی بن محمد بن سلیمان نوفلی کہتا ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام کو ولی عہد قرار دیا گیا تو شعراء نے مامون کے سامنے اشعار کہے تو اس نے امام رضا علیہ السلام کی مدح پر بہت مال دیا مامون نے دیکھا کہ سب نے اشعار کہے سوائے ابی نواس کے اس نے مدح نہیں کی اور اشعار نہ کہے تو مامون نے کہا اے ابونواس تو جانتا ہے کہ علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کا مجھ سے کتنا زیادہ مقام ہے اور میں انکا احترام واکرام کرتا ہوں تم کس لئے مدح میں پیچھے رہے جبکہ تم بہترین شاعر ہو اور شعراء میں تمہارا بڑا مقام ہے تو

اس نے یہ اشعار پڑھے۔

قیل لی انت وحد الناس طرا،
فر فنون بہ من الکلام البنیہ
بک من جوھر الاکلام یرلع
یثمر الدر منی یری مجتنیہ
فعلی ما ترکت مدح بن موسیٰ
والخصال التی یحمعن فی
قلت لا لصتری مدح امام
کان جرائیل خادما لابیہ

یعنی مجھے کہا گیا کہ تم لوگوں میں سے بہترین خوش کلام پس کلام شعراء کے فنون میں تیرے لیے کلام کے جوھر ظاہر ہیں در ثمر دیتا ہے کہ جب میرے ہاتھ میں ہو میں نے امام رضاؑ کی مدح ترک کی اس لئے کہ ان میں بہت سی خصلتیں وصفات جمع ہیں کن کن کو گنوں اور شمار کروں میں کہتا ہوں کہ میں امام کی مدح نہیں کر سکتا کہ جس کے باپ کے خادم جبرائیل ہوں۔ مامون نے کہا احسنت بہت اچھا تو اس کو دوسرے شعراء کی طرح کافی مال دیا اور ان سے کچھ زیادہ دیا۔

۳۔ محمد بن یحییٰ فارسی کہتا ہے کہ ابونواس نے امام رضاؑ کی طرف نظر کی کہ جب مامون کے پاس سے باہر نکلے اور خچر پر سوار ہوئے تو ابونواس ان کے قریب جا کر سلام کیا اور کہا یابن رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں اشعار کہوں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ مجھ سے سنیں امام نے فرمایا: سناؤ تو اس نے یہ شعر کہے۔

مطھرون نقیات ثیابھم
تجری الصلاۃ علیھم اینما ذکروا
من لم یکن علو یا حسین تشبہ
فما لہ من قدیم الدھر فتخر

فــالــلــه لــمــا بــداء خــلــقــنــا فــاتــقــنــه

صــفــا كــم واصــطــفــا كــم ايــهــا الــبــشــر .

فــانــتــم الــمــلاء الاعــلــىٰ وعــنــدكــم

عــلــم الــكــتــاب ومــا جــاءت بــه الــسـوء

یعنی پاک ہیں وہ کہ جن کا لباس پاکیزہ ہے جہاں ان کو یاد کیا جائے تو ان پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے

جو جس وقت ان کے نسب کو یاد کرتا ہے جہاں یاد کریں درود پڑھتے ہیں۔

اگر علوی نہ ہوں تو زمانہ ان کے گزشتہ لوگوں سے وہ افتخار کے لائق نہیں ہیں۔

خدا تعالیٰ تو مخلوقات کو پیدا کیا ہے تو ان کو مصطفیٰ کیا چن لیا آپ کو پاک و برگزیدہ کیا جائے

بہترین بشر آپ ہیں کہ ملا اعلیٰ اور تمہارے نزدیک کتاب کا علم قرآن) اور جو سورہ کے بعد فرمایا: جو میرے لئے اشعار کہے ہیں ہم کسی کے سامنے پہلے نہیں کہے۔

اے غلام مداح کرنے کے لئے ہماری طرف سے کچھ ہے؟ کہنے لگا ہاں تین سو دینار فرمایا: اس شاعر کو لا کر دے۔

پھر فرمایا: شاید یہ کم ہوں اے غلام یہ خچر اس کو دے دو۔

دعبل خزاعی

امام رضاؑ کے عظیم ترین شاعر اور ادیب تھے۔ ان کا قصیدہ تاریخ ادب میں شاہ کار کی حیثیت رکھتا ہے۔ امام علی رضاؑ کے حق میں قصیدہ لکھنے کے بعد خراسان کا رخ کیا کہ سب سے پہلے امام علی رضاؑ کو سنائیں گے امام نے سن کر بے حد تعریف کی اور فرمایا: کہ اسے ہر ایک کو مت سنانا لیکن جب قصیدہ کی شہرت زیادہ ہوئی تو مامون نے دربار میں بلا کر قصیدہ سننے کی فرمائش کی۔

دعبل نے اسے ٹال دیا تو اس نے امام رضاؑ کو طلب کر کے آپؑ سے سفارش کرائی اور دعبل نے امام کے حکم پر قصیدہ سنا دیا تو مامون نے پچاس ہزار درہم انعام دیئے امام نے بھی اسی قدر دعبل پر عنایت فرمائی دعبل نے عرض کی کہ مولا مجھے مال لینا نہیں چاہیے مجھے اپنا جبہ عنایت فرمایئے جو آخرت میں میرے کام آئے گا آپ نے اس کو عنایت فرمایا: کہ اسے محفوظ رکھنا چنانچہ راستہ میں ڈاکوؤں کے حملہ کے وقت وہی جبہ سارے قافلہ کے کام آیا کہ ڈاکوؤں نے دعبل کو شعر سنایا جس کو سن کر دعبل نے پوچھا کہ یہ کس کا شعر ہے انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا دعبل نے کہا یہ میرا شعر ہے پھر اس نے اور

اشعار اسی طرح کے سنائے تو انھوں نے پورے قافلے والوں کا مال واپس کر دیا اور۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ دعبل نے اپنے قصیدہ میں بغداد میں ایک قبر کا ذکر کیا تو امام نے فرمایا: کہ اس میں دو اور اشعار کا اضافہ کر لو تا کہ قصیدہ مکمل ہو جائے اور یہ کہہ کر آپ نے طوس کی قبر کے بارے میں اور شعر فرمائے۔

دعبل نے عرض کی مولا! یہ کس کی قبر ہے؟ فرمایا: یہ میری قبر کا ذکر ہے اور جو آدمی عالم غربت میں میری زیارت کرے گا وہ روز قیامت میرے ساتھ محشور ہوگا اور یہ فرما کر ایک سو دینار رضوی بھی عنایت فرمائے جن پر امام علی رضاؑ کا اسم گرامی کندہ تھا اور دعبل نے اسے بطور تبرک محفوظ کر لیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ دعبل خزاعی مرو میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا ابن رسول اللہ میں نے آپ کی شان میں ایک قصیدہ کہا ہے اور قسم کھائی کہ جب تک آپ کو نہ سنالوں کسی کے سامنے نہ پڑھوں گا فرمایا: اچھا پڑھو دعبل نے پڑھنا شروع کیا

مدارس ایات خلت من تلاوۃ

ومنزل وحی مقفر العرصات

افسوس یہ کہ وہ مدرسے اور مکان جہاں آیات قرآن کی تعلیم وتلاوت ہوتی تھی خالی پڑے ہیں ور وہ مکان جہاں وحی خدا نازل ہوا کرتی تھی خالی میدان پڑا ہوا ہے کسی نے کہا اے دعبل تم نے سب سے پہلے اپنے قصیدے کو کیوں نہ شروع کیا پہلے جانے کو مجھے حیا آتی ہے کہ امام کے سامنے غزلیہ اشعار پڑھوں جب اس شعر تک پہنچا۔ **اری فیئہ فی غیرھم متقسماً وایدھم من فیئھم** حضرات یعنی میں دیکھتا ہوں کہ ان کے حقوق خمس وغیرہ لوگوں میں تقسیم ہو گئے اور ان اہل بیت کے ہاتھ اپنے حقوق سے خالی پڑے ہیں یہ سن کر حضرت رونے لگے اور فرمایا:

الموت الذی قتل له قتیل فلم یدرک بدمه منه الحدیث ان

الموت ارای صاحب الوتر الطالب ...

دعبل نے کہا:

اذا اوتروا مروا الیٰ واتریھم

اکفا عن الاوتار منقضات

یعنی جس وقت کہ وہ حضرات اہل بیت ستائے جانے لگے اور ناحق شہید کئے جاتے ہیں اور بقیہ اہل بیت چاہتے

ہیں کہ ان کا عوض میں اور ان ظالمین وقاتلین پر جہاد کے لئے ہاتھ اٹھائیں تو اپنے ہاتھوں کو بڑھا کے یہی کہ جو آلات لہوولہب سے باز رہے ہیں بخلاف ان کے اعداء کے کہ ان کے ہاتھ ہمیشہ آیات لھوولعب سے آشنار ہتے ہیں یہ سن کر امام اپنی ہتھیلیوں کو الٹ پلٹ کے دیکھتے تھے اور فرماتے تھے سچ ہے یہ ہاتھ ہمیشہ الات لھوولھب سے باز رہے ہیں۔

دعبل:

لقد خفت فی ایدینا وایام سیها

ارنی لارجوا لامن من عند وفاتی

اور خدا سے میں اس دنیا اور اس کے طلب میں زندگی بسر کرنے میں بہت خوف کرتا رہا ہوں خدا سے امید کرتا ہوں کہ وہ مرنے کے بعد مجھے بے خوف کر دے گا امام نے فرمایا: کچھ خوف نہ کر خدا تجھے روز قیامت ہمارے ساتھ محشور کرے گا اور بے خوف کر دے گا جب دعبل نے وقت **بغداد لنفس زکیہ تفمنها الرحمن فی الوفات** یعنی ایک قبر نفس پاکیزہ کی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بغداد میں ہے۔ جس کو رحمت غرفہائے بہشت میں احاطہ کرتے ہوئے ہے اس کے پڑھنے کے بعد امام نے فرمایا: دعبل دو شعر اور یہ بڑھا دو

وقبر بطوس یالها من مصیبة توقد

بالاحشرء من حرقات الیٰ الحشر

یعنی قبر طوس میں ہوگی اور یہ ایسی مصیبت عظیم ہوئی جس کے اشک بہانے سے دل سوختہ اور جگر بریان ہو جائیں گے اور حشر تک یہ باقی رہے گا یہاں تک کہ ہم میں سے پروردگار قائم آل محمد (عج) کو مبعوث کریں کہ وہ دشمنوں سے انتقام لیں گے اور ہمارے رنج وغم کو دور کریں گے اور ہمارے شیعہ بجائے ہماری زیارت کو آئیں گے۔ پس جو مجھ غریب کی زیارت طوس میں کرے گا وہ میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا بروز قیامت وہ بخشا جائے گا۔ پھر امام رضا علیہ السلام اٹھے۔

دعبل کے اشعار سے فارغ ہونے کے بعد حکم دیا کہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا امام گھر داخل ہوئے اور کچھ دیر کے بعد غلام نکلا اور ایک سو دینار رضوی دیئے اور کہا مولا فرماتے ہیں کہ یہ تیرے خرچ کرنے کے لئے ہیں دعبل نے کہا میں یہ نہیں چاہتا میں نے اس لئے کہ قصیدہ نہیں کہا مجھے اپنا جبہ دے دیں تبرک کے طور پر امام نے اپنا جبہ دیا اور خادم سے کہا کہ اسے کہو کہ یہ ایک دینار کی تھیلی رکھ لے ضرورت کے وقت کام آئے گی۔

دعبل نے تھیلی اور جبہ لیا اور چلا گیا مرو سے قافلے کے ساتھ شامل ہو گیا جب قومان نامی جگہ پر پہنچا تو ڈاکوؤں نے پورے قافلے سے مال چھین لیا۔

اور آپس میں تقسیم کیا تو ان میں سے ایک نے دعبل کے قصیدے سے ایک شعر کہا۔

اری فیئھم فی غیر مقتضا

وایدیھم من فیئھم مفرات

یعنی ہم نے ان میں فئی کا مال دیکھا تقسیم کرلیا ان کے فئی میں بہت سکے و قیمتی مال ہے۔

جب دعبل نے سنا تو اس نے کہا یہ کس کا شعر ہے اس نے کہا ایک خزاعی قبیلے کے آدمی نے کہا جسے دعبل خزاعی کہتے ہیں دعبل نے کہا میں دعبل بن علی ہوں اس قصیدہ کو میں نے کہا ہے کہ جس کا ایک ٹکڑا تو نے کہا ہے وہ اپنی اپنے سردار کے پاس گیا اور کہا کہ یہ دعبل شیعہ ہے وہ آیا اور کہا تو دعبل ہے کہنے لگا ہاں تو اس کے سامنے باقی قصیدہ بھی سنایا تو سب ڈاکوؤں نے پورے قافلے کا مال واپس کر دیا دعبل جب قم پہنچا تو اہل قم نے پوچھا کہ جو قصیدہ امام کو سنایا ہے وہ پڑھو گے پھر مسجد جامع میں سب لوگوں کو جمع کیا اس نے قصیدہ منبر پر جا کر سنایا لوگوں نے بہت مال دیا اور خلعت ولباس بھی دیئے۔

جب انہیں امام کے جبے کا پتہ چلا تو ان سے خریدنے کا کہا تو اس نے کہا میں فروخت نہیں کرونگا لوگوں نے بڑا اصرار کیا پھر ایک ہزار دینار پر خریدنا چاہا تو اس نے انکار کیا جب دعبل قم سے چلا تو راستے میں ایک قوم نے مال چھین لیا اور دعبل قم واپس لوٹا اور جبہ سے کچھ ٹکڑا باقی لیا اور ایک ہزار دینار اس کے بدلے دینے کا کہا انکار کیا جب مایوس ہوا تو دعبل نے قبول کرلیا پھر دعبل اپنے وطن واپس لوٹا اور ایک دفعہ ڈاکوؤں نے اس کے گھر کا سب سامان چوری کرلیا تو دعبل نے وہ ایک سو رضوی دینار میں سے ہر دینار کو ایک سو درہم میں بیچا تو دس ہزار درہم سے امام کا قول یاد آگیا کہ ایک دینار لے لے تجھے ایک دن ضرورت کے وقت کام آئیں گا۔ دعبل کی بینائی گم ہوگئی اہل طب نے کہا دائیں قابل علاج نہیں بائیں آنکھ کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ دعبل بہت غمگین ہوگیا پھر اسے وہ امام رضاؑ کے جبہ کا ٹکڑا یاد آیا تو اس نے آنکھوں پر لگایا اس کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔

مجالس شیخ طوسیؒ میں ابر الفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار کہتا ہے کہ ابوالقاسم اسماعیل بن علی بن علی دعبلی نے کہا کہ ابوالحسن رلی بن علی بن دعبل بن رزین بن عثمان بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن بریل بن ورقاء دعبل بن علی خزاعی کا بھائی ہے کہ جو بغداد میں ۲۷۲ ہجری میں فوت ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ میرے مولا امام رضاؑ طوس میں سن ۱۹۸ میں تھے ہم ان کی طرف بصرہ سے آئے تو عبدالرحمن بن مہدی مریض ہوگئے چند دن وہاں رہے اور عبدالرحمن بن مہدی مر گئے ہم نے اس کا جنازہ تیار کیا اور اس پر اسماعیل بن جعفر نے نماز پڑھی اور ہم امام کی طرف چلے میرے ساتھ میرا مولا، میں اور میرا بھائی دعبل تھا ہم وہاں دو سال رہے پھر قم

گئے اس کے بعد امام نے میرے بھائی کو قیص دی اور ایک عقیق کی انگوٹھی دی اور درہم رضوی اور اس سے کہا اے دعبل قم جاؤ تم کو ان سے بہت فائدہ ہوگا اور امام نے اس سے کہا ان کی حفاظت کرو اور قیص کہ جس میں میں نے ہزار رات میں ہزار ہزار رکعت نماز پڑھی ہے اور انگوٹھی کہ جس پر ایک ہزار دفعہ قرآن ختم کیا ہے۔

۵. مرحوم صدوق ؒ عیون اور اکمال الدین میں احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی سے نقل کرتا ہے کہ وہ علی بن ابراہیم بن ہاشم سے وہ اپنے باپ سے وہ عبدالسلام بن صالح مروی سے وہ کہتا ہے کہ میں نے دعبل بن علی خزاعی سے سنا کہ جب میں نے امام رضاؑ کے سامنے یہ قصیدہ پہلی دفعہ پڑھا۔

مدارس ایات خلت من تلاوة

ومنزل وحی مقفر العرصات .

جب میں ان اشعار پر پہنچا:

خروج امام لامحالہ خارج

یقوم علی اسم اللہ والبرکات

غیر فینا قل حق وباطل

ویجزی علی النعماء والنعمات

یعنی امام کا نکلنا لامحالہ امام کے اختیار سے باہر ہے اللہ کے نام و برکات پر ہے یعنی خدا پر بھروسہ ہم نے حق کو باطل سے تمیز دی وہ کافی ہے نعمتوں اور عذاب پر تو امام گریہ کرنے لگے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے خزاعی ان کو روح القدس نے تیری زبان میں پڑھا ہے کیا اس امام کو تو جانتا ہے اور وہ کب خروج کرے گا میں نے کہا نہیں جانتا سوا مگر میں نے سنا امام کے نکلنے سے زمین کی طہارت فساد کے بعد اور ظلم کے بعد عدل میں بدل جائے گی امام نے فرمایا: اے دعبل امام محمد میرے بیٹے کے بعد ان کے بیٹے علی ان کے بیٹے حسنؑ اور حسنؑ کے بیٹے حجۃ القائم (عج) المنتظر ہیں کہ جن کی غیبت اطاعت واجب ہے کہ جس طرح ان کے ظہور کے وقت واجب ہے۔ اگر قیامت کے آنے سے ایک دن بھی باقی ہوگا تو وہ ظہور کریں گے اللہ اس کو اس قدر طولانی عمر دے گا کہ وہ زمین کو ظلم کے بعد عدل سے بھر دیں گے ان کے ظہور کے وقت کی خبر میرے باپ نے اپنے آباء و اجداد سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ پوچھا گیا اے رسول خدا قائم امام آپ کی ذریت سے کب ظہور کریں گے تو فرمایا: اس کا وقت قیامت کی ایک گھڑی ہے کہ جس کے وقت کو ظاہر نہیں کر سکتے

مگر یہ کہ آسمان وزمین میں وہ تم پر نہیں آئے گا مگر اچانک۔

۶. علی بن عیسیٰ اربلی کتاب کشف الغمہ میں ابوصلت ہروی سے نقل کرتے ہیں کہ جب دعبل بن علی خزاعی امام علی رضا علیہ السلام کے پاس مرو آیا اور کہنے لگا یابن رسول اللہ میں نے آپ کے لئے قصیدہ لکھا اور میں نے قسم کھائی کہ کسی کو نہیں سناؤں گا کہ جب تک آپ کو سنا نہ لوں یعنی آپؑ سے پہلے کسی کو نہیں سناؤں گا۔

امام نے فرمایا:

پڑھو تو کہا:

تجاد بن با بالا ن نان والزخرات

نوائع عج اللفظ والنعطقات

دعبل نے کہا یابن رسول اللہ کس کی قبر طوس میں ہوگی فرمایا: میری قبر دن اور سال گزرنے کے بعد میرے شیعوں کی پناہ گاہ ہوگی جو میری غربت میں زیارت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ایک جگہ ہوگا پھر امام اٹھے امام نے فرمایا: یہاں سے نہ جانا یہاں تک کہ ایک تھیلی کہ جس میں ایک سو دینار تھے کہ اس روایت اس سے پہلے مرحوم صدوق نے نقل کی ہے۔

۷. بحار میں کتاب عدد سے علی بن یوسف بن مطہر نے کہا کہ صاحب آغانی کہتا ہے کہ دعبل بن علی خزاعی نے اس قصیدہ کو خراسان میں امام رضا علیہ السلام کے سامنے پڑھا تو امام نے اسے دس ہزار درہم دیئے کہ جس پر امام کا نام تھا اور اپنا لباس عطا فرمایا۔ پھر اہل قم نے اس قمیص پر تیس ہزار درہم دینا چاہا تو نہیں بیچا تو قم سے وطن کی طرف جاتے ہوئے راستے پر ڈاکوؤں نے چھین لیا تو ان سے کہا خدا اس کو واپس لوٹائے گا یہ تم پر حرام ہے اور قسم کھائی کہ نہیں بیچے گا اور نہ کسی کو دے گا بلکہ اس کا کفن بنائے گا۔ تو انہوں نے واپس لوٹا دیا اور اس پر قصیدہ لکھا اور اس آیات کہ جو پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

پھر حکم دیا کہ اس سے مجھے کفن دیا جائے دعبل ہمیشہ اچھی زبان استعمال کرتا تھا اور خلفاء کی ہجو توہین سے کبھی نہیں ڈرا ابن مدبر کہتا ہے کہ میری ملاقات دعبل سے ہوئی تو میں نے اسے کہا تم لوگوں میں بہترین اشعار کہ جو مامون کے بارے میں کہے تھے سناؤ تو یہ شعر پڑھے۔

انی من القوم الذین لیوفھم

قتلت اخاک وشرتک

پھر مجھ سے کہا اے ابو اسحاق مجھے خوف ہے کہ مجھے اس چالیس سال کی عمر میں قتل یا پھانسی نہ دی جائے۔

۸. مرحوم صدوق عیون میں ابوعلی احمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم ہرندی بیہقی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں نے ابوالحسن داود بکری سے سنا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے علی بن دعبل خزاعی سے سنا وہ کہتا ہے کہ جب میرے باپ کو موت آئی تو اس وقت ان کا رنگ تبدیل تھا اور زباں بند تھی چہرہ سیاہ میں نے اپنے مذہب سے لوٹنے کی فکر کی تو تین دن بعد خواب دیکھا سفید چہرہ، سفید ٹوپی پہنے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا اے بابا جان اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا ہے؟ فرمایا: بیٹا مجھے سیاہ چہرے اور بند زبان میں دیکھا تو میں اس وقت دنیا کی شراب پی لی تھی اور رسول خدا ﷺ نے مجھے سفید ٹوپی اور سفید کپڑے دیئے ہیں میں نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا مجھ سے کہا تو دعبل ہے میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا: تو نے میری اولاد کی شان میں قصیدے کہے ہیں۔

تو میں نے یہ شعر ان کو سنائے:

لا مخک اللہ من الدھر اذ ...

یعنی اللہ آپ کو خوش رکھے آل احمد اولاد رسول تو مظلوم ہیں لوگوں نے ان پر ظلم کیا ہے اور انہیں اپنے مقام سے ہٹا دیا ہے گویا ایسی خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں کہ وہ قابل بخشش نہیں ہے تو رسول خدا نے فرمایا: احسنت، بہت اچھا ہے میں تیری شفاعت کرونگا۔ پھر مجھے ایک لباس عطا کیا اپنے جسم کی طرف اشارہ کیا کہ یہ لباس انہی نے دیا ہے۔

۹. مرحوم فرماتے ہیں کہ جن اشعار کو ذکر کیا ہے کہ یہ دعبل کی قبر پر لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے ابو دعبل لقر محمد بن حسن کرخی سے سنا ہے کہ جو کاتب ہے کہتا ہے کہ میں نے دعبل بن علی خزاعی کی قبر پر لکھے ہوئے دیکھے ہیں کہ اس طرح ہیں:

اعد اللہ یوم للقادعبل ان لا الہ الا ھو یقولھا مخلصا عساہ بھا ،

یرحمہ فی القیامہ اللہ اللہ مولاہ ورسولہ ومن بعد ھما فالوصی مولاہ .

اللہ قیامت کے دن ملاقات کرائے دعبل گواہی دیتا ہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے کہ جس سے نجات کی امید ہے قیامت کے دن خدا رحم کرے اللہ مولا ہے اور اس کا رسول ان کے بعد وصی میرے مولا علی علیہ السلام ہیں۔

۱۰. صاحب الجلیل اسماعیل بن عباد نے امام علی رضا علیہ السلام کے لئے ہدیہ سلام اس طرح پیش کیا ہے۔

یا زائداً الیٰ الطوس ......

صاحب کتاب (مؤلف) فرماتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام کی شان میں جو مدح واشعار میری زبان سے جاری ہوئے

کم ہیں۔ اگر جن وانس ان کے فضائل شمار کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ ان کا دسواں حصہ بھی نہ کر سکیں گے اگر چہ عمر ختم ہو جائے۔ زمانہ مٹ جائے کوئی ان کی مدح کو پورا بیان نہیں کر سکتا اس لئے کہ لامتناہی ذات نے ان کی مدح کی ہے اور ملائکہ ورسل نے مدح کے شعر کہے۔

انی وفی الصلوات الخمس ذکر ہم

بعد التشہد بالتوحید قدشفعا

پانچوں نمازوں میں انکا ذکر کافی ہے ان کی فضیلت کے لئے کہ توحید کی شہادت وگواہی کے بعد ان کی شفاعت ہے خصوصاً امام رضا علیہ السلام کہ جو معصومین کے ساتھ شرف ومنزلت ومراتب میں شریک ہے کہ جس کی گواہی دوست ودشمن نے دی ہے کہ جس قدر دشمنوں نے ان کے مقام کو گھٹایا یہاں جس نے ان کو اس سے زیادہ بلند کیا لوگوں نے ان کے مقام پر سوار ہونے کی کوشش کی خدا نے ان کو رسواء کیا اور لوگوں نے ان کو جدا کرنا چاہا خدا نے ان کو ایک مقام پر جمع کیا لوگوں نے ان آل رسول کو مٹانا چاہا خدا نے ان کی حفاظت کو اپنے ذمہ میں لے لیا جو کچھ بیان کیا ان کے مقام کی بلندی کا اظہار ہے ان پر درود وسلام ہوں اور ان کے آباء واجداد اطہار پر خدا ان کے دشمنوں کے دلوں میں ہیبت اور ان کے وقار کو بھر دیا اسی لئے ان کے فضائل نشر کرنے کے لئے اور دوست ودشمن کی زبان ان کے فضائل کو نشر کر رہی ہے اور ان کے فضائل ومعجزات مشرق ومغرب میں ہیں۔

شعر

قال فیہ البلیغ ماقال فرو

الھی وقل بفضلہ منطبق

وکذلک انعدو لم یعدان

قال جمیلاً مما یقول الصدیق

مجھے اپنی عمر کی قسم کہ میں نے ان کے آثار کو مشہور نہیں کیا بلکہ یہ تو سمندر کا ایک قطرہ ہے کہ جو مجھ تک پہنچا ہے لیکن ان کے مناقب شریفہ اور مراتب عالیہ جو ظاہر کیے ان سے غافل لوگوں کے دلوں کی زنگ کو دور کرنا ہے اور محبین کے دلوں کو ان کے نورانی ذکر سے روشنی بخشتا ہے خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم ان کے محبین سے ہوں اور ہم ثابت قدم رہیں اور خدا ان کی تدوین پر راضی ہو مرحوم سید صالح قزوینی نے ان کی شان میں غزلیں لکھیں کہ جن میں ترجمہ کو یہاں لکھا ایک غزل کا پہلا

شعر یہ ہے:

اذا تذکرت من ازمان

مضت بنمان اجری الطرف نمان

جب تو ان کا تذکرہ کرے کسی زمانے میں تو زمانہ ختم ہو سکتا ہے لیکن ان کا ذکر ختم نہیں ہو سکتا

مامون نے پھر وہی سلوک اختیار کیا، جسارت کی اور امام رضا علیہ السلام سے متعلق اس کے دل میں جو حسد و کینہ عداوت پوشیدہ تھی۔

امام علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں کافی مدت نہ رہنے دیا اور وہاں سے بڑی دور خراسان طلب کر لیا، بے دردی قساوت قلبی سے۔ فراعین گزشتہ کے حسد و کینہ کی تاسی کی اور ہارون فرعون کی طرح اس کے وزیر ہامان کی طرح مامون نے بھی کیا۔ کتنی زیادہ اذیت و سختی امام کو اس سے دیکھنی پڑی۔ قریب ہوں یا دور یہاں تک کہ حین موت بھی نہ چھوڑا۔ عالم کون و مکان کس کے ذکر گرامی سے اچانک عنبر کی طرح مہکتا ہے اور امام خوشبوئے اہل بہشت تھے۔

امام علیہ السلام کی خبر مسافرت نے اہل ایمان کے دلوں میں محبت (اچانک) فاجعہ اور دلوں کے آنسوؤں نے جہنم بنا دیا.... قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وداع کرنا اور اہل خانہ کو خبر دینا اس آخری عہد کی گویا اب واپس نہیں آئیں گے۔ جس دن خانہ کعبہ کو وداع کیا ناچار امام جواد علیہ السلام نے دیکھا کہ آپ امام رضا علیہ السلام محزون تھے۔ حجر اسود کے پاس کھڑے رہے اتو وہ آپ پر محزون اس سے بھی برہان و اعجاز ظاہر ہوا۔ آپ کو ولی عہد بنایا لیکن قبول نہ کیا، زبردستی آپ کے متعلق جو حسد و کینہ چھپا تے تھے اس کو ظاہر کیا۔ لہٰذا آپ کو جناب یوسف علیہ السلام کی طرح عزیز مصر نے اپنے طاغوت کو مستحکم کرنے کیلئے لئے ولایت عہدی دی۔ مامون گمان کر رہا تھا کہ یہ ولایت عہدی سے آپ کی عظمت و رتبہ کو کم کر دے گا۔ آپ کو اتنی دور سے زبردستی بلایا اور داماد بنایا تا کہ مکر و حیلہ کے ذریعہ فضل کو کم کر دے شروع میں مامون نے لوگوں کو امام کی مدح کرنے کی اجازت دی اور فوجیوں پر پورا سال فضل و احسان کیا۔ کتنے چغل خوروں کو آپ کی اس کثافت کے ساتھ روکا اور کتنا ہی دشمنی میں سحر و جادو کا الزام لگایا بسا اوقات ابن مہران نے آپ کی غیبت کی اور جو آپ کے فضل و کمال کو مشاہدہ کرنے کے باوجود بھی ایمان کو حاصل نہ کر سکا اور کافر رہا۔

شیر آپ کے حکم سے ابن مہران کو نگل گیا۔

اے مولا کتنے حاجت مندوں کے لئے خاک کو سونا بنایا، سونے سے زیور بنانے کی پوشیدہ وصیت کی۔

تیری جود و سخاوت نے فضل مال کیا جس کے ذریعہ چاہنے والوں کے ساتھ وفا کر کے حیران کر دیا۔

مٹی سے پانچ سو سونے کے سکے آپ کے کرم سے پائے جو آپ کے فضل سے زمانوں تک باقی رہیں گے۔

ان میں سے ایک حصہ اہل خانہ والوں کا اور نصف قرض تھا۔

آپ کا دست مبارک عاجز کے منھ پر رکھنا کہ مس کر دینا جس سے وہ عاجز تھا اور عربی بولنا سکھا دیا۔

ارض طوس پر آفت آئی آپ کے حسن وخوبی کے مقابل شکایت کرتی ہوئی کہ جو آپ تمام خلق پر احسان وفا کرنے والے ہیں۔

آپ نے ابر کو بشارت دی بڑی تیزی سے بارش کی زمین ظاہراً و باطناً سرسبز و شاداب ہوئی۔

ایک ایک دو دو پرنالے جاری ہو گئے۔

نہر جاری ہوئی پھر اس سے دسیوں نہریں، اسی کی مثل ملکوں میں جاری کر دیں

تمام ملکوں میں بہت زیادہ بارش ہوئی، آپ کی جود وسخا کے سمندر سے

جسدن خوشخبری دی کہ آپ کا چاہنے والا اپنے وطن واپس پہونچ جائے گا

آپ نے فرمایا: پہونچ کر اپنے بھائیوں سے کہنا کہ مولا ۳۱ دن میں آ جائیں گے

ایک دن میں آپ کے جد بزرگوار دور ملک سے آ کر سلمان کی تجہیز وتکفین کر لیتے ہیں۔

اتنی دوری سے آ کر جناب سلمان کی تجہیز کرتے ہیں اور بہت قریب سے بھی آ کر ابن عفان کی تجہیز نہیں کرتے۔

مشرق سے مغرب تک طولانی سفر طے کر لینا گویا مشرق ومغرب دونوں آپس میں بہت قریب ہیں۔

ہر شخص سے ان کی لغت وزبان کے علم ونطق کے اختلاف کے باوجود اس کے علم ونطق میں بات کرنا۔

ان میں سے سب سے بلند علماء جالوت یہود وانصاری کے حضور آپ کے علم کا اعتراف ہوا۔

آپ کے اہل بیت کے اسماء کو جب انجیل میں لکھا ہوا دیکھ لیا۔

اس نے اپنی عمر حیات کو امام کی دشمنی میں مشغول رکھا اللہ نے اس کو دنیا و آخرت میں خسران وزیان میں مبتلا کیا۔

کیسے ایمان لاتے آپ نے فرمایا: اس نے کفر کی ردا اوڑھ رکھی ہے۔

جذام وبرص اور ورم جیسی بیماری میں آپ کے کہنے پر عمر بھر سے پیدائشی اندھا پن دور ہوا

جس وقت ام فضل نے آپ کو چلتے ہوئے خدا حافظی کی، آپ طی ارض کے ذریعہ چلے گئے یہ فضل وبرہان ظاہر کیا۔

جس دن آپ نے ابر برسنے کی خبر دی جس طرح ایک شخص کو زندگی دی جبکہ وہ بھول گیا اور آپ سے درخواست نہ کر سکا اور وہ شخص کہ جس میں بھائی کے لئے ہدایت کا آپ سے تقاضا کیا تھا اس کو آپ نے اس کی ہدایت کی خبر دی تھی۔

چڑیا کو سانپ کے کھا جانے سے آپ کے علاوہ کس نے بچا دی تھی؟

اور آپ ہی نے اس کے بچوں کو اژدہے سے پناہ دی تھی

دعا کرنے والو پوشیدہ طور پر دعا مانگو، آپ کے لئے واضح اور تحقیق اللہ آپ کو اعلان کے ساتھ بتاتا اور مستجاب کرتا ہے۔ آپ ہدایت کی بشارت دیتے ہیں علم کیوجہ سے پس جو بھی آپ کے کہنے پر ایمان لایا ہدایت پا گیا۔

ابن عمران کو آپ نے بچہ پیدا ہونے کی بشارت دی اس شرط کے ساتھ کہ اس کا نام محمد ہو۔

آپ نے عقیم بانجھ ''ہجزا'' کو بچہ ہونے کی بشارت دی کہ بچہ اور بچی جو کہ مایوس ہو چکے تھے۔

آپ نے نبی کو عالم رویا میں دیکھنے کی خبر دی۔ جس طرح آپ نے ہرن کو طاقت گویائی دی۔ جب کسی نے ایک دن آپ سے کہا اے امام میں دشمن سے ڈرتا ہوں تو آپ نے فرمایا: مت ڈرو اللہ ہمارا محافظ ہے سونے سے پر زمین شہر پر قبضہ جما لیتے ہیں ،وہ گیا بندوں کی نظر میں نزدیک ہونا یہ بہت پست ہے واقعی نے ساتویں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو امام مہدی مان لیا ہے ان کے لئے آپ نے وہ چیز ظاہر کردی جو اپنے نفس کو محفوظ کر کے بھول گئے تھے۔ فرمایا: فخر نہ کر جب تم کو دیا تفضل سے، جوش میں قمیص دی تھی یہ واقعہ ہارون کا امام کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا تو جلادوں نے کیا لیکن اس سے موسیٰ پر اثر نہیں ہوا۔ اموال بھیجنے والے کو آپ نے وہ سوال کرنا بھول گیا تھا یاد دلایا

آپ نے اسدن کی خبر دی جبکہ اللہ نے آپ کے فضل ورتبہ دکھانے کے لئے آپ کی قبر سے موت کے بعد سب سے بڑی مچھلی ظاہر کی۔ اور خارجی نے جو چھری زہر آلود زمین میں گاڑ رکھی تھی تا کہ غدر و آشوب برپا کرے ظاہر کردی آپ نے طفل بطن مادر کو بتایا جو ماں کے مشابہ تھا کہ پانچویں انگلی میں ایک اور اضافی انگلی ہے۔

آپ نے فرمایا: کہ اس کے داہنے پیر میں اور بائیں ہاتھ میں جو آپ نے فرمایا: تھا ظاہر ہوئی۔

جو کچھ آپ کے معجزات کو دیکھا ظاہر تھا قدرت رکھتا تھا اسکو چھپا سکے آپ کو مامون کثیف نے زہر آلود انار ہدیہ دیا اگر انار میں سم نہ ہوتا تو اثر نہ کرتا۔ امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو ولایت عہدی دے کر خیانت کی غدر برپا کیا اور اس خائن سے کوئی تعجب کی بات نہیں۔

ماموں پلید نے تیس ۳۰ ردیگر علماء، پست ترین لوگوں کو رات میں بلایا جن کا ارادہ تھا کہ دھوکہ دیں لیکن امام سے قسمیں کھا کر کہنے لگے زیادہ علم حاصل کرنے لئے آئے تھے۔ جب تک آپ کو زہر سے شہید نہیں کردیا دشمن خدا غیظ وغضب میں آپ کے قتل کے درپے رہا۔ آپ نے ہرثمہ کو خبر دی تھی کہ میری شہادت کا وقت قریب ہے اور عنقریب تم لوگوں سے کوچ کر جاؤں گا۔

کل مجھے انار اور انگور میں زہر دئے گا پس میری قضا وموت آجائے گی اور پلید مامون کو تسلی و تشفی ہو جائے گی۔

اگر امام کی وصیت نہ ہوتی تو مامون نے جو ظلم اور قتل کیا تھا تجہیز وتشیع نہ کر پاتا۔

اے امام غریب آپ کو تو تنہا بغیر یار و مددگار قتل کر دیا، اس مصیبت عظمیٰ پر جن وانس اور دشمن روئے۔

آپ کو زندگی میں اپنے پاس رکھا اور بعد حیات بھی پاس میں دفن کیا، جس طرح آپ کے جد بزرگوار ان دونوں حال میں دشمن کے ساتھ رہے ہیں۔

رضا الٰہی نہ ہوتی تو آپ کے سامنے ہارون اور مامون یعنی ظالم کی قبر نہ رہتی۔ آپ کی محبت سے اللہ قبر کو بہشت بنا دیتا اور اس کی مغفرت وخوشنودی کا سبب بن جاتی جو آپ کی زیارت دور سے بھی کرتا ہے آپ اس کی جنت کی ضمانت کر لیتے ہیں اور اس کو آخرت میں حور وغلمان نصیب ہونگے۔

اور جس وقت ہرثمہ نے مخفیانہ زہر دینے کی خبر دی تو مامون پلید کے چہرے کا رنگ خوف سے اڑ گیا تھا۔

یہ بات اس وقت کہی کہ جب مامون عیادت کو آیا تھا آنکھوں سے آنسو دکھاوے اور مکر وحیلہ سے جاری تھے۔ مبارک ہے امام جوادؑ امام رضاؑ کے بعد اس طرح دونوں کی شان ہے جس طرح دو انگشت شہادت ملی ہوئی ہیں۔ اے ارض طوس (مشہد) جب سے امام موسیٰ الرضاؑ کا جسم تیری آغوش میں آیا ہے تیرا مرتبہ آسمان سے بڑھ گیا ہے۔

یہ عربی اشعار کا ترجمہ ہے جو درج ذیل اشعار کے ساتھ شاعر کے مفاہیم کو مکمل طور پر ادا کرتے ہیں۔

۱۔ جب آسماں سے بھی اونچا ہے آستانِ رضا ۔ خدا ہی جانے کہاں ہوگا آسمان رضاؑ
ہوا ازل میں جو حق کا ارادۂ تخلیق ۔ تو سب سے پہلے ہوا خلق خاندانِ رضاؑ
خود اپنے دل پہ نظر کر کے فیصلہ کر لو ۔ کہ مومنین کے اب دل میں ہے مکان رضاؑ
یہ معجزہ تو ذرا دیکھیئے عقیدت کا ۔ کوئی گھٹائے تو بڑھتی ہے اور شانِ رضاؑ
وہ دیکھتا نہیں تا عمر رزق کی تنگی ۔ خلوصِ دل سے ہوا جو بھی میہمان رضاؑ
اگر نگاہِ رضاؑ کا ذرا اشارہ ہو ۔ کچل دیں تاج حکومت کو خادمانِ رضاؑ
نظام وقت میں صدیوں کا فاصلہ ہے مگر ۔ وہی زبان نبی ﷺ ہے، جو ہے زبان رضاؑ
مثال شہر نجف اب بنا ہے نیشاپور ۔ ذرا دکھائے کوئی روک کر بیانِ رضاؑ

۲۔ جب سے آئے درِ رضا کے قریب ۔ اور کچھ ہوگئے خدا کے قریب
اب کے مشہد میں گھر بناؤں گا ۔ تا کہ ہوجاؤں کربلا کے قریب
ارضِ مشہد پہ ہم نہیں آئے ۔ درد آیا ہے خود دوا کے قریب
دیکھ لیتا ہوں خلد کا منظر ۔ بیٹھ کر ان کے نقشِ پا کے قریب
ایسا لگتا ہے جا کے مشہد میں ۔ قلب ہوتا ہے مصطفیٰ ﷺ کے قریب

دو سلامی رضا کے مسکن کو ۔ ہونا چاہو جو کبریا کے قریب
اس کی باتوں سے آئی بوئے بہشت ۔ جو ملا روضہ رضا کے قریب
۳۔ جب سے مدح رضا کا ہنر مل گیا ۔ مجھ کو جنت میں رہنے کو گھر مل گیا
جا کے مشہد میں آنکھوں سے پردے ہٹے ۔ وہ ملے اعتبارِ نظر مل گیا
آئی آغاز پیری میں فکرِ جواں ۔ شام ہی کو وجودِ سحر مل گیا
ذہن میں بڑھ رہا تھا گماں دھوپ کا ۔ سایہ دستِ شاخِ شجر مل گیا
کر گئی کام بوئے دیار رضا ۔ جستجو تھی دوا کی اثر مل گیا
میں ملائک سے مشہد میں کم تو نہیں ۔ ان کو گھر مل گیا مجھ کو در مل گیا
سارے امراض منہ دیکھتے رہ گئے ۔ جب سے مجھ کو مرا چارہ گر مل گیا
یہ ہے عشقِ امام رضا کا کرم ۔ نخل اُگنے سے پہلے ثمر مل گیا
ہم کہاں اور مودّت کی منزل کہاں ۔ یہ کہو راہبر معتبر مل گیا
جستجو مجھ کو بارہ اماموں کی تھی ۔ شکر ہے آٹھواں راہبر مل گیا
۴۔ضامن دوجہاں کی گلی مل گئی ۔ مجھ کو مشہد میں جنت پڑی مل گئی
معجزہ ہے یہ مولا بیمار کو ۔ موت کے ہاتھ سے زندگی مل گئی
یہ بھی میرے مقدر کی معراج ہے ۔ چاند تو دور تھا چاندنی مل گئی
اللہ اللہ نور دیار رضاؑ ۔ دہر ظلمت میں تھا روشنی مل گئی
بس رضا یا رضا یا رضا کی ہے دھن ۔ مثل بہلول دیوانگی مل گئی
اور کیا اس سے بڑھ کر ہو ان کی عطا ۔ جو تمنا تھی میری وہی مل گئی
اب اسی در پہ بیٹھا ہوں سب کچھ لیے ۔ خدمت اسوہ قنبری مل گئی
زندگی میں مجھے اور کیا چاہیے ۔ وہ ملے عمر بھر کی خوشی مل گئی
۵۔دہری یہ شان میری نمازِوفا کی ہے ۔ مدحتِ امام کی ہے عبادت خدا کی ہے
بدلا نہ رنگ اثر کاشہادت کے بعد ۔ مشہد کی ہے وہی ہوا جو ہوا کربلا کی ہے
جو زندگی نہ اجر رسالت ادا نہ کرے ۔ وہ زندگی وفا کی نہیں بے وفا کی ہے
جب سے درِرضا سے پلٹا ہوں بامراد ۔ اب جستجو دعا کو مرے نقش پا کی ہے

کیوں باربار آئے نہ لب پر رضا کا نام ۔ میں کیا کروں کہ میری تو عادت وفا کی ہے
لکھ لو کہ اس پہ دوزخ حرام ہے ۔ جس کی جبیں پہ خاک دیار رضا کی ہے
قرآں کی آیتوں کو جو دیکھا تو یہ کھلا ۔ احکام تو خدا کے ہیں تسبیح رضا کی ہے
طوفاں میں دم نہیں ہے کہ رخ اس کا موڑ دے ۔ کشتی یہ اور کی نہیں آل عبا کی ہے
قلب علی وجان نبی میں نہیں بعد ۔ مشہد سے دو قدم پہ زمیں کربلا کی ہے
اے مبتلائے درد،قسم ہے تجھے بتا ۔ مشہد میں آکے اب کوئی حاجت دوا کی ہے
مشہد میں سجدہ بار جبینیں گواہ ہیں ۔ ہر گام پر دلیل وجودِ خدا کی ہے
۶۔صحنِ چمن نہ کارگہ رنگ وبو میں ہے ۔ حب رضا شریعتِ دل کے لہو میں ہے
نیت کی طرح ان کی ولا ہے شریکِ کار ۔ یہ شرط تو نماز سے پہلے وضو میں ہے
لائیں کہاں سے ان کے نقوشِ قدم کی دھول ۔ اب ساری کائنات اسی جستجو میں ہے
ان کی طرح سے کاوشِ پیہم برائے امن ۔ لائے اگر جواب کی ہمت عدو میں ہے
مامون اس کو قتل کی دیتا ہے دھمکیاں ۔ جوشِ عمل حسینؑ کا جس لہو میں ہے
انکی نجات کی بھی ہے ضامن انہی کی ذات ۔ جس شخص کی حیات حدِ آرزو میں ہے
اوصافِ اہلبیتؑ کی جب حد نہیں کوئی ۔ پھر کیسے ان کی مدح حدودِ غلو میں ہے
ذکرِ علیؑ ہو اہل ہزیمت کو کیوں پسند ۔ بوئے شکست آج بھی ان کے لہو میں ہے
۷۔ وہ آدمی جسے بابِ رضا نہیں ملتا ۔ دعا وہ لاکھ کرے مدعا نہیں ملتا
ہر ایک مراد جب ان کے سبب سے ملتی ہے ۔ تو پھر غلط ہے یہ کہنا خدا نہیں ملتا
رہِ رضا سے الگ قافلوں کی بات نہ کر ۔ وہ چل رہے ہیں مگر راستا نہیں ملتا
بنام عہدِ نبی ورضا میں فرق تو ہے ۔ مگر عمل میں کوئی فاصلہ نہیں ملتا
بنام ربط امامت یہ بات کم تو نہیں ۔ رضا نہیں تو کوئی سلسلہ نہیں ملتا
مسافرانِ کرم کے دیار باقی ہیں ۔ ستم گروں کا کوئی نقشِ پا نہیں ملتا
خدا کا نور نبی وامام کے جلوے ۔ سفر کی شرط ہے مشہد میں کیا نہیں ملتا
کتاب علم وعمل میں ہے ان کے شیرینی ۔ بغیر عشق رضا کچھ مزا نہیں ملتا
۸۔ کہاں سے لاؤں زباں مدحتِ رضا کیلئے ۔ میں ابتدا کو ترستا ہوں انتہا کیلئے

مرے ہیں جن کی محبت میں ہم خدا کیلئے ۔ انہیں کا حشر ہے وہ خود ہی بخشوائیں گے
ہمارے ہاتھ نہ اٹھیں کبھی دعا کیلئے ۔ دعا یہ مانگو بغیر نبی وآلِ نبی !
یہی مقام ہے تشریح کربلا کیلئے ۔ سمجھ میں آئے ہیں اس طرح معنی مشہد
کہاں ہے شرط وجود وعدم وفا کیلئے ۔ درِ امام پہ پہنچیں گے ہم فنا ہوکر
یہی ہے راستا انسان کی بقا کیلئے ۔ درِ نبی سے نجف کربلا سے مشہد تک
تو پہلے پوچھ لو قرآن سے سزا کیلئے ۔ اگر علی کی محبت سزا کے قابل ہے
چلا ہوں جانب مشہد میں کربلا کیلئے ۔ یقین ہے دل کو کہ جنت کا راستہ ہے یہی

حرز ابودجانہ

☆ بحوالہ عامل کامل ومجمع الدعوات کبیر مشہور صحابی حضرت ابودجانہؓ ایک مرتبہ حضورﷺ سے عرض کرنے لگے کہ رات جب میں سونے کو لیٹا تو گھر میں ایک آواز آتی جیسے شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں میں نے سر اٹھایا تو ایک سایہ دیکھا جو لٹک رہا تھا میں نے اسے ہاتھ لگایا تو اس نے ایک شعلہ میری طرف پھینکا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں جل رہا ہوں آپ نے فرمایا کہ وہ جن ہے پھر قلم دوات اور کاغذ منگوا کر امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو دیا اور فرمایا کہ لکھو حضرت امیر المومنین نے درج ذیل حرز لکھ کر دیا دوسری رات اپنے سرہانے رکھ کر لیٹ گیا میرے گھر سے چیخوں کی آوازیں آتی تھیں ہائے جل گئے ہائے مر گئے اے ابودجانہ اس عظیم حرز کو یہاں سے الگ کر دو تیرے گھر کبھی نہ آئیں گے یہاں تک کہ وہ وہاں سے راہ فرار اختیار کر گئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اِلٰى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ

اللہ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہے یہ خط محمد بن عبداللہ جو عالمین کے رسول ہیں کی طرف سے ہے گھر توڑنے والے کی طرف جو رہائشی اور قصداً دیکھنے والا ہے مگر وہ کہ نکل جائے

اِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةً فَاِنْ تَكُنْ عَاشِقًا مُوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا هٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا

اس کے بعد بیشک ہمارے اور تمہارے درمیان حق کی وسعت ہے پس اگر تم عاشق ہو چمٹنے والا شعلہ ہو یا فاجر ہو اور دھانپنے والے ہو تو یہ ہماری کتاب تمہارے لئے حق کا بول بولتی ہے

كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِيْ هٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰى عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَاِلٰى مَنْ

ہم تمہارے ٹھیک کام لکھواتے ہیں جو کچھ تم کرتے تھے بیشک ہمارے فرشتے لکھتے ہیں تمہاری حیلہ بازی کو اس کتابت کے حامل کو چھوڑ دو اور چلے جاؤ اپنے بتوں کی طرف اور اس کی طرف

يَزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ كٓهٰيٰعٓصٓ حٰمٓعٓسٓقٓ تُفَرَّقُ

جو یہ گمان کرتا ہے کہ کوئی دوسرا بھی اللہ ہے اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہر چیز فنا ہے سوائے اسکے چہرے کے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے کھیعص حمعسق اللہ کے دشمن

اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

متفرق ہو گئے اور اللہ کی حجت پہنچ گئی نہیں کوئی حرکت وقوت ماسوائے اللہ بلند تر صاحب عظمت کے

(بشکریہ نوائے صالحین)

چھٹی فصل

امام علیہ السلام کی شہادت کے متعلق ان کے آباء واجداد کی روایات

۱. ہم نے ان روایات کو امام کا مناظرہ مامون کے باب میں ذکر کیا۔

مرحوم صدوق عیون میں حسن بن جہم سے نقل کرتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام ایک دن مامون کی مجلس میں حاضر تھے کہ مامون نے فقہاء، اہل کلام کو جمع کیا انہوں نے اور مامون نے امام سے سوالات کیے امام نے ان کے جوابات دیے یہاں تک کہ حسن بن جہم کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام مامون کی مجلس سے اٹھے تو گھر چلے گئے میں ان کے پیچھے چلا امام دروازے پر پہنچے میں بھی پہنچ گیا امام سے عرض کیا یابن رسول اللہ الحمد للہ کہ آج مامون آپ کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے اور آپ کے ساتھ اکرام واحترام سے پیش آیا ہے۔

امام نے فرمایا: اے ابن جہم میرے اکرام میں تجھے دھوکہ وفریب نہ ہو یہ عنقریب مجھے زہر سے ظلم کے ساتھ قتل کرے گا۔ یہ عہد میرے جد رسول اللہ نے مجھے بتایا اس کو مت کسی سے کہنا جب تک میں زندہ ہوں حسن بن جہم کہتا ہے کہ یہ راز میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا یہاں تک کہ امام رضا علیہ السلام طوس میں زہر سے شہید کیے گئے اور حمید بن قحطبہ طائی کے گھر کہ جس میں ہارون رشید دفن ہے ان کے سرہانے کی جانب امام کو دفن کیا گیا۔

۲. ابو صلت ہروی ایک طولانی حدیث امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔ اس آدمی کے قول کی نفی میں کہ جو کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام قتل نہیں ہوئے لیکن ان پر شبہ ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم وہ قتل کیے گئے ہیں امام حسین علیہ السلام امام حسن علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام سب کو قتل کیا گیا ہے ہم میں سے کوئی دنیا سے نہیں گیا مگر یا قتل کیا گیا یا اسے دھوکے سے زہر دی گئی جو مجھے دھوکے سے زہر دے گا اس کے بارے میں مجھے رسول اللہ نے ان کو جبرائیل نے ان کو خدا نے خبر دی ہے۔

۳. علی بن عبداللہ وراق ابوالحسین محمد بن جعفر کوفی اسدی سے وہ حسن بن عیسیٰ فراط سے وہ جعفر بن محمد نوفلی سے وہ کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا اور سلام کیا اور بیٹھ گیا اور میں نے کہا آپ پر فدا ہو جاؤں لوگ آپ کے والد بزرگوار کے بارے میں گمان کرتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں تو امام نے فرمایا:۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں خدا ان پر لعنت کرے اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کے میراث کو تقسیم نہ کیا جاتا وغیرہ۔

لیکن خدا نے ان کو موت کا ذائقہ چکھایا جیسا کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ میں نے کہا میرے لئے کیا حکم ہے؟ امام نے فرمایا: میرے بیٹے محمد میرے بعد تمہارے امام ہیں۔ مگر جب میں اس زمین سے غائب ہونگا

(یعنی طوس جاؤں گا) اور واپس نہیں لوٹوں گا میری قبر طوس میں ہوگی اور ان کی قبر بغداد میں میں نے کہا آپ پر فدا جاؤں میں نے ایک بات تو جان لی دوسری بات (قبر) فرمایا: عنقریب تو پہچان لے گا پھر فرمایا: میری اور ہارون کی قبر دونوں انگلیوں کو ملا کر کہا ملی ہوئی ہونگی۔

۴. حمزہ بن جعفر جرجانی کہتا ہے کہ ھارون مسجد کے ایک دروازے سے نکلا اور امام رضا علیہ السلام دوسرے دروازے سے نکلے امام رضا علیہ السلام نے ہارون کے بارے میں فرمایا: کہ اس کا گھر کتنا دور ہے اور طوس میں اس سے ملاقات زیادہ قریب ہے پھر دو دفعہ فرمایا: طوس یا طوس عنقریب یہ اور میں ایک جگہ اکھٹے دفن ہوں گے۔

۵ محمد بن ابی عباد کہتا ہے کہ ماموں نے ایک دن امام رضا علیہ السلام سے کہا ہم بغداد جائیں گے اور فلاں فلاں کام کریں گے امام نے اس سے فرمایا: جب تو بغداد میں داخل ہو تو میں نے امام سے تنہائی میں عرض کیا میں نے سنا ہے جب کسی وجہ سے میں غمگین ہوں اور آپ سے ذکر کر رہا ہوں تو امام نے فرمایا: اے ابو حسین (میرے نام پر الف لام نہیں لگایا) میں اور بغداد! میں بغداد کو نہیں دیکھ سکونگا اور نہ اس کے بعد مجھے دیکھ سکو گے یعنی بغداد میں مجھ سے تو ملاقات نہیں کر سکے گا

۶. موسیٰ بن مہران کہتا ہے کہ میں نے مسجد مدینہ میں امام رضا علیہ السلام کو دیکھا اور ہارون ان سے خطاب کر رہا تھا تو امام نے فرمایا: کیا مجھے دیکھ سکے گا ہم ایک گھر میں دفن ہونگے۔

۷. محمد بن فضل کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے منیٰ و عرفات میں ہارون کو دیکھ کر فرمایا: میں اور ہارون ایک جگہ دفن ہونگے دونوں انگلیوں کو ملایا میں نہیں سمجھ سکا یہاں تک کہ ماموں نے امام کو طوس میں بلایا اور جب امام علیہ السلام شہید ہوگئے تو ماموں نے اپنے باپ ہارون کے پہلو میں دفن کرنے کا حکم دیا تو میں سمجھ گیا۔

۸. عبد السلام بن صالح ہروی کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: میں عنقریب زہر سے ظلم کے ساتھ قتل کر دیا جاؤں گا اور میری قبر ہارون کے پاس ہوگی اور خدا میری تربت (خاک) کو میرے شیعہ اور محبین کے لئے جائے امن قرار دے گا۔ جو میری غربت میں زیارت کرے گا مجھ پر واجب ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی زیارت کروں گا۔ قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت سے نوازا اور تمام مخلوق پر برتری دی جو میری قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھے گا خدا اس کے گناہ بخش دے گا وہ ذات کہ جس نے ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امامت سے نوازا اور وصی بنایا میری قبر کے زوار کو خدا قیامت کے دن عزت و اکرام سے نوازے گا کوئی مومن بھی مجھ پر ایک قطرہ آنسو بہائے خدا اس کے جسم پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

۹. علی بن حسن بن علی بن فضال اپنے باپ سے وہ ابو الحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ایک اہل خراسان میں سے ایک شخص نے امام سے عرض کیا کہ میں نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھے فرما رہے ہیں کہ

تمہاری زمین پر میرا ٹکڑا دفن ہوگا۔ تم میری امانت کی حفاظت کرنا اور تمہارے شہر میں میرا ستارہ غائب ہوگا۔ تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: وہ میں ہوں کہ تمہاری زمین میں دفن کیا جاؤں گا اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ستارہ میں ہوں کہ جو اس سرزمین پر غائب ہو جاؤں گا جو میری زیارت کرے گا میرے حق واطاعت کو پہچان کر میں اور میرے آباء واجداد قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے اور جس کی ہم شفاعت کریں گے وہ نجات یافتہ ہے اگر چہ اس پر دونوں جہان کے گناہ ہوں یا جن وانس کے برابر گناہ ہونگے۔ میرے باپ نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے جد بزرگوار سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا ہے میں ہی خواب میں آیا ہوں میری شکل میں شیطان نہیں آسکتا اور نہ میرے اوصیاء میں سے کسی کی شکل وصورت میں اور سچا خواب نبوت ستر جزؤں میں سے ایک جزء ہے۔

۱۰۔ ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا ہے انہوں نے فرمایا: خدا کی قسم ہم میں سے کوئی بھی اس دنیا سے نہیں گیا مگر یہ کہ بے جرم وخطا قتل کیا گیا اور شہید گیا ہے کہا گیا کہ کون آپ کو قتل کرے گا۔

فرمایا: خدا کی بدترین مخلوق میں سے کہ جو مجھے زہر سے اس وقت قتل کرے گا پھر مجھے ہلاک کرنے کے بعد دفن کرے گا میں غربت میں ہونگا جو میری غربت میں زیارت کرے گا خدا اس کے لئے ایک ہزار شہید کا اجر وثواب لکھے گا اور ایک ہزار صدیق اور ایک ہزار حج وعمرہ اور ایک ہزار مجاہد درراہ خدا کا ثواب اور وہ ہمارے ساتھ محشور ہوگا اور جنت کے درجات میں ہمارا ساتھی ہوگا۔

۱۱۔ حسن بن علی وشا۔ کہتا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: عنقریب میں زہر سے مظلومین کی حالت میں قتل کردیا جاؤں گا جو میرے حق کا عارف ہو کر زیارت کرے گا خدا اس کے گزشتہ وآئندہ گناہ بخش دے گا۔

صاحب کتاب (مؤلف) کہتے ہیں کہ ہم نے اس مقام کی مناسبت سے بہت سی روایات کو تیسری فصل میں ذکر کیا ہے امام کے معجزوں کی روایات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے اور بعض کو ان فصول میں لایا ہے کہ جو مدینہ سے نکلتے وقت امام نے احادیث ارشاد فرمائیں اور روایات کو خراسان کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں بیان فرمائیں اور بعض روایات کو ولی عہدی کے قبول کرنے کے وقت ارشاد فرمائیں اور بعض روایات کو مخالفین سے مناظرہ کے وقت بیان فرمایا: ان میں سے بہت سی روایات انشاء اللہ ثواب زیارت کے باب میں فصل شہادت امام علی رضا علیہ السلام میں ذکر کریں گے۔

۱۲۔ مرحوم صدوق رحمہ اللہ امالی اور عیون میں جابر بن یزید جعفی سے نقل کیا ہے کہ میں نے وصی اوصیاء وارث علم انبیاء ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے سنا ہے کہ فرمایا: مجھے سید العابدین علیہ السلام نے ان سے سید الشہداء نے ان سے علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ عنقریب میرا ٹکڑا سرزمین خراسان میں دفن ہوگا جو غم کی حالت میں ان کی زیارت کرے گا خدا اس کے غم کو دور کرے گا اور اس کے گناہ بخش دے گا۔

۱۳۔ عیون میں ہے کہ جعفر بن محمد بن عمارہ اپنے باپ سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہاں تک رسول خدا نے فرمایا: عنقریب خراسان میں میرا بیٹا دفن ہوگا جو مومن ان کی زیارت کرے گا۔ خدا اس پر جنت کو واجب قرار دے گا اور جہنم کو اس کے جسم پر حرام۔

۱۴۔ امالی میں نعمان بن سعد کہتا ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا: میرا بیٹا خراسان میں زہر سے ظلم کے ساتھ شہید ہوگا اس کا نام میرے نام پر ہے اس کے باپ کا نام ابن عمران موسیٰ کے نام پر جو اس کی زیارت غربت میں کرے گا خدا اس کے گزشتہ و آئندہ گناہ بخش دے گا اگرچہ ستاروں کی تعداد بارش کے قطروں، اور درختوں کے پتوں کے برابر ہونگے۔۔

۱۵) حسین بن یزید کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میرے بیٹے کا بیٹا کہ جس کا نام امیر المومنین علی علیہ السلام کے نام پر ہے سرزمین طوس میں جائے گا کہ جس کو خراسان کہتے ہیں۔ زہر سے قتل کیا جائے گا اور ان کو غربت کے عالم میں دفن کیا جائے گا جو ان کے حق کو پہچان کر ان کی زیارت کرے گا خدا اس کو اس آدمی کے برابر ثواب عطا کرے گا کہ جو جنگ کے لئے فتح سے پہلے جو کچھ خرچ کیا اور جنگ کی۔

۱۶۔ عیون میں سلیمان بن حفص مروزی کہتا ہے کہ میں نے امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ علی علیہ السلام زہر سے ظلم کے ساتھ شہید ہونگے اور ہارون کے پاس طوس میں مدفون ہونگے جو امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کرے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

آبِ زم زم سے شفاء

جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ الشِّفَاءَ اللہ تعالیٰ نے آبِ زم زم میں شفا رکھی ہے (الحدیث)

☆ جب حضرت اسماعیل کو ان کی مادر گرامی بی بی حاجرہ سمیت حضرت ابراہیم پہاڑیوں پر بٹھا گئے تو پیاس کی شدت کی حالت میں حضرت اسماعیل نے ایڑیاں رگڑیں تو اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑی پر چشمہ جاری کر دیا اس چشمے سے صاف شفاف پاکیزہ پانی تیز رفتاری سے نکلنے لگا کہ بی بی ہاجرہ کو یقین ہوگیا کہ اس پانی کے رواں سیلاب سے پوری دنیا ڈوب جائیگی اس بی بی نے دونوں ہاتھ اس چشمہ سے نکلنے والے پانی کے گرد رکھ کر کہا زم زم: زُک جا زُک جا۔ تو پانی زُک گیا۔ ☆ آب زم زم 14x16 فٹ اور 13 میٹر گہرا کنواں ہے یہ 4000 سال قبل جاری ہوا۔ اس وقت سے آج تک کبھی خشک نہیں ہوا نہ ہی اس کا ذائقہ تبدیل ہوا یہ چھوٹا سا حوض کروڑوں عوام کو پانی مہیا کرتا ہے اس میں ہر سیکنڈ میں بذریعہ موٹرز 8000 لیٹر پانی نکالا جاتا ہے مگر یہ 11 منٹ میں اپنا لیول پورا کر لیتا ہے اور اس کا لیول کبھی کم نہیں ہوتا۔

☆ طواف کے بعد آب زم زم کا پینا و سینے اور پیٹ پر ملنا مستحب ہے۔ ☆ روایت میں ہے کہ اگر کوئی مریض آب زم زم پر یہ درج ذیل دعا پڑھ کر پی لے تو اسے شفائے کُلی نصیب ہوگی (یہ دعا خاک شفاء کیلئے بھی پڑھی جا سکتی ہے)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَسُقْمٍ

اے اللہ تو اس کو نفع دینے والا علم اور وسیع رزق اور ہر مرض اور بیماری سے شفاء قرار دے

(شکریہ ذوالے سائنس)

ساتویں فصل

وہ اسباب کہ جن کی وجہ سے مامون نے امام علیہ السلام کو زہر دیا

شیخ مفید رحمہ اللہ ارشاد میں کہتا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے خلوت وتنہائی میں مامون کو بہت نصیحت کی اور اسے خدا سے ڈرایا جو امام کے خلاف انجام دیتا تو امام کی خدمت کرتے بظاہر امام کی گفتگو کو قبول کرتا لیکن اندر سے امام کے نصائح سے ناراحت وسرگرداں تھا۔ ایک دن امام رضا علیہ السلام مامون کے پاس آئے دیکھا کہ مامون وضو کر رہا ہے اس کا غلام پانی ڈال رہا ہے پھر امام نے اسے فرمایا: اے مامون خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہ قرار دو۔

مامون نے غلام کو چھوڑ دیا تنہا وضو کے امور کو انجام دیا لیکن امام کے فرمان نے اس کے اندر کینہ وغصہ کو زیادہ کر دیا اس طرح جب بھی مامون امام کے سامنے فضل بن سہل اور ان کے بھائی کی بات کرتا امام ان کے عیب کو بیان کر دیتے اور امام اکثر مامون کو ایسی باتوں سے منع کرتے رہتے۔

فضل اور حسن کو بھی ان باتوں کا پتہ چل گیا اکثر مامون کے سامنے امام کی بدگوئی کرتے رہتے اور ایسی باتیں کرتے کہ جس سے امام کی عظمت مامون کی نظروں میں نہ رہے اور لوگوں کا علاقہ محبت امام سے مامون کو اس سے ڈراتے ۔ جتے ان دونوں نے امام کے بارے میں مامون کو بھڑاکہ مامون امام کے بارے میں نگران ہو گیا اور بالآخر امام کے قتل کا ارادہ کر لیا۔

مامون اور چور

شیخ صدوق کتاب علل وعیون میں حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مودب اور علی بن عبداللہ وراق احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی یہ سب راوی کہتے ہیں کہ کہ ہم علی بن ابراہیم بن ہاشم وہ اپنے باپ سے وہ محمد بن سنان سے وہ نقل کرتا ہے کہ میں خراسان میں اپنے مولا امام علی رضا علیہ السلام کے پاس تھا۔ مامون اس زمانے میں معمولاً امام کو اپنی دائیں جانب بٹھاتا تھا لوگوں نے مامون کو بتایا کہ ایک آدمی نے چوری کی ہے۔

مامون نے حکم دیا اس کو حاضر کیا جائے۔ جب حاضر کیا گیا تو مامون نے اس کو ایک بہت مقدس پارسا کی شکل میں دیکھا جس کی پیشانی پر سجدہ کا نشان تھا۔ مامون نے اس سے کہا افسوس اس خوبصورت ظاہر پر اور اس برے کام پر! کہا ایسے آثار (زہد وپارسائی کے باوجود جو میں تم میں دیکھ رہا ہوں لوگ تمہیں چوری کی نسبت دے رہے ہیں؟

اس صوفی نے کہا: میں نے اس کام کو مجبوراً کیا ہے چونکہ تو ہمارے حق کو خمس سے ادا نہیں کرتا مامون نے کہا تم خمس

میں کونسا حق رکھتے ہو؟ خدا نے خمس کو چھ جگہ تقسیم کیا اور فرمایا: ہر مال غنیمت جو تمہارے ہاتھ لگے اس کا خمس اللہ اور اس کے رسول اور ذی القربیٰ، یتیموں اور بے نواؤں اور ابن سبیل (پریشان مسافر) کے لئے (۱)

اور اس طرح غنیمت کو چھ جگہ تقسیم کیا اور فرمایا: وہ مال غنیمت جو خدا اہل قریہ سے لے کر اپنے نبی ﷺ کو بخش دے خدا کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور ذی القربیٰ، یتیموں بے نواؤں اور ابن سبیل کے لئے ہے اس لئے تا کہ غنیمت فقط مالدار لوگوں کے اطراف چکر نہ لگائے (۲)

اس بیان کے مطابق اس وقت کہ میں سفر میں پریشان و بے نوا تہی دست ہوں تم نے مجھ کو میرے حق سے محروم رکھا ہے۔

مامون نے کہا کیا میں ان تیری باتوں میں آ کر احکام الٰہی و حدود الٰہی کو ترک کر دوں؟

اس صوفی نے کہا پہلے اپنے فرائض انجام دو اور اپنے کو پاک کرو اس کے بعد دوسروں کو پاک کرنے کی فکر کرو! پہلے اللہ کی حد کو اپنے اوپر جاری کرو اس کے بعد دوسروں پر حد جاری کرو!

اب مامون کچھ نہ کہہ سکا اس نے اپنا چہرہ امام علی رضاؑ کی طرف کیا اور کہا اس بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے۔

امام رضاؑ نے فرمایا: یہ آدمی جو کہہ رہا ہے اپنی بات میں سچا ہے اس نے بھی چوری کی اور چور تم بھی ہو اس بات سے مامون سخت غصے ہوا اور اس وقت چور سے کہا خدا کی قسم میں تیرا ہاتھ ضرور کاٹوں گا اس آدمی نے کہا۔ کیا تم میرا ہاتھ کاٹو گے جب کہ تو خود میرا غلام ہے۔ مامون نے کہا افسوس ہے تم پر میں کیسے تمہارا غلام ہوں؟ اس آدمی نے کہا اسی وجہ سے کہ تیری ماں مسلمانوں کے مال سے خریدی گئی ہے اور تو تمام مسلمانان جہان کے غلام ہو جب تک کہ تم کو سب آزاد نہ کر دیں اور میں نے تم کو آزاد نہیں کیا ہے۔

دوسرا یہ کہ تم خمس نگل گئے ہو! اس بنا پر نہ تم نے حق آل محمد کو دیا اور نہ میرا اور میرے بچوں کا حق دیا ہے۔

اسی طرح ناپاک آدمی اپنے جیسے ناپاک کو پاک نہیں کر سکتا اور جس کی گردن پر خود حد ہو دوسرے پر حد جاری نہیں کر سکتا سوائے یہ کہ پہلے اپنے سے شروع کرے! کیا تم نے نہیں سنا خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے۔

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو فراموش کر دیا جبکہ تم لوگ کتاب خدا کی تلاوت کرتے ہو؟ کیا اس میں فکر نہیں کرتے (۳)

اس وقت مامون نے امام رضاؑ کی طرف اپنا رخ کیا اور کہا اس آدمی کے متعلق آپ کا کیا مشورہ ہے؟

---

(۱) سورہ انفال آیت ۴۱

(۲) سورہ حشر ۷

(۳) سورہ بقرہ آیت ۴۴

امام رضاؑ نے ارشاد فرمایا: خداوند عالم نے حضرت محمد ﷺ سے فرمایا:

فللہ الحجۃ البالغۃ :

خدا کے لئے حجت بالغہ ہے جس کو نادان اپنی نادانی کے باوجود سمجھتا ہے اور دانا اپنے علم سے درک کرتا ہے دنیا وآخرت اس بنیاد پر استوار ہے اور اسی وقت اس آدمی نے تم پر دلیل قائم کردی ہے جب بات یہاں تک پہنچ گئی تو مامون نے حکم دیا کہ اس صوفی کو آزاد کردو۔ اس کے بعد ایک مدت تک مامون لوگوں کے درمیان ظاہر نہ ہوا اور امام رضاؑ کے متعلق سوچتا رہا یہاں تک کہ ان بزرگوار کو مسموم کر کے شہید کردیا۔ مرحوم صدوقؒ عیون اس حدیث کو اس طرح نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ ایک حکایت ہے کہ جس کی صحت سے میں بری ہوں۔ قاسم بن اسماعیل کہتا ہے کہ میں نے ابراہیم بن عباس سے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ جب مامون نے امام علی رضاؑ کی بیعت کی تو امام سے مامون نے کہا آپ پر واجب ہے۔ اے امیر المومنین۔ آپ مجھے نصیحت فرمائیں امام نے فرمایا: اے مامون مومن کے لئے کسی کو دھوکہ دینا سزاوار نہیں ہے۔ اہل سنت اس کو ناپسند کرتے تھے اور شیعہ اور خصوصاً فضل بن سہل نے ناپسند کیا ابراہیم کہتا ہے کہ فضل نے کہا آپؑ ہم سے ایسی بری چیز دور کریں۔

امام ان کو ہر بری چیز سے نصیحت فرمایا کرتے خدا کی قسم یہی چیز سبب بنی ہے کہ مامون نے امام کو زہر سے شہید کیا۔

تمیم بن عبداللہ بن تمیم بن قرشی سے وہ اپنے باپ سے وہ احمد بن علی انصاری سے کہ ابوصلت ہروی نے پوچھا تو میں ان سے کہا کیسے مامون امام علی رضاؑ کو قتل کرسکتا ہے کہ جب اس کا اس قدر احترام کرتا اور ان سے محبت اظہار کرتا ابو صلت ہروی نے کہا کہ جب مامون نے ولی عہد قرار دیا تو اس کے بعد لوگوں کی نظر میں مامون کا مقام کم ہوگیا اور اس کے مقام کو اس قدر گرادیا کہ لوگ زیادہ تر امام کو چاہنے لگے۔ یہاں تک کہ اہل کلام کے علماء امام سے زیادہ احترام کے قائل ہو گئے اور مامون کا مقام ان کی نظر میں گر گیا اور ظاہر ہوگیا کہ مامون کوئی عالم نہیں اگر عالم ہے تو امام علی رضاؑ ہے اسی طرح یہودی، نصاریٰ مجوسی، صابئین بدامہ، ملحدین دہریے اور مسلمان مخالفین کے فرق سے امام کے مناظرے سے شکست خوردہ ہوئے اور مامون سے قطع تعلق کیا اور امام کا مقام خلافت ان پر ظاہر ہوگیا تو مامون کو امام پر غصہ آیا اور حسد کرنے لگا اور مامون ظاہراً امام کے حق میں لوگوں کے سامنے احترام کرتا اور اکثر حالات میں امام کو ناپسند کرتا اور غصے وکینہ وحسد سے امام کو زہر دینے کا پروگرام بناتا رہا اور ایک دن زہر سے امامؑ کو شہید کردیا۔ صاحب کتاب کہتے ہیں کہ بعض روایات سے زہر دینے کا سبب اس فصل میں ذکر ہو چکا ہے کہ امام کو ولی عہدی کے قبول کرنے پر زہر دیا ہے۔

آٹھویں فصل
کیفیت شہادت، غسل، دفن اور مدت امامت کے بیان میں

امام علی رضا علیہ السلام کی تاریخ شہادت میں اختلاف ہے کہ جس طرح بعض نے تاریخ ولادت میں اختلاف کیا ہے کہ جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

کمال الدین میں محمد بن طلحہ شافعی اپنی کتاب مطالب السئول میں کہتا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام سن ۲۰۳ ہجری میں شہید ہوئے ایک قول ہے کہ ۲۰۶ ہجری خلافت مامون کے زمانہ میں شہید اور ولادت کا ذکر ہو چکا ہے کہ سن ۱۵۳ ہجری میں ولادت ہوئی پس امام کی عمر شریف ۴۹ رسال تھی اور ان کی قبر طوس خراسان کے شہر میں کہ جو مشہد مقدس کے نام سے معروف ہے اپنے والد بزرگوار کے ساتھ چوبیس سال اور کچھ ماہ گزارے اور اپنے والد بزرگوار کے بعد پچیس سال زندگی کی واللہ اعلم۔

شمس الدین محمد بن یوسف زرندی اپنی کتاب نظم درر السمطین الامام الثامن نور الہدی الغریب المظلوم الشہید المسموم ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام میں لکھتا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام جمعرات کے دن اکیس (۲۱ ذالقعدہ سن ۱۴۸ ہجری مدینہ میں متولد ہوئے ایک قول ہے کہ سن اکیاون (۱۵۱ ہجری ایک قول سن ۱۵۲ ہجری ایک قول ۱۵۳ھ محمد بن منصور کے زمانہ میں متولد ہوئے اور امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت تیس صفر المظفر منگل کے دن سن ۲۰۳ ہجری ایک قول ۲۰۳ ہجری میں امام علی رضا علیہ السلام کی عمر شریف ۵۴ چون سال تھی ایک قول ۴۹ انچاس سال اور کچھ ماہ نصر بن علی کہتا ہے کہ امام کو انگور اور انار کے ذریعے زہر سے شہید کیا گیا مامون نے امام کو زہر دی اور حکم دیا کہ طوس کی بستی بنام سناباد اپنے باپ کے ساتھ دفن کیا جائے۔

شیخ علی بن حسین بن علی مسعودی اپنی کتاب اثبات الوصیۃ میں امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت کی تاریخ سن ۲۰۳ ہجری آخر ماہ ذی الحج ذکر کیا ہے ایک قوم سے روایت ہے کہ صفر میں امام شہید ہوئے یہی آخری خبر درست ہے امام کی ولادت سن ۱۵۳ ہجری امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے وقت پانچ سال کے تھے اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ تیس سال اور ان کے بعد انیس سال گزارے امام کی عمر شریف انچاس سال کچھ ماہ تھی طوس میں ہارون ظالم کے نزدیک دفن کیے گئے۔

علی بن عیسیٰ اپنی کتاب کشف الغمہ میں نقل کرتے ہیں کہ حافظ عبدالعزیز بن اخضر خبازی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام کی ولادت سن ۱۵۳ ہجری شہادت مامون کے زمانہ میں طوس میں سن ۲۰۶ ہجری میں ہوئی۔

ایک قول ہے کہ امام کی ولادت مدینہ میں سن ۱۴۸ ہجری اور شہادت آخر صفر سن ۲۰۳ ہجری ہے اس لحاظ سے امام کی عمر شریف ۵۵ پچپن سال ہے قبر طوس میں ہے۔

کشف الغمہ میں ابن خشاب محمد بن سنان کے حوالے سے نقل کرتا ہے کہ جب امام کی شہادت ہوئی ان کی عمر انچاس سال کچھ ماہ سن ۲۰۶ ہجری اور ولادت ۱۵۳ ہجری امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ ۵ سال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتھ پچیس سال سے کچھ ماہ کم گزارے ان کی عمر انچاس سال کچھ ماہ خراسان کے شہر طوس میں دفن ہیں۔

شیخ مفید رحمہ اللہ ارشاد میں لکھتے ہیں کہ خراسان کے شہر طوس میں صفر سن ۲۰۳ میں شہادت اور عمر ۵۵ پچپن سال مدت امامت بیس سال ذکر کی ہے۔ اصول کافی میں ہے کہ امام ماہ صفر سن ۲۰۳ھ ۵۵ سال عمر اور طوس کی بستی سناد باد محلہ نوقان میں شہید ہوئے مامون نے ان کو مدینہ سے مرو دعوت دی بصرہ اور فارس کے راستے سے مرو پہنچے جب بغداد مامون گیا تو امام کو ساتھ لے گیا امام اس بستی میں شہید ہوئے (سناباد)

محمد بن سنان کہتا ہے کہ امام کی جب شہادت ہوئی تو ان کی عمر ۴۹ انچاس سال اور کچھ ماہ تھی سن ۲۰۳ ہجری میں شہید ہوئے اپنے والد بزرگوار کے بعد ۲۰ سال زندگی کی۔

دروس میں ہے کہ صفر کے مہینے میں طوس کی ایک بستی بنام سناباد کہ جو اب مشہد مقدس ہے سن ۲۰۳ ہجری میں شہید ہوئے۔

روضۃ الواعظین میں ہے کہ امام کی شہادت جمعہ کے دن ماہ رمضان ۲۰۳ ہجری میں ۵۵ سال اور مدت امامت بیس (۲۰ سال ہے۔

کفعمی مصباح میں ہے کہ امام کی شہادت صفر کے مہینے منگل کے دن سن ۲۰۳ ہجری میں مامون نے انگور میں زہر ملا کر امام کو کھلائے اس طرح امام کی عمر اکیاون سال ہے۔

مرحوم صدوق عیون میں عتاب بن اسیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے اہل مدینہ کی ایک جماعت سے سنا کہ امام علی رضا علیہ السلام مدینہ میں جمعرات کے دن گیارہ ربیع الاول سن ۱۵۳ ہجری میں اپنے جد بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے پانچویں سال متولد ہوئے اور طوس کی بستی سناباد محلہ نوقان حمید بن قحطبہ طائی ہارون کے قبہ میں ماہ (۲۱ رمضان جمعہ کے دن سن ۲۰۳ ہجری میں شہید ہوئے ان کی عمر مبارک ۱۴۹ انچاس سال چھ ماہ تھی اپنے باپ کے ساتھ ۱۲۹ انتیس سال دو ماہ گزارے اور اپنے والد بزرگوار کے بعد امامت کا زمانہ بیس (۲۰ سال چار ماہ ہے انتیس سال دو ماہ ہارون رشید کا دور اور اس کے بعد محمد امین کہ جو ابن زبیدہ ہے ہے تین سال پچیس (۲۵ دن گزارے پھر مامون رشید کا دور بیس تیئس (۲۳،۲۰) دن گزارے اس نے امام کی بیعت کی اس کے بعد امام کو قتل کر دیا۔

ابی ذکوان کہتا ہے کہ میں نے ابراہیم بن عباس سے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام کی بیعت پچیس (۲۵ ماہ رمضان سن ۲۰۱ ہجری میں واق ہوئی۔

مامون نے اپنی بیٹی ام حبیب کے سن ۲۰۲ ہجری کے اوائل میں امام رضاؑ سے عقد کر دیا اور سن ۲۰۳ ہجری میں طوس میں امام شہادت پا گئے اور مامون اس کے بعد رجب میں عراق گیا۔

مرحوم صدوقؒ فرماتے ہیں کہ درست وہی روایت ہے کہ امام کی شہادت ۱۲ ماہ رمضان جمعہ کا دن سن ۲۰۳ ہجری ہے۔ بحار میں کتاب عدد القویہ تالیف شیخ علی بن یوسف بن معطر حلی سے نقل کیا ہے تیس (۲۳. ذی القعدہ ہمارے امام علی رضاؑ کی شہادت سن ۲۰۲ھ میں شہادت ہے کتاب مناقب میں جمعہ کے دن اول ماہ رمضان سن ۲۰۲ھ ایک قول سن ۲۰۳ھ ہے۔

کتاب میں جمعہ کا دن اول ماہ رمضان سن ۲۰۲ھ اسی طرح کتاب ذخیرہ میں ہے مرحوم طبرسی فرماتے ہیں کہ آخر صفر سن ۲۰۳ھ میں شہادت ہوئی۔

ایک قول پیر کا دن ۱۴ چودہ صفر سن ۲۰۳ھ مامون نے طوس میں امام کو انگوروں میں زہر ملا کر شہید کیا ایک قول حمید بن قحطبہ کے گھر میں دفن ہے کہ اس جگہ کو سناباد محلہ نوقان کہا جاتا تھا وہاں ھارون کی قبر ہے امام کی عمر مبارک ۵۵ پچپن سال تھی ایک قول ۴۹ انچاس سے اٹھ دن کم اپنے والد کے ساتھ انتیس (۲۹. سال کچھ ماہ اپنے والد بزرگوار کے بعد بائیس (۲۲. سال سے ایک ماہ کم گزارے ایک قول بیس (۲۰. ہے مرحوم صدوق عیون میں غلام یاسر سے نقل کیا ہے کہ امام علی رضاؑ جب جمعہ کے دن مسجد جامع سے لوٹے تو بیمار ہو گئے اور ہاتھ بلند کر کے دعا کی۔

اللهم ان كان فرجي مما انا فيه بالموت فجعل لي الساعة

خدایا اگر میری مشکل موت سے آسان ہوتی ہے تو ابھی موت دے دے اس کے بعد امام مغموم رہے یہاں تک امام شہادت پا گئے۔

اصول کافی محمد بن یحییٰ سے وہ احمد بن محمد سے وہ دوست سے وہ مسافر سے کہ امام علی رضاؑ نے فرمایا: اے مسافر اس چشم میں دو مچھلیاں ہیں میں نے عرض یا مولا فرمایا: میں نے خواب میں رسول خدا کو دیکھا ہے آج صبح فرما رہے تھے میرے پاس آنا تیرے لئے بہتر ہے۔

مرحوم صدوق عیون میں تمیم بن عبداللہ بن تمیم قریشی سے وہ اپنے باپ سے وہ محمد بن یحییٰ الصّٰلی سے وہ محمد بن خلف طاطری سے وہ ہرثمہ بن اعین سے کہ امام رضاؑ نے ھرثمہ بن اعین کو بلا کر فرمایا: میری موت نزدیک ہے کل میں اس ظالم ستمگر کے پاس بلایا جاؤں گا اور وہ مجھے انگور و انار کے ذریعہ زہر دے گا پھر وہ مجھے غسل دینے کی طرف متوجہ ہو تو اسے کہا جائے اس امر سے معترض نہ ہو اس پر عذاب نازل ہوگا۔

جب اسے منع کرے گا وہ بلندی پر بیٹھ کر دیکھنا چاہے گا کہ تم بھی اس امر کے مرتکب نہ ہو تم صبر کرنا ایک خیمہ سفید اس کے گھر کے نزدیک لگے گا تو جب یہ دیکھو تو مجھے ایک کپڑے میں لپیٹ کر اس خیمہ میں پہنچا دینا اور خیمہ کے پیچھے بیٹھ جانا مبادا کوئی اس میں داخل ہو گا یا نگاہ کرے کہ جو موجب حلاک ہے۔ اسی اثنا میں مامون کہے گا نہ تجھے یہ گمان تھا کہ امام کو امام غسل دیتا ہے۔

ابھی وہ یہاں کیسے اور مدینہ ان کا بیٹا؟ جواب میں کہنا کہ اگر کوئی ظلم کرے غسل امام میں اس کی امامت باطل نہیں ہوگی اور ان کے بعد والے امام کو کوئی خلل نہیں پہنچے گا میں نہیں کہتا کہ واجب ہے۔ امام کو امام غسل دے البتہ اگر وہ مدینہ میں ہوتے تو بظاہر وہ امام کو غسل دیتے اس کے باوجود میرا خیال ہے کہ امام بالفعل غسل کو مخفی طور پر غسل دے رہا ہے اس کے بعد جب دیکھے کہ صینہ غائب ہو گیا ہے مجھے اس قبر کی طرف لے جائیں گے اور چاہیں گے کہ میری قبر اس کے باپ کے پاؤں والی جانب ہوں وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔

کیونکہ اگر دنیا کے سب آلات لے کر وہاں قبر کھودنا چاہیں تو نہیں کھود سکتے ایک ناخن کے برابر بھی مٹی نہیں اکھیڑ سکیں گے اس وقت کہنا کہ مجھے حکم فرمایا: کہ میں قبر کھودوں جب قبر کھود دو تو مجھے فوراً قبر میں نہ رکھنا اور کسی کو اجازت نہ دینا کہ مجھ پر مٹی ڈالے قبر خود بخود زمین کے برابر ہو جائے گی جو تجھے حکم دیا اس کی حفاظت کرنا اس کے خلاف نہ ہونے دینا ہرثمہ کہتا ہے میں نے عرض کیا میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ کے حکم کے خلاف عمل کروں جب صبح ہوئی تو مامون نے مجھے بلایا اور کہنے لگا مولا کو میرا اسلام جا کر کہو کہ میرے پاس تشریف لائیں میں جب امام کے پاس گیا امام نے جب مجھے دیکھا تو میرے ساتھ مامون کے پاس آئے مامون نے تعظیم کی اور بوسے دینے لگا پھر امام کو اپنے دائیں طرف بٹھایا۔

خود تخت پر بیٹھ گیا کچھ دیر گفتگو کرتا رہا غلام سے کہا ہمارے لئے انگور لے آؤ اور انار میں نے سنا تو صبر نہ کر سکا آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف چلا اور خود کو دیوار کی دوسری طرف گرا دیا کہ جیسے کوئی دیوانہ ہو گیا ہو مجھ میں تحمل نہیں تھا کہ امام کی تکلیف کو سنوں یہاں تک کہ امام گھر چلے گئے اس کے کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ مامون کے غلام وٹو کر حکیم کی طرف دوڑ رہے ہیں کہ امام علی رضا ؑ کو تکلیف ہے لوگ شک میں تھے اور میں یقین سے جانتا تھا کہ امام کی یہ حالت کیوں ہے؟

جب صبح ہوئی تو نالہ و فریاد کی آواز امام علی رضا ؑ کے گھر سے بلند ہوئی جب آیا تو دیکھا مامون گریبان چاک کیئے ہوئے امام کی تعزیت میں بیٹھا ہے مجھ سے کہنے لگا جاؤ کوئی پاکیزہ جگہ بتاؤ کہ میں تمہارے مولا کو غسل دوں میں نے کہا امام علی رضا ؑ نے مجھ سے فرمایا: تھا جو کچھ امام نے فرمایا: تھا مامون سے کہہ دیا پھر مامون نے کہا تم جانتے ہو اور میں منتظر تھا دیکھا کہ خیمہ نصب ہو گیا میں جس پر مامور تھا انجام دیا خیمہ کے پیچھے بیٹھ گیا تکبیر و تہلیل کی آوازیں سنتا رہا اور برتن سے پانی کے گرنے کی آواز میرے کانوں تک آتی رہی اور انتہائی خوشبو سونگھی کہ اس کی مثل کبھی نہیں سونگھی تھی۔

مامون ایک بلند جگہ بیٹھ کر دیکھتا رہا پھر مجھے آواز دی وہی اعتراض کیا اور وہی جواب سنا جب خیمہ غائب ہو گیا تو اپنے مولا کو کفن میں ملبوس ایک تخت پر دیکھا مامون اور حاضرین آئے اور نماز پڑھی جب قبر کی طرف آئے تو قبر کھودنے میں مشغول ہوئے دیکھا قبر نہیں کھودی جارہی میں نے کہا مجھے امام نے حکم دیا تھا میں زمین سے قبر کھودوں تو مامون نے کہا اگرچہ تعجب ہے لیکن ان سے یہ دور نہیں میں نے زمین کھودی نیچے سے تیار شدہ قبر ظاہر ہوئی مامون نے مجھ سے کہا تم قبر میں جاؤ اپنے مولا کو قبر میں رکھو میں نے کہا مجھے مولا نے فرمایا: کہ صبر کرنا تاکہ پانی اور مچھلیاں ظاہر ہوں اور پانی ختم ہو لوگ منتظر تھے کہ پانی ظاہر ہوا اسی وقت پانی اتنا نکلا کہ قبر کے کنارے تک آ گیا پھر مچھلیاں پانی میں ظاہر ہوئیں کچھ دیر حرکت کرتی رہیں پانی اور مچھلیاں غائب ہو گئے۔

پھر امام کے جنازے کو قبر میں رکھا بغیر اس کے کہ امام تک کسی کا ہاتھ جائے خود بخود امام کا جنازہ قبر میں گیا اور مامون نے حاضرین کو حکم دیا کہ حاثو التراب بایدیکم۔ یعنی اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈالو میں نے کہا صاحب قبر نے مجھ سے فرمایا: ہے کہ کوئی خاک نہ ڈالے کہنے لگا تم پرواہی ہو کون قبر کو مٹی سے پر کرے گا۔

میں نے کہا ہے مجھے امام نے خبر دی تھی کہ قبر خود بخود زمین کے برابر ہو جائے گی تو جو لوگ مٹی ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے گرا دی کچھ دیر بعد جس طرح امام نے فرمایا: تھا اسی طرح ہوا لوگوں کی گریہ کی صدائیں بلند اور گریہ کرتے ہوئے واپس پلٹے پھر مامون نے مجھے تنہائی میں بلایا اور کہنے لگا تجھے خدا اور رسول کی قسم دیتا ہوں کہ جو کچھ امام رضاؑ سے تو نے سنا تھا مجھے بتاؤ میں نے کہا جو کچھ امام نے فرمایا: تھا وہ سب کچھ کہہ دیا ہے کوئی چیز پنہان نہیں کی ہے؟

کہنے لگا یہ بتاؤ کوئی بات پنہان کی تھی میں نے کہا ہاں امام نے انگور اور انار کے بارے میں فرمایا: تھا کہ میری زندگی میں یہ بات نہ کرنا پھر میں نے امام کو دیکھا چہرہ سرخ ہو گیا پھر زرد پھر سیاہ پھر غش کھا کر گر پڑے اس حال میں مجھ سے فرمایا:۔

ویل للمامون من الله ، ویل للمامون من رسوله ، وویل للمامون من علی بن ابی طالبؑ و ویل للمامون من فاطمهؑ وویل للمامون من الحسن والحسینؑ .

کہ خدا کی طرف سے مامون کے لئے ہلاکت، رسول ﷺ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، اور امام حسینؑ کی طرف سے ہلاکت ہو ایک ایک امام کا نام لیا یہاں تک کہ اپنے نام تک پہنچے اور آخر میں فرمایا:

هذا والله هو الخسران المبین .

خدا کی قسم یہ بڑا واضح خسارہ ونقصان ہے اس کے لئے اس کلام کو امام علی رضا علیہ السلام نے بار بار فرمایا: ہے کہ اپنے سر وصورت کو پیٹا اور میں ڈر رہا تھا۔ اور ایک گوشہ میں گیا گریہ کرتا رہا پھر امام علی رضا علیہ السلام نے مجھے بلایا جب امام کے پاس آیا تو دیکھا امام بے حال ہے اس بار مجھے دیکھ کر فرمایا: اے ہرثمہ خدا کی قسم تم مجھے اس سے زیادہ عزیز نہیں ہو بلکہ وہ کہ جو آسمان وزمین میں ہیں میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز نہیں ہیں۔ خدا کی قسم اگر میں سن لیا کہ تو نے اس کو کسی کے پاس نقل کیا ہے تو تجھے حلاک کرونگا میں نے عرض کیا اگر اس کو سن لیں تو آپ پر میرا خون حلال ہے۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم میں تم پر راضی نہیں ہونگا کہ جب تک اس راز کو پنہان کرنے کی قسم نہیں کھاؤ گے اور عہد نہیں کرو گے۔ مجھ سے قسم لی اور عہد و پیان لیا جب میں نے پشت کی تو میں نے سنا کہ امام فرما رہے ہیں۔

يستخفون من الناس ولا يستخفون من الله (۱)

یعنی خدا سے لوگ نہیں ڈرتے لوگوں سے ڈرتے ہیں جبکہ خدا ہر حال میں ہمراہ اور ساتھ ہے جو کچھ کرتے ہیں اور کہتے ہیں خدا دیکھ رہا ہے اور اس کا علم سب چیزوں کا احاطہ کیئے ہوئے ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس روایت کو شیخ صدوق رحمہ اللہ نے کمال الدین میں محمد بن طلحہ شافعی کتاب مطالب السؤل سے مناقب وفضائل آل رسول سے نقل کیا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے ہرثمہ بن حسین کو بتایا۔ جب انگور وانار مسموم وزھر آلود تناول کیئے کہ میں اس دنیا سے رحلت کر جاؤنگا اور ان کی چیزوں کی خبر دی کہ جو دفن کے متعلق ہیں کہ جن کا ذکر ابھی ہو چکا ہے اس کتاب مطالب السئول میں یہ بھی ہے کہ جس کو شیخ صدوق رحمہ اللہ نے ذکر نہیں کیا کہ امام نے مامون سے فرمایا: کہ میرا جنازہ پڑھنے کیلئے ایک عرب آدمی ایک تیز رو اونٹ پر آئے گا اور اس پر سفر کے آثار نمودار ہونگے وہ اونٹ سے اُتر کر مجھ پر نماز جنازہ پڑھے گا جب وہ نماز پڑھ لے تو مجھے وہاں لے جانا کہ جہاں تم دفن کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ اور زمین کو تھوڑا کھودو گے تو سفید پانی ظاہر ہوگا جب وہ پانی وغیرہ ختم ہو تو مجھے دفن کر دینا ہرثمہ ابن حسین کہتا ہے کہ خدا کی قسم جب انہی ایام میں انگور وانار زیادہ نہیں کھائے کہ امام شہید ہو گئے جب میں خلیفہ کے پاس گیا۔ وہ امام علی رضا علیہ السلام پر گریہ کر رہا تھا میں نے اس سے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے عہد کیا ہے۔ پھر اول سے آخر تک اس کام کو انجام دیا اور مجھ پر تعجب کرنے لگا کہ جب میں نے یہ سب کچھ کہا پھر مجھے تجہیز وتکفین کا حکم دیا جب ہم نماز کے لئے تیار ہوئے تو ایک آدمی صحرا سے نمودار ہوا کہ تیز رو اونٹ پر تھا۔

---

۱. سورہ نساء آیت ۱۰۸

اس نے کسی سے کلام نہیں کیا پھر نماز کیلئے کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھی لوگوں نے بھی امام پر نماز جنازہ پڑھی خلیفہ مامون نے اس آدمی کو طلب کیا تو وہ غائب ہو گیا اور کسی کو معلوم نہیں ہوا پھر خلیفہ نے قبر کھودنے کا حکم دیا تو سب قبر کھودنے سے عاجز آ گئے۔

پھر میں گیا اور جہاں اب ضریح مقدس ہے میں نے کھودا اور قبر تیار ظاہر ہوئی۔ پھر پانی ظاہر ہوا جس طرح امام نے فرمایا: تھا خلیفہ کو معلوم ہوا اور سب لوگوں نے دیکھا تو ہمیشہ خلیفہ امام کے قول پر تعجب کرتا رہا اور ھرثمہ سے کہا مجھے بتاؤ امام رضا علیہ السلام نے کیا کہا جب ہرثمہ نے تنہائی میں مامون سے اس عظمت کو بیان کیا تو حیران رہ گیا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسی فضیلت ہے۔

جس کو ابی فراس نے شعر میں بیان کیا ہے۔

بائو بقتل الرضا علیہ السلام من بعد بیعته

وابصروا بغضه من اشدهم وعموا

عصابة شقيت من بعدما سعدت

ومعشر هلكو من بعد ما سلموا

لا بيعه ردعتهم عن دمائهم

ولا يمين ولا قربى ولا رحم.

ترجمہ: یعنی امام علی رضا علیہ السلام کی بیعت کرنے کے بعد قتل کر دیا ان کی بصارت ھدایت کے بعد اس کے بغض سے جواب دے گی۔ سعادت حاصل کرنے کے بعد بدبخت نافرمان ہو گئے سلامتی کے بعد ھلاکت کو خرید لیا کوئی بیعت نہیں رہتی جب رد کیا جائے اور نہ کوئی قسم قرابت اور رشتہ داری ہے۔

مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون میں احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی سے وہ علی بن ابراہیم بن ہاشم سے وہ یاسر غلام سے کہ وہ کہتا ہے کہ امام مدینہ سے طوس تک سات مقام پر سخت مریض ہوئے جب ہم طوس میں داخل ہوئے تو طبیعت بہت ناساز ہو گئی تو طوس میں امام علی رضا علیہ السلام کے پاس مامون دن میں دو مرتبہ آتا امام کی طبیعت دن بدن خراب ہوتی گئی مجھ سے ایک دن ظہر کی نماز کے بعد فرمایا: اے یاسر لوگ کیا کچھ کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا کچھ کہہ جو آپ کے پاس ہے امام خوش ہو گئے پھر فرمایا: دستر خوان لاؤ پھر امام نے غلاموں اور نوکروں

کو بلایا پھر عورتوں اور کنیزوں کو کھانے پر بلایا جب عورتیں کھانا کھا چکیں تو امام پر غشی طاری ہوگئی عورتیں ننگے پاؤں گریہ کرتی ہوئیں گئیں۔

تو مامون حسرت و یاس کے ساتھ اپنا منہ پیٹتا ہوا آیا اور اپنی داڑھی پکڑے ہوئے گریہ کرنے لگا۔ اس کے چہرے پر آنسو جاری تھے اور امام رضا علیہ السلام پر کھڑا ہو گیا اور جب امام علی رضا علیہ السلام کو افاقہ ہوا تو کہنے لگا۔

سیدی واللہ ما ادری ای المصیبتین اعظم علی .

اے میرے مولا مجھے نہیں معلوم کہ آپ پر کونسی دو مصیبتوں میں سے زیادہ بڑی مصیبت ہے میرا آپ سے جدا ہونا یا لوگوں کو مجھے اتہام اور تہمت لگانا اور قتل کرنا؟ پھر امام نے منہ پھیر لیا اور امام نے فرمایا: اچھا اے مامون تیری عمر اور اس کی عمر ایسے ہی ہے پھر جب رات گزری اور صبح ہوئی تو سب لوگ جمع ہو گئے اور کہہ رہے تھے کہ اس امام کو اس نے قتل کیا ہے یعنی مامون اور کہنے لگے قتل ابن رسول اللہ سب کی زبان پر یہی تھا اور گریہ کر رہے تھے۔ جب محمد بن جعفر بن محمد مامون کی طرف خراسان آئے اور وہ امام علی رضا علیہ السلام کے چچا تھے مامون نے کہا اے ابو جعفر لوگوں کی طرف نکلو اور ان کو بتاؤ کہ ابوالحسن آج نہ نکلیں اگر نکلیں گے تو فتنہ ظاہر ہوگا۔

محمد بن جعفر لوگوں کی طرف آئے اور کہا اے لوگو! چلے جاؤ ابوالحسن آج نہیں نکلیں گے لوگ چلے گئے اور ابوالحسن کو رات میں غسل دیا اور دفن کیا گیا۔ علی بن ابراہیم کہتا ہے کہ یاسر غلام کا ذکر کتاب میں ملتا ہے نہ محمد بن جعفر کا۔

محمد بن علی ماجیلویہ اور محمد بن موسیٰ بن متوکل اور احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی، احمد بن علی بن ابراہیم بن ہاشم، حسین بن ابراہیم بن تاتانہ، حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مؤدب علی بن عبداللہ وراق رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے وہ اپنے باپ سے وہ ابوصلت ہروی سے وہ کہتا ہے کہ ایک دن امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ فرمایا: جاؤ جہاں ہارون کی قبر ہے اس کے چاروں طرف سے مٹی لے آؤ میں لے آیا تو امام نے تین اطراف کی مٹی کو سونگھ کر پھینک دیا۔ ایک جگہ کی مٹی کو سونگھا کہ جہاں ابھی امام کی قبر شریف ہے پھر فرمایا: یہ میرے دفن کی جگہ ہے۔

اگر وہ تین اطراف میں چاہیں گے کہ میری قبر کھودیں تو ممکن نہیں کہ وہ قبر کھود سکیں۔

اے اباصلت میری قبر میں ایک راز پنہان ہے کہ جو تو دیکھے گا۔ تجھے ایک کلمہ یاد دلاتا ہوں اس کو پڑھنا وہاں سے پانی نمودار ہوگا کہ اس میں مچھلیاں دیکھے گا روٹی جو تمہیں دوں گا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس گڑھے میں پھینکنا تا کہ مچھلیاں کھائیں جب کھانے کو کچھ باقی نہیں بچے گا تو تو دیکھے گا کہ ایک بڑی مچھلی نمودار ہوگی کہ سب چھوٹی مچھلیوں کو نگل لے گی پھر وہ بھی نظروں سے غائب ہو جائے گی اس وقت تم پانی پر ہاتھ رکھ کر اس کلمہ کو پڑھنا جو تمہیں تعلیم دیتا ہوں۔

تو پانی ختم ہو جائے گا اس کا کچھ اثر باقی نہ رہے گا اس کام کو مامون کے سامنے کرے گا اور جان لے کہ کل میں مامون کے پاس جاؤں گا۔

جب میں باہر آؤں تو دیکھنا اگر میرا سر ڈھانپا ہوا دیکھے تو مجھ سے کلام نہ کرنا اگر ایسا نہ دیکھے تو جو بات چاہے پوچھنا جب صبح ہوئی لباس پہن کر امام محراب میں مشغول عبادت رہے مامون کے غلام بلانے آئے تو امام اٹھے اور مامون کی طرف چلے گئے جب مامون نے امام کو دیکھا تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔

امام کے چہرے کے بوسے لیئے اور اپنے پاس بٹھایا سامنے جو انگور و انار کے طبق رکھے تھے ایک انگوروں کا خوشہ اٹھایا اور کہنے لگا آج تک میں نے ایسے انگور نہ دیکھے نہ کھائے ہیں امام نے فرمایا: جنت کے انگور اس سے کہیں بہتر ہیں۔ مامون نے ایک انگوروں کا خوشہ اٹھایا امام کو پیش کیا امام نے فرمایا: مجھے معاف کرو۔ پھر اظہار کیا امام سے کہنے لگا آپ مجھ پر برا گمان رکھتے ہیں؟

امام نے اس سے تین دانے لیئے اور تناول کیے اور اٹھ کھڑے ہوئے مامون نے کہا الی این کہاں جا رہے ہو امام نے فرمایا::

الی حیث وجھتنی

جہاں تو مجھے بھیجنا چاہتا ہے وہاں جا رہا ہوں سر کو ڈھانپ کر وہاں سے نکلے ابو صلت کہتا ہے میں نے کوئی امام سے کلام نہیں کی امام اپنے گھر داخل ہوئے اور حکم دیا کہ دروازہ بند کر دو اپنے بستر پر لیٹ گئے اس اثنا میں ایک جوان خوبصورت کو دیکھا کہ امام سے محو گفتگو ہے آگے بڑھا اور عرض کیا دروازہ بند تھا کہاں سے اس میں داخل ہوئے تو اس جوان نے فرمایا:

وہ ذات کہ جس نے مجھے مدینہ سے یہاں پہنچایا ہے وہ قدرت رکھتا ہے کہ اس کمرے میں داخل کرے میں نے کہا آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں حجت خدا ہوں سب شیعوں پر میں محمد بن علی ہوں پھر اپنے والد بزرگوار کی طرف متوجہ ہوئے پھر مجھے امام نے فرمایا: اندر آؤ میں حجرے میں گیا جب امام نے اپنے والد بزرگوار کو دیکھا تو سینے سے لپٹ گئے اور بوسے دینے لگے آپس میں گفتگو کی جو میں نہ سمجھ سکا۔

امام علی رضا علیہ السلام کے لبوں پر سفید چیز ظاہر ہوئی امام جواد علیہ السلام نے اسے نگل لیا اس کے بعد امام جواد علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابو صلت اس ساتھ والے کمرے میں جاؤ پانی اور غسل کا برتن لے آؤ عرض کیا مولا اس کمرے میں پانی نہیں ہے۔

امام نے فرمایا: جو کہہ رہا ہوں اس کو سنو اور عمل کرو میں کمرے میں گیا وہاں پانی اور برتن موجود تھا میں لے آیا امام کے ساتھ غسل دینے کا ارادہ کیا امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: میرے ساتھ کوئی ہے کہ جو میری مدد کر رہا ہے۔ تم ادھر نہ آؤ غسل دے کر

فرمایا: کفن وحنوط اس حجرے سے لے آؤ اندر گیا وہاں پہلے سے کوئی کفن وحنوط نہیں تھا وہاں دیکھا کفن بھی ہے حنوط بھی وہاں سے لے کر امام کے پاس آیا امام نے اپنے والد بزرگوار کو تابوت میں رکھا۔ دو رکعت نماز پڑھی ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ تابوت زمین سے جدا ہو کر بلند ہوا اور چھت سے نکل کر غائب ہو گیا میں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ اس وقت ماموں آنے والا ہے اپنے والد بزرگوار کو مجھ سے طلب کرے گا۔

تو میں کیا جواب دونگا امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: چپ رہو عنقریب واپس آجائے گا تم نہیں جانتے کہ اگر پیغمبر مشرق میں ہو اور اس کا وصی مغرب میں ہو ایک جگہ خداوند ان کو جمع کرتا ہے کچھ دیر کے بعد دیکھا چھت سے تابوت زمین پر آگیا امام جواد علیہ السلام نے تابوت سے باہر نکالا اور فرش پر سلایا تابوت غائب ہو گیا امام نے فرمایا: اگر ماموں پوچھے تو غسل وکفن کا کہنا پھر فرمایا:

دروازہ کھولو ماموں آیا ہے میں نے دروازہ کھولا ماموں اپنے غلاموں کے ساتھ گریبان چاک کیے ہوئے منہ پر طمانچے مارتے ہوئے داخل ہوا اور امام کے سرہانے بیٹھ گیا مجھے کفن وقبر کھودنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد پانی اور مچھلیوں کا مشاہدہ کیا کہنے لگا امام علی رضا علیہ السلام جس طرح دنیا میں معجزے دکھاتا تھا مرنے کے بعد بھی معجزہ دکھاتا ہے۔

ایک ان کا ساتھی کہنے لگا ماموں تمہیں امام علی رضا علیہ السلام خبر دینے آیا ہے جس قدر مچھلیاں زیادہ ہوں گی بنی عباس کی حکومت طولانی ہوگی۔

آخر خدا کسی کو تم پر مسلط کرے گا کہ جو تم سب کو نیست ونابود کر دے گا۔

ماموں نے کہا سچ کہہ رہا ہے پھر مجھے کہا اے ابوصلت وہ کلام کہ جو امام نے تمھیں تعلیم دی مجھے تعلیم دو میں نے جس قدر فکر کی مجھے وہ کلمہ یاد نہ آیا قسم یاد کی کہ مجھے بھول گیا ہے اسے یقین نہیں آیا مجھے قید کر دیا مدت تک قید میں رہا بعد میں مجھ پر سختی ومشکل بڑھتی گئی میں نے کہا خدایا بحق محمد وآل محمد مجھ پر اس مشکل کو آسان فرما اس قید سے نجات عطا کر۔

میری دعا قبول ہوئی محمد بن علی علیہ السلام کو دیکھا مجھے فرما رہے ہیں اے ابوصلت تیرا دل تنگ آچکا ہے میں نے کہا خدا کی قسم تنگ آچکا ہوں فرمایا: میرا ہاتھ پکڑا کر زنجیروں کو پارہ کیا مجھ سے وہ جدا ہو گئیں مجھے زندان سے باہر لے آئے سب زندان بان وغلام مجھے دیکھتے رہے لیکن کسی نے مجھ سے بات نہ کی میں جب باہر آگیا امام نے فرمایا: جاؤ خدا کی امان میں ہو نہ ماموں تمہیں دیکھ سکے گا نہ تم ماموں کو دیکھ سکو گے جب تک زندہ رہا ماموں نے مجھے نہیں دیکھا اور نہ میرے بارے میں کوئی فکر کی۔

امام رضا کی شہادت

۲۳ ذی القعدہ سن ۲۰۳ ہجری کو مامون نے زہر دلوا کر امام علی رضا علیہ السلام کو شہید کر دیا جس کے بارے میں بارہا فرمایا: کرتے تھے کہ مجھے یہی شخص قتل کرے گا اور پھر اس کی تفصیل بھی بیان فرمائی تھی اور اس دن بھی جس دن مامون نے طلب کیا تھا۔

ابوصلت سے فرمایا تھا کہ اگر میرے سر پر چادر ہو تو مجھ سے کوئی سوال نہ کرنا اور سمجھ لینا کہ میری زندگی کا آخری وقت آگیا ہے امام دربار میں تشریف لے گئے مامون نے زہر آلود انگور جنہیں سوئی کے ذریعہ زہر میں بجھایا گیا تھا پیش کیے۔

امام نے انکار کیا جو کہ حفاظت خود اختیاری کا فریضہ تھا اس نے اصرار کیا کہ اس سے بہتر انگور آپ کو نہیں ملیں گے آپ نے فرمایا:

جنت میں اس سے اچھے انگور ہیں اس نے پھر اصرار کیا کہ آپ کو میری نیت پر شبہ ہے؟ امام نے دیکھا اب قتل یقینی ہو گیا ہے اور انکار میں بھی سوء ظن کا مجرم قرار دیا جاؤں گا اس لیے چند دانے نوش فرما لیے اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ مامون نے پھر پوچھا کہ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں یہ فرمایا: جہاں تو نے بھیجا ہے وہاں جا رہا ہوں یہ کہہ کر بیت الشرف میں تشریف لے آئے۔ ابوصلت نے حالات سے اندازہ کر لیا اور دروازہ پر بیٹھ گئے اتنے میں اندر سے آہٹ محسوس ہوئی دیکھا کہ امام کے پہلو میں ایک کمسن فرزند موجود ہے پوچھا کس طرف سے آگئے دروازہ تو بند ہے اور آپ کون ہیں؟

فرمایا: کہ میں ان کا فرزند محمد بن علی ہوں مجھے خدا نے مدینہ سے یہاں پہنچایا ہے اور اسی نے اندر تک پہونچا دیا ہے ہمارے لئے فاصلے اور در و دیوار حائل نہیں ہوتے ہم اہل بیت میں جب کوئی دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کا وارث اس کے پاس رہتا ہے۔

اس سے تمام امانتیں اپنی تحویل میں لے لیتا ہے تھوڑی دیر کے بعد جب امام کا انتقال ہو گیا اور اس شہزادے نے غسل وکفن دے کر نماز ادا کر کے جنازہ تیار کر دیا تو کہا اب اعلان کر دو چنانچہ اعلان ہو گیا حکومت نے مظالم کی پردہ پوشی کے لئے سرکاری سوگ کا اعلان کر دیا اور دوبارہ غسل وکفن کے بعد نہایت ہی اہتمام کے ساتھ ہارون کے سرہانے دفن کر دیا۔

شہادت امام رضا علیہ السلام کے متعلق ابوصلت ہروی کا بیان

ابوصلت ہروی کہتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام نے ایک دن مجھ سے فرمایا: کہ ہارون رشید کی پائینتی کی طرف سے مٹی لاؤ جب مٹی لایا تو آپ نے اسے سونگھ کر پھینک دیا اور فرمایا: عنقریب میری قبر کے لئے اس مقام کی زمین کھودیں گے اور

ایسا پتھر نکل آئے گا کہ اسے نہ کوئی کاٹ سکے گا اور نہ اکھاڑ سکے گا پھر فرمایا: کہ ہارون رشید کے سرہانے کی مٹی لاؤ میں مٹی لے آیا تو آپ نے اسے سونگھ کر فرمایا: کہ اس مقام پر میری قبر ہوگی پھر فرمایا: اے ابوصلت کل مجھے مامون طلب کرے گا تو جب میں جانے لگوں تو تم یہ دیکھ لینا کہ میرے سر پر کوئی چادر ہے یا نہیں اگر ہو تو مجھ سے کلام نہ کرنا اور اگر نہ ہو تو مجھ سے باتیں کرنا ابوصلت کہتا ہے کہ صبح کے وقت امام فراغت کے بعد مامون کے غلام کا انتظار کیا اتنے میں میں نے دیکھا کہ مامون رشید کا قاصد آگیا ہے اور امام اس کے ہمراہ روانہ ہوگئے جس وقت آپ جارہے تھے تو آپ کے سر مبارک پر ایک تولیہ پڑا تھا میں نے حسب حکم ان سے کوئی کلام نہیں کیا اس نے مراسم تعظیم ادا کرنے کے بعد کہا یا ابن رسول اللہ آپ نے اس سے بہتر انگور نہیں کھائے ہونگے آپ نے فرمایا:

بہشت کے انگور اس سے کہیں زیادہ بہتر ہیں اے بادشاہ کھانے کو اس وقت میرا دل نہیں چاہتا لہذا مجھے معاف فرمائیے مامون نے بہت اصرار کیا اور کہا آپ مجھ سے بدگمانی کرتے ہو یہ کہتے ہوئے مامون نے ایک خوشہ اٹھایا اور اسے کھانا شروع کیا پھر ایک اور اٹھایا اور امام کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تناول کیجئے۔

امام نے اس کے شدید اصرار پر اسے لے لیا اور اس میں سے چند دانے تناول فرمائے ان انگوروں کے کھاتے ہی بوجہ زہر وجود میں انقلاب پیدا ہوگیا بقیہ انگوروں کو پھینک کر اٹھے اور مامون نے کہا کہاں؟ فرمایا: جہاں تو نے بھیجا ہے وہاں جا رہا ہوں اس کے بعد سر مبارک پر چادر ڈال کر روانہ ہوگئے ابوصلت کہتے ہیں کہ امام دربار سے روانہ ہو کر داخل خانہ ہوئے اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ دروازہ بند کر دو میں نے دروازہ بند کر دیا۔

پھر آپ بستر پر لیٹ گئے آپ کا بستر پر لیٹنا تھا کہ مجھے رنج والم نے گھیر اطرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے اور میں سخت پریشان ہوا ناگاہ میں نے گھر کے اندر ایک خوبصورت نوجوان کو دیکھ کر اس سے پوچھا کون ہو؟

امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: میں حجت خدا تقی علیہ السلام ہوں مجھے بند مکان میں وہی لایا ہے جس نے چشم زدن میں مدینہ سے یہاں پہنچایا ہے میں اپنے پدر بزرگوار کی خدمت کے لئے حاضر ہوا ہوں امام علی رضا علیہ السلام نے جیسے ہی دیکھا فوراً سینے سے لگایا پیشانی کا بوسہ لیا اور چپکے چپکے سے آپ سے کچھ باتیں کرنے لگے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے دیکھا کہ روح مبارک پرواز کرگئی امام شہید ہوگئے امام تقی علیہ السلام نے غسل وکفن وحنوط کا انتظام فرمایا:

پھر قدرتی تابوت منگا کر نماز پڑھنے کے بعد اس میں رکھا تھوڑی دیر بعد وہ آسمان کی طرف چلا گیا ابوصلت کہتے ہیں میں نے عرض کیا تو فرمایا: ابھی تابوت واپس آجائے گا۔

اس روایت کو امالی میں محمد بن علی ماجیلویہ سے وہ علی بن ابراہیم سے وہ اپنے باپ سے وہ ابوصلت ہروی سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

عیون میں ابوعلی حسین بن محمد بیہقی محمد بن یحییٰ صولی سے وہ عبداللہ بن عبداللہ سے اور محمد بن موسیٰ بن نصر رازی سے وہ اپنے باپ سے وہ حسین محمد اخباری سے وہ علی بن حسین کاتب سے صولی کہتا ہے امام رضا علیہ السلام حمام میں گئے پھر حمام سے واپس آنے کے بعد امام کے لئے ایک انگوروں کا زہر آلود طبق لے آئے۔

پس امام نے ان سے چند دانے کھائے کہ جن میں زہر کو سوئی کے ذریعہ آلود کیا گیا تھا کہ ظاہراً انگور تھے لیکن اس کے اندر زہر تھی کہ جس کی وجہ سے زہر نے امام پر اثر کیا اور امام کچھ دنوں کے بعد اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔

روایت میں ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام مامون کے پاس آئے تو مامون نے غلام سے کہا انار لے آؤ کہ جو امام رضا علیہ السلام کے باغ کے ہیں جب وہ لے آیا تو اس میں سوئی کے ذریعہ زہر آلود کیے گئے پھر امام رضا علیہ السلام سے مامون نے کہا انار کھائیں امام نے فرمایا: خدا کی قسم مجھے طلب نہیں ہے پھر کھجوروں میں زہر تھی اس نے کھجوریں پیش کیں امام نے کھانے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: میری طبیعت خراب ہونے کا خطرہ ہے آخر مامون کے اصرار پر چند دانے زہر آلود کھائے مامون امام کو چھوڑ کر نماز عصر کے لئے چلا گیا امام پر زہر نے ایسا اثر کیا کہ امام رضا علیہ السلام پچاس دفعہ اٹھے اور بیٹھے۔ امام کے جسم میں زہر پھیل گئی یہاں تک کہ رات کانٹوں پر گزاری صبح اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔

روایت میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے مامون نے یہ کہا اگر آپ گھر بھی ہوتے تو موت اپنے بستر پر آتی کہ اللہ کا امر مقدر ہے اھل بیت ابوطالب خراسان میں تھے کہ محمد بن جعفر کو بلایا اور امام رضا علیہ السلام کی موت کی خبر دی پھر مامون گریہ کرنے لگا اور انتہائی مکر سے گریہ محسوس کیا کہ یہ بھی امام کے چاہنے والوں سے ہے پھر امام کے جنازے کو مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

میرے بھائی مجھ پر گراں گزر رہا ہے کہ آپ کو ایسی حالت میں دیکھ رہا ہوں کاش میں آپ سے پہلے اس دنیا سے چلا جاتا لیکن خدا نے نہیں چاہا۔ پھر غسل و کفن دینے کا حکم دیا اور ہارون کے پہلو میں امام کو دفن کرتے ہوئے مامون نے کہا میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ آپ کے قرب وجود سے میرے باپ ہارون کو نفع ہو۔

امالی اور عیون میں دعبل خزاعی کا یہ مرثیہ لکھا ہے۔

قبران فی طوس خیر الناس کلهم
وقبر شرهم هذا من العبر .
ما ینفع الرجس من قرب الزکی وما
علی الزکی بقرب الرجس من ضرر

فیہ ھات کل امرء رھن بما کسبت
لہ یراہ فخذ ما شئت او قدر .

یعنی طوس میں دو قبریں ہیں کہ ایک قبر بہترین آماجگاہ خیر ہے لوگوں کے لئے اور ایک قبر بدترین (ہارون) جگہ ہے اور یہ عبرت ہے کہ پاک کے قرب کا نجس کو کوئی فائدہ نہیں اور پاکیزہ آدمی پر نجس آدمی کا قریب ہونا اس کو ضرر نہیں دیتا دور ہو ہر آدمی کو وہی صلہ ملے گا کہ جو اس نے کسب کیا اس کے دو ہاتھ ہیں۔ پس چاہے تو اس کو لے اور زیارت کر۔ اور جو نا پسند ہے چھوڑ دے۔

خرائج اور جرائح میں وشا سے اور مسافر سے نقل کرتا ہے مسافر کہتا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے مجھ سے ایک دن فرمایا: اٹھ اور دیکھ اس چشمہ میں دو مچھلیاں ہیں میں نے ان دو مچھلیوں کو دیکھا میں نے عرض کیا ہاں پھر امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: میں نے خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا مجھ سے فرمارہے ہیں اے علی ہمارے پاس آجانا تیرے لئے بہتر ہے پھر کچھ دنوں بعد رخصت فرماگئے کتاب مذکور میں حسن بن عباد سے منقول ہے کہ جو امام علی رضا علیہ السلام کا کاتب تھا کہتا ہے امام علی رضا علیہ السلام مامون کے پاس آئے اور مامون اس وقت بغداد جانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اے عباد ہم جب عراق میں داخل ہو گئے تو ہم کو نہیں دیکھ سکے گا میں رونے لگا اور اپنے اہل و اولاد سے مایوس ہونے لگا امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو چاہتا ہے تو پھر عراق آئے گا پھر امام بیمار رہے اور طوس کی ایک بستی میں وفات پائی امام کی وصیت میں گزر چکا ہے کہ میری قبر ہارون کے پاس ہوگی اور اس کو کھودو گے تو مچھلیاں ظاہر ہوگئی اور امام کا ایک خط عبرانی زبان میں پایا کہ جس پر مچھلیوں کا تذکرہ تھا۔

اور یہ لکھا ہوا تھا۔

ھذہ روضۃ علی بن موسیٰ علیہ السلام و تلک حضرۃ

ھارون الجبار کہ یہ روضہ امام رضا علیہ السلام کا ہے کہ جو ھارون ظالم ستمگر کے پاس ہے وہ خط امام کی قبر میں رکھا گیا۔

شیخ مفید ارشاد میں محمد بن علی بن حمزہ سے وہ منصور بن بشیر سے وہ اپنے بھائی عبداللہ بن بشیر سے بشیر کہتا ہے کہ مامون نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے ناخن بڑھاؤں اور کسی کو نہ بتاؤں تو مجھے ایک دن بلایا میں اس کے پاس آیا تو اس نے حکم دیا کہ ان بند کھجوروں کو اپنے زہر آلود ہاتھوں سے ملاؤ میں نے ایسے کیا پھر کھڑا ہوا اور اس کے پاس سے چلا گیا امام علی رضا علیہ السلام آئے۔

تو مامون نے کہا کیا خبر ہے امام نے فرمایا: میں نیکی کی امید کرتا ہوں مامون نے کہا میں نے آج الحمد للہ نیکی کا ارادہ کیا ہے کیا آپ کے پاس دوستوں میں سے کوئی آیا ہے کہنے لگا نہیں مامون غصہ کرنے لگا۔

ایک غلام کو بلایا کہ ابھی انار لے آؤ پھر مجھے کہا میں نے آپ کے لئے انار کا جوس اپنے ہاتھوں سے بنایا اور مامون نے اپنے ہاتھوں سے امام علی رضا علیہ السلام کو پلایا یہی انار امام کی وفات کا سبب بنے امام اس کے بعد نہیں رہے مگر دو دن یہاں تک کہ امام شہید ہو گئے۔

شیخ مفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوصلت ہروی کہتا ہے کہ جب میں امام علی رضا علیہ السلام کے پاس آیا تو امام علی رضا علیہ السلام مامون کے پاس جارہے تھے اور مجھ سے فرمایا: اے ابوصلت میرے ساتھ ہارون یہ سلوک کرے گا پھر خدا کی وحدانیت و تہلیل و تکبیر کرنے لگے۔ محمد بن جہم کہتا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام زہر آلود انگوروں سے شہید ہوئے کہ جو مامون کی طرف سے دیئے گئے امام کے جسم میں زہر نے اثر کیا مامون نے ایک دن رات اس راز کو پنہاں رکھا پھر محمد بن جعفر صادق علیہ السلام اور ایک جماعت اولاد ابوطالب کو بلا کر امام کا جنازہ دکھایا اور گریہ کرنے لگا اس وقت انہوں نے دیکھا کہ جسم صحیح ہے پھر کہنے لگا اے میرے بھائی میں کیسے آپ کی حالت دیکھ رہا ہوں میں چاہتا تھا کہ آپ سے پہلے اس دنیا سے کوچ کروں بس اللہ کا ارادہ یہی ہے پھر غسل و کفن کا حکم دیا اور جنازے کے ساتھ قبرستان تک نکلا۔ یہاں تک اپنے باپ کی قبر کے نزدیک امام کو دفن کیا کہ جو حمید بن قحطبہ کا گھر ہے کہ جس کو سناباد کی بستی کہتے تھے امام رضا علیہ السلام جب شہید ہوئے تو ان کا ایک بیٹا محمد بن علی امام جواد علیہ السلام کہ جن کا سن سات سال کچھ ماہ ہے اپنے بعد چھوڑ گئے۔ علامہ مجلسی ...العیون میں کہا کہ ممکن ہے ان سب روایات اور ان سب معجزات کو جمع کریں کہ جو امام رضا علیہ السلام کی برکت سے ظہور پزیر ہوئے کہ امام علی رضا علیہ السلام کو انگوروں یا اناروں کے ذریعہ زہر کئی بار دی گئی۔ قطب راوندی خرائج میں احمد بن محمد سے وہ معمر بن خلا سے وہ ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ مجھے امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: کہ جب مدینہ میں تھا۔ امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: اے معمر سوار ہو میں نے عرض کیا کہاں فرمایا: تم سوار ہو کر جس طرح تجھے کہا گیا ہے عمل کرو معمر کہتا ہے کہ میں امام کے ساتھ سوار ہوا یہاں تک کہ ایک وادی یا جگہ پہنچے امام نے فرمایا۔ تم یہاں ٹھہرو میں ٹھہر گیا اور امام نکلے ایک جگہ کھڑے ہو گئے اور پھر میں آیا تو عرض کیا مولا یہ کونسی جگہ ہے امام نے فرمایا: ابھی میرے والد یہاں دفن ہوئے ہیں یہ خراسان ہے۔ بحار میں کتاب اعلام الوری سے شیخ امین الدین ابوعلی طبرسی سے وہ محمد بن احمد بن یحیٰ سے کتاب نوادر الحکمۃ میں موسیٰ بن جعفر سے اور امیہ بن علی سے نقل کرتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام خراسان سے اپنے اہل بیت کے پاس آئے سلام کیا اور ایک کنیز سے کہا سب کو اکٹھا کرو جب سب اکٹھے ہوئے تو فرمایا: کل مجھے شہید کر دیا جائے گا امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت کی خبر کچھ دنوں بعد ملی کہ امام کو خراسان میں مامون نے شہید کر دیا ہے۔

نویں فصل

امام رضا علیہ السلام کی شان میں مرثیے

(۱) مرحوم صدوق عیون اور امالی میں دعبل بن علی خزاعی سے نقل کیا ہے کہ دعبل کہتا ہے کہ جب مجھے امام رضا علیہ السلام کی شہادت کی خبر ملی تو میں قم میں تھا تو میں نے ایک قصیدہ کہا کہ جس کا ایک قطعہ یہ ہے۔

اری امية معزارين ان قتلوا ولا اری بنی العباس من عزر .

دعبل بن علی کے بحار اور مناقب میں کچھ اشعار یہ ہیں۔

یاحسرة تتردد وعمرلا لیس تنفد علی علی بن موسیٰ . ابن جعفر بن محمد .

۲. احمد بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن عیاش مقتضب میں علی بن ہارون بن یحییٰ المنجم سے وہ علی بن ابوعبداللہ خوانی سے امام رضا علیہ السلام کا مرثیہ نقل کیا ہے۔

یا أرض طوس سقاک الله رحته . ماذا حوریت من

الخیرات طوس .

۳. ابن عیاش مقتضب میں عبداللہ بن محمد مسعودی سے وہ مغیرہ بن محمد مصلی سے نقل کرتا ہے کہ عبداللہ بن ایوب خریجی شاعر نے امام کی شہادت پر یہ مرثیہ پڑھا ہے کہ اس سے پہلے میں نے نہ لکھا نہ سنا ہے۔

یابن الربیع ویابن عراف الزی طابت ارومترو طاب

عروموتا

۴. عیون میں تمیم بن عبداللہ بن تمیم قرشی اپنے باپ سے وہ احمد انصاری سے وہ ابن مشیع مرقی سے نقل کرتا ہے کہ اس امام رضا علیہ السلام پر یہ مرثیہ پڑھا گیا ہے۔

یا نقعة مات بها سیدی امامته فی الناس من سید .

۵. صولی کہتا ہے کہ مجھے عون بن محمد نے کہا کہ منصور بن طلحہ سے ابوبریری کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے مرثیہ میں سے ایک یہ ہے۔

مـا لـطـوس لا قـدس لـلـه شـوطـوساً

كـل يـوم تـجـوز عـلـقـا نـفيسـا

۶. مرحوم صدوق فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرثیہ کتاب محمد بن حبیب ظمی میں دیکھا ہے جو اس طرح ہے۔

قبر بطوس اقام فيه امامه هم اليه زيادة ولمام

۷. شیخ طوسی اپنی مجالس میں محمد بن یحییٰ بن اکثم قاضی سے وہ اپنے باپ سے کہ وہ کہتا ہے کہ مامون کے سامنے دعبل بن علی خزاعی کو دیکھا کہ جوان کے پاس بیٹھا تھا مامون نے کہا مجھے کوئی اپنا بڑا قصیدہ سنا، دعبل خزاعی نے انکار کیا تو مامون نے کہا تجھے امان دیتا ہوں تو اس نے یہ قصیدہ سنایا۔

تـا سـفـت جـارى لـمـا رأت وزرى

وعـدت الـحـلـم ذنـبـا غـيـر مـفـتـقـر .

۸. یحییٰ بن اکثم کہتا ہے کہ مامون نے مجھ سے کچھ باتیں بیان کرتے کرتے یہاں تک پہنچا تو

لـم يـبـق حـتـىٰ مـن الاحـيـاء نـعـلـمـه

ذى ايـمـان ولابـكـر ولا مـضـر .

یحییٰ کہتا ہے کہ مامون نے اپنا عمامہ زمین پر گرا کر کہا صدقت واللہ یا دعبل۔ سچ کہا ہے اے دعبل۔

۹. بحار میں مناقب سے منقول ہے کہ اکثر دعبل ان اشعار کو امام کے مرثیہ میں سے پڑھا کرتا تھا۔

نـكـبـة جـاءت مـن الـمـشـرق

لـم تـتـركـن مـنـى ولـم تـنـق

الا مـا بـعـيـن يـا الـدمـوع اسـقـلـت

ولـو نـقـرت مـاء الـشـؤن لـقـلـحـات .

وقـد كـنـا نـؤمـل ان يـحـيـا

امـام هـدى لـه رائـى طـريـف .

صاحب کتاب (مولف) کہتے ہیں کہ میری نظر میں امام رضا جیسا ایک چشمہ تھے کہ جس سے ہر دشمن و دوست راضی تھا ان کا مرثیہ۔ فضلاء نے پڑھا ادباء نے کہا وہ ایسا سمندر تھے کہ جس کا ساحل نہیں ہے۔

ایسا چراغ تھے کہ جس کے بعد کوئی ایسا چراغ نہیں عالم باعمل عبدالحسین ہمارے ہم عصر تھے علامہ شیخ احمد بھی ہم عصر تھے کہ جنہوں نے کہا۔

ماذا انحل عالم التكويني

فتجلبت افاتها يشحرون

خاتمہ

پہلا مطلب: ازواج، اولاد، بھائی اور خاندان

اس میں تین مطالب ہیں:

ہم نے فصل شہادت میں ذکر کیا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کی مامون نے بیعت کی تو ماہ رمضان کی ۲۵ تاریخ سن ۲۰۱ ہجری تھی مامون نے اپنی بیٹی ام حبیب سے ۲۰۲ ھ میں شادی کی اور ہم نے اس میں خبر ہرثمہ بن اعین کے ذیل میں کہا ہے کہ امام کی ایک بیوی ام ولد ہیں کہ جن سے امام محمد تقی ہیں اور مفید نے ارشاد میں کہا یہ روایت پہلے گزر چکی ہے۔

امام رضا علیہ السلام کی بیوی ام ولد کہ جس کو انہوں نے خریدا تھا ان سے امام محمد تقی کے علاوہ حضرت کی کوئی اولاد نہیں تھی امام رضا علیہ السلام کی وفات کے وقت امام جواد علیہ السلام سات سال کچھ ماہ کے تھے۔

بحار میں مناقب سے ابن شہر آشوب اور کتاب اعلام الوری شیخ طبرسی یہ دونوں کہتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام کے ہاں امام جواد علیہ السلام کے علاوہ کوئی اولاد نہیں تھی۔

کتاب عدد القویہ میں علی بن یوسف بن مطہر حلی کہتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ایک امام محمد تقی علیہ السلام اور ایک موسیٰ ان دو کے علاوہ کوئی اولاد نہیں تھی۔

کتاب درس ارشاد میں منقول ہے، صاحب کمال الدین سے محمد بن طلحہ شافعی مطالب السؤل میں کہتا ہے کہ امام کی اولاد کی تعداد چھ ہے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی اولاد کے نام محمد قانع، حسن، جعفر، ابراہیم، حسین اور عائشہ ہیں۔

علی بن عیسیٰ اربلی کشف الغمہ میں کہتے ہیں ابن الخشاب کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہے بیٹوں کے نام محمد امام ابو جعفر الثانی، ابو محمد الحسن، جعفر، ابراہیم، حسن اور عائشہ ہیں۔

کشف الغمہ میں حافظ عبد العزیز بن اخضر جنابذی اپنی کتاب میں کہتا ہے۔ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی بیٹے محمد تقی علیہ السلام، ابو محمد الحسن، جعفر، ابراہیم اور حسین بیٹی عائشہ ہے۔

کتاب دلائل حمیدی حیان بن سدیر سے نقل کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کیا اس کے بعد کون امام ہے؟

فرمایا: میرے ہاں کوئی بیٹا نہیں سوائے محمد تقی علیہ السلام کے لیکن خدا ان کی نسل کو زیادہ کرے گا ابو حداش کہتا ہے کہ میں نے اس حدیث کو تیس سال سے سنا ہے۔

عبد اللہ بن جعفر حمیری قرب الاسناد میں احمد بن محمد بن عیسیٰ سے وہ احمد بن محمد بن ابونصر بزرعی سے وہ کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس تھا اور بھی بہت سے لوگ تھے ایک نے کہا جو امام نے گفتگو کی ہے اس سے مراد امام تقی علیہ السلام ہیں تو میں نے ایک دن کہا کون تیرے عم کی تربیت کرے گا فرمایا: الحسین امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم سچ کہتا ہے ابراہیم اللہ نے ان کو اس کام کے لئے منتخب کیا ہے رجال کشی محمد بن احمد بن اسید سے نقل کرتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کہ ابراہیم نے اسماعیل سے کہا میرے باپ میرے بیٹے کے نام پر ہے۔ پس دونوں کا زمانہ مختلف ہے جب ابوسریا نکلے تو احمد بن ابوالحسن بھی ان کے ساتھ نکلے کہ ہم ابراہیم واسماعیل کے پاس آئے کہ آدمی جو نکلا ابی سرایا کے ساتھ یہ دونوں کیا کہتے ہیں کہا ہمارے کام سے انکار کرتے ہیں ہم ان سے واپس پلٹے دونوں کہتے ہیں کہ ابوالحسن زندہ ہیں ہم ان پر ٹھہرتے اور وقف کرتے ہیں۔ اور اس پر گمان کیا کہ اسماعیل مر گیا ہے۔

سلیمان بن جعفر کہتا ہے کہ علی بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے مجھ سے فرمایا: کہ میں چاہتا ہوں کہ امام رضا علیہ السلام کے پاس جاؤں لیکن ان کی ہیبت وجلالت سے ڈرتا ہوں پھر امام نے دیکھا کہ میں نے سلام کیا اور امام نے فرمایا: کونسی چیز مانع ہے عرض کیا:

آپ کی جلالت وہیبت پھر جب امام تھوڑے سے مریض تھے اور لوگ عیادت کو گئے تو اس نے کہا ابھی چلتے ہیں کہتا ہے کہ ابوالحسن علیہ السلام کے پاس گئے امام سے ملاقات کی پورے احترام وتعظیم سے تو اس چیز سے امام علی بن عبید اللہ بہت خوش ہوئے پھر جب علی بن عبید اللہ مریض ہو گئے تو امام ابوالحسن عیادت کو گئے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔

اس کے پاس بیٹھے اس کے گھر جب ہم وہاں سے نکلنے لگے تو ام سلمہ علی بن عبید اللہ کی بیوی پس پردہ دیکھ رہی تھی جب امام باہر نکلے تو وہ بھی نکلی امام ایک مقام پر بیٹھ گئے پھر واپس علی بن عبید اللہ کے پاس آئے۔ اور امام نے فرمایا: اے سلیمان اولاد علیؑ وفاطمہ علیہا السلام جب اس امر کا اعتراف کرتے ہیں تو وہ دوسرے لوگوں کی طرح نہیں ہوتے۔

حسن بن موسیٰ الخشاب کہتا ہے کہ ابراہیم بن محمود نے کہا میں امام تقی علیہ السلام کے پاس آیا اور میں اپنے ساتھ ان کے والد گرامی کا خط لایا عرض کیا اس کو پڑھو اس وقت ان کے سامنے بہت سے خطوط رکھے تھے امام نے فرمایا: خدا کی قسم میرے والد کا خط ہے پھر رونے لگے ان کی آنکھوں سے ان کے رخسار پر آنسو تھے میں نے ان سے عرض کیا میں آپ پر اور آپ کے والد گرامی پر قربان جاؤں بسا اوقات ایک ہی مجلس میں مجھ سے کئی بار فرمایا::

اسکنک اللہ الجنت

خدا تیرا ٹھکانا جنت میں بنائے امام تقی علیہ السلام نے فرمایا: میں کہتا ہوں کہ

ادخلک اللہ الجنۃ

خدا تجھے جنت میں داخل فرمائے۔

میں نے عرض کیا آپ پر قربان کیا مجھے اپنے رب سے میرے جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیتے ہیں امام نے فرمایا: ہاں میں نے فوراً ان کے پاؤں پکڑ لیئے، ران کو بوسہ دینے لگا۔

مرحوم صدوق عیون میں اپنے باپ سے وہ عبداللہ بن جعفر حمیری سے وہ ریان بن صلت سے کہ وہ کہتا ہے کہ ایک قوم خراسان امام رضا علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا کہ آپ کے اہل بیت سے ہیں لیکن برے کام انجام دیتے ہیں آپ ان کو روکیں فرمایا: میں ایسا نہیں کرونگا کہا گیا کس لئے فرمایا: میں نے اپنے والد گرامی سے سنا ہے کہ نصیحت سخت ہے۔

عیون میں سعد بن عبداللہ سے وہ احمد بن محمد بن عیسیٰ سے وہ حسن ابن علی وشا بن ثبت الیاس سے وہ امام رضا علیہ السلام سے کہ انہوں فرمایا: کہ جب ذی الحجہ کا چاند طلوع ہوا تو ہم مدینہ میں تھے ہم سے کوئی احرام میں تھا ہم نے مسجد شجرہ سے احرام باندھا اور رسول خدا کا فرمان ہے کہ جب تم عراق سے آؤ تو عمرہ کرو کیونکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے اس وقت فضل نے کہا کہ میں نے ابھی حج تمتع کا احرام باندھا ہے کہ طواف خانہ کعبہ کروں؟ فرمایا: ہاں اس کے ساتھ محمد بن جعفر تھا سفیان عیینہ اور اصحاب سفیان کی طرف گیا اور ان کو یہ بات کہی تو انہوں نے کہا اور امام ابوالحسن علیہ السلام پر طعن و تشنیع کی۔

صدوق رحمہ اللہ کہتا ہے کہ سفیان عیینہ نے امام صادق علیہ السلام سے ملاقات کی اور امام رضا علیہ السلام کے زمانہ میں بھی کچھ عرصہ زندہ رہا ہے۔

عمر بن یزید کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس تھا تو محمد بن جعفر بن محمد کا کہا تو فرمایا: میں ان پر فدا ہو جاؤں خدا ان کا سایہ کم نہ کرے میں نے اپنے دل میں سوچا اور کہا وہ ہم سے نیکی اور صلہ رحمی کرتا ہے امام نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: یہ تو نیکی اور صلہ رحمی کی بات ہے وہ کب میرے پاس آیا اور لوگوں کے ساتھ میری تصدیق کی ہے وہ میرے پاس نہیں آیا اور میں ان کے پاس نہیں گیا اس کا قول قبول نہیں جب کہا تو صاحب کتاب کہتے ہیں یہ واقعہ معجزات میں گزر چکا ہے کہ امام غیب کی خبریں دیتے ہیں۔

بحار میں کتاب عدد سے علی بن یوسف بن مطہر حلی کہتا ہے کہ نسل عباس بن امیر المومنین عباس بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس کو خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہتا ہے:

میں امام رضا علیہ السلام کے پاس رشید کے زمانہ میں گیا ان سے گفتگو کی ان کا احترام کیا پھر مامون کے ساتھ بغداد میں گیا وہ فاضل شاعر اور فصیح زبان رکھتے تھے علوی خیال کرتے ہیں کہ وہ اولاد ابی طالب میں زیادہ باشعور تھے۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دفعہ مامون کے پاس گیا مامون نے کہا تمہاری گفتگو اچھی ہے تم مومن ہو پھر ایک دفعہ مامون کے دروازہ پر گیا اس کے دربان سے عباس نے کہا اگر ہمیں اجازت ہو تو ہم داخل ہوں اگر اجازت نہ دیں تو واپس لوٹ جائیں لیکن میں نہیں جانتا کہ دربان کیا کرے گا تو وہ شرمندہ ہوا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

ومامن رضی کا الحمار مطیتی ولکن یمشی لیرضی بما رکب .

عباس کے بھائی علماء وفضلاء ہیں محمد وعبید اللہ وفضل اور حمزہ سب حسن بن عبید اللہ بن عباس کے بیٹے ہیں۔

مرحوم صدوق ؒ عیون میں حسن بن موسیٰ وشا بغدادی کہتا ہے کہ میں خراسان میں امام رضا ؑ کے ساتھ ایک مجلس میں تھا زید بن موسیٰ حاضر تھے ایک جماعت مجلس میں ان پر افتخار کرنے لگی اور کہنے لگی نحن ونحن وابوالحسن الرضا ؑ تو امام رضا ؑ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم نے زید کی بات سنی اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے زید کیا میرے نسب غور کرتے ہو فاطمہ ؑ کی اولاد پر خدا نے جہنم کو حرام قرار دیا ہے خدا کی قسم کوئی اولاد فاطمہ ؑ نہیں مگر حسن حسین ؑ اور ان کی اولاد خاص بعدہ موسیٰ بن جعفر اللہ کے مطیع روزے دار اور شب زندہ دار تھے اور تو ان کی معصیت کرتا ہے۔

پھر تم جب قیامت میں آؤ گے تو وہ تم سے خدا کو زیادہ عزیز ہیں تحقیق علی بن حسین ؑ نے فرمایا:

لمحسننا کفلان من الاجمر ولمسیئ مفلان من

ثواب ہمارے اوپر احسان کرنے والے کو دو۔ اجر اور ہمارے ساتھ برائی کرنے والے کو دو عذاب ہونگے حسن بن وشا کہتا ہے کہ امام نے پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے حسن وہ کیسے اس آیت کو پڑھتے ہیں۔

قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح

میں نے کہا لوگوں میں سے جو بھی اس کو پڑھتے ہیں وہ عمل غیر صالح پڑھتے ہیں جو ان میں سے عمل غیر صالح کہتے ہیں وہ اس کو اس کے باپ سے نفی کرتے ہیں۔

امام ؑ نے فرمایا: ہرگز ایسا نہیں وہ ان کا بیٹا تھا لیکن اللہ کی معصیت کر کے اپنے باپ سے نفی ہو گیا اسی طرح ہم میں سے جو اللہ کی اطاعت نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں ہے اور جب اللہ کی اطاعت کرے تو ہم اہل بیت سے ہے اسی طرح اگر جو ہماری اطاعت نہیں کرے گا وہ ہم سے نہیں ہے۔ اے زید جب خدا کی اطاعت کرے تو ہم سے ہے ایک اور روایت میں ہے زید نے کہا

انا اخوک وابن ابیک

امام نے فرمایا: تو اس وقت ہمارا بھائی کہ جب خدا کی اطاعت کرے۔

حسن بن جہم سے روایت ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھا ان کے پاس زید بن موسیٰ ان کا بھائی بھی تھا تو امام نے اسے فرمایا: اے زید خدا سے ڈرو جو تقویٰ اختیار نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہم اس سے نہیں ہیں اگر ہمارے شیعوں سے صلہ رحمی میں سستی کرے گا تو تیرا نور چلا جائے گا اے زید ہمارے شیعوں سے لوگ زیادہ بغض رکھتے ہیں اور ان کے اموال کو حلال جانتے ہیں ہماری محبت کی وجہ سے اور ہماری ولایت پر ان کے اعتقاد کی وجہ سے تو اگر ان سے برائی کرے تو تو نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور تیرا حق باطل ہے حسن بن جہم کہتا ہے کہ امام نے پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

اے ابن جہم جو اللہ کے دین کی مخالفت کرے تو میں اس سے بری ہوں چاہے وہ جس قبیلے سے ہو اور جو اللہ سے دشمنی کرے تو تم اس کو دوست نہ رکھو چاہے وہ جس قبیلے سے ہو میں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ کون خدا کا دشمن ہے فرمایا: جو اس کی معصیت کرے۔

یاسر سے روایت ہے کہ زید بن موسیٰ امام رضا علیہ السلام کا بھائی مدینہ آیا تو اس کو قتل کر کے جلا دیا گیا تو اسی وجہ سے اس کا نام زید النار بن گیا اور ابو السرایا کے زمانہ میں بصرہ میں خروج کیا اور بنی عباس کے گھروں کو آگ لگا دی ابو سرایا قتل ہو گیا اور ارکان طالبین کو پکڑ کر مامون کے پاس مرو لے آئے مامون نے وہ لوگ امام رضا علیہ السلام کو بخش دیئے۔

زید متوکل کے زمانہ تک زندہ رہا بلکہ معتز کا زمانہ بھی اس نے دیکھا ہے زید دوسرے لوگوں پر امام کے سامنے فخر کرنے لگا امام رضا علیہ السلام نے دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

اغراک قول بقالی الکوفه ان فاطمة احصنت فرمها فو الله ذریتها علی النار ؛

یعنی تو کوڑا کے برابر سبزی فروش کے ہاں فروخت کیا گیا ہے فاطمہ ان کی اولاد پر خدا نے جہنم کو حرام کیا ہے خدا کی قسم فاطمہ علیہا السلام کی اولاد پر جہنم حرام ہے اور یہ مخصوص امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ جو فاطمہ علیہا السلام کے شکم سے پیدا ہوئے موسیٰ بن جعفر نے خدا کی اطاعت کی اور صائم النہار قائم اللیل تھے تم خدا کی معصیت کرتے ہو کیا قیامت کے دن تم ایک دوسرے کے برابر ہو گے؟

یا خدا کے ہاں اس دن زیادہ عزیز ہو گا؟ اس صورت میں امام علی علیہ السلام بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں ہمارے رشتہ دار کے لئے ایک نیک کام دو اجر رکھتا ہے اور ایک گناہ کے دو عذاب ہوں گے تو گمان کرتا ہے کہ اپنی معصیت سے اپنے مقصد کو پہنچ جائے گا کتنا برا تیرا گمان ہے زید نے امام سے کہا انا اخوک وابن ابیک میں تیرا بھائی تیرے باپ کا بیٹا ہوں تو امام نے فرمایا: تو

اس وقت میرا بھائی ہے کہ خدا کی اطاعت کرے۔نوح علیہ السلام نے خدا سے عرض کی۔

رب ان ابنی اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین .

تو خدا نے جواب میں فرمایا:۔

یا نوح انه لیس من اھلک انه عمل غیر صالح .

خدا نے نوح علیہ السلام کے بیٹے کو اس کی معصیت کی وجہ سے ان کی اھل سے نکال دیا ہے۔

ابوعبیدا اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ زید بن موسیٰ امام رضا علیہ السلام کا بھائی مامون کے پاس لایا گیا اس نے بصرہ وکوفہ میں خروج کیا تھا اور عباسیوں کے گھر جلائے تھے اس وقت سن ۱۹۹ ہجری میں زید کو زید النار کہتے تھے مامون نے اس سے کہا زید تو نے بصرہ میں خروج کیا اور ہمارے دشمن بنی امیہ سے جو ہیں ان کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے چچازاد بھائی کے گھروں کو جلانے کا قصد کر لیا مامون نے مذاق میں کہا۔

تو زید نے کہا اخطات یا امیر المومنین ہر لحاظ سے مجھ سے غلطی ہوئی ہے اے امیر المومنین اب اپنے دشمنوں سے ابتدا کرونگا مامون ہنسنے لگا اور اس کو امام رضا علیہ السلام کے پاس بھیج دیا اور زید سے کہا میں تیرے جرم کی وجہ سے تیرے بھائی امام رضا علیہ السلام کو بخشتا ہوں جب اس کی گردن سے پھندہ نکالا اور اس کو چھوڑ دیا تو اس نے قسم کھائی جب تک زندہ رہونگا اس سے کلام نہیں کرونگا۔

وصیت نامہ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام

اصول کافی میں احمد بن مہران سے وہ محمد بن علی سے وہ ابوالحکم سے عبداللہ بن ابراہیم جعفری اور عبداللہ بن محمد بن عمارہ سے وہ یزید بن سلط سے کہ امام کاظم علیہ السلام نے جب وصیت کی تو ابراہیم بن محمد جعفری اور اسحاق بن محمد جعفری اسحاق بن جعفر بن محمد، جعفر بن صالح، معاویہ جعفری، یحییٰ بن حسین بن علی، سعد بن عمران انصاری اور محمد بن حرث انصاری اور یزید بن سلیط انصاری اور محمد بن جعفر بن سعد رسلمی اس وصیت کو لکھنے والے تھے۔

موسیٰ بن جعفر گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے سواء کوئی معبود نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں لوگوں کا قبروں سے اٹھنا اور ان سے حساب لینے میں کوئی شک نہیں ہے حساب حق ہے قضا وقدر اور قصاص ہے خدا کی طرف بازگشت حق ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول خدا تھے حق ہے۔

جبرائیل کا رسول کے پاس آنا اور وحی و آیات کا نازل ہونا حق ہے میں نے اس عقیدہ پر زندگی کی ہے اور اسی عقیدہ پر مرونگا اس عقیدہ پر قبر سے اٹھونگا اور محشر میں محشور ہونگا یہ (مذکورہ لوگ) میرے گواہ ہیں اور یہ میری وصیت ہے یہ میرا خط اور تحریر ہے کہ جو وصیت امیر المومنین علیہ السلام کی اپنے بیٹے حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام ابن علی بن حسین علیہ السلام سے محمد بن علی علیہ السلام میرے باپ جعفر صادق علیہ السلام سے لی ہے۔

اور یہ میری وصیت علی بن موسیٰ الرضا اور دوسرے بیٹوں کو ہے کہ اس عقیدہ پر وصیت کر رہا ہوں جو بھی اس عقیدے کا پیروکار ہو اسی پر عمل کرے دنیا و آخرت کی سعادت اس کے قبول کرنے میں ہے۔

میری وصیت ابراہیم، عباس، اسماعیل، احمد ام احمد، علی کو صدقات و اموال و اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ مخصوصاً عورتوں کے امور میں میرے بیٹے علی رضا علیہ السلام کو ان پر اختیار ہے نہ دوسرے بیٹوں کو اسی طرح صدقہ میں ایک تہائی میرے باپ اور اہل بیت علی رضا علیہ السلام کے بارے میں ہے میں نے ان کو اختیار تام دیا ہے کہ جہاں صلاح دیکھیں صرف وخرچ کریں اگر عورتوں کے بارے میں صلاح جانے تو ان کے شوہروں کو دے اگر صلاح نہ دیکھے تو وہ خود مختار ہے اگر عورتوں میں سے جو کنیزیں ہیں اگر چاہے تو بیچ دے یا آزاد کردے علی رضا علیہ السلام مال و عیال اولاد میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔

اگر چاہے تو میرے بھائیوں کو صدقات میں شریک کرے ان کو اختیار ہے اگر چاہے تو ان کو شریک نہ کرے کسی کو حق ملامت نہیں اگر ان کے بھائیوں میں کوئی چاہے کہ اپنی بہن کی شادی کرے اس کو چاہیے کہ وہ امام رضا علیہ السلام سے اجازت لے کیونکہ وہ امور نکاح امور صلاۃ میں بہتر آشنائی رکھتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا اور لکھا اگر کوئی زور و قدرت کے ساتھ اس وصیت کے خلاف انجام دے تو اس نے برخلاف امر خدا اور رسول اختیار کیا ہے میں اس سے بیزار ہوں خدا اور رسول بھی بیزار ہیں۔

لعنت خدا ہو اس پر کہ جو اس وصیت میں مخالفت کرے سلاطین و حاکموں کو کوئی حق نہیں ہے کہ احکام خدا کو تبدیل کریں یا میری وصیتوں سے انحراف کرے میرا مال ہے وہ صدقہ قرار دے رہا ہوں اور میرے بیٹے رضا اس میں اختیار رکھتے ہیں اور بہتر جانتے ہیں کہ اس مال کو کہاں خرچ کرے ان کی گفتار پر عمل کیا جائے اگر میں نے اپنے بعض بیٹوں کا نام لیا ہے تو ان کے احترام میں ان کو چاہیے اپنے بھائی امام علی رضا علیہ السلام کی پیروی کریں۔

اور میری وصیت کے اجراء میں وہ شریک ہوں اور میرے چھوٹے بچے اور بیویاں ہر ایک گھر میں رہیں ان کا خرچ صدقات میں معین ہے اور ہر ایک چاہیں تو شادی کریں اور دوسرے گھر چلے جائیں۔ میری کنیزیں اور بیویاں امام رضا علیہ السلام کے اختیار میں ہیں۔

بیویوں کا خرچ روک دیا جائے مگر جو میرا بیٹا رضا علیہ السلام صلاح دیکھے میرے دوسرے بیٹے اپنی بہنوں پر حق نہیں رکھتے کہ ان کی شادیاں جہاں چاہیں کریں یہ حق فقط امام رضا علیہ السلام کو ہے۔ اگر وہ راضی ہے تو دوسرے بھائی کر سکتے ہیں ورنہ نہیں

اس وصیت میں خود کو گواہ قرار دے رہا ہوں جو بھی اس کی مخالفت کرے اس پر خدا کی لعنت ہو اور یہ جان لے کہ انسان کی خوبی و بدی خود اس کی طرف لوٹتی ہے خدا تعالیٰ بندوں کی نسبت ستم گار نہیں بلکہ وہ رؤف و مہربان ہے اس وقت اس وصیت پر دستخط کیئے اور مہر لگائی۔

اور فرمایا: سلاطین و حکام میں سے کسی کو حق نہیں کہ اس وصیت کو کھولیں مگر علی رضا علیہ السلام میرے بیٹے کو دیں جو بھی اس کو کھولے گا اس پر خدا کی لعنت و غضب ہو یہ وصیت نامہ امام رضا علیہ السلام کو ملا بعض امام کے بھائیوں نے اعتراض کیا اپنے وظیفہ کی کمی پر شکایت کی لیکن امام رضا علیہ السلام نے قسم کھائی کہ میں تمہاری زندگی آرام سے چلاؤنگا اور سب کو راضی کیا اور صدقات سے ان کو دیا وہ سب راضی تھے بلکہ امام پر فدا تھے وصلی اللہ علیٰ محمد و آلہ۔

ہارون کی فوج امام رضا علیہ السلام کے گھر

ہارون رشید نے اس حوالے اور بہانے سے کہ محمد بن جعفر صادق علیہ السلام نے اس کی حکومت و خلافت سے انکار کیا ایک بڑی فوج عیسیٰ جلودی کے ماتحت مدینہ بھیج کر حکم دیا کہ علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام کی تمام اولاد کو بالکل تباہ و برباد کر دیا جائے ان کے گھروں میں آگ لگا دی جائے ان کا سامان لوٹ لیا جائے اور انہیں اس حد تک مفلوج و مفلوک کر دیا جائے کہ پھر ان میں کسی قسم کے حوصلے ابھرنے نہ پائیں اور محمد بن جعفر کو گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے عیسیٰ جلودی نے مدینہ پہنچ کر تعمیل حکم میں سعی بلیغ کی اور ہر ممکن طریقہ سے بنی فاطمہ کو تباہ و برباد کیا۔

حضرت محمد بن جعفر علیہ السلام نے بھرپور مقابلہ کیا لیکن آخر میں گرفتار ہو کر ہارون رشید ملعون کے پاس بھیج دیا گیا عیسیٰ جلودی سب سادات کرام کو لوٹ کر امام رضا علیہ السلام کے پاس پہنچا اور اس نے خواہش کی کہ وہ ہارون کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے امام کے گھر داخل ہو کر عورتوں کے زیورات اور کپڑے اتارے امام علیہ السلام نے فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا۔

میں خود تمہیں سارا مال لا کر دے دیتا ہوں پہلے تو وہ اس پر راضی نہ ہوا لیکن بعد میں کہنے لگا اچھا آپ ہی اتار کر لائیں آپ محل سرا میں تشریف لے گئے اور آپ نے تمام زیورات اور کپڑے ایک ستر پوش چادر کے علاوہ لا کر دے دیئے اور اس کے ساتھ ساتھ گھر کا سامان یہاں تک کہ بچوں کے کان کے بندے سب کچھ اسی ملعون کے حوالے کر دیا وہ ملعون تمام مال لے کر بغداد روانہ ہوا یہ واقعہ امام کے آغاز امامت کا ہے۔

دوسرا مطلب: روضہ امام علیہ السلام کی کرامات اور دعاؤں کی قبولیت

(۱) مرحوم صدوق عیون میں ابو طالب حسین بن عبد اللہ بن بنان طائی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے

محمد بن عمر نوقانی سے سنا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں محلہ نوقان میں ایک بلند جگہ تاریک رات میں سویا ہوا تھا میں بیدار ہوا کہ امام رضا علیہ السلام کے حرم کی طرف سے نور کو دیکھا اس قدر بلند ہے کہ پورا مشہد اس نور سے دکھائی دے رہا ہے گویا رات کو دن معلوم ہو رہا ہے اور میں امام رضا علیہ السلام کے بارے میں شک میں تھا اور نہیں جانتا تھا کہ وہ حق کے امام ہیں میری ماں ان کی مخالف تھی کہنے لگی تجھے کیا ہے؟

میں نے ان سے کہا میں ایک نور ساطع (بلند) دیکھ رہا ہوں کہ جس سے سناباد (مشہد) کا علاقہ منور ہے میری ماں نے کہا کوئی چیز نہیں تجھے وہم ہو رہا ہے اور یہ شیطانی عمل ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے دوسری رات میں اس سے زیادہ تاریک رات تھی اسی طرح نور کا مشاہدہ کیا میری ماں نے بھی جان لیا میرے ساتھ مکان کی چھت پر آئی یہاں تک کہ اس نے بھی اس نور کا مشاہدہ کیا کہ جو کہ میں نے دوسری دفعہ دیکھا۔

اس نے نور کی تعظیم کی اور خدا کی حمد کرنے لگی لیکن ایمان نہیں لے آئی کہ جس طرح میں ایمان لایا میں نے حرم جانے کا ارادہ کیا جب دروازہ پر آیا تو بند تھا۔

میں نے خدا سے دعا کی اے اللہ اگر امر رضا علیہ السلام حق ہے تو میرے لیئے اس دروازہ کو کھول دے پھر میں نے ہاتھ سے دروازہ کو کھولا تو وہ کھل گیا میں نے خود سے کہا شاید یہ دروازہ بند نہ ہو پھر میں نے بند کر دیا حتیٰ کہ وہ بند ہو گیا کہ بغیر چابی کے نہیں کھل سکتا۔

پھر میں نے خدا سے دعا کی۔ اے اللہ اگر امر امام رضا علیہ السلام حق ہے تو اس دروازہ کو میرے لیئے کھول دے پھر اپنے ہاتھ سے کھولا تو وہ کھل گیا اندر گیا زیارت کی اور نماز پڑھی اور میں امام رضا علیہ السلام کے بارے میں مستبصر ہو گیا پھر میں ہر جمعہ نوقان سے امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے آتا زیارت کرتا اور نماز پڑھتا۔

۲. ابو طالب حسین بن عبداللہ بن بنان طائی کہتا ہے کہ میں نے ابو منصور بن عبدالرزاق سے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ طوس کے معروف حاکم جلی بشورودی کہتا ہے تیرے ہاں بیٹا ہے میں نے کہا نہیں تو اس نے ابو منصور کو کہا کس لیئے مشہد الرضا کا قصد نہیں کرتا۔ وہاں جا کر اللہ سے دعا کریں خدا آپ کو بیٹا عطا کرے کہ میں نے وہاں جا کر جو دعا کی پوری ہو گئی حاکم کہتا ہے کہ میں مشہد الرضا علیہ السلام گیا سلام کیا اور خدا سے امام رضا علیہ السلام کے پاس دعا کی کہ خدا نے مجھے اس ہستی کے صدقہ میں بیٹا عطا فرمایا خدا نے مجھے بیٹا دیا اور میں ابو منصور بن عبدالرزاق کے پاس آیا اور بتایا کہ خدا نے مجھے اس امام کے صدقہ میں بیٹا عطا کیا ہے۔

۳. مرحوم صدوق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب امیر سعید رکن الدولہ نے زیارت امام رضا علیہ السلام کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے سن ۳۵۲ ہجری میں ماہ رجب میں اجازت دی اور مجھ سے کہا میرے لیئے زیارت کرنا اور خدا سے دعا کرنا کہ

میری حوائج پوری فرمائے۔

اور میرے لیے دعا کرنے میں کوتاہی نہ کرنا اور میری طرف سے زیارت بھی کرنا۔ کہ وہاں ضرورت دعا قبول ہوتی ہے میں نے اُسے ضمانت دی کہ ضرور دعا اور زیارت کرونگا جب میں امام رضاؑ کے حرم میں گیا تحیۃ وسلام کیا پھر واپس گیا تو مجھے امیر نے کہا میرے لیئے دعا و زیارت بھی کی ہے۔ میں نے کہا ہاں تو کہنے لگا احسنت بہت اچھا کیا میری دعا اس مشہد کے صدقہ میں مستجاب ہوئی ہے۔

۴۔ ابو نصر احمد بن حسین ضبی سے روایت ہے کہ میں نے ایک ناصبی سے ملاقات کی جو بڑا متعصب تھا اس نے کہا

اللھم صل علیٰ محمد

پڑھو اور آل کو اس سے منع کیا کہتا ہے کہ میں ابو بکر قرا سے سنا ہے کہ نیشاپور میں ایک آدمی کا سکہ رائج تھا اور وہ بعض اصحاب سے تھا کہتا ہے کہ مجھے بعض لوگوں نے امانت دی میں نے زمین میں دفن کر دیا اور مجھے اس کی جگہ بھول گئی جب کچھ مدت کے بعد مالک نے طلب کیا تو اس جگہ کو بھول چکا تھا۔

حیران و پریشان تھا کہ مالک کو کیا جواب دوں میں اپنے گھر سے پریشان نکلا میں نے ایک جماعت کو دیکھا کہ امام رضاؑ کے حرم جا رہے ہیں میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا زیارت و دعا کی کہ مجھے امانت کی جگہ کا پتہ چلا تو میں نے وہیں خواب دیکھا کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ فلاں جگہ امانت کو دفن کیا ہے میں نے خواب میں وہی جگہ دیکھی پھر میں صاحب امانت کے پاس آیا اور وہاں سے وہ امانت نکال کر دی تو اس حدیث کو لوگوں سے بیان کیا تا کہ لوگ امام کی زیارت کیلئے تیار ہوں وہاں کے ساکنین پر سلام ہو۔

۵۔ ابو جعفر محمد بن ابو القاسم بن محمد بن فضل تمیمی ہروی کہتا ہے کہ میں نے ابو الحسن قہستانی سے سنا وہ کہتا ہے کہ میں مرو گیا اور اس شہر کے ایک آدمی سے ملاقات کی کہ اس کا نام حمزہ تھا وہ ذکر کرتا ہے کہ مصر سے امام رضاؑ کی زیارت کے لئے نکلا۔

جب وہ مشہد میں داخل ہوا تو اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا زیارت کی نماز پڑھی اس وقت میرے علاوہ کوئی دوسرا زائر نہیں تھا جب نماز پڑھ لی تو حرم کے خادم نے کہا نکلو میں دروازہ بند کرتا ہوں اس نے پوچھا کہ دروازہ بند کر دو اور کہا میں نہیں نکلونگا اس نے چھوڑ دیا اور دروازہ بند کر کے چلا گیا وہ تنہا نماز پڑھتا رہا پھر بیٹھ گیا اور اپنے سر کو اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا ایک گھنٹے تک اس نے استراحت کی جب سر اٹھایا اور دیوار کی طرف متوجہ ہوا تو ایک رقعہ کو دیکھا کہ جس پر یہ دو شعر لکھے تھے۔

من سره ان یری قبرا برؤیته

یفرح الله عن من زاره کربه

فلیات ذالقبر ان اللہ سکنہ

سلالۃ من نبی اللہ منتجبہ

جواس قبر کو دیکھے گا خوش ہوگا اللہ اس زوار کے کرب ورنج کو دور کرے گا۔

پس صاحب قبر کے پاس آؤ اللہ تسکین وآرام دے گا۔ یہ رسول کی نسل سے منتخب امام ہے۔

راوی کہتا ہے پھر میں کھڑا ہو کر نماز صبح تک پڑھتا رہا پھر بیٹھ گیا پہلے کی طرح اپنے سر کو گھٹنے پر رکھ لیا جب سر اٹھایا تو پھر دیوار پر اس رقعہ کو نہیں دیکھا گویا وہ رقعہ فقط اس وقت لکھا گیا اور جب صبح ہوئی دروازہ کھلا تو میں وہاں سے نکل گیا۔

۶. ابوعلی محمد بن احمد بن محمد یحیٰ نیشاپوری ابوالحسن علی بن احمد بن علی بصری سے وہ کہتا ہے کہ میں نے نیک آدمیوں میں سے ایک کے آدمی کو دیکھا کہ رسول اللہ سے نیند میں کہہ رہا ہے یارسول اللہ کس کی آپ کی اولاد سے زیارت کی جائے تو رسول اللہ نے فرمایا:

میری اولاد سے جس کو زہر دی گئی ہو اور میری اولاد سے جس کو ناحق شہید کیا گیا ہے یا جس کو دیکھ سکتا ہو یا جس کا حرم آپ سے نزدیک ہو اور وہ جو غربت کے عالم میں دفن کیا گیا ہو راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ یعنی آپ کی مراد امام رضاؑ ہے فرمایا: کہو صلی اللہ علیہ کہو صلی اللہ علیہ۔

۷. ابوعلی محمد بن احمد بن یحیٰ معازی سے ابوعمر محمد بن عبداللہ حاکم نوقان نقل کرتا ہے کہتا ہے کہ ہمارے پاس دو آدمی اہل ری سے بعض بادشاہوں کا خط لائے کہ جسے امیر نصر بن احمد بخاری نے بھیجا اور ان دونوں میں سے ایک شہر ری کا اور ایک قم کا تھا قمی ناصبی تھا اور شہر ری کا شیعہ کہ جس کا نام رازی تھا جب نیشاپور پہنچے رازی نے قمی سے کہا کیا پہلے امام رضاؑ کی زیارت کو جائیں پھر بخاری کے پاس جائیں قمی نے کہا:

بادشاہ نے ہمیں بخاری کے حضور بھیجا ہے ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم اس کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہو جائیں دونوں نے بخاری کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور خط پہنچایا اور دونوں طوس (مشہد) پہنچے رازی نے قمی سے کہا کیا اب امام رضاؑ کی زیارت نہ کرلیں قمی نے کہا میں قم سے مذہب مرجئہ پر نکلا میں اس رافضی کی طرف نہیں جاتا قمی نے کہا تم جاؤ رازی نے سلام کیا اور اپنا مال وسواری لے کر مشہد آیا۔

خادم امام رضاؑ سے کہا مجھے آج رات حرم میں پہنچے دو اور چابیاں مجھے دے دو اس نے دے دیں رازی کہتا ہے کہ میں حرم میں داخل ہوا دروازہ بند ہو گیا میں نے زیارت کی پھر امام رضاؑ کے سرہانے پہنچا۔

پہلے قرآن کی تلاوت شروع کی کہتا ہے میں نے قرآن شروع کیا تو جیسے میں پڑھتا اسی طرح سنتا میں نے آواز سے

پڑھنا چھوڑ دیا پورے حرم میں کوئی مجھے بلا رہا ہے لیکن میں اسے نہیں دیکھ رہا میں پھر اپنی جگہ آیا اور قرآن اٹھا کر تلاوت شروع کر دی پھر اسی طرح آواز سنی جیسے میں پڑھ رہا تھا آواز نہیں رکی میں نے آہستہ پڑھنا شروع کر دیا کہ جو میرے کانوں تک سنائی نہ دے۔

لیکن پھر بھی اسی طرح آواز سنتا رہا جیسے میں پڑھتا تھا یہاں تک کہ سورہ مریم پڑھ لی پھر میں نے یوم نحشر المتقین سے سورہ الرحمٰن تک تلاوت کی جب اس آیت تک پہنچا ونسوق المجرمین الی جہنم وردا تو میں اس طرح سنی یہاں تک کہ قرآن ختم کر لیا جب صبح ہوئی تو قان لوٹ آیا میں نے مقربین کے بارے میں اس کی قرائت کا سوال کیا کہ اس کا لفظ و معنی کیا ہے۔

لیکن کسی ایک نے نہیں بتایا رازی کہتا ہے کہ میں نیشاپور لوٹ آیا اور مقربین کے بارے میں سوال کیا میں نے کہا جو" یوم نحشر المتقین الیٰ الرحمن وفدا ونسوق المجرمین الی جهنم وردا" کو کیسے پڑھا جائے تو مجھے عالم نے کہا یہ تم کہاں سے لائے؟ میں نے کہا مجھے اس کی وضاحت کی ضرورت ہے تو اس نے کہا اس کو رسول خدا نے پڑھا اور اہل بیت سے روایت ہے پھر میں نے وہ پورا واقعہ بیان کیا اس کی قرأت کے بارے میں حرم کا واقعہ سنایا تو اس نے میری قرات درست کی۔ (۱۶ مریم ۸۵،۸۶)

۸۔ اس روایت کو علی بن عیسیٰ اربلی کشف الغمہ نقل کیا حافظ عبدالعزیز بن اخضر بن جنابذی اپنی کتاب میں کہتا ہے عبداللہ بن محمد جمال رازی کہتا ہے کہ میں اور علی بن موسیٰ بن بابویہ اہل ری کے وفد کے ساتھ جب نیشاپور پہنچے میں نے علی بن موسیٰ قمی سے کہا کیا آپ طوس میں علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کی زیارت کریں گے تو اس نے کہا:

ہم زیارت کے لئے نکلے اور ہمیں خوف تھا کہ کہیں ہمارے دشمن زیارت کے لئے راستے میں نہ مل جائیں ہم منصرف ہو گئے جب واپس لوٹ آئے تو میں نے کہا کیا آپ زیارت کرنا چاہتے ہیں تو اس نے کہا نہیں بات نہ کریں کہ اہل ری کے ساتھ نکلے ہیں اور وہ مرجئہ مذہب رکھتے ہیں اور ہمیں رافضی کہتے ہیں میں نے کہا پس آپ اس جگہ میرا انتظار کرنا اس نے کہا ٹھیک ہے زیارت کے لئے نکلا امام رضا علیہ السلام کے حرم میں غروب کے وقت آیا

اس نے کہا ٹھیک ہے میں زیارت کے لئے نکلا امام رضا علیہ السلام کے حرم میں غروب کے وقت آیا اور رات حرم میں گزاری ایک عورت نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا رات کو حرم میں رہنے سے ڈر لگتا ہے؟

میں نے کہا نہیں میں نے اس سے چراغ امانت لیا اور اس نے کہا دروازہ بند کر دو۔

میں نے نیت کی تھی کہ حرم میں ایک قرآن ختم کروں جب میں نے رات کے وقت قرآن پڑھا تو قرآن کے پڑھنے کی آواز سنی دروازہ پر آیا تو بند تھا پھر چراغ بجھ گیا تو میں وہی آواز سنتا رہا کہ جو قبر مبارک سے آ رہی تھی اور سورہ مریم پڑھ رہے تھے اس آیت کو سنا

یوم نحشر المتقین الیٰ الرحمن وفداو نسوق المجرمین الیٰ جھنم ورداً

اس طرح کی قرأت پہلے کبھی میں نے نہیں سنی تھی جب اس کے پاس لوٹ آیا پہلے میں نے ابوالقاسم عباس بن فضل بن شاذان سے سوال کیا کہ کیا کسی نے اس قرأت کو پہلے پڑھا ہے تو اس نے کہا ہاں رسول خدا اس کی بہترین قرأت کیا کرتے تھے اور اس نے کتاب سے رسول خدا کی قرأت نکال کر دیکھا وہ اسی طرح تھی کہ جس طرح رات کو میں نے حرم مبارک میں سنی۔

۹۔ صاحب کتاب ثاقب المناقب کہتا ہے کہ ہم نے اپنے زمانہ میں مشاہدہ کیا کہ انوشیروان مجوسی اصفہانی کہ جو بادشاہ کے قرب وجوار میں رہتا تھا اس نے ایک پیغام رسان بھیجا بادشاہ بحرین مالک شاہ کے پاس کہ وہ برص کا مریض ہے۔

اس نے بادشاہ کے پاس معروف طبیب بھیجے کسی سے ٹھیک نہ ہوا تو پھر امام رضاؑ کے پاس آیا بعض لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب اس نے حرم کی زیارت کی تو اس کی دعا مستجاب ہوئی اس کی بیماری زائل ہوگئی تو اس نے کہا میں ایک غیر مسلم ذمی ہوں۔

سوچا کہ شاید مجھے امام کے حرم میں جانے سے منع کریں کہا گیا ہے کہ میں کسی پر اپنا مذہب ظاہر کیئے بغیر حرم میں داخل ہوگیا زیارت ودعا میں بہت گریہ کیا جب نکلا تو اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو برص کا کوئی اثر ونشان نہیں تھا جسم سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو جسم کے کسی حصہ پر کوئی نشان نہیں تھا تو میں مسلمان ہوگیا تو میں نے چاندی کا صندوق امام کی قبر پر خرچ کیا اور بہت مال حرم میں دے دیا اور جب یہ بات مشہور ہوئی تو خراسان کے بہت سے لوگ مجھے دیکھنے آئے۔

۱۰۔ یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ محمد بن علی نیشاپوری سترہ سال سے نابینا تھا جب وہ حرم امام رضاؑ میں نیشاپور سے زیارت کو آیا اور گریہ کرتے ہوئے حرم میں داخل ہوا اور اپنا ہاتھ قبر مطہر پر رکھا اور جب قبر مطہر سے اٹھایا تو آنکھوں کی بینائی آچکی تھی۔

اس کا نام معجزی رکھا گیا کافی مدت تک وہ زندہ رہا اور اپنی باقی عمر مشہد میں گزاری اور اس نے وہاں شادی کی اور خدا نے اسے امام رضاؑ کے صدقہ میں اولاد عطا کی اس کے بعد وہ کہتا ہے کبھی میری آنکھوں میں درد نہیں ہوا اور وہ معجزی کے نام سے معروف ہوا بادشاہ اور رعایا میں اس کو کافی فضیلت ملی اس فضیلت سے وہ برتر رہا اور روایت کرتا رہا۔

۱۱۔ مرحوم صدوقؒ عیون میں ابوعلی بن احمد بن محمد معازی سے وہ ابوالحسن محمد بن عبداللہ ھروی سے وہ کہتا ہے کہ اہل بلخ کا ایک آدمی اپنے

نوکر کے ساتھ مشہد آیا اس کا غلام مشہدی تھا وہ آدمی امام رضا علیہ السلام کے سرہانے نماز پڑھنے اور اس کا نوکر امام رضا کے پاؤں کی جانب جب دونوں نماز سے فارغ ہوئے تو دونوں نے ایک طولانی سجدہ کیا جب اس آدمی نے اپنے نوکر سے پہلے سر اٹھایا اور نوکر کو بلایا تو اس نے بھی سجدے سے سر اٹھایا اور کہنے لگا لبیک یا مولا (حاضر جناب) مالک نے اس غلام سے کہا کیا چاہتا ہے کہ آزاد ہو؟

کہنے لگا ہاں تو اس مالک نے کہا آج سے تو آزاد ہے خدا کے لئے اور میں نے فلاں نوکرانی کو بھی للہ آزاد کر دیا اور تجھ سے اس کی شادی کی اور اس کا حق مہر میرے ذمہ رہا اور میں تمہارے نان نفقہ کا ضامن ہوں اور فلاں زمین کو تمہارے لیئے اور تمہاری اولاد کی اولاد کے لئے وقف کیا اس امام کے سامنے یہ امام ہی گواہ ہے جب یہ کہا تو غلام رونے لگا اور اس نے خدا کی قسم یاد کی امام کے پاس کہ میں سجدہ میں آپ کے لئے ہی دعا کر رہا تھا کہ جو مستجاب ہوئی اسی وقت۔

۱۲. ابو نصر موذن نیشاپور کہتا ہے کہ میں سخت مریض ہو گیا اور میری زبان میں ایسی لکنت آ گئی کہ میں گفتگو نہیں کر سکتا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت پر جاؤں اور ان کے پاس جا کر خدا سے دعا کروں کہ مجھے اس مرض سے شفا دے اور میری زبان کھل جائے میں گدھے پر سوار ہوا اور مشہد روانہ ہوا۔

امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی اور ان کے سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور سجدہ کیا اور سجدے میں گریہ کرتے ہوئے صاحب قبر کو خدا کو واسطہ دیا کہ مجھے میری مرض سے شفا دے اور میری زبان کھل جائے اور مجھے سجدے میں نیند آ گئی اور نیند میں میں نے دیکھا کہ قبر کھل گئی اور بوڑھا آدمی قبر سے نکلا میرے قریب آیا اور مجھ سے فرمایا: کہو

لا الہ الا اللہ .

میں نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا کہ کیسے کہوں میری زبان بند ہے اس نے غصے سے بلند آواز کے ساتھ فرمایا: کیا تم خدا کی قدرت کا انکار کرتے ہو؟ کہو

لا الہ الا اللہ

میری زبان کھل گئی میں نے کہا

لا الہ الا للہ

اپنے گھر واپس پیدل لوٹا اور گھر تک،

لا الہ الا اللہ

کہتا رہا اس کے بعد کبھی اس مرض میں مبتلا نہ ہوا۔

۱۳۔ ابو نصر مؤذن سے سنا وہ کہتا ہے کہ سناباد میں ایک دن سیلاب آیا پورا مشہد زیر آب آ گیا یہاں تک امام رضا علیہ السلام کے روضہ کے قریب پانی تھا ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں حرم زیر آب نہ آجائے اس قدر بلند و بالا قدرت سے پانی تھا کہ وادی سے بھی بلند

لیکن الحمد للہ

حرم میں پانی نہیں گیا۔

۱۴۔ ابوالفضل محمد بن احمد بن اسماعیل سلیطی نیشاپوری کہتا ہے کہ میں ابو نصر بن ابوعلی صنعانی کی خدمت میں تھا وہ میرا محسن تھا مجھ پر بہت احسان اور میرا بہت اکرام و احترام کرتا تھا اس کے اصحاب مجھ سے حسد کرتے تھے ایک دن میں نے اسے سلام کیا تو انھوں نے مجھے تین ہزار درہم کی تھیلی دی اور حکم دیا کہ میں خزانہ میں جمع کراؤں میں اس کے پاس سے نکلا اور ایک مکان میں بیٹھا تھا اور اپنی تھیلی رکھ کر لوگوں سے گفتگو میں مشغول ہو گیا کسی نے میری تھیلی چرالی مجھے پتہ بھی نہ چلا اور جس نے چرائی وہ ابو نصر کا غلام تھا جسے خلیع ناش کہتے ہیں اس وقت وہ بھی موجود تھا جب میں نے تھیلی تلاش کی نہ ملی تو میں نے ان لوگوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا بھائی ایسے تھیلی زمین پر نہ رکھتا جبکہ تو جانتا ہے کہ یہ لوگ تم سے حسد کرتے ہیں تو میں نے ناپسند کیا کہ ابو نصر کو بتاؤں خوف تھا کہ کہیں متہم نہ کردے میں حیران و پریشان تھا کہ کس نے تھیلی چرائی ہے۔

میرا باپ بھی پریشان تو امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے ارادہ کیا اور چاہا دعا کروں کہ خدا اس امام کے صدقے اس مشکل سے نجات دے میں ابو نصر امیر کے پاس دوسرے دن گیا اور کہا مجھے اجازت دیں کہ میں طوس جانا چاہتا ہوں اس نے کہا بھائی کس کام کے لئے میں نے کہا میرا ایک غلام بھاگ گیا ہے اور پیسوں کی تھیلی غائب ہے میں اسے متہم کرتا ہوں اس نے کہا دیکھو ہم سے خیانت کا خیال نہ رکھنا میں خدا سے اس کی پناہ چاہتا ہوں جو میری تھیلی دیتی ہے وہ ذرا دیر سے دے دینا میں نے کہا چالیس دنوں میں گھر لوٹ آؤں گا۔

میرا مال تیرے پاس ہے میں کہتا ہوں ابوالحسن خزاعی کو کہ میرا سارا مال جو طوس میں ہے وہ تم کو آپ مجھے اجازت دیں پھر میں وہاں سے نکلا یہاں تک کہ مشہد پہنچ گیا امام کو سلام کیا زیارت کی دعا کی اور قبر کے سرہانے نماز پڑھی اور عرض کیا مجھے پیسوں کی تھیلی کی خبر دیں پھر میں نیند میں چلا گیا تو رسول اللہ کو خواب میں دیکھا کہ جو مجھ سے فرما رہے ہیں کہ اٹھو تمہاری دعا قبول ہوگئی ہے۔

میں اٹھا اور وضو کی تجدید کی پھر نماز میں مشغول ہو گیا پھر دعا کرتے کرتے نیند آگئی خواب میں پھر رسول خدا کو دیکھا

کہ مجھ سے فرمارہے ہیں کہ تمہاری پیسوں کی تھیلی خطلخ ناش نے چرائی ہے اور وہ اپنے گھر کی فلاں جگہ دفن کیئے ہوئے ہے کہ جس پر ابونصر صنعانی کی مہر لگی ہوئی ہے کہتا ہے کہ میں واپس امیر ابونصر کے پاس وعدے سے تین دن پہلے آ گیا جب اس کے پاس پہنچا اس سے کہا میری دعا قبول ہوگئی ہے اس نے کہا الحمد للہ کہا پھر اس نے کہا کہاں تھیلی ہے؟

میں نے کہا خطلخ ناش کے پاس کہنے لگا تم کہاں سے جانتے ہو؟ میں نے کہا آپ خطلخ کو حاضر کریں جب وہ آیا تو امیر نے اس کو مارنے کی دھمکی دی میں نے کہا اسے نہ ماریں رسول اللہ نے مجھے اس پیسوں کی جگہ کا بھی بتایا ہے کہ کہاں اس نے چھپائے ہیں میں نے کہا اسے گھر بھیجیں میں جگہ بتاتا ہوں امیر بھی ساتھ اس کے گھر گیا جگہ بتائی جب جگہ کھودی گئی امیر نے پیسے دیکھے تو مجھ سے کہا میں اس سے پہلے نہیں جانتا تھا۔

کہ تو صاحب فضل ہے اب میں اس سے زیادہ تیرا اکرام کرونگا اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم اس لیئے مشہد جارہے ہو تو میں تمہارے ساتھ زیارت جاتا میں نے کہا اے امیر مجھے آپ کے ترکی غلاموں کا خوف تھا کہ جو مجھ سے حسد کرتے ہیں کہ کہیں مصیبت میں نہ ڈال دیں پھر میں نیشاپور کی ایک جگہ میں گیا پنیر خریدا۔

ولا حول ولا قوة الا بالله .

۱۵. میں نے حاکم رازی صاحب ابوجعفر عتبی سے سنا وہ کہتا ہے کہ مجھے ابوجعفر عتبی نے ابومنصور بن عبدالرزاق کی طرف بھیجا جبکہ جمعرات کے دن میں نے امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی اجازت طلب کی تو اس نے کہا مجھ سے سنو کہ اس مشہد کے بارے میں کہتا ہوں کہ جب میں جوان تھا۔

اس صاحب مشہد امام رضا علیہ السلام سے تعصب کرتا اور راستے میں زواروں سے معترض ہوتا تھا ان کے کپڑے اور مال واسباب چھین لیتا ایک دن میں شکار کو نکلا اور میں نے اپنا شکاری کتا ہرن کی طرف بھیجا تو اس نے ہرن کا پیچھا کیا یہاں تک کہ وہ مشہد کی دیوار تک پہنچ گیا ہرن اور میرا شکاری کتا ایک دوسرے کے مقابلے میں کھڑے ہوگئے میں نے ہر ممکن کوشش کی وہ اس کے قریب نہیں گیا جب ہرن اپنے مقام کی طرف لوٹتا تو میرا کتا اس کا پیچھا کرتا آخر وہ مشہد کی دیوار کے پاس آجاتا میں نے رسی پھینکی اور ابونصر مقری سے کہا ہرن کہاں گیا ہے۔

ابھی تو یہاں تھا اس نے کہا میں نے نہیں دیکھا میں اس مکان میں داخل ہوا اس کا پیشاب دیکھا لیکن ہرن کو نہ پایا تو میں نے خدا سے نذر کی کہ آئندہ کسی زوار کو اذیت نہیں کرونگا اس کے بعد اس سے معترض نہیں ہونگا پھر اس کے بعد میں زیارت امام رضا علیہ السلام کو گیا دعا کی میری دعا قبول ہوئی اور دعا کی کہ خدا مجھے اس امام کے صدقہ میں بیٹا عطا کرے تو خدا نے ایک بیٹا دیا پھر دوسرے سال بھی خدا نے بیٹا دیا یہ برکت اس مشہد الرضا علیہ السلام کی مجھ پر ظاہر ہوئی اس کے ساکن پر درود وسلام ہو۔

۱۶. ابوطیب محمد بن ابوالفضل سلیطی کہتا ہے کہ حمویہ صاحب شکر خراسان ایک دن نیشاپور کے میدان میں حسین بن یزید کو دیکھنے گیا تو باب مقابل سے گزرا تو کہا یہاں ایک ہسپتال بنایا جائے ایک نوکر نے اسے کہا اس آدمی کی اتباع کرو یہ آپ کو گھر تک چھوڑ آئے گا۔ امیر گھر آیا اور مجھے دستر خوان پر کھانے کے لئے بٹھایا۔

جب سب دستر خوان پر بیٹھے تو غلام سے کہا وہ آدمی کہاں ہے اس نے کہا وہ دروازے پر ہے کہا اس کو کہو اندر آئے کہا کیا تیرے پاس گدھا ہے کہنے لگا نہیں اس نے گدھا دینے کے لئے حکم دیا پھر کہا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے کہا نہیں حکم دیا کہ اس کو ایک ہزار درہم اور خطوط دیں اور آلات جنگ کے لئے کہا سب اس کو دیئے پھر امیر حمویہ قائدوں کی طرف متوجہ ہوا ان سے کہا کیا جانتے ہو کہ یہ کیا ہے کہنے۔ لگے نہیں جانتے امیر نے کہا یہ جان کہ جب میں جوان تھا امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو گیا۔

یہ مجھ پر جو عبا ہے یہ خراسان کی ہے میں نے اس آدمی سے سنا ہے کہ جو خدا سے دعا کرے اور کسی چیز کا سوال کرے تو خدا اس امام کے صدقے قبول کرتا ہے میں نے وہاں جا کر دعا کی خدا نے میری دعا اس امام رضا علیہ السلام کے صدقہ میں قبول فرمائی اب آدمی میرے ہاتھ میں ہے اب اس کے درمیان اور میرے درمیان ایک چیز کا قصاص ہے۔

انہوں نے کہا کونسی چیز؟

امیر نے کہا اس آدمی کو جب میں نے دیکھا تو اس پر یہ عبا تھی اس نے سنا کہ کوئی بڑی چیز میں طلب کر رہا ہوں اس نے مجھے حقیر سمجھا میں نے اس کا پاؤں پکڑ لیا تیری مثل اس حال میں کیوں اس طرح کی طمع کرتا ہے وہ بھی خراسان میں لشکر کے جرنیلوں نے کہا اسے معاف کر دو اب یہ اس حال میں ہے۔ یہاں اس کے بعد حمویہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو گیا اور اس بیٹی سے شادی کی کہ جو زید بن محمد بن زید علوی کی بیٹی ہے اس کے باپ کے قتل کے بعد وہ جرجان گیا وہاں محل بنایا اور بہت سی نعمتوں سے وہاں مالا مال ہے یہ سب کچھ امام رضا علیہ السلام کی برکت سے ہے۔

جب ابوالحسن محمد بن زیاد علوی نے خروج کیا تو بیس ہزار نیشاپور کے لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اسے اپنا خلیفہ قرار دیا اور اس کو بخارا کی طرف بھیجا حمویہ داخل ہوا اور اس نے اپنا ایک آدمی بھیجا اور امیر خراسان سے کہا یہ اولاد رسول اللہ ہیں کہ جو بھوکے ہیں واجب ہے کہ ان کی کفالت کی جائے۔

یہاں تک کہ یہ طلب معاش میں نکلیں اس نے ہر ماہ رسمی طور پر ان کا وظیفہ مقرر کیا اور اس کو نیشاپور لوٹا دیا اور یہ سب کچھ امام رضا علیہ السلام برکت سے ہے۔

۱۷. ابوالعباس احمد بن محمد بن حسین بن حاکم جو اصحاب حدیث سے ہے کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے حرم میں ایک ترک آدمی کو دیکھا کہ جو امام کے سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر گریہ کرتے ہوئے دعا کر رہا ہے کہ اللہ اس امام کے صدقہ

میں اگر میرا بیٹا زندہ ہے تو ملا دے اگر مر گیا ہے تو اس کی خبر دے راوی کہتا ہے کہ میں ترکی زبان جانتا تھا میں نے اس سے کہا اے مرد کیا بات ہے؟

اس نے کہا میرا ایک بیٹا میرے ساتھ اسحاق آباد کی جنگ میں تھا اب اس کی خبر نہیں اب اس پر گریہ کے سوا کوئی چارا نہیں یہاں پر آیا ہوں کہ خدا کو اس امام کا واسطہ دوں میں نے سنا کہ اس کی دعا قبول ہوئی امام کے صدقہ میں راوی کہتا ہے میں اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر مہمان کیا جب ہم مسجد سے نکلے تو ایک جوان نے راستے میں ملاقات کی جو اسے ترکی میں بات کرتا ہے اور گلے ملتا ہے میں نے سمجھا یہ اس کا دوست ہے۔

جب کہ اس کا وہ بیٹا تھا خدا نے ان کو آپس میں ملایا راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سے پوچھا کہ کیسے یہاں آیا ہے تو اس کے بیٹے نے کہا کہ میں طبرستان میں جنگ کے بعد چلا گیا وہاں ایک دیلمی نے میری پرورش کی اب میں بڑا ہو گیا ہوں تو میں اپنے ماں باپ کی تلاش میں نکلا مجھ پر ان ماں باپ کی خبر مخفی تھی۔

میں ایک قوم کے ساتھ راستہ طے کر کے یہاں پہنچا تو مجھ پر ظاہر ہو گیا اس امام کے صدقہ یہ مل گیا میرا یقین محکم ہو گیا جب تک زندہ رہا مشہد میں رہا۔

شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی اپنی کتاب اعلام الوریٰ میں امام رضا علیہ السلام کے معجزات ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے یہ سب کچھ امام کی شہادت کے بعد امام کی برکت جو کچھ کرامات ظاہر ہوئی ہیں سب نے دیکھا اور عام و خاص کو یقین ہو گیا۔

مخالف و دوست سب نے اس کا اقرار کیا یہ تو بہت کم کرامات ذکر کی ہیں اس سے بہت زیادہ کرامات ہیں کہ جو شمار کرنے کی حد سے خارج ہیں۔

جذام و برص سے مریض شفایاب ہوئے حوائج لوگوں کی پوری ہوئیں درد و رنج دور ہوئے بہت زیادہ کرامات کا ہم نے اپنی زندگی میں مشاہدہ کیا کہ جس سے ہمارا یقین محکم ہوا اور علم میں اضافہ ہوا کہ اس کے بعد کسی شک و ریب کی گنجائش نہیں رہی۔

شیخ محمد بن حسن حر عاملی اپنی کتاب اثبات الہدیٰ میں بہت سی روایات و معجزات ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے کہ جو کچھ معجزے ذکر کیئے ہیں اس سے کہیں زیادہ کا امام کے حرم سے مشاہدہ کیا ہے ہیں جس طرح طبرسی کے مشاہدہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ میں چھبیس سال امام کے پاس آتا رہا بہت سی اخبار و روایات سنیں کہ جو تواتر کی حد تک ہیں اب میرے دل میں کوئی ایسا خدشہ نہیں رہا کہ میں امام سے دعا کروں خدا اس امام کے صدقہ میں قبول نہ کرے۔

تفصیل کی گنجائش نہیں ہے اس اجمال پر اکتفا کرتا ہوں کہ ایک بچی پڑوس میں تھی کہ جو گونگی تھی پھر ایک دن امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی تو میں نے ایک خوبصورت آدمی حرم کے پاس دیکھا گمان ہوا کہ امام رضا علیہ السلام ہیں انھوں نے بچی سے فرمایا: تو

کلام کیوں نہیں کرتی تو اسی وقت وہ بولنے لگی اس کا گونگا پن زائل ہو گیا تو میں نے اس وقت یہ اشعار کہے۔

یا کلیم الرضا علیک السلام و کرام

کلیمی عسیٰ ان اکون کینما .

یکلم الرجا! احبابک اصطفاء ام حسنک

العبارع مما یصبو اللہ الامام

ام ارانا الاعجاز فیک وھم

ذالو بہ اقوی من غیرہ والسلام

یعنی اے کلام کرنے والے امام میرا آپ پر سلام۔ مجھ سے کلام کرو امید ہے کہ کلام کریں گے کیونکہ آپ کلیم ہیں خدا نے آپ کو اس مقام کے لئے چنا ہے آپ واقعاً امام ہیں کیا میں عاجز ہوں آپ کو دیکھوں زیارت کروں آپ اپنے غیر سے اقوی زیادہ قوت والے ہیں میرا سلام آپ پر۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ امام کے روضہ انور سے بہت سے معجزے اور کرامات ظاہر ہوئیں اور بہت سے لوگوں کی دعائیں مستجاب ہوئیں کہ جن کا ذکر کرنا ناچیز کی طاقت سے باہر ہے۔

بہت سی کتب میں مختلف زبانوں میں اس کا واضح ثبوت ہے کہ امام کے معجزات ہر دن، ماہ وسال و ہر وقت ظاہر ہو رہے ہیں کہ لوگوں سے ہر وقت امام کا حرم بھرا ہوا ہے اگر زمین کے درخت قلم بن جائیں اور میں خدا سے اپنی طولانی زندگی کی دعا کروں اور خدا مجھے توفیق دے کہ میں اس کتاب کو تمام کرسکوں و آئمہ کے حالات آخر تک لکھوں اس کتاب کی طرح خدا ہی مددگار اور بہترین ملجاو پناہگاہ ہے۔

تیسرا مطلب: امام کی زیارت کرنے کا ثواب

احادیث وروایات میں امام رضا علیہ السلام آسمان امامت ولایت کا آٹھواں چمکتا ہوا ستارہ کہ جس کی ملکوتی شخصیت کی معرفت، زیارت اور زیارت کے آداب پر، بہت سی روایات میں بہت زیادہ ثواب نقل کیا گیا ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہے کہ جو ہماری شہادت کے بعد ہماری زیارت کرے گا تو گویا اس نے ہماری زندگی میں زیارت کی ہے اس بنا پر۔

زیارت یعنی آئمہ علیہم السلام کے حرم مقدس میں عشق ومعرفت کے ساتھ حاضر ہونا زیارت: یعنی اس حجت خدا سے قلبی رابطہ قائم کرنا جو بندوں اور خدا کے درمیان فیض ورحمت کا وسیلہ ہیں۔

زیارت :۔ یعنی امام علیہ السلام سے تجدید بیعت کرنا تا کہ ان کی قربانیوں کو زندہ رکھا جائے ۔ زیارت یعنی: امام علیہ السلام سے اظہار عقیدت ومحبت کرنا جس کے بارے میں خدا اپنے رسول گرامی سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے رسول کہہ دو میں تم سے تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ میرے قرابتداروں (اہلبیت علیہم السلام) سے مودت ومحبت کرو زیارت یعنی یہ کہ اولیاء خدا کی شہادت سے ان کے نام اور بلند اہداف خدا کو فراموش نہیں ہوئے۔

زیارت گاہ راہ ولایت پر چلنے والے عاشقوں کی وعدہ گاہ ہے۔ امام کی زیارت کرنے سے مراد امام معصوم کی رہبری کی حمایت اور شیطانی طاقتوں اور ان کی رسم وراہ سے اظہار نفرت کرنا ہے حضرت زہراء علیہا السلام ہر ہفتہ شہدائے احد کی زیارت کے لئے مدینہ سے باہر ان کی قبور پر تشریف لے جایا کرتی تھی مومن کی زیارت کا ثواب بہت ہی روایات میں لکھا ہے یہ تو امیر المومنین اور انکی معصوم اولاد اور امام وقت ہیں۔

امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے ثواب میں بہت احادیث منقول ہیں ان میں کچھ کو یہاں ذکر کرتے ہیں۔

۱. مرحوم شیخ الثقہ ابو القاسم جعفر بن محمد بن موسیٰ بن قولویہ کامل الزیارات میں یحیٰی بن سلیمان مازنی سے وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ امام نے فرمایا: کہ جو میرے بیٹے کی قبر کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ستر حج مقبولہ کا ثواب عطا کرے گا راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا ستر حج فرمایا: ہاں سات سو حج میں نے عرض کیا سات سو فرمایا:

ستر ہزار حج میں نے کہا ستر ہزار فرمایا: بسا اوقات حج قبول نہیں ہوتی جو رات امام کے پاس گزارے گا گویا اس نے اللہ کے نور کی زیارت عرش پر کی میں نے کہا عرش پر؟ فرمایا:

قیامت کے دن جب عرش پر اللہ کے پاس چار اولین میں سے اور چار آخرین میں سے چار اولین سے نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام چار آخرین میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی علیہ السلام، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام پھر ہاتھ میدان کی طرف اشارہ کیا کہ جو قبور آئمہ علیہم السلام کی زیارت کرے گا اللہ اس کے درجات بلند اور اسے اپنا قرب عطا کرے گا میرے بیٹے علی رضا علیہ السلام کے زوار کا یہ مرتبہ ہے۔

مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون اور امالی میں سلیمان بن حفص مروزی سے اس طرح نقل کیا ہے تھوڑے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ پھر اس کے بعد کہا کہ امام کے قول کا مطلب یہ ہے کہ امام نے فرمایا: کہ جیسے اس نے اللہ کے عرش کی زیارت کی یہ تشبیہ نہیں ہے۔ کیونکہ ملائکہ عرش پر اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ہم عرش کی زیارت کرتے ہیں ہماری مراد جیسے ہم جو بیت اللہ کا حج کرتے ہیں، کیونکہ اللہ کسی مکان کے ساتھ متصف نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر علوا کبیرا ہے۔

۲. ابن قولویہ کامل میں احمد بن دستوائی سے نقل کرتے ہیں کہ میں جب ابو جعفر ثانی کے پاس حاضر ہوا تو میں نے

عرض کیا آپ کے باپ کی جو طوس میں زیارت کرے گا۔اس کا کتنا ثواب ہے فرمایا: جو میرے باپ کی طوس میں زیارت کرے گا خداوند اس کے گزشتہ و آیندہ گناہ بخش دے گا۔

حمدان کہتا ہے میں نے اس کے بعد ایوب بن نوح بن دراج سے ملاقات کی تو میں نے اس سے کہا کہ اے ابوالحسن میں نے اپنے مولا امام تقی علیہ السلام سے سنا ہے کہ فرمایا: جو میرے باپ کی طوس میں زیارت کرے گا خدا اس کے سب گناہ بخش دے گا۔

ایوب نے کہا اس سے مزید میں کہتا ہوں کہ میں نے ابوجعفر سے سنا کہ جو طوس میں میرے باپ کی زیارت کرے گا خدا اس کے سب گناہ بخش دے گا اور قیامت کے دن ایک منبر رسول کے برابر اس کے لئے نصب کرے گا یہاں تک کہ خدا مخلوق کے حساب سے فارغ ہو۔

عیون میں مذکورہ دو سندوں کے ساتھ محمد بن سلیمان کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے ایک آدمی کو سوال کرتے دیکھا کہ ایک آدمی حج اور عمرہ بجالایا ہو پھر مدینے آیا اور رسول خدا کی زیارت کی پھر امیر المومنین علی علیہ السلام کی زیارت کی ان کے حق سے عارف تھا پھر امام حسین علیہ السلام کی زیارت پھر بغداد آیا اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زیارت کی پھر اپنے شہر لوٹ آیا پھر حج افضل ہے یا امام حسین علیہ السلام کی زیارت؟ جو حج کرے اور پھر خراسان امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی امام نے فرمایا: بلکہ خراسان امام کی زیارت بھی کرے تو امام حسین علیہ السلام کی زیارت افضل ہے لیکن امام رضا علیہ السلام کی زیارت رجب کے مہینہ میں کرے پھر امام نے فرمایا: انہیں ایام میں نہیں کہ حج پر جائے ہم پر اور تم پر بادشاہ کی طرف سے طعن و تشنیع ہے اس روایت کو کافی میں بھی اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔

علی بن ابراہیم اپنے باپ سے وہ علی بن مہزیار سے کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں کیا اامام رضا علیہ السلام کی زیارت افضل ہے یا امام حسین علیہ السلام کی امام نے فرمایا: میرے باپ کی زیارت کیونکہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت سب لوگ کرتے ہیں لیکن میرے باپ کی زیارت فقط شیعہ ہی کرتے ہیں۔

اس روایت کو کامل الزیارات اور عیون میں ان دو سندوں کے ساتھ علی بن مہزیار سے اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

عیون میں عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے امام ابوجعفر محمد بن علی رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں اس کی جنت کا ضامن ہوں جو میرے باپ کی زیارت طوس میں اس کے حق کی معرفت کے ساتھ کرے۔

مرحوم صدوق رحمہ اللہ اس سند کے ساتھ عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر سے کہا کہ میں حیران ہوں کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کروں یا آپ کے والد بزرگوار کی تو مجھے فرمایا: کہ میرے باپ کی زیارت کرو اس وقت ابوجعفر علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام کے زوار بہت ہیں میرے

باپ کی قبر کے زوار طوس میں کم ہیں۔

اسی سند کے ساتھ حمزہ بن حمران سے منقول ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ میرا ایک ٹکڑا (امام رضاؑ) خراسان کی زمین میں قتل کیا جائے گا کہ جس کو طوس کہا جاتا ہے جو ان کی زیارت ان کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے کرے گا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر میں جنت میں لے جاؤں گا اگر چہ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو میں نے عرض کیا آپ پر قربان ان کے حق کی معرفت کیا ہے؟ فرمایا: جو یہ جانتا ہو کہ امام کی اطاعت فرض ہے جو ان کے حق پر گواہ ہو اللہ اسے ستر ہزار شہید کا ثواب عطا کرے گا کہ جو رسول خدا کے سامنے حق کی راہ پر شہید کیے گئے ہوں۔

ایک اور حدیث میں مرحوم صدوق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے امام رضا علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ان کو طوس میں شہید کیا جائے گا ہمارے شیعوں میں سے لوگ ان کی زیارت کریں گے۔

اس طرح مرحوم صدوق رحمہ اللہ عیون میں اور امالی میں اور ابن قولویہ کامل الزیارات میں احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کی طرف اس روایت کو سند دی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کا خط پڑھا کہ جس میں فرمایا: میرے شیعوں کو یہ پیغام پہنچاؤ کہ میری زیارت کا ثواب ایک ہزار حج کے برابر ہے۔

میں نے ابو جعفر اس کے بیٹے سے کہا ہزار حج تو فرمایا: ہاں خدا کی قسم ہزار ہا حج کہ جو ان کے حق کی معرفت رکھتا ہو۔

عیون میں سند مذکورہ کے ساتھ علی بن اسباط کہتا ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کے والد بزرگوار کی خراسان میں زیارت کا کیا ثواب ہے تو فرمایا: جنت اللہ کی قسم جنت اللہ کی قسم جنت۔

حمدان بن دیوانی کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو میری زیارت کرے گا قیامت کے دن تین مقام پر میں کام آؤں گا اور اسے نجات دلاؤں گا میزان، صراط اور نامہ اعمال دیتے وقت۔

ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری کہتا ہے کہ میں نے امام نقی علیہ السلام سے سنا ہے کہ طوس جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے جو وہاں داخل ہوگا (جائے گا) قیامت کے دن جہنم سے امان میں ہوگا۔

مرحوم کلینی رحمہ اللہ کافی میں اور ابن قولویہ کامل الزیارات میں علی بن ابراہیم جعفر سے وہ حمدان بن اسحاق سے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے امام نقی علیہ السلام سے سنا ہے اور ایک آدمی نے امام جواد علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ فرمایا: جو طوس میں میرے والد بزرگوار کی زیارت کرے گا اللہ اس کے گزشتہ و آئندہ گناہ بخش دے گا راوی کہتا ہے:

میں نے حج کیا پھر زیارت کے بعد ایوب بن نوح سے ملاقات کی تو اس نے مجھ سے کہا کہ ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا: ہے کہ جو میرے باپ کی طوس میں زیارت کرے گا۔ خدا اس کے گزشتہ و آئندہ گناہ بخش دے گا اور اس کا مقام رسول خدا اور علی علیہ السلام کے ساتھ ہوگا ان کے بعد میں نے دیکھا کہ اس نے امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی۔

مرحوم صدوق عیون میں علی بن حسن بن علی بن فضال سے وہ اپنے باپ سے وہ ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا سے کہ انھوں نے فرمایا:

خراسان ایک بقعہ ہے ایک زمانہ آئے گا کہ وہاں پر ملائکہ کا نزول ہوا کرے گا کہ جو قیامت تک ملائکہ آتے رہیں گے کہا گیا کہ یابن رسول اللہ کونسا بقعہ فرمایا: وہ ارض طوس ہے کہ جو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جو اس بقعہ کی زیارت کرے گا اس کو زیارت رسول خدا کا ثواب ملے گا اور ان کے نامہ اعمال میں ایک ہزار حج وعمرہ مقبولہ خدا لکھے گا میں اور میرے آباء واجداد قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے۔

مذکورہ سند کے ساتھ وہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ میرے باپ نے کہا میں نے ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا سے سنا ہے کہ انھوں نے فرمایا: کہ مجھے زہر دے کر شہید کیا جائے گا اور میں ایسی زمین پر غربت کے عالم میں دفن کیا جاؤنگا جان لو کہ جو میری زیارت میری غربت میں کرے گا میں اور میرے آباء واجداد قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے اور ہماری شفاعت اس کی نجات کا باعث ہے اگرچہ گناہ ثقلین (دونوں جہان) کے برابر ہوں۔

ابوصلت ہروی سے روایت ہے کہ وہ امام رضا سے نقل کرتے ہیں کہ ایک قوم اہل قم سے امام کے پاس آئی سلام کیا امام نے ان کو جواب سلام کے بعد اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا: مرحبا خوش آمدید تم ہمارے حقیقی شیعہ ہو۔

عنقریب تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ تم یہاں طوس میں میری قبر کی زیارت کروگے جان لو کہ جو میری زیارت کرے گا اور غسل سے پاک ہو کر کرے گا تو وہ ایسے ہے کہ جیسے ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے گناہ نہیں ہوتے۔

یاسر امام کے خادم سے منقول ہے کہ امام رضا نے فرمایا:

جو ہماری زیارت کے لئے سفر کرے گا وہ جان لے کہ میں زہر سے ظلم کے ساتھ قتل کیا جاؤنگا اور غربت کے عالم میں دفن ہونگا جو میری زیارت کو آئے گا اس کی دعا قبول ہوگی اور گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

کتاب مجالس میں عبداللہ بن فضل ہاشمی کہتا ہے کہ امام صادق کے پاس تھا کہ ایک آدمی جو اہل طوس سے تھا آیا اور کہا یابن رسول اللہ امام حسین کی زیارت کا کتنا ثواب ہے امام نے فرمایا:

اے طوسی جو امام حسین کی زیارت کرے اور جانتا ہو کہ ان کی اطاعت فرض ہے اس کے گزشتہ وآئندہ گناہ معاف کرے گا اور اس کی ستر گناہ کار آدمیوں کی شفاعت قبول کی جائے گی اور قبر میں اس سے سوال نہیں ہوگا اور پھر امام کا فرزند آیا امام نے اسے گود میں بٹھایا اور ان کا بوسہ لیا پھر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے طوسی یہ امام ہے میرے بعد خلیفہ اور حجت خدا ہے عنقریب ان کے صلب سے ایک بیٹا پیدا ہوگا کہ آسمانوں میں اللہ کی رضا اور زمین پر اللہ کی عبادت کرے گا اور تمہاری سرزمین پر زہر سے ظلم وجفا کے ساتھ شہید کیا جائے گا۔

غربت کے عالم میں دفن ہوگا جو اس کی غربت میں زیارت کرے گا اور جانتا ہو کہ اپنے باپ کے بعد واجب الاطاعۃ ہیں گویا اس نے رسول اللہ کی زیارت لی۔

عیون میں علی بن ابراہیم بن ہاشم اپنے باپ سے وہ صقر بن دلف سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں نے علی بن محمد بن علی رضا علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

جو اللہ سے حاجت رکھتا ہو وہ میرے جد امام رضا علیہ السلام کی طوس میں غسل کے ساتھ زیارت کرے اور دو رکعت نماز ان کے سرہانے کی جانب بجالائے اور ان دو رکعتوں کی قنوت میں اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرے تو اس کی حاجت اور دعا مستجاب ہوگی۔

مگر یہ کہ اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو اور قطع رحمی نہ کی ہو امام رضا علیہ السلام بقعہ اور حرم جنت کے بقعوں میں سے ہے اس کی زیارت کوئی مومن کرے خدا اس کو جہنم کی آتش سے آزاد اور جنت میں اس کا ٹھکانہ قرار دے گا۔

عبدالعظیم حسنی نے فرمایا:

میں نے علی بن محمد عسکری علیہ السلام سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اہل قم اور اہل ساوہ کے گناہ میرے جد علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کی زیارت سے بخشے جائیں گے جو ان کی زیارت کرتے ہوئے آنسوؤں کا ایک قطرہ بہائے گا خدا اس پر جہنم کو حرام قرار دے گا۔

بحار میں اور اپنے بعض شیعہ کتب میں دیکھا ہے کہ جن میں کتاب فصل الخطاب کا حوالہ امام رضا علیہ السلام سے دیا ہے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

جو میری زیارت کے لئے سفر کرے گا اس کی دعا قبول اور اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے جس نے میری زیارت کی اس نے رسول خدا کی زیارت کی اور اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار حج وعمرہ مقبولہ کا ثواب لکھا جائے گا۔

میں اور میرے آباء واجداد قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے یہ بقعہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور ملائکہ وہاں نازل ہوتے ہیں قیامت تک آتے رہیں گے۔

مولف فرماتے ہیں:

یہی روایت میں نے بعض کتب اہل سنت میں دیکھی ہے کہ جو محمد بن محمود حافظ بخاری نے امام رضا علیہ السلام سے اس طرح نقل کی ہے

مؤلف فرماتے ہیں:

جب ہم نے بعض روایات کو زیارت کی فضیلت میں نقل کیا ہے تو اب ہم پر ضروری ہے کہ ہم زیارات کا تذکرہ کریں

کہ جس کا نفع عام اور فائدہ عام ہے بعض نے امام جواد علیہ السلام کے فرامین کو بیان کیا کہ جو رجب میں زیارت کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

سید بن طاووس اپنی کتاب اقبال میں اس طرح نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض شیعہ کی کتب میں دیکھا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت ۲۳ ذیقعد کو دور و نزدیک سے مستحب ہے چاہے وہ زیارت معروفہ پڑھے یا اور دوسری زیارت

مؤلف فرماتے ہیں ان کے علاوہ اور بھی ایام ہیں کہ جن میں زیارت کی تاکید وارد ہوئی ہے کہ جن کا ذکر کرنا فائدے سے خالی نہیں وہ امام کی ولادت کے دن گیارہ۔

۱۱ ذی القعدہ اور وفات و شہادت کے دن آخر صفر یا ۱۴ یا ۱۷ صفر یا اول ماہ رمضان یا ۲۱ اور ۲۳ ماہ رمضان یا ۲۳ ذی القعدہ اختلاف روایات کی بناء پر مستحب ہے اور امام کی بیعت کے دن کی زیارت وہ اول ماہ رمضان ہے کہ جس کو کفعمی نے مصباح میں ذکر کیا ہے یا چھٹے

ماہ رمضان کہ جس کو عیون اور کشف الغمہ میں ذکر کیا ہے سید بن طاووس۔ اقبال میں فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان کی چھٹی تاریخ کو دو رکعت نماز کہ جس کی ہر رکعت میں حمد کے بعد سورہ اخلاص ۲۵ مرتبہ پڑھنا کہ یہ امام رضا علیہ السلام کے حقوق میں سے ہے۔ مؤلف فرماتے ہیں مناسب ہے کہ اس نماز کو امام کے روضہ مبارک میں زیارت پڑھنے کے بعد انجام دیا جائے۔

کیفیت زیارت

مرحوم صدوق رحمہ اللہ نے عیون میں اس زیارت کو ذکر کیا ہے کہ محمد بن حسن طوسی رحمہ اللہ جامعہ میں کہ جب امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا ارادہ کریں تو پہلے غسل کریں گھر سے نکلتے وقت۔ اور غسل کے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اللھم طھرنی وطھر لی قلبی واشرح لی صدری واجر علی لسانی مدحتک والثناء علیک فانہ لا قوۃ الابک اللھم اجعلہ لی طھوراً وشفاء.

زیارت کے لئے گھر سے نکلتے وقت

بسم اللہ وباللہ والی اللہ والیٰ ابن رسول اللہ حسبی اللہ توکلت علی اللہ اللھم الیک توجھت والیک قصدت وما عندک اردت.

جب امام کے حرم کے دروازہ پر آئیں تو کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھیں۔

اللھم الیک وجھت وجھی وعلیک خلفت اھلی وولدی وما خولتنی وبک وثقت فلا تخینی یا من لا یخیب من ارادہ ولا یضیّع من حفظہ صل علی محمد وآل محمد واحفظی بحفظک فانہ لایضیّع من حفظت .

غسل کے وقت یہ دعا بھی نقل ہے۔

اللھم طھرنی وطھر لی قلبی واشرح لی صدری واجر علیٰ لسانی مدحتک ومحبتک والثناء علیک فانہ لاقوۃ الا بک وقد عملت ان قوام دینی التسلیم لامرک والاتباع لسنۃ لنبیک واشھادۃ علیٰ جمیع خلفک اللھم اجعلہ لی شفاء ونوراً انک علیٰ کل شیء قدیر .

پھر لباس پہنے اور پاؤں ننگے چلے تو سکون اور وقار کے ساتھ تکبیر ولا الہ الا اللہ کہتے ہوئے اپنے قدم آگے بڑھائے جب امام کے روضہ مبارکہ میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔

بسم اللہ وباللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ اشھدان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ وانہ سید الاولین ولااخرین وانہ سید الانبیاء والمرسلین . اللھم صل علیٰ محمد وآلہ محمد عبدک ورسولک ونبیک وسید خلقک اجعلنی صلاۃ لایقوی علیٰ احصائھا غیرک اللھم صل علیٰ امیرالمومنین تاخرواھوال یوم القیامۃ .

پھران کے سرہانے کی جانب بیٹھ کر یہ زیارت پڑھے۔

السلام علیک یا ولی اللہ السلام علیک یا حجۃ اللہ . . .انا علیکم اھل البیت

پھر قبر کے بائیں طرف یہ سلام پڑھے۔

السلام علیک صمرت من ارضی...... قالو انت عندہ وجیہ

پھر دائیں طرف یہ دعا سلام۔ پڑھے۔

اللھم انی اتقرب الیک یاارحم الرحمین

پھر پائینتی کی طرف جاکر یہ کہے۔

صل اللہ علیک یا ابا الحسن وبالایدی والالسُن لک .

پھر امیر المومنین علی کے قاتل پر لعنت کرے پھر امام حسن علیہ السلام وامام حسین علیہ السلام اور تمام اہلبیت علیہم السلام کے قاتلوں پر لعنت کرے پھر امام کے سرہانے کے پیچھے دو رکعت۔ اور دعا وگریہ اور اپنے لیئے اور والدین وجمیع مومنین کے لئے دعا کرے پھر قبر کے سرہانے جو چاہے نماز پڑھے صاحب کتاب فرماتے ہیں:

شیخ ابوالقاسم بن محمد بن جعفر بن موسیٰ بن قولویہ کامل الزیارات میں بعض سے روایت کی ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے طوس (مشہد) آئے تو گھر یا مسافر خانہ سے نکلتے وقت غسل کرے پھر ذکر دعا وزیارت (ذکر کیا تھوڑے فرق کے ساتھ) عیون میں ہے کہ جب امام سے وداع کرے تو اس طرح کہے۔

السلام علیک یا مولا ی وابن مولای...

انک علیٰ کل شیء قدیر

اور کہے

استودعک اللہ والستر علیک ... علی عبادللہ الصالحین

جب امام کے روضہ سے باہر آئے تو اپنا چہرہ نہ پھیرے یہاں تک کہ امام کی قبر مبارک آنکھوں سے غائب ہو جائے۔

کامل الزیارات میں حکیم بن داود بن حکیم سے وہ مسلمہ بن خطاب سے وہ عبداللہ بن احمد سے وہ بکر بن صالح سے وہ

و بن ہشام سے وہ ایک شیعہ سے کہ وہ کہتا ہے کہ جب امام رضاؑ کے پاس آؤ تو کہو۔

اللھم صل علیٰ علی بن موسیٰ الرضا المرتضیٰ الامام التقی النقی وحجتک علیٰ من فوق الارض ومن تحت الثریٰ الصدیق صلاۃ کثیرۃ تآمۃً زاکیۃ متواصلۃ متواترۃ مترادفۃ کافضل ما صلیت علیٰ احد من اولیک (کفعمی، مصباح)

مصباح میں کہتا ہے کہ غسل اور اذن زیارت کے بعد کہو

اللھم صل علیٰ علی بن موسی الرضا ...

پھر دو رکعت نماز زیارت اور وداع میں کہو

السلام علیک یا ولی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.

اللھم لاتجعلہ آخر العھد ..

والحمد اولاً اواخراً فظاھراً وباطناً

تمت بالخیر بعون للہ.

مولانا بلال حسین جعفری

۱۵ شعبان المعظم بروز ہفتہ

۱۴۳۱ ہجری

مولانا فیاض حسین جعفری

۲۵ محرم الحرام

۱۴۳۳

دعائے امام حسینؑ

☆ جو اس دعا کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو امام حسینؑ کے ساتھ محشور فرمائیگا آنجنابؑ اس کے شفیع ہوں گے اللہ دنیا میں اسکے قرض کو ادا کریگا آخرت میں اسکی پریشانیوں کو دور فرمائے گا
☆ اس کو اس کے دشمنوں پر غالب کریگا اور کبھی بھی اس کے پردے کو فاش نہ کریگا۔
☆ اس کا سینہ کشادہ فرمائے گا بوقتِ موت یا شہادت کلمۂ توحید کی تلقین فرمائے گا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِكَلِمَاتِكَ وَمَعَاقِدِ عَرْشِكَ وَسُكَّانِ

اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے اے اللہ میں تجھ سے تیرے کلمات سے اور تیرے عرش کے پایوں کے ذریعے سے تیرے آسمانوں میں

سَمٰوٰتِكَ وَاَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ اَنْ تَسْتَجِيْبَ لِىْ فَقَدْ رَهِقَنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرٌ فَاَسْئَلُكَ

رہنے والوں اور تیرے نبیوں اور رسولوں کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ میری دُعا قبول فرما یقیناً گھیر لیا ہے میرے معاملات نے مجھ کو پس میں

اَنْ تُصَلِّىَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَجْعَلَ لِىْ مِنْ اَمْرِىْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا

سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و آلِ محمدؑ پر رحمت نازل فرما اور میرے کام میں کشائش اور نکلنے کا راستہ مہیا فرما

☆ حضرت امام حسینؑ جب بروزِ عاشور زخموں سے چور تھے اور وداع کیلئے حضرت امام سجادؑ کے پاس پہنچے تھے تو آپ نے ان کو یہ دعا تعلیم فرمائی تھی اس دعا کے پڑھنے سے تمام مصائب دور ہو جاتے ہیں

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ بِحَقِّ يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ وَبِحَقِّ طٰهٰ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے تجھے واسطہ یٰسٓ اور قرآنِ حکیم کا اور واسطہ طٰہٰ اور قرآنِ عظیم کا

يَا مَنْ يَّقْدِرُ عَلٰى حَوَائِجِ السَّائِلِيْنَ يَا مَنْ يَّعْلَمُ مَا فِى الضَّمِيْرِ الصَّامِتِيْنَ يَا مُنَفِّسًا

اے سائلوں کی حاجتوں پر قدرت رکھنے والے اے وہ جو خاموش لوگوں کے دلوں کے حالات کو جانتا ہے اے پریشان سے دور کرنیوالے

عَنِ الْمَكْرُوْبِيْنَ يَا مُفَرِّجًا عَنِ الْمَغْمُوْمِيْنَ يَا رَاحِمَ الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ يَا رَازِقَ الطِّفْلِ

تمام بلاؤں کو اے غمزدہ لوگوں کو ہم و غم سے نجات دینے والے اے رحم کرنیوالے بوڑھوں پر اے بچے کو رزق

الصَّغِيْرِ يَا مَنْ لَّا يَحْتَاجُ اِلَى التَّفْسِيْرِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّافْعَلْ بِىْ

پہنچانیوالے اے وہ جو تفسیر کا محتاج نہیں ہے رحمت بھیج محمدؐ و آلِ محمدؑ پر اور میرے ساتھ ایسا کر (اسکے بعد اپنی حاجات بیان کرے)

حدیث خوانی کے لئے بہترین کتابیں

ذخیرۃ المجالس از مولانا حکیم سیّد غلام حیدر کرار ۴ حصے	**مجموعہ مجالس** 3 جلدیں مولانا سیّد محمد جعفر شہید
نعیم الابرار مکمل دو جلدیں تقاریر مولانا غلام حسین آف ساہیوال	**مقتل سادات** واقعات کربلا سلیس زبان میں
کفایت الواعظین ۳ جلدیں تقاریر علامہ حافظ کفایت حسین	**جامع التواریخ** فی مقتل الحسین (واقعات کربلا)
مکارم الاخلاق تقاریر مولانا سیّد حسن ظفر نقوی	**ریاض القدس** فضائل و مصائب دو جلدیں
بصیرت افروز مجالس از مولانا ابن حسن جارچوی	**الدمعۃ الساکبہ** فضائل و مصائب ۲ جلدیں
مظلومہ کربلا فی تاریخ زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا	**ریاض الاحزان** از آقائے سیّد محمد حسن قزوینی
گوہر غم (خواتین کے لئے مجالس) از ذاکرہ غدیر فاطمہ مرحوم	**نفس المہموم** از آقائے شیخ عباس قمی
معالی السبطین فضائل و مصائب ۲ جلدیں	**مفتاح الجنۃ** ۴ کے عدد پر مجالس — **انوار خمسہ** ۵ کے عدد پر مجالس

Iftikhar Book Depot (Regd.)
43-Main Bazaar, Islampura, Lahore, Ph. 37223686, Fax: +92 42 37114072,
e-mail: ibdtrade@gmail.com, Web: www.booksinurdu.com